فتاویٰ رضویہ سے ماخوذ احادیث کا مستند مجموعہ

الاحادیث النبویۃ من التصانیف الرضویۃ

المعروف

امام احمد رضا اور علم حدیث

جلد اول

افادات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ

جمع و ترتیب

محمد عیسیٰ رضوی قادری

الجامعۃ الرضویۃ مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج

شبیر برادرز ۴۰۔بی اردو بازار لاہور

نام کتاب	ـــــــ	امام احمد رضا اور علم حدیث
افادات	ـــــــ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز
جمع و ترتیب	ـــــــ	مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری
تعداد	ـــــــ	500
طبع اول	ـــــــ	2001ء
ناشر	ـــــــ	شبیر برادرز اردو بازار لاہور
قیمت	ـــــــ	

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

40-B اُردو بازار لاہور فون 7246006

انتساب

گہوارۂ علم ودانش یادگار اعلیٰ حضرت مرکز اہلسنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

کے نام

جس کی عرفاں انگیز فضائیں ہزاروں لاکھوں عارفین ومحدثین عظام وعلمائے اسلام اور فقہائے کرام کی آماجگاہ وتربیت بنیں اور جس کے در و دیوار سے بھی مجھے قلبی لگاؤ ہے۔ میں اپنی یہ تالیف معنون کرتے میں فرحت وانبساط محسوس کرتا ہوں

محمد عیسیٰ رضوی قادری

(فاضل منظر اسلام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

حضرت علامہ یٰس اختر صاحب مصباحی۔ بانی ومہتمم دار القلم، ذاکر نگر، نئی دہلی

جملہ انبیاء ومرسلین میں پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی یہ امتیاز حاصل ہے کہ صحابۂ کرام ورادیان حدیث نے آپ کی حیات مقدسہ کے ایک ایک گوشہ کو انسانیت کی ہدایت ورہنمائی کیلئے کہیں اجمال اور کہیں تفصیل کے ساتھ تاریخ کے سینے میں محفوظ کر دیا ہے۔ اور آپ کے قول وفعل کا اتنا عظیم ومستند ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اسے سمجھنے اور جاننے کے لئے علم حدیث واصول حدیث واسماء الرجال کے نام سے کئی فنون علم عالم وجود میں آ گئے۔

صحابہ وتابعین کرام کو پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہر چیز سے اتنا والہانہ عشق تھا کہ وہ اسے جاننے اور دیکھنے کیلئے ہمہ وقت بیتاب رہتے تھے اور ان کے ایمان کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ صاحب زبان ہونے کے باوجود قرآن حکیم کا وہی معنی ومفہوم وہ معتبر سمجھتے تھے جس کی تصدیق آپ فرما دیا کرتے تھے اور قرآن حکیم کے اندر کسی چیز کا صراحت کے ساتھ کوئی حکم انہیں نہیں ملتا تو وہ فوراً بارگاہ رسالت کی طرف رجوع کر کے یہ دیکھتے کہ اس سلسلے میں آپ نے کیا ارشاد فرمایا، آپ کا عمل کس چیز کی تائید کرتا ہے، اعتقاد وایمان سے لیکر اخلاق وکردار اور دنیاوی امور ومعاملات وغیرہ میں صحابہ کرام کا یہی انداز اور یہی معمول تھا۔

مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ وبغداد وقاہرہ وسمرقند وبخارا وغیرہ مختلف ادوار میں مراکز علم حدیث رہے اور یہاں کی عظیم وجلیل اسلامی ہستیاں اپنے نام وخدمات کے ساتھ اہل علم کے درمیان مشہور ومتعارف ہیں۔ ان کے اسماء ان کے طبقات اور ان کی خدمات کے سرسری ذکر کیلئے بھی طویل دفتر درکار ہے اور یہاں تو اتنی گنجائش بھی نہیں کہ اشارۃً بھی کچھ کہا اور لکھا جا سکے۔ کیونکہ مجھے صرف دو تین صفحات میں اپنے کچھ تاثرات پیش کر کے ایک خواہش کا احترام کرنا اور اپنے لئے کچھ سرمایۂ سعادت جمع کرنا ہے۔

متحدہ ہندوستان میں یوں تو بہت سے مقتدر علمائے کرام نے علم حدیث کی اپنے اپنے طور پر گراں قدر خدمت انجام دی ہے لیکن عاشق رسول شیخ الہند شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی شخصیت ان سب میں نمایاں ہے اور حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے حدیث نبوی کی نشر واشاعت میں کافی دلچسپی

اور سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا ہے، اس کے ذریعہ دین کی ایک نازک دور میں نصرت وحمایت کی۔ اور حدیث نبوی کی تدریس و تبلیغ کے ساتھ عشق نبوی کو بھی مسلمانان ہند کے درمیان عام کیا۔ اور یہ ایک حسن اتفاق ہے کہ عاشق رسول امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا قادری فاضل بریلوی کو حضرت شیخ محدث دہلوی کے علم راسخ و تبحر کامل و عشق رسول کے سبب غایت درجہ کی محبت و عقیدت ہے۔

امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی اپنے عہد کے ان علماء راسخین میں سے ایک ہیں جن کے وجود اور جن کے علم و بصیرت پر اس پورے عہد کو ناز ہوا کرتا ہے۔ تفسیر قرآن ہو کہ حدیث و اصول حدیث، فقہ اسلامی ہو کہ ادب و شاعری یا ریاضی و سائنس ہر شعبہ علم و فن میں آپ کو اس حد تک مہارت و ژرف نگاہی حاصل تھی کہ اس کے سارے گوشوں پر بڑی حد تک آپ کی نظر محیط تھی اور کئی درجن علوم و فنون کے اندر آپ کی یادگار اور شاہکار تصانیف بھی موجود ہیں جن میں سے بہت سی تصانیف ابھی تک منتظر طباعت ہیں۔

فتاویٰ رضویہ کے نام سے بارہ ضخیم جلدیں آپ کا ایسا زبردست دینی و علمی و فقہی کارنامہ ہے کہ جس کا مطالعہ کرکے فتاویٰ عالمگیری کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، جو عہد اورنگ زیب کے سو سے زیادہ اکابر و نامور فقہائے کرام کی مشترکہ کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ جب کہ فتاویٰ رضویہ فرد واحد کے علم و فضل کا شاہکار ہے۔ فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ رضویہ فقہ حنفی کے مستند ترین مراجع ہیں۔

عزیز گرامی قدر مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری فاضل منظر اسلام بریلی شریف کی زیر نظر کاوش و محنت رضویات کے موضوع پر تحقیق کرنے والے علماء و دانشوروں کے لئے ایک سنگ میل ہے کہ انہوں نے ایک نئی طرح ڈالی ہے، ایک نیا انداز اپنایا ہے، اور جماعت اہلسنت کی طرف سے ایک فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

آپ نے فتاویٰ رضویہ کی بارہ ضخیم جلدوں کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے، گویا ایک سمندر کی غواصی کی ہے اور پھر اس سے بے شمار گوہر آبدار نکال کر اصحاب علم و ارباب ذوق و عاشقان رسول مقبول کے مطالعہ کی میز کو ان سے اس طرح مزین و مرصع کر دیا کہ ابصارت و بصیرت دونوں مزید روشن و منور ہو جائیں۔ ایمان و اسلام کی بزم میں اجالا پھیل جائے اور قلب و روح کا ہر گوشہ جگمگا اٹھے۔

فتاویٰ رضویہ کی سبھی جلدوں میں جتنی احادیث کریمہ مذکور و مسطور ہیں ان سب کو بڑی عرق ریزی و کدوکاوش کے ساتھ برسوں کی محنت کے بعد آپ نے جمع کیا اور آپ کی تحقیق و ترتیب کے مطابق فتاویٰ رضویہ میں شامل احادیث کریمہ کی مجموعی تعداد ۳۵۹۱ ہے۔ جنہیں آپ نے اسی ترتیب سے جمع کیا ہے جس ترتیب کے ساتھ فتاویٰ رضویہ میں ہیں، البتہ احادیث کی تخریج میں آپ

نے کہیں ابواب و فصول اور کہیں مزید مراجع و ماخذ کا اضافہ کیا ہے۔ جہاں کہیں اردو ترجمہ نہیں لکھا گیا تھا وہاں خود اپنی طرف سے آپ نے ترجمہ کیا۔ اور پھر ان دونوں ترجموں کو فرق و امتیاز کیلئے آپ نے قوسین میں، مولف، درج کر دیا ہے۔ اسی طرح قارئین کی سہولت کیلئے آپ نے ایک اچھا کام یہ کیا کہ فتاویٰ رضویہ کے اندر مشمولہ رسائل کے آغاز میں خود اپنی طرف سے اس کا خلاصہ کیا اور آسان زبان میں پورے رسالہ کی بحث کو قارئین کے سامنے پیش کر دیا۔ حدیث لکھنے سے پہلے آپ نے ہر حدیث کے ساتھ ایک ضمنی سرخی بھی تحریر کر دی ہے۔ جس سے قارئین کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس حدیث کے اندر کیا حکم و ہدایت ہے یا اس سے کونسا فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے۔

تین ضخیم جلدوں میں فتاویٰ رضویہ کی احادیث کو آپ نے مرتب کیا ہے جن میں سے پہلی جلد کا آپ مطالعہ فرمارہے ہیں۔ اس جلد کے اخیر میں متن حدیث کو بھی ابواب کے ضمن میں بشکل فہرست شامل کر دیا گیا ہے۔ تینوں جلدوں کے اندر جتنی بھی احادیث کریمہ کی کتابوں کے نام ہیں ان سب کی فہرست تیسری جلد کے آخر میں درج کر دی گئی ہے۔

مذکورہ باتوں کے علاوہ فاضل مرتب مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری نے تقریباً ساٹھ صفحات پر مشتمل ایک دیباچہ بھی تحریر کیا ہے۔ جس میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کی علمی و فنی حیثیت کے ان پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جن کا تعلق علم حدیث میں آپ کی مہارت و جامعیت سے ہے مثلاً تعریف حدیث، تدوین حدیث، کتب حدیث، طبقات حدیث، اسماء الرجال وغیرہ وغیرہ۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اسی طرز پر ہمارے محققین و مصنفین دوسرے موضوعات پر بھی قلم اٹھائیں اور رضویات کے باب کو اور زیادہ وسیع کریں۔ اسی کے ساتھ اس کی بھی ضرورت ہے کہ ایسے اصحاب قلم کی حوصلہ افزائی پوری جماعت اہلسنت کی جانب سے کی جائے تاکہ یہ سلسلۂ علم و تحقیق و خیر و برکت دراز سے دراز تر ہو سکے۔

رب کائنات فاضل مرتب مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری کی اس محنت و جاں سوزی کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل میں قبول فرمائے اور انہیں مزید دینی و علمی خدمت کی توفیق عطا فرمائے! آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین

یٰس اختر مصباحی۔ ۴۲۳ ٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

جمعۃ المبارکہ بتاریخ ۱۱ر صفر ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۸ر مئی ۱۹۹۹ء

۷۸۶
۹۲

سرنامۂ سخن

انسانی تاریخ میں نہ جانے عروج وزوال اور ادبار واقبال کے کتنے دور آئے اور ہر بار ایک نئی تاریخ مرتب ہوئی چونکہ خلاق عالم کو انسان کی بقاء و سلامتی منظور تھی اس لئے اسے ہر موڑ پر محفوظ رکھا اور اس کی نسل کو چلا بخشتا رہا کیونکہ یہ قدرت کی صناعی کا مظہر اتم ہے۔ اولاد آدم علیہ السلام میں جلیل القدر انبیاء بھی ہوئے اور اولیاء و علماء اور صلحا بھی، اور جب زمین کی وسعتوں میں نسل آدم پھیلی اور کائنات کی پہنائیوں پر اولاد کا قبضہ و تسلط ہوا تو انہوں نے شر و فساد بھی کیا اور جنگ و جدال بھی، جو انسانی تاریخ کا ایک عظیم اور المناک باب ہے۔

انسانی فتنوں کے سمندر میں ہزاروں مرتبہ طغیانی آئی اور اس موج بلا کا شکار اگرچہ زیادہ تر محکوم ہی ہوتا رہا مگر کبھی ایسا بھی ہوا کہ حاکم بھی اس کی زد سے محفوظ نہ رہ سکا کہ بسا اوقات حاکم محکوم ہو گیا پھر جو اس پر حاکم ہوا اس کی گرفت سے وہ محفوظ و مامون نہ رہا۔

اس حیرت انگیز اور عبرت آموز تاریخ کے پردوں پر انبیاء و صلحاء کا وجود بھی مسلم رہا جو انسان کی تربیت و اصلاح کا کام انجام دیتے رہے اور ان نفوس قدسیہ کے وجود و برکت سے صالح اور نیک معاشرہ تشکیل پاتا رہا (صالح معاشرہ اسی کو کہا جاتا ہے جس میں انسان کی معاشرتی زندگی کے لئے ہر وہ چیز موجود و فراہم ہو جس کی ایک صالح سیرت انسان کو ضرورت ہے) پیغمبران عظام اور صلحاء عالم کے ذریعہ سے رب کائنات کے انوار و برکات کا ظہور ہوتا رہا اور گم گشتگان راہ کو ہدایت و رحمت کی منزلیں ملتی رہیں۔ حق کے سب سے بڑے اور اولوالعزم داعی سید الانس والجان نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر باب نبوت تو بند ہو گیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ رحمت انسانی وجود کی صلاح و فلاح کا زمانہ تھا اور حضور کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد کسی دوسرے نبی کے آنے کی توقع تو نہ رہی کیونکہ وہ خاتم النبیین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مگر انوار ربانی کا ظہور و وقوع ہوتا ہے اس لئے قرناً بعد قرن نسلاً بعد نسل علمائے امت کے ہاتھوں ان کا اظہار و ورود ہوتا رہا اسی طرح اسلام کے فروغ و استحکام پر صدیاں گزر گئیں پھر ایک پر فتن دور ایسا آیا

جس میں نئے نئے فتنے پیدا ہوئے اور بمصداق حدیث کہ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی سب جہنمی ہوں گے (مشکوۃ) لوگ مختلف فرقوں میں بٹ گئے اور ہر فرقہ دوسرے فرقہ پر سبقت و برتری حاصل کرنے کی سعی و کوشش میں لگا رہا جس سے اسلام کا شیرازہ منتشر ہونے لگا اور ہر باطل فرقہ اپنے باطل عقائد و نظریات کی ترویج و اشاعت میں طرح طرح کے مخترعہ اصول و مبادی ایجاد کیے جو سراسر دین و شریعت کے خلاف تھے۔

ایسے وقت میں اہل حق کی سربلندی اور اسلام و سنت کی حفاظت و صیانت کے لئے خالق عالم جل وعلا نے مجدد ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ھ شہر بریلی میں پیدا فرمایا۔

صحیح حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا**

اللہ تعالیٰ ہر صدی کے اختتام پر اس امت کے لئے ایک مجدد ضرور پیدا فرمائے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کرے (ابوداؤد)

یعنی اسلامی اصطلاح میں مجدد اسے کہتے ہیں جو امت کو بھولے ہوئے احکام شرعیہ یاد دلائے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مردہ سنتوں کو زندہ فرمادے، فقہ وکلام وغیرہ کے الجھے ہوئے مسائل کو سلجھادے، اپنی علمی سطوت و حشمت کے ذریعہ سے اعلاء کلمۃ اللہ فرما کر باطل اور اہل ہوا کی جھوٹی شوکت کو مٹادے۔

جب ہم چودھویں صدی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نظر آتے ہیں جو چودھویں کے بدر اور آفتاب نیمروز کی طرح اپنی شان مجددیت میں تاباں و درخشاں ہے۔

فضل وکمال میں بلند مرتبہ اور علوم وفنون میں نابغۂ روزگار جس کے سامنے عرب و عجم اور حل وحرم کے عظیم المرتبت فضلاء اور جلیل القدر علمائے نے سر نیاز خم کیے، جس کے علمی دبدبے کے سامنے یورپ و ایشیا کے فلاسفہ مرعوب و طفل مکتب نظر آتے ہیں۔

جب کہ نیچریت، دہریت وہابیت و دیو بندیت کی تیز و تند آندھیوں سے پورے ملک کی فضا غبار آلود، مسموم ہو چکی تھی، الحاد و بے دینی کے تاریک بادل چھا گئے تھے۔ بدمذہبی اور بدعقیدگی کی کالی گھٹاؤں نے ایمان و ہدایت کی روشنی کو چھپانے کی ... مفکرین نے اپنی اختراعی

تاویلات سے اسلامی مسائل اور شرعی احکام میں ترمیم کردی تھی، مولوی اور محدث کہلانے والے خدائے ذوالجلال کی عظمت و تقدیس پر جھوٹ کے بدنما داغ لگا رہے تھے، مولانا اور مفتی بننے والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں توہین و گستاخی کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے، دین کے رہزن، مسلمانوں کے متاع ایمان و اسلام بے دریغ لوٹ رہے تھے، خونخوار بھیڑیے مذہب کے نام پر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑوں پر مسلسل بے رحمانہ حملے کر رہے تھے۔

ان نازک حالات میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سید الانبیاء کے سچے وارث کی حیثیت سے اپنے علم و عرفاں سے بدمذہبی اور بدعقیدگی کا پردہ چاک فرمایا، جلال موسیٰ کا پرتو بن کر خدائے قدوس کی ردائے عظمت میں داغ لگانے والوں پر قہر الٰہی کی بجلی بن کر گرا، حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والوں کو اپنی شمشیر قلم سے موت کے گھاٹ اتار دیا، آفتاب رشد و ہدایت بن کر وہابیت کی تیز و تند آندھیوں، ایمان و اسلام کے رہزنوں اور مذہبی بھیڑیوں کا قلع قمع کیا اور اپنے تجدیدی کارناموں سے امت مرحومہ کا دین تازہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مردہ سنتوں کو زندہ کیا۔ غرضیکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی تمام فرق باطلہ کے سامنے سینہ سپر رہے اور ہر ایک کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جو ان کی تصنیفات و تالیفات سے ظاہر و باہر ہے۔

مجدد اعظم رزم گاہ حق و باطل میں

آج دنیا میں مشرکین و کفار، مرتدین اشرار اور گمراہان فجار کا کوئی ایک بھی ایسا مشہور فرقہ نہیں جس کے رد و ابطال میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی متعدد تصنیفات نہ ہوں۔

دہریہ، فلاسفہ، آریہ سماجی، یہود و نصاریٰ، ہنود و مجوس، قادیانی و نیچری، وہابی و دیوبندی و ندوی، رافضی خارجی و تفضیلی اور صلح کلی وغیرہ بے دینوں بدمذہبوں کی جس قدر فتنہ گر جماعتیں ہیں ان سب کے خود ساختہ اصول اور باطل اعتقادیات و نظریات کو خود انہیں کے مسلمات و مخترعہ قواعد سے اس طرح پرخچے اڑائے ہیں کہ سب ہباء منثورا ہو گئے۔

ہندوؤں کے ایک تعلیم یافتہ طبقہ نے جب دیکھا کہ ہندو برابر مسلمان ہو رہے ہیں یا نصرانیت کے چنگل میں پھنستے جا رہے ہیں تو ان کے اگوا پنڈت دیانند سرستی نے آریہ سماج کے نام

سے ایک مذہب جاری کیا اور مسلمانوں پر علمی دھونس جمانے کے لئے اسلامی تعلیمات کے خلاف لایعنی اعتراض کرنا شروع کیا اس لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے آریہ سماج کا بھی رد فرمایا جس کا نمونہ "کیفر کردار آریہ" اور "انفس الفکر فی قربان البقر" ہے۔" (سوانح اعلیٰ حضرت)

آپ کے زمانہ سے پہلے ہی ہندوستان میں اسلامی سلطنت کو تہ وبالا کر کے انگریزوں نے اپنی حکومت قائم کرلی تھی، انگریز اگرچہ اعتقاداً و عملاً نرے بے دین ہیں لیکن پھر بھی رومن کیتھولک مذہب کے نام لیوا ہیں اسی مذہب کی اشاعت میں طرح طرح کا جال پھیلاتے اور لاکھوں روپے تبلیغ میں خرچ کر کے لوگوں کو نصرانی بنانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اس لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ان کے رد میں تین کتابیں تصنیف فرمائیں۔" (سوانح اعلیٰ حضرت)

انگریز کے ٹکڑوں پر پلنے والے اور ان کی کاسہ لیسی کرنے والے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پر انگریز نوازی کا بے بنیاد الزام لگاتے ہیں وہ آئین اور تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں دیکھیں کہ اعلیٰ حضرت مجدد ملت امام احمد رضا نے انگریز کا کس طرح تعاقب فرمایا۔

یہ تینوں فرقے یعنی ہندو، آریہ سماج اور نصاریٰ غیر مسلم ہیں، جو نہ مسلمان ہیں اور نہ اپنے کو مسلمان کہلانا پسند کرتے ہیں ان کے علاوہ وہ فرقے جو اپنے کو مسلمان کہلاتے ہوئے بھی اسلام کی جڑ کاٹنے میں لگے ہوئے تھے ان کے رد و ابطال پر امام احمد رضا نے خاص توجہ فرمائی۔

انھیں باطل پرست فرقوں میں ایک فرقہ نیچری ہے، نیچری لوگ زمانے کے مطابق رنگ بدلنے والے اور انگریزی سلطنت کی حمایت و طرفداری کرنے کی بدولت دنیوی حیثیت میں مرجع العوام رہتے تھے ان لوگوں نے سلطنت برطانیہ کی خطرناک سازش کو بھرپور قوت پہنچانے کے لئے مسلمانوں کے دین وایمان لوٹنے اور اسلامی نشانات مٹانے کی پوری کوشش کی امام احمد رضا نے ان کے رد میں سات کتابیں تحریر فرمائیں اور انگریزوں کی خطرناک سازشوں کو کچل کر رکھ دیا۔

جب انگریزوں کے دلی خیر خواہ وہابیہ نے شش مثل کا فتنہ برپا کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت آدم، حضرت ابراہیم حضرت نوح وغیرہم انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مثل زمین کے باقی طبقوں میں اور بھی محمد، آدم، ابراہیم وغیرہ نبی ہیں، تو امام احمد رضا نے ان کے رد میں۔" تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال" اور جوابہائے ترکی بہ ترکی ۱۲۹۲ھ میں تصنیف فرما کر شائع کیا جس سے یہ فتنہ ہمیشہ کیلئے معدوم ہوگیا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت)

جب انگریزوں کی شہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا

پھر نبی اور رسول ہونے کا اعلان کیا اور حضرات انبیاء عظام کی مقدس شانوں میں گستاخیاں کرنا شروع کیں تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اس کے رد میں چھ کتابیں تصنیف فرمائیں اور ایک ماہنامہ بنام "قهر الديان على المرتد بقاديان" جاری کیا۔

جب انگریزوں کے دلی خیر خواہ وہابی دیوبندی عالموں نے مسئلہ ختم نبوت کا انکار کیا، اللہ سبوح و قدوس کے جھوٹ بولنے کو درست بتایا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر میلاد مبارک کو کنہیا کا جنم قرار دیا، سرکار دو عالم مدینۃ العلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں پاگلوں اور جانوروں کے علم کی طرح ٹھہرایا، اور غیر مقلد وہابیوں نے امام اعظم ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ اسلام کی تقلید و اتباع کو شرک و کفر کہا تو امام احمد رضا نے ان وہابیہ اور غیر مقلدین کے رد میں دو سو سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔

الغرض جب اور جہاں بھی کسی بدمذہب بدین نے سر اٹھایا وہیں مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اس کا پر غرور سر کچل کر رکھ دیا اور اس کے رد میں کتابیں تصنیف کیں اور اشتہارات شائع کئے۔

کنز الایمان" یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا کو قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کی ضرورت پیش آئی کیونکہ قرآن کریم کے کچھ ایسے ترجمے شائع ہوئے تھے جن سے ایمان و اسلام اور شرعی معتقدات پر کاری ضرب پڑ رہی تھی کہ اردو ادب کے جدید معماروں نے قرآن کے عربی کلمات کو اردو میں ضرور تبدیل کر دیا تھا لیکن اس تبدیل کو کلام الٰہی کا ترجمہ ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ عربی جملے کو اردو کے قالب میں ڈھال لینا الگ بات ہے اور قرآن حکیم کی ترجمانی کرنا اور بات ہے۔

ایک انسان اپنی صلاحیت و استعداد اور دماغی کوششوں سے معیاری مصنف و قابل صد افتخار ادیب تو بن سکتا ہے، اپنی ذاتی قابلیت و مطالعہ کے زور سے اردو، عربی، فارسی، انگریزی وغیرہ مختلف زبانوں کا ماہر تو ہو سکتا ہے، اپنے ذہن ثاقب کی ذکاوت و تیزی سے نحو و صرف، معانی و بیان، تاریخ و فلسفہ وغیرہ کا محقق تو ہو سکتا ہے۔

لیکن قرآن حکیم کا مترجم بننا تو یہ اس کے اپنے بس کی بات نہیں، قرآن مجید کی ترجمانی کرنا، کلام الٰہی کے اصل معنیٰ و مراد کو سمجھنا، آیات ربانی کے انداز کو پہچاننا، آیات محکمات و متشابہات میں امتیاز کرنا یہ صرف اس عالم دین کا کام ہے، جس کا دماغ انوار ربانی سے روشن، جس کا قلب و سینہ عشق مصطفیٰ کا مدینہ اور جس کا ذہن بصیرت دینیہ کا حامل ہو۔

جب اس معیار پر ہم کنزالایمان کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم قادر مطلق کا مقدس کلام ہے اور کنزالایمان اس کا مہذب ترجمان ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ یہ ترجمہ اس کا پیش کردہ ہے جو عظمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا علمبردار، تائید رحمانی کا سرمایہ دار، انوار ربانی کا حامل، حقائق قرآن کا ماہر، دقائق آیات کا عارف ہے جو ہمیشہ اپنے کو عبدالمصطفیٰ سمجھتا کہتا اور لکھتا رہا اور جس کو ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کہتے ہیں۔

دور حاضر کے اردو کے شائع شدہ ترجموں میں صرف ایک ترجمہ کنزالایمان ہے جو قرآن کریم کا صحیح ترجمان ہونے کے ساتھ ساتھ

☆ تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے

☆ عقائد حقہ و مسائل اسلامیہ کا محافظ و جامع ہے

☆ اہل تفویض کے مسلک اسلم کا عکاس ہے

☆ اصحاب تاویل کے مذہب سالم کا مؤید ہے

☆ زبان کی روانی اور سلاست میں بے مثل ہے

☆ عوامی لغات و بازاری بولی سے یکسر پاک ہے

☆ قرآن حکیم کے اصل منشاو مراد کو بتاتا ہے

☆ آیات ربانی کے انداز خطاب کو پہچواتا ہے

☆ قرآن کے مخصوص محاوروں کی نشاندہی کرتے ہوئے اردو زبان و ادب کے محاورات سے روشناس کراتا ہے

☆ قادر مطلق کی عظمت و تقدیس پر نقص و عیب کا دھبہ لگانے والوں کیلئے شمشیر براں ہے۔

☆ حضرات انبیاء علیہم السلام کی عظمت و حرمت کا محافظ و نگہبان ہے

☆ عامۂ مسلمین کے لئے بامحاورہ اردو میں سادہ ترجمہ ہے

☆ علماء و مشائخ کے لئے حقائق و معارف کا امنڈتا سمندر ہے

☆ اور زبان و ادب کے شائقین کے لئے اردو ادب کا بہترین صحیفہ و تحفہ ہے

تصنیفات: رد وہابیہ کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا کی مختلف علوم و فنون میں تصنیفات و تالیفات موجود ہیں جو ان کے جودت طبع فکر رسا اور تجدیدی کارناموں پر شاہد عدل ہیں۔

امام احمد رضا نے اپنے اساتذہ خصوصاً ... خاتم المحققین حضرت مولانا

شاہ نقی علی رضا خاں صاحب محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکیس علوم پڑھے اور کسی استاذ سے بغیر پڑھے محض خداداد بصیرت نورانی سے ۳۸ علوم وفنون میں دسترس حاصل کی جن کے شیخ وامام کہلائے اس طرح جتنے فنون پر امام احمد رضا کو مہارت تامہ حاصل تھی ان کی تعداد انسٹھ ہے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت)

مگر جدید تحقیق کے مطابق امام احمد رضا کو ایک سو پانچ علوم وفنون پر عبور تھا اور نہ صرف یہ کہ امام احمد رضا نے ان علوم وفنون میں کمال حاصل کیا بلکہ پچاس سے زائد علوم وفنون میں انہوں نے کتابیں تصنیف کیں جن کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے۔

تصنیفات اعلیٰ حضرت کی فہرست کے لئے ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری علیہ الرحمہ کی ''المجمل المعدد لتالیفات المجدد، اور حیات اعلیٰ حضرت'' اور حضرت علامہ و مولانا مفتی بدر الدین صاحب کی سوانح اعلیٰ حضرت اور ماہنامہ المیزان یا ماہنامہ قاری کا، امام احمد رضا نمبر'' اور ''انوار رضا'' ملاحظہ کرنا مفید و کار آمد ہے جن میں ساڑھے پانچ سو سے زائد کتابوں کے اسماء درج ہیں۔ اس فہرست کو بھی ہم کامل نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ اعلیٰ حضرت نے ایک ہزار سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں۔

یہ اگرچہ مسلم ہے کہ زمانے کے دست برد سے کچھ کتابیں ضائع بھی ہو گئی ہیں اور یہ المیہ بیشتر مصنفین کے ساتھ پیش آیا ہے۔

مگر ایک روایت کے مطابق حال ہی میں مولانا عبد الستار ہمدانی پور بندر نے کتب امام احمد رضا کی ایک جدید فہرست نہایت تتبع و تلاش کے بعد مرتب کی ہے جو ساڑھے نو سو کتابوں پر مشتمل ہے۔

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے بہت سے مردہ فنون مثلاً علم جفر، تکسیر، ہیئت اور نجوم کو نئی زندگی عطا کی اور علم توقیت میں ان کا کمال تو درجہ ایجاد پر تھا۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مختلف علوم وفنون میں مہارت ودسترس، زور استدلال، اسلوب تحقیق، ذکاوت و تیزی اور ان کی تصنیفات میں دلائل و براہین کے انبار دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں کتنی علوم وفنون کے ساتھ وہبی علم بھی حاصل تھا جس پر علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین کا واقعہ اور ان کا تاثر شاہد و ناطق ہے۔

امام احمد رضا کی تقریروں، تحریروں اور تمام تصنیفات کا خلاصہ تین باتیں ہیں۔

۱- دنیا بھر کی ہر ایک لائق محبت و مستحق تعظیم چیز سے زیادہ اللہ و رسول کی محبت و تعظیم

۲- اللہ و رسول ہی کی رضا کے لئے اللہ و رسول کے دوستوں سے دوستی و محبت

۳- اللہ و رسول ہی کی خوشی کے لئے اللہ و رسول کے دشمنوں سے نفرت و عداوت۔
جلا جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اپنی ساری عمر دنیا کو انہوں نے یہی بتایا کہ جس مسلمان کے دل میں ان تینوں باتوں میں سے ایک بات بھی کامل نہیں تو اس کا ایمان بھی کامل نہیں۔

شہنشاہ اقلیم سخن : مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ جہاں بے پناہ گوناگوں خصوصیات کے حامل اور اوصاف متعددہ کے مالک ہیں وہاں ان کا ایک وصف ایسا ہے جو تمام اوصاف و کمالات کا جامع اور ممتاز ہے اور وہ ہے "عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" عشق رسول ہی کو انہوں نے سرمایہ زندگی اور متاع آخرت سمجھا، عشق رسول ہی ان کا محور و مرکز تھا آپ ان کی تصنیفات کا مطالعہ کرتے جائیے تو آپ کو ان کے ورق ورق میں عشق مصطفیٰ کے جلوے اور ان کی سطر سطر سے عشق رسول کے سوتے پھوٹتے ہوئے نظر آئیں گے خصوصاً ان کا نعتیہ دیوان ان کے عشق رسالت کے بلند میناروں پر فائز ہونے کے ثبوت میں ایک عظیم شاہکار ہے کہ جب وہ عشق رسالت میں بے چین و مضطرب ہوتے تو اپنے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و نعت میں نعتیہ اشعار کہہ کر سوزش عشق سے تسکین حاصل کرتے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "جب سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد تڑپاتی ہے تو میں نعتیہ اشعار سے بے قرار دل کو تسکین دیتا ہوں ورنہ شعر و سخن میرا مذاق طبع نہیں۔"

انہوں نے ہزلیات اور غزلیات سے بہت دور رہ کر فن سخن کے بیشتر اصناف میں طبع آزمائی فرمائی۔ غزل، قصیدہ، مثنوی، مستزاد اور قطعات و رباعیات وغیرہ جس میدان کی طرف آگئے سکے بٹھا دیئے۔

فن سخن میں ان کی خصوصیات و کمالات کا عالم یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت، حلاوت و ملاحت، لطافت و نزاکت، تشبیہات و استعارات، حسن تعلیل، ندرت تخیل، جدت تمثیل، صنعت تلمیح و ترصیع، صنعت تجنیس و تسجیع، زور قوافی، بیان تسلسل، تنوع مضامین، انتہائی جوش و جذبہ والہانہ عقیدت و ارادت وغیرہ سب چیزیں ان کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ جس کا منہ بولتا ثبوت ان کا نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" ہے جو حمد و نعت، دعا و التجا، سلام و منقبت، عشق و محبت، حقیقت

ومعرفت، معجزات وکرامات، شرح آیات واحادیث وغیرہ مضامین کا ایک ایسا بحرزخار ہے جس کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ کرنا اہل بصیرت ہی کا کام ہے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت)

امتیازی خصوصیات (۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایسے الفاظ اور ایسے استعارے استعمال کئے ہیں جو انتہائی ادب ومحبت میں ڈوبے ہوئے ہیں تمام کلام شروع سے اخیر تک پڑھ جائیے لفظ یثرب آپ کو کہیں نہ ملے گا کیونکہ پیارے رسول دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قدوم ناز سے تمام بیماریوں اور برائیوں کو دور فرما کر یثرب کو طیبہ بنادیا ہے۔

(۲) حدود شریعت سے ناواقف شعراء جوش عقیدت میں اولیائے کرام کو صحابہ عظام پر فضیلت وفوقیت دے جاتے ہیں یا سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقابلہ دیگر انبیاء کرام سے اس طرح کرتے ہیں کہ حضرات انبیاء کا احترام باقی نہیں رہتا۔ امام احمد رضا کے کلام میں اس قسم کی باتیں نہ ملیں گی۔

(۳) اکثر شعراء کعبہ، عرش، حرم، مسجد، جنت رضوان وغیرہ کی حرمت پر تیشیں لگا جاتے ہیں اور بت خانہ ے خانہ کفر وزنار وغیرہ کی عظمت ثابت کرتے ہیں یہ بہت معیوب چیز ہے امام احمد رضا کا کلام اس قسم کی لغویات سے بالکل پاک وصاف ہے۔

(۴) آپ کا کلام جھوٹ، مبالغہ، ریا، تصنع تکلف سے بالکل منزہ ہے ہر جگہ خلوص وعقیدت صدق وحقانیت اور جذب دل کی ترجمانی ملے گی۔

(۵) عقائد اہلسنت کی تبلیغ اطاعت ومحبت رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی تلقین اور باطل پرستوں کی تردید بھی آپ کے کلام کی خصوصیت ہے۔

(۶) سرکار غوثیت مآب میں بے پناہ نیاز مندانہ عقیدت بھی آپ کی امتیازی شان ہے۔

(۷) آپ کے کلام میں کہیں تو قرآن وحدیث کے بعینہٖ کلمات وعبارات ہیں، کہیں ان کے ترجمے ہیں اور کہیں تلمیحات واشارات ہیں۔ غرضیکہ آپ کے اشعار کے مآخذ کلام الٰہی واحادیث نبویہ کے مضامین ومعانی ہیں۔

(۸) دشمنان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقبیح وتفضیح میں آپ کا شعروسخن بارگاہ رسالت کے شاعر سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ کلام کا آئینہ دار ہے۔

سرنامہ کی طوالت کا خوف اگر دامنگیر نہ ہوتا تو میں ان کی ہر ایک خصوصیت کو شرح وبسط

کے ساتھ تحریر کرتا مگر چونکہ میرا مطمح نظر امام احمد رضا کی حدیث دانی میں بصیرت و وسعت ہے اور تنگ صفحات بھی دامن کشاں ہے لہذا اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

شکار ماہ کہ تسخیر آفتاب کروں
میں کس کو چھوڑوں کس کا انتخاب کروں

امام احمد رضا کی بصیرت حدیث

جب ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی ہمہ جہت شخصیت اور ان کی تصانیف عالیہ کو دیکھتے ہیں تو فن حدیث، طرق حدیث، علل حدیث اور اسماء الرجال وغیرہ میں بھی وہ انتہائی منزل کمال پر دکھائی دیتے ہیں اور یہی وہ وصف ہے جس میں کمال وانفرادیت ایک مجدد کے تجدیدی کارناموں کا رکن اہم ہے۔ فن حدیث میں ان کی جو خدمات ہیں ان سے ان کی علم حدیث میں بصیرت و وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حدیث کی معرفت اور اس کی صحت وعدم صحت، ضعف وسقم، حسن وغیر حسن وغیرہ جملہ علوم حدیث میں جو مہارت تامہ ان کو حاصل تھی وہ بہت دور تک نظر نہیں آتی ہے اور یہ چیزیں ان کی کتب ورسائل میں مختلف انداز پر ہیں کہیں تفصیل کے ساتھ مستقلاً ذکر ہے اور کہیں اختصار کے ساتھ ضمناً اور کہیں کہیں حدیث و معرفت حدیث اور مبادیات حدیث پر ایسی نفیس اور شاندار بحثیں ہیں کہ اگر انہیں امام بخاری و مسلم بھی دیکھتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔

مستخرجہ احادیث میں کہیں کہیں پر میں نے ان کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے تعریف حدیث، ضرورت حدیث اور تدوین حدیث پر قدرے روشنی ڈالی جائے۔

تعریف حدیث: علم حدیث کی دو قسمیں ہیں علم حدیث روایۃ علم حدیث درایۃ

علم حدیث از روئے روایت اس علم کو کہتے ہیں جس سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال اور احوال واوصاف کی معرفت ہو اس علم کا موضوع خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔

حدیث از روئے درایت وہ علم ہے جس سے راوی اور مروی عنہ کے حالات بحیثیت رد اور قبول معلوم ہوں۔

اس علم کا موضوع راوی اور مروی عنہ ہیں۔ (مقدمہ ترجمہ بخاری)

ضرورت حدیث : حدیث پاک کی عظمت اور شریعت میں اس کا مقام اس سے ظاہر ہے کہ حدیث اصلاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال، افعال کا مجموعہ ہے اور اس کی عظمت و مقام کو اس چیز نے اور بڑھا دیا ہے کہ احادیث دراصل قرآن کریم کی شرح و تفسیر اور تمام مسائل دینیہ کا مرجع و منبع ہیں اس لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منشا کے صحیح واقفیت اور مکمل اسلامی زندگی اپنانے کے لئے قرآن و حدیث دونوں کا علم، دونوں سے تعلق اور دونوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسانی معیشت کے اصول و مبادی اجمالاً بیان فرمائے ہیں جن کی تعبیر و تشریح بغیر احادیث نبویہ کے ممکن نہیں ہے، نیز احکام شرعیہ کی عملی صورت واضح کرنے کے لئے اسوۂ رسول کی ضرورت ہے، احادیث رسول ہمیں قرآنی احکام کی عملی تصویر مہیا کرتی ہیں، علاوہ ازیں صلوٰۃ، زکوٰۃ، تیمم، حج اور عمرہ یہ محض الفاظ ہیں لغت عربی ان الفاظ کے وہ معانی نہیں بتاتی جو شرع میں مطلوب ہیں۔ پس اگر احادیث رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام موجود نہ ہوں تو ہمارے پاس قرآن کریم کے معانی شرعیہ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے :

(۱) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو

(۲) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی

(۳) ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا رسول تم کو جو حکم دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ۔ (مقدمہ ترجمہ بخاری ملخصاً)

تدوین حدیث : کتابی شکل میں باضابطہ طور پر تدوین حدیث اگرچہ عہد رسالت میں نہیں ہوئی تھی مگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابۂ کرام نے کتابت حدیث کا اہتمام و انصرام شروع کر دیا تھا۔

عہد رسالت میں جن صحابہ کرام نے کتابت حدیث کی ابتداء کی تھی اور جن کے پاس احادیث کا کوئی مجموعہ یا صحیفہ تھا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سعد

بن عبادہ، حضرت سعد بن ربیع، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتی کہ وہ صحابہ جنہوں نے خود اس سلسلے میں کچھ لکھایا لکھوایا ان کی تعداد بعض حضرات نے باون تک ذکر کی ہے، جن میں حضرات خلفائے راشدین عبادلہ اربعہ اور بعض امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام بھی شامل ہیں۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تحریری صورت میں جو کچھ لکھوایا وہ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے، خاص طور سے وہ نوشتے جن میں کسی قسم کے احکام آپ نے لکھوائے مثلاً عمرو بن حزم کے نام حضور کا گرامی نامہ اور ابو شاہ یمنی کے لئے حضور کا فرمان نامہ وغیرہ۔

پہلی صدی ہجری کے اخیر تک اسی طرح متفرق طور پر کتابت کے سہارے تدوین حدیث کا کام آگے بڑھتا رہا، احادیث کے یہ صحیفے اور نوشتے کسی نقطہ پر مشترک اور مجتمع نہ تھے۔ بغیر کسی ترتیب کے تابعین کرام نے اپنی مرویات کو اپنے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ رکھا تھا یہاں تک کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ خلافت آیا تو کثرت فتنہ اور ضیاع حدیث کے خوف سے انہوں نے احادیث کو یکجا کرنے کے لئے وقت کے ممتاز و معتمد افراد کو مقرر فرمایا جن میں ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم قاضی مدینہ، قاسم بن محمد بن ابی بکر، ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری اور سعد بن ابراہیم کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز نے ساری مملکت اسلامیہ میں اپنے احکام بھیجے اور مختلف علاقوں سے احادیث کا لکھا ہوا ذخیرہ جمع کیا جس کے نتیجے میں مشہور امام فن محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے حدیث کی اولیں باقاعدہ کتاب کی ترتیب و تدوین کی سعادت حاصل کی، اس کی نقلیں ادھر ادھر بھیجی گئیں، اس کے بعد دوسرے حضرات نے یہ کام کیا پھر رفتہ رفتہ یہ کام وسیع پیمانے پر آگے بڑھتا چلا گیا اور مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت وضرورت بڑھتی ہی گئی یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر اس کی طرف توجہ نہ کی جاتی تو حدیث کا وسیع اور بڑا ذخیرہ سارا کا سارا ضائع ہو جاتا۔ (علوم الحدیث ملخصاً)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ کتاب اللہ کے بعد احادیث ہی کا مرتبہ و مقام ہے۔ اس لئے عموماً مسائل کو جب آپ نے دلائل و براہین سے آراستہ و مزین کیا ہے تو سب سے پہلے آیات قرآنیہ پیش فرمائی ہیں پھر احادیث مبارکہ اس کے بعد جزئیات فقہ اور اقوال ائمہ وعلماء، اس طرح انھوں نے ایک ایک مسئلہ کے ثبوت و تحقیق میں دلائل کے انبار لگا دیے ہیں

حالانکہ ایک یا چند دلائل ہی سے مسئلہ مبرہن و واضح ہو جاتا مگر وہ متعدد دلیلوں سے اس طرح روشن کرتے ہیں کہ اس کا کوئی بھی گوشہ تشنۂ تکمیل نہ رہے۔ جہاں ایک حدیث کے ذکر کر دینے سے مطلوب و مدعا ثابت ہو جائے گا وہاں پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کئی کئی حدیثیں بلا تامل پیش فرماتے ہیں جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فقہ کی نہیں بلکہ حدیث کی کتاب لکھنا چاہتے ہیں، وہ اپنے اسی ممتاز وصف سے علماء میں منفرد و نمایاں نظر آتے ہیں اور اسے ان کی حدیث دانی میں وسعت و مہارت ہی کہا جائے گا۔

پھر یہ کہ ایک حدیث کے لئے ایک یا دو کتابوں کا حوالہ کافی ہوتا ہے مگر امام احمد رضا ایسا نہیں کرتے ہیں بلکہ ایک ایک حدیث میں کئی کئی کتب حدیث کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بھی نشاندہی کرتے ہیں کہ فلاں کتاب میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث مذکور ہے اور فلاں کتاب میں یہی حدیث ان الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ۔ اور کہیں پر یہ واضح کرتے ہیں کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں فلاں راوی سے مروی ہے اور یہی حدیث فلاں فلاں کتابوں میں فلاں راوی سے۔ اور یہ انکشاف بھی کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف، حسن ہے یا غیر حسن، متواتر ہے یا مشہور، مرفوع ہے یا مقطوع۔ اور یہ کہ فلاں محدث نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور فلاں نے تضعیف اور کس محدث نے اسے کیا کہا۔ مستخرجہ حدیثوں میں ان سب کی طرف کہیں اجمالاً اور کہیں تفصیلاً اشارہ موجود ہے۔ امام احمد رضا ایک حدیث کے لئے کئی کتابوں کے حوالے اور مختلف راویوں کے نام درج کرتے ہیں اس پر مزید تمثیلات سے اجتناب کرتے ہوئے صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں کہ جس میں امام احمد رضا بریلوی کی علم حدیث اور کتب حدیث اور اسماء رواۃ پر وسعت نظر کی جھلک موجود ہے۔

"فتاوی رضویہ ج ۴، ص ۴۸۶" میں سائر بنی ہاشم و سادات کرام پر حرمت زکوٰۃ ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اول تا آخر تمام متون مذہب قاطبہ بے شذوذ شاذ و عامہ شروح معتمدہ و فتاوی مستندہ اس حکم پر ناطق اور خود حضور پرنور سید السادات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس باب میں وارد، اس وقت جہاں تک فقیر کی نظر ہے بائیس صحابہ کرام اور تین ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس مضمون کی حدیثیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیں۔

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ احمد والبخاری ومسلم، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ احمد وابن حبان برجال ثقات، حضرت سیدنا عبداللہ بن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روی الامام الطحاوی والحاکم وابو نعیم وابن سعد فی الطبقات وابو عبید القاسم بن سلام فی کتاب الاموال، وروی عنہ الطحاوی حدیثاً آخر، والطبرانی، حدیثاً ثالثاً، حضرت عبد المطلب ابن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ احمد و مسلم والنسائی، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ ابن حبان والطحاوی والحاکم وابو نعیم، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ الشیخان، ولہ عند الطحاوی حدیثان آخران، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ البخاری ومسلم، ولہ عند الطحاوی حدیث آخر، حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ الترمذی والنسائی، ولہ عند الطحاوی حدیث آخر، حضرت ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روی عنہ احمد وابوداؤد والترمذی والنسائی والطحاوی وابن حبان وابن خزیمہ والحاکم، حضرت ہرمز یا کیسان مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روی عنہ احمد والطحاوی، حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روی عنہ اسحق بن راھویہ وابو یعلی الموصلی والطحاوی والبزار والطبرانی والحاکم، حضرت ابو یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو عمیرہ رشید بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہما الطحاوی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عبد الرحمٰن بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یقال لہ صحابی، حضرت عبد الرحمٰن بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علق عن الثلاثۃ الترمذی۔ حضرت ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما روی عنہا الستۃ، حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روی عنہا الطحاوی، حضرت ام المومنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا روی عنہا احمد ومسلم۔

یہ تو کتب حدیث اور راویان حدیث کے نام ہیں جو ان کی بصیرت حدیث پر دال ہیں، لیکن کسی فقہی مسئلہ پر جب ان کا قلم چلتا ہے تو ایک مسئلے کے ثبوت و تحقیق میں کئی کئی کتابوں کے حوالے بلا تامل درج کرتے ہیں، اسی مذکورہ مسئلے کے ثبوت میں جب انہوں نے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمایا تو اٹھارہ کتابوں کے حوالے تحریر کئے یہ ان کی فقاہت، بصیرت فقہ کی ادنیٰ مثال ہے ورنہ وہ جب حوالہ دینے پر آتے ہیں تو سو سو کتابوں کے حوالے سپرد قلم کرتے ہیں۔

چودہویں صدی کے اس مجدد کی حدیث و فقہ میں عبقریت ہی ان کا طرہ امتیاز ہے۔

کتب حدیث کے جتنے بھی اصناف و انواع ہیں ان تمام اقسام کتب کے حوالے امام احمد رضا کی کتابوں میں دیکھنے کو ملتے ہیں جو ان کے فکر رسا اور طرز استدلال پر شاہد ہیں۔

ذیل میں کتب حدیث کے اقسام و انواع ملاحظہ فرمائیں

اقسام کتب

جامع کتب احادیث کی تدوین و تالیف مختلف انداز پر کی گئی ہے اسی نوعیت و مناسبت سے اعتبار سے ان کے مختلف عناوین ہیں مثلاً جامع، مسند، سنن، علل، اجزء، اطراف، مستدرک، مستخرج، مجمع، زوائد، مصنف و موطا وغیرہ۔

جامع: وہ کتب حدیث جن میں دین کے تمام ابواب اور بہ پہلو تمام اعمال کے ساتھ عقائد و تفسیر، سیر و مغازی اور آداب، مناقب وغیرہ سب کے متعلق روایات کو جمع کیا گیا ہو جیسے بخاری و مسلم و جامع عبدالرزاق (مصنف عبدالرزاق کے نام سے ان کی جو کتاب معروف و مشہور ہے وہ دوسری ہے) جامع ثوری، جامع ابن عیینہ اور جامع ترمذی۔

مسند: اس سے مراد عموماً وہ کتب حدیث ہوتی ہیں جن میں ہر ہر صحابی سے منقول روایات یکجا ذکر کی گئی ہیں خواہ صحابی کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہو یا ان کے باہمی مراتب و فضائل کے اعتبار سے۔ ایسی کتب حدیث کی تعداد سو سے زائد ہے اہم حسب ذیل ہیں مسند احمد بن حنبل، مسند حمیدی، مسند ابو داؤد طیالسی، مسند عبد بن حمید وغیرہ ان میں سے اولین مسند طیالسی ہے۔

کبھی محض احادیث مرفوعہ کی جامع کتب حدیث کو بھی "مسند" کہہ دیا کرتے ہیں جیسے مسند بقی بن مخلد اندلسی جس کی ترتیب ابواب فقہ کے مطابق ہے۔ سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھی مسند کے نام سے ایک مجموعہ احادیث منسوب ہے جو دراصل ان کا ترتیب دیا ہوا یا تصنیف کردہ مجموعہ نہیں ہے بلکہ ان سے مروی احادیث کا مجموعہ ہے۔

سنن: اس سے مراد وہ کتب حدیث ہیں جن کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق ہے اور ان میں عقائد و مناقب اور غزوات، تفسیر وغیرہ سے متعلق روایات نہیں ہوتیں اور عموماً مرفوع احادیث ہی مذکور ہوتی ہیں ان کی تعداد بھی کافی ہے۔ چند اہم و مشہور یہ ہیں سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن بیہقی، سنن دار قطنی، سنن دارمی، سنن شافعی۔

معجم: وہ کتب حدیث جن میں حروف تہجی کی رعایت رکھتے ہوئے راویان حدیث کی روایات کو جمع کیا گیا ہو خواہ ان راویوں میں صحابہ کا لحاظ ہو یا اپنے اساتذہ یا کسی شہر و مقام کے محدثین و شیوخ کا۔ ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے ان میں مشہور طبرانی کی تینوں معاجیم ہیں۔ یعنی المعجم الکبیر، جس میں اسماء صحابہ کی رعایت ہے۔ المعجم الاوسط اور المعجم الصغیر، ان دونوں میں شیوخ کی

رعایت کی گئی ہے۔

اگر مشائخ کا ذکر حروف تہجی کے اعتبار سے نہ کیا جائے تو بجائے معاجیم کے "مشیخہ اور مشیخات" کہتے ہیں جیسے مشیخہ عبداللہ بن حیدر قزوینی۔

علل: وہ کتب حدیث جن میں محض ان احادیث کو جمع کیا گیا ہو جن میں کسی قسم کا کوئی سقم بتایا جاتا ہے اور ان اسقام کا بھی بیان ہو جیسے علل ابن ابی حاتم اور علل دار قطنی۔

جزء: وہ کتب حدیث جن میں کسی ایک راوی کی تمام روایت یا کسی ایک موضوع و پہلو سے متعلق تمام احادیث کو جمع کیا گیا ہو اول جیسے جزء ما رواہ ابو حنیفۃ (مصنف ابو معشر عبدالکریم طبری متوفی ۴۷۸ھ) دوم جیسے امام بخاری کی جزء رفع الیدین فی الصلاۃ اور جزء القرأۃ خلف الامام۔

اطراف: اس سے مراد وہ کتب حدیث ہیں جن احادیث کا ایک حصہ ذکر کرنے کے بعد تمام متون حدیث یا بعض میں مذکور اس حدیث کی تمام اسناد کو جمع کیا گیا ہو ان کی تعداد بھی بہت ہے چند مشہور حسب ذیل ہیں۔

حافظ ابراہیم بن محمد ابو مسعود دمشقی کی "اطراف الصحیحین" اور علی بن حسین ابن عساکر کی "الاشراف علی معرفۃ الاطراف" جو سنن اربعہ سے متعلق ہے اور ابو الحجاج مزی کی "تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف" اور ابو العباس کی "اطراف الکتب الخمسہ" جو صحاح سے متعلق ہے۔

مستدرک: وہ کتب حدیث جن میں کسی خاص کتاب کے مصنف کی رعایت کردہ شرائط کے مطابق رہ جانے والی احادیث کو جمع کیا گیا ہے جیسے ابو عبداللہ حاکم کی "المستدرک علی الصحیحین"۔

مستخرج: وہ کتب جن میں کسی کتاب میں ذکر کردہ احادیث صاحب کتاب کو واسطہ بنائے بغیر دوسری اسناد کے ساتھ جمع کی جائیں۔ ان کی تعداد بھی بہت ہے۔ صحیحین سے متعلق ہی دس دس ہیں دوسری کتب سے متعلق ان کے علاوہ، مثلاً بخاری سے متعلق، مستخرج اسماعیلی، (ابو بکر احمد بن ابراہیم اسماعیل ا ۳۷ھ) مسلم سے متعلق، مستخرج اسفرائنی، صحیحین سے متعلق، مستخرج ابی نعیم اصبہانی، اور ابوداؤد سے متعلق "مستخرج قاسم بن اصبغ"

مجمع: وہ کتب حدیث جن میں حدیث کی کئی کتابوں کی احادیث کو یکجا جمع کر دیا گیا ہو۔ ایسی کتابیں بھی اچھی خاصی تعداد میں ہیں چند اہم و مشہور حسب ذیل ہیں۔

۱- مشارق الانوار النبویہ حسن بن محمد صنعانی ۶۵۰ھ جو صحیحین کی جامع ہے۔

۲- الجمع بین الصحیحین محمد ابو نصر حمیدی اندلسی ۴۸۸ھ۔

۳- التجرید للصحاح و السنن ابو الحسن احمد بن رزین اندلسی ۵۳۵ھ جو کہ ابن ماجہ کو چھوڑ کر بقیہ صحاح ستہ اور موطا کی جامع ہے۔

۴- جامع الاصول من احادیث الرسول ابن اثیر ۶۰۶ھ۔ یہ بھی التجرید کی مانند ہے۔

۵- جمع الفوائد من جامع الاصول و الزوائد محمد بن محمد بن سلیمان مغربی ۱۰۹۴ھ

اس سلسلے کی ایک اہم کتاب امام جلال الملۃ والدین سیوطی کی "جمع الجوامع" ہے جس میں ان کا ارادہ پچاس سے زائد کتب کی احادیث یا یوں کہئے کہ تمام احادیث کے جمع کرنے کا تھا مگر وہ مکمل نہ کر سکے اسی کا دوسرا نام "الجامع الکبیر" بھی ہے۔ شیخ علی متقی ہندی نے "جمع الجوامع" کے پورے مجموعہ کو ابواب علمیہ وفقہیہ کے مطابق مرتب کیا ہے اور ترتیب حروف ہجا کے اعتبار سے رکھی ہے اور پہلے اقوال کو مختلف ابواب و فصول میں ذکر کیا ہے پھر افعال کو اور اس کا نام "کنز العمال" تجویز کیا ہے جو ۲۲ جلدوں میں ہے۔ اور یہ کتاب اس حیثیت سے نہایت منفرد ہے کہ اس میں کوئی حدیث مکرر بالکل نہیں ہے۔

زوائد: وہ کتب حدیث جن میں کسی کتاب کی ان احادیث کو جمع کیا گیا ہو جو دوسری کتابوں سے زائد ہو یعنی دوسری میں مذکور نہ ہوں جیسے ابو العباس احمد بن ابو بکر بوصیری ۸۴۰ھ کی "مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجۃ" اس میں ابن ماجہ کی وہ احادیث ذکر کی گئی ہیں جو باقی صحاح ستہ میں مذکور نہیں ہیں اور یہی بوصیری کی "اتحاف السادۃ المھرۃ الخیرۃ" اس میں دس اہم مسانید میں صحاح ستہ سے زائد ذکر کردہ احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔

مصنف و موطا: وہ کتب جن کی ترتیب ابواب فقہ کے مطابق ہو اور ان میں احادیث مرفوعہ کے ساتھ موقوف و مقطوع احادیث بھی جمع کی گئی ہوں جیسے مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ و مصنف عبد الرزاق وغیرہ اور موطا امام مالک و موطا ابن ابی ذئب وغیرہ۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے تلامذہ امام ابو یوسف و امام محمد و حسن بن زیاد، امام زفر وغیرہ کی کتاب الآثار کے عنوان سے جو کتب منقول ہیں وہ بھی موطا و مصنف کی قبیل سے ہیں۔ ان میں فقہی ابواب کے مطابق احادیث مرفوعہ کے ساتھ موقوف و مقطوع روایات بھی جمع کی گئی ہیں اور یہ در اصل ان روایات حدیث کا مجموعہ ہے جن کا امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنے تلامذہ کو املا کرایا تھا اس لحاظ

سے کتاب الآثار کو اس انداز کا اولین مجموعہ اور بعد کے کاموں کے لئے بنیاد بتایا جاتا ہے۔

اربعین: وہ کتب جن میں کسی ایک باب و مسئلہ سے متعلق یا چند ابواب و مسائل سے متعلق چالیس چالیس احادیث جمع کی جائیں خواہ سب ایک سند سے مروی ہوں یا متعدد اسناد سے۔ ایسی کتب بھی بہت ہیں مثلاً محی الدین یحییٰ نووی کی "الاربعون"۔

یہ تو وہ کتابیں ہیں جن کو ان کے مخصوص انداز تالیف کی وجہ سے مذکورہ عناوین دیئے گئے ہیں ورنہ اکثر و بیشتر کتب حدیث کی تالیف و تصنیف کی بنیاد یہی اسلوب و دستور ہے۔

ان کے علاوہ بہت سی کتابیں ایسی بھی ہیں جن کی تدوین و تالیف کی بنیاد دوسرے امور پر ہے مثلاً

کتب ترغیب و ترہیب: کسی حکم سے متعلق منقول ترغیب و ترہیب پر مشتمل احادیث کی جامع کتب جیسے عبد العظیم منذری کی الترغیب و الترهیب، جو کہ معروف و متداول کتاب ہے۔

کتب موضوعات: وہ کتب جن میں کسی خاص موضوع سے متعلق احادیث و آثار کو جمع کیا گیا ہو جیسے امام احمد کی کتاب الزہد، ابن ابی الدنیا کی کتاب ذم الغیبۃ، عبد اللہ بن مبارک کی کتاب الزہد اور کتاب الجہاد، ابو عبد اللہ مروزی کی کتاب الفتن والملاحم۔ امام ابو یوسف کی کتاب الذکر والدعاء، اور ابو نعیم اصبہانی کی کتاب فضائل الصحابہ۔

کتب احکام: وہ کتب جن میں صرف وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جو احکام و مسائل سے متعلق ہیں جیسے تقی الدین محمد بن علی معروف بہ ابن دقیق العید مالکی ۷۰۲ ھ کی، الامام فی احادیث الاحکام' تقی الدین عبد الغنی حنبلی کی 'عمدۃ الاحکام' اور ابن حجر عسقلانی کی 'بلوغ المرام'

کتب تخریج: وہ کتب حدیث جن میں کسی کتاب میں ذکر کردہ احادیث کی اسناد و حیثیت کو بیان کیا گیا ہو خواہ وہ کتاب تفسیر و فقہ میں ہو یا کسی دوسرے فن میں جیسے ابو محمد زیلعی کی تخریج احادیث الکشاف، جس میں تفسیر کی مشہور کتاب، کشاف کی احادیث کو جمع کیا گیا ہے اور نصب الرایہ، جو احادیث ہدایہ کی جامع ہے۔ عبد الرؤف مناوی کی 'الفتح السماوی بتخریج احادیث البیضاوی، اور عبد الرحیم بن حسین عراقی ۸۰۶ ھ کی، المغنی عن حمل الاسفار، احیاء العلوم امام غزالی کی تخریج احادیث میں۔

اور زیر نظر کتاب، الاحادیث المنویہ من التصانیف الرضویہ، جس میں امام احمد رضا

بریلوی قدس سرہ کی کتب سے احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔

مفاتیح و فہارس : وہ کتب جن میں کسی کتاب کی احادیث کی فہرست ہو خواہ تفصیلی ہو یا کچھ اختصار کے ساتھ۔ یہ فہرست کبھی حروف تہجی یعنی احادیث کے اولیں حروف کے اعتبار سے ہوتی ہے اور کبھی موضوع کے اعتبار سے کہ کسی خاص لفظ و موضوع کا جن احادیث میں تذکرہ ہو صرف ان کو ذکر کیا جاتا ہے۔

اول : جیسے مفتاح الصحیحین، مفتاح احادیث مؤطا مالک، فہرست الاحادیث مسلم التوابہ

دوم : جیسے مفتاح کنوز السنہ، جس میں صحاح ستہ کے علاوہ چند دوسری اہم کتب کو ملا کر چودہ کتابوں کی فہرست ہے۔

المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی، یہ صحاح ستہ کے علاوہ مؤطا مالک مسند احمد، اور مسند دارمی کی فہرست ہے اور اس موضوع پر نہایت ضخیم و وسیع ترین کتاب ہے۔ فہرست لالفاظ الترمذی، فہرست لالفاظ صحیح مسلم۔

کتب اوائل : وہ کتب جن میں حدیث کے پہلے لفظ و کلمہ کی رعایت رکھتے ہوئے حروف تہجی کے اعتبار سے احادیث کو جمع کیا گیا ہو، خواہ مقصود صرف حدیثوں کا ذکر و جمع ہو۔ جیسے سیوطی کی "الجامع الصغیر" اور الجامع الکبیر" جن میں دسیوں کتب حدیث میں ذکر کردہ احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ یا اور کوئی بات پیش نظر ہو مثلاً جو حدیثیں زباں زد عوام و خواص ہیں خواہ ان کی حیثیت کچھ ہو یعنی ضعیف وغیرہ ان کا بیان جیسے امام سخاوی کی "المقاصد الحسنۃ فی الاحادیث الدائرۃ علی الالسنۃ" جو بہت معتمد ہے۔ اور عجلونی ۱۱۶۲ھ کی "کشف الخفاء و مزیل الالباس" جو اس موضوع پر اہم ترین کتاب ہے۔

کتب تفسیر ماثور : وہ کتب تفسیر جن میں تفسیر کے طور پر احادیث کو ہی ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے مسائل و مباحث بہت کم یا برائے نام ہیں۔ جیسے طبرانی کی "جامع البیان" سیوطی کی "الدر المنثور" اور شوکانی کی "فتح القدیر"۔

دیگر کتب : دوسرے فنون کی بھی بعض کتابیں ایسی ہیں کہ جن میں اہتمام و التزام کے ساتھ بکثرت حدیثیں ذکر کی گئی ہیں اور حدیثوں کی نقل و ذکر کے حق میں ان کتابوں کو بھی خاص اہمیت و مقام حاصل ہے جیسے فقہ حنفی میں ابن ہمام کی "فتح القدیر شرح ھدایہ" فقہ شافعی میں نووی کی "المجموع شرح المهذب" فقہ حنبلی میں ابن قدامہ کی "المغنی" اور تاریخ میں

طبری کی "تاریخ الامم و الملوک" مرتضیٰ زبیدی کی "شرح احیاء العلوم" بعنوان "اتحاف السادۃ المتقین" (علوم الحدیث)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے ان ہمہ اصناف کتب سے استفادہ کیا ہے جس کے ثبوت میں ان کی کتابیں منہ بولتی تصویر ہیں۔

ایسا نہیں ہوا کہ امام احمد رضا نے صرف حدیث نقل کر دی اور کتاب کا حوالہ دیدیا اور بات ختم ہو گئی بلکہ ہر حدیث کو اس کے مقام و مرتبہ کے معیار پر رکھ کر استخراج کیا اور دیکھا کہ اس کا مقام تعین کیا ہے۔ تخریج احادیث کے سلسلے میں امام احمد رضا نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں سے دو کتابیں یہ ہیں۔

۱۔ الروض البهیج فی آداب التخریج (آداب تخریج کے بارے میں مفصل بیان)

۲۔ النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب (احادیث کواکب کی تخریج میں)

دنیائے حدیث میں تخریج احادیث کی حیثیت بھی مسلم رہی ہے اور اس کے فوائد سے کبھی انکار نہیں کیا جائے گا۔ امام احمد رضا نے اس فن میں بھی اپنی یادگار ثبت قرطاس کی ہے جو رہتی دنیا تک زندۂ جاوید رہے گی۔

آداب تخریج اور اس کی اہمیت و افادیت اور تاریخ تخریج کی قدرے تفصیل اس طرح ہے۔

تخریج احادیث

تعریف: حدیث کے اصل ماخذ اور اس کے مرتبہ اور مقام کی تحقیق کرنا اور بیان کرنا۔

اہمیت و فائدہ: اس علم کی اہمیت و افادیت ظاہر ہے اس لئے کہ ہر دینی تقریر و تحریر میں حدیثوں کا ذکر آتا ہے اور ان کا اعتبار احادیث کے ماخذ اور مراتب کے علم پر موقوف ہے۔

تاریخ: ابتدائی چند صدیوں میں حدیث سے متعلق وسعت معلومات کی بنا پر تخریج احادیث کی ضرورت پیش نہیں آئی اس لئے کہ حدیث کے سامنے آتے ہی اہل علم کے ذہنوں میں اس کے ماخذ و مراتب آجاتے تھے۔ علوم و فنون کی کثرت و وسعت اور علوم حدیث سے قلت واقفیت کی بناء پر اس کی ضرورت محسوس کی گئی تاکہ عام طالبین تحقیق کا وقت، مطلوبہ احادیث کی تحقیق و جستجو میں صرف نہ ہو کر دوسرے علمی و دینی کاموں میں صرف ہو، چنانچہ بعض محققین

وقت نے فقہ اور تفسیر و تاریخ وغیرہ کی کتابوں میں ذکر کردہ حدیثوں کی مستقل کتابوں کی صورت میں تخریج کی۔

مشہور کتب تخریج: تخریج کی مشہور کتابوں میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ تخریج احادیث الکشاف: ابو محمد زیلعی حنفی نے اس میں تفسیر کی مشہور کتاب کشاف کی حدیثیں جمع کی ہیں۔

۲۔ نصب الرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ: فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ کی حدیثوں کی تخریج ہے جو عبداللہ بن یوسف زیلعی کی تالیف ہے۔

۳۔ تخریج احادیث المھذب: مہذب، فقہ شافعی کی کتاب ہے جو ہدایہ کی مانند اہمیت کی حامل ہے۔ یہ محمد بن موسیٰ حازمی کی تخریج ہے۔

۴۔ المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار: مصنف عبدالرحیم بن عراقی، امام غزالی کی شہرہ آفاق کتاب، احیاء العلوم کی تخریج ہے۔

۵۔ الفتح السماوی فی تخریج احادیث البیضاوی: مصنف عبدالرؤف مناوی

۶۔ تخریج احادیث صفوۃ: مصنف شیخ احمد بن صبغۃ اللہ مدراسی

۷۔ تشیید المبانی فی تخریج احادیث مکتوب الامام الربانی۔ مصنف شیخ محمد سعید بن صبغۃ اللہ مدراسی

اس میں حضرت مجدد الف ثانی کے مکاتیب میں ذکر کردہ حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

(علوم الحدیث ملخصاً)

۸۔ اور زیر مطالعہ کتاب، الاحادیث النبویہ من التصانیف الرضویہ" جس میں مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی کتابوں میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔

الفاظ حدیث کے حق میں متخرجات کا طریق کار

متخرجات میں اس بات کا التزام نہیں ہے کہ جس کتاب پر استخراج کیا گیا ہے اس کے اور کتاب متخرج دونوں کے الفاظ یکساں ہوں اس لئے کہ نظر تو اصل مضمون اور سند پر ہوتی ہے، اس لئے مصنفین اپنے اپنے واسطوں سے منقول الفاظ کو ذکر کرتے ہیں جن میں تھوڑا بہت فرق بھی ہوتا ہے۔

یہی معاملہ ان حضرات کا بھی ہے جنہوں نے اپنی کتابوں میں بخاری و مسلم کی روایات ذکر کی ہیں جیسے بیہقی اور بغوی وغیرہ کہ یہ حضرات روایات ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ رواہ البخاری یا رواہ مسلم، تو اس سے ان کی مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ اصل روایت ان کتابوں میں موجود ہے یہ نہیں کہ ان کے ذکر کردہ الفاظ اور ان دونوں کتابوں کے الفاظ بالکل ایک ہیں۔

نقل اور اصل کی طرف نسبت : جیسا کہ ذکر کیا جا چکا کہ مستخرجات میں الفاظ کی موافقت ضروری نہیں اس لئے ان سے احادیث کو نقل کر کے اصل کی طرف نسبت اسی وقت جائز ہے جب کہ اصل سے مقابلہ کر لیا جائے یا پھر اگر یوں کہا جائے، اخرجه البخاری بلفظه یا اخرجه مسلم بلفظه، وغیرہ تو نسبت درست ہوگی۔

فوائد مستخرجات : مستخرجات کے تقریباً دس فوائد ہیں بعض اہم حسب ذیل ہیں۔

۱۔ علو اسناد —— سند کا علو یعنی کم واسطوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی حدیث کی نقل، اس لئے کہ مستخرج کا مصنف اگر اصل کتاب کے مصنف مثلاً بخاری کے طریق دو واسطے سے حدیث کو نقل کرے تو واسطے زائد ہو جائیں گے یہ نسبت اس سند کے جو اس نے بخاری کو چھوڑ کر اختیار کی ہے۔

۲۔ صحیح حدیث کی مقدار میں اضافہ —— کبھی اصل کتاب میں روایت کے جتنے اور جو الفاظ ہوتے ہیں مستخرج کی روایت میں الفاظ مختلف اور زائد ہوتے ہیں اور دونوں روایتیں صحیح ہوتی ہیں تو مستخرج کی روایت، روایت اصل کی مقدار میں اضافہ کا باعث ہوتی ہے۔

۳۔ کثرت طرق کی بنا پر قوت —— مستخرج کی روایت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اصل میں ذکر کردہ روایت دوسرے طریق و طرق سے بھی مروی ہے اور متعدد طرق سے روایت کا مروی ہونا اس کی قوت کا باعث ہوتا ہے جس کا ایک خاص فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی دوسری صحیح حدیث نے اصل کتاب کی حدیث کا تعارض ہو تو متعدد طرق سے مروی ہونے کی بنا پر یہ حدیث دوسری پر راجح اور فائق قرار پاتی ہے۔ (علوم الحدیث ملخصا)

تصنیفات امام احمد رضا میں جہاں احادیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سمندر موجزن نظر آتا ہے وہاں معرفت حدیث، طرق حدیث اور علل حدیث پر بھی معرکۃ الآراء بحثیں دیکھنے کو ملتی ہیں جن سے حدیث کے صحیح، ضعیف اور حسن، موضوع وغیرہ ہونے کا اندازہ ہوتا ہے، چونکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث کے پرکھنے اور جانچنے میں جو کمال حاصل تھا

وہ ان کی انفرادیت پر گواہ ہے اور یہ سب ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔

وہ حدیث کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ یہ حدیث کونسی شرط پر ہے اور کون کون ائمہ فن حدیث کی شرط و معیار پر ہے یعنی امام بخاری کی شرط پر ہے یا بر شرط مسلم و ترمذی وغیرہ۔

ائمہ فن نے جو مراتب و معیار متعین کئے ہیں اسی معیار پر امام احمد رضا حدیث کو دیکھتے تھے گویا کہ ان کی نظر احادیث کے تمام گوشوں پر ہوتی تھی، یہ ان کے علم حدیث میں وسعت مطالعہ اور بصیرت و بصارت ہی کا نتیجہ ہے۔

اس کے باوجود کچھ معاندین و مخالفین نے امام احمد رضا پر یہ بے بنیاد الزام لگایا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علم حدیث میں قلیل البضاعۃ تھے۔

معاذ اللہ! جن کی حدیث دانی کا عالم یہ ہے کہ جب کسی طرق حدیث یا کسی راوی پر کلام کرتے ہیں تو تمیں تمیں روایتیں اور سندیں پیش کر کے ان کا صحیح یا غیر صحیح یا ثقہ تام الضبط یا غیر ثقہ ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اور جب کسی حدیث پر بحث کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ساری زندگی شاید اسی بحث سے متعلق کتب بینی کی ہے، جب کہ انہوں نے مختلف علوم و فنون میں کتابیں تصنیف کیں اور ہر ایک فن میں ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ شاید انہوں نے شروع سے اخیر تک اسی فن میں محنت و مشق کی ہے۔ اس لئے ان کے معاصر علماء نے کہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی طرح حدیث و اصول حدیث و معرفت حدیث و طرق حدیث اور مصطلحات حدیث و علل حدیث کا جاننے والا پچھلے چار سو سال میں پیدا نہیں ہوا"۔

ویسے بڑے بڑے محدثین کرام نے حدیث کی نمایاں خدمتیں انجام دی ہیں اور کتابیں بھی لکھی ہیں مگر جو جرح و تعدیل اور حدیث کی معرفت پر بحث و تمحیص امام احمد رضا کے رشحات قلم میں نظر آتی ہے وہ دوسری جگہ بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے خصوصاً مندرجہ ذیل رسالوں میں معرفت حدیث و طرق حدیث کی ایک عظیم دنیا آباد ہے اور بعد والوں کے لئے ایک عظیم و لائق قدر ارمغان ہے۔

۱۔ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین (انگوٹھے چومنے کے بارے میں اور احادیث ضعاف پر نفیس بحث)

۲۔ الهاد الکاف فی احادیث الضعاف (احادیث ضعیف پر شاندار بحث و تمحیص)

۳۔ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین (جمع بین الصلاتین کے مسئلے میں سند و روات پر ردو قدح)

۴۔ مدارج طبقات الحدیث (مراتب حدیث پر مفصل گفتگو)

۵۔ الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی۔ (امام اعظم کا فرمان کہ میرے اجتہاد کے بر خلاف حدیث صحیح میرا مذہب ہے)

اول الذکر رسالے میں اس بات کا شافی بیان موجود ہے کہ حدیث ضعیف کب قابل حجت ہوتی ہے اور ضعاف کی تقویت کے کتنے طریقے ہیں، ان کی پوری تفصیل اس کے تعارف و تبصرہ میں مندرج ہے وہاں پر مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

اور اس سلسلے میں امام احمد رضا نے چالیس سے زائد کتب حدیث پر حواشی تحریر فرمائے ہیں ان میں سب سے زیادہ جامع صحاح ستہ کے حواشی ہیں اس کے بعد دیگر کتب کے حواشی، ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ حاشیہ تیسیر شرح جامع صغیر۔ ۲۔ حاشیہ تقریب۔ ۳۔ حاشیہ مسند امام اعظم۔ ۴۔ حاشیہ کتاب الحج۔ ۵۔ حاشیہ کتاب الآثار۔ ۶۔ حاشیہ مسند امام احمد بن حنبل۔ ۶۔ حاشیہ طحاوی شریف۔ ۷۔ حاشیہ سنن دارمی شریف۔ ۸۔ حاشیہ خصائص کبریٰ۔ ۹۔ حاشیہ کنز العمال۔ ۱۰۔ حاشیہ تھذیب التھذیب وغیرہ۔ (سوانح اعلیحضرت)

یہ تو کتب حدیث پر امام احمد رضا کے حواشی ہیں ان کے علاوہ امام احمد رضا بریلوی نے دیگر علوم و فنون کی سینکڑوں کتابوں پر حواشی تحریر فرمائے ہیں۔

ان کے حواشی اور تعلیقات خود ان کی ذاتی تحقیق و تدقیق کا نتیجہ ہیں جو ان کے ذہن رسا اور جودت طبع اور اسلوب تحقیق کے آئینہ دار، اور تحقیقات رفیعہ تدقیقات بدیعہ، تنقیحات جلیلہ، اور تشریحات جمیلہ پر مشتمل ہیں۔

عام مصنفین کے حواشی کی طرح متون و شروح سے ماخوذ نہیں بلکہ ان کے حواشی خود ان کے افادات و افاضات ہیں لہذا ان کے حواشی بھی ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتے ہیں۔

امام احمد رضا اپنے زمانہ طالب علمی میں ایک دن اصول فقہ کی مشہور کتاب 'مسلم الثبوت' کا مطالعہ کر رہے تھے کہ آپ کے والد ماجد خاتم المحققین حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کی تحریر کیا ہوا اعتراض و جواب نظر سے گزرا آپ نے کتاب مذکور کے حاشیہ پر اپنا ایک مضمون

تحریر فرمایا جس میں متن کی ایسی تحقیق ووضاحت فرمائی کہ سرے سے اعتراض وارد ہی نہ تھا، پھر جب پڑھنے کے لئے حضرت والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت مولانا کی نگاہ امام احمد رضا کے تحریر کردہ حاشیہ پر پڑی دیکھ کر ان کو اتنی مسرت ہوئی کہ اٹھ کر سینے سے لگالیا اور فرمایا احمد رضا تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو بلکہ مجھ کو پڑھاتے ہو۔ (حیات اعلیٰحضرت)

امام احمد رضا نے حدیث، فقہ اور دیگر فنون کی کتابوں پر حواشی تحریر کرنے کے ساتھ ساتھ تفاسیر کی بڑی بڑی کتابوں پر بھی حواشی حوالہ قلم کئے ہیں

مثلاً حاشیہ تفسیر بیضاوی، حاشیہ عنایت القاضی، حاشیہ معالم التنزیل، حاشیہ الاتقان، حاشیہ الدر المنثور، حاشیہ تفسیر خازن، حاشیہ تفسیر کبیر وغیرہ۔

ان حواشی تفاسیر کے علاوہ ان کی عظیم یادگار ترجمہ قرآن، کنزالایمان، اور تفسیر سورۂ والضحیٰ بھی ہے۔ چنانچہ امام احمد رضا خود فرماتے ہیں

سورۂ والضحیٰ کی چند آیتوں کی تفسیر میں نے اسی جز تک لکھ کر چھوڑ دیا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن مجید کی تفسیر لکھ سکوں۔ (حیات اعلیٰ حضرت)

اگر ان کی پوری زندگی اور ان کی تمام تصانیف کا محاسبہ و تجزیہ کیا جائے تو ہر ساڑھے پانچ گھنٹے میں ایک کتاب موجود ہوتی ہوئی نظر آئے گی جب کہ ان کی نادر روزگار تصانیف میں بعض ہزار ہزار صفحات کی بھی ہے۔

ان کی سرعت تحریر اور قوت استحضار و استدلال کی زندۂ جاوید تصویر 'الدولۃ المکیہ' ہے جو مکہ مکرمہ میں صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے کی قلیل مدت میں انھوں نے تحریر فرمائی اور وہ چار سو سے زائد صفحات پر مبسوط ہے۔ جب کہ اس وقت ان کے پاس حوالے کے لئے کوئی کتاب موجود نہ تھی مگر جب علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مشتمل رسالہ "الدولۃ المکیہ" پر نظر پڑتی ہے تو دلائل و براہین کے انبار دیکھ کر حیرت و استعجاب کی انتہا نہیں رہتی اور یہی وہ رسالہ ہے جس نے علمائے حرمین کو انگشت بدنداں کر دیا۔

اور ان کی سرعت تحریر و زود نویسی کا عالم یہ تھا کہ چار شخص ان کے مسودات کو مبیضہ کرنے میں مصروف و منہمک رہتے لیکن ان چاروں میں سے کوئی بھی ایک ایک مبیضہ تیار نہیں کرپاتا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا پانچواں مسودہ تیار ہو جاتا۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

حقیقت یہ ہے کہ دین کے مجدد کے لئے قرآن و حدیث کے علوم میں جس قدر عبور کی

ضرورت ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام احمد رضا کو قرآن و حدیث میں عبور عطا فرمایا تھا۔

غرضیکہ امام احمد رضا کا علمی پایہ اتنا بلند ہے کہ جلیل القدر علماء فرماتے ہیں کہ گزشتہ چار سو سال کے اندر کوئی ایسا جامع عالم نظر نہیں آیا۔

موافقین کا تو کہنا ہے ہی معاندین و مخالفین بھی امام احمد رضا کا علمی لوہا تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت شیر بیشۂ سنت مناظر اسلام مولانا حشمت علی خاں صاحب لکھنوی ثم پیلی بھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے کہ آپ پیشوایان وہابیہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی عبدالشکور کاکوروی وغیرہ کے معتقد تھے اور مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں علماء وہابیہ سے تعلیم حاصل کر رہے تھے اسی زمانہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ

اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا) کی تدقیقات فقہیہ و تحقیقات حدیثیہ اس بلند پائے کی تھیں کہ میں نے خود دیکھا کہ میرے وہابی استادوں کے سامنے جب فقہ یا حدیث کا کوئی نامنقح مشکل مسئلہ آجاتا تو حضور امام احمد رضا قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسائل مبارکہ کی طرف رجوع کرکے انہیں میں دیکھ دیکھ کر اپنی مشکلات آسان کرتے، میری بد نصیبی کہ میں بھی اس وقت دیوبندی وہابیوں میں رہ کر وہابی گرو گھنٹالوں رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرف علی تھانوی کا معتقد ہو گیا تھا اور حضور امام احمد رضا قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت و عظمت میرے دل میں قطعاً نہ تھی، مجھے میرے خبیث وہابی استادوں نے یہ ذہن نشین کرا دیا تھا کہ گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھی اور تھانوی یہ چاروں خبثاء پیشوایان اہل اسلام ہیں، اور حضور امام احمد رضا قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض براہ بغض و حسد ان چاروں کو اور ان چاروں کے مریدین و معتقدین کو کافر و مرتد کہتے ہیں و العیاذ باللہ و سبحنہ تعالیٰ۔

ان طواغیت اربعہ دیوبندیت، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی تھانوی کے اقوال کفریہ یقینیہ کی مجھے میرے وہابی استادوں نے مطلقاً خبر نہ دی تھی، بہر حال وہ ملایان دیوبندیہ اکثر و بیشتر حضور امام احمد رضا قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب مبارکہ سے مدد لیا کرتے تھے ایک مرتبہ میں نے اپنے ان خبیث اساتذہ لعنہم اللہ تعالیٰ سے کہا آپ لوگوں کے کہنے کے مطابق تو یہ شخص (یعنی امام احمد رضا) بدعتیوں کا سردار ہے اور دیوبندی عالموں کو کافر کہتا ہے اور اپنے مریدوں کے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتا مگر آپ آج ایسے شخص کی کتابیں کس لئے

دیکھتے ہیں تو ان بے ایمانوں نے جواب دیا کہ اس شخص میں صرف اتنا ہی عیب ہے کہ ہمارے اکابر (گنگوہی، نانوتوی، تھانوی وغیرہ) کو کافر کہتا ہے ورنہ فقہ وحدیث وغیرہ و تمام علوم دینیہ میں ہندوستان بھر کے اندر اس کے برابر اور اس سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں ہم لوگ اگرچہ اس شخص کے مخالف ہیں لیکن پھر بھی اس کے علمی دلائل وتحقیقات کے محتاج ہیں۔ (ترجمان اہلسنت پنجم تا ہم ص ۸۸، بحوالہ سوانح امام احمد رضا، ص ۱۱۵)

قوت حافظہ: اللہ تبارک و تعالیٰ نے امام احمد رضا عظیم البرکت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے مثال اور حیرت انگیز قوت حافظہ عطا فرمایا تھا یہی وجہ ہے کہ زور مطالعہ اور یادداشت کا عالم یہ تھا کہ جو کتاب بھی ایک مرتبہ پڑھ لیتے تو اسے زندگی بھر نہیں بھولتے تھے اسی لئے انہیں کسی چیز کا حوالہ کسی کتاب سے دینے کے لئے ورق گردانی اور تلاش و جستجو کی ضرورت نہیں پڑتی تھی بلکہ ایک مرتبہ کا مطالعہ اس کے صفحہ نمبر وغیرہ کے حوالے کو کافی ہوتا تھا۔ اس لئے ان کی تحریر کی روانی و تسلسل سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب سامنے رکھ کر حوالہ نقل نہیں کرتے بلکہ اپنی یادداشت کی بناء پر ہی حوالوں کا اندراج فرماتے تھے گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کا عظیم و جلیل مجدد ہے اور انہیں پوری تیرہ صدیوں کی اسلامی کتابیں ازبرو حفظ ہیں کہ جب جس کی ضرورت پڑتی ہے بلا چوں و چرا بغیر تامل کے لکھتے بھی ہیں اور بتاتے بھی ہیں کہ جب کبھی کوئی کسی کتاب کا حوالہ دریافت کرتا تو امام احمد رضا فرماتے کہ فلاں کتاب کے فلاں صفحے پر فلاں سطر میں یہ عبارت یا یہ جزئیہ موجود ہے۔ جب کتاب کھولی جاتی تو وہی ملتا جو امام احمد رضا نے بتایا تھا۔

یہاں پر عقل و خرد حیران ہے کہ ایک حافظ قرآن جس نے برسوں کی بڑی محنت و عرق ریزی کے بعد حفظ قرآن مکمل کیا اگر اس سے پوچھا جائے کہ فلاں آیت کونسے پارے میں ہے تو وہ یہ تو بتادے گا کہ یہ آیت فلاں پارہ فلاں رکوع اور جس قرآن میں اس نے حفظ کیا ہے اس کے داہنی یا بائیں طرف ہے مگر یہ ہرگز نہ بتا سکے گا کہ یہ آیت کون سے صفحے پر اور کونسی سطر میں ہے۔

خاتم المحدثین حضرت علامہ محدث سورتی پیلی بھیتی کے یہاں کا مشہور واقعہ جس میں یہ ہے کہ امام احمد رضا نے "عقود الدریہ فی تنقیح فتاوی الحامدیہ" جو چھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے صرف ایک شب میں مطالعہ کر لیا اور فرمایا کہ تین مہینے تک تو اس کی سطر سطر لکھ دوں گا اور اس کا مفہوم تو زندگی بھر کے لئے محفوظ ہو گیا۔

امام احمد رضا کا حفظ قرآن بھی ایک حیرت انگیز باب ہے کہ صرف ایک مہینے کی مدت میں پورا قرآن حفظ کر لیا اور یاد کرنے کا طریقہ یہ رہا تھا کہ رمضان کا مہینہ تھا مغرب و عشاء کے درمیان یاد کرتے پھر اسے تراویح میں سنا دیتے اسی طرح ۲۹ رمضان بھی گزرے اور انہوں نے حفظ قرآن مکمل بھی کر لیا یہ سب خداداد ذہانت و صلاحیت کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔

مراتب حدیث پر قدرے گفتگو ہونے کے بعد اندازہ ہو گا کہ حدیث دانی میں امام احمد رضا کا مقام رفیع اوج ثریا سے کتنا بلند و بالا ہے۔

مراتب احادیث صحیحہ

تمام احادیث صحیحہ صحت میں شریک ہونے کے باوجود ایک ہی مرتبہ میں نہیں ہوتیں اس لئے کہ ایک طبقہ و درجہ کے رواۃ بھی اپنے اوصاف میں باہم فرق مراتب رکھتے ہیں اس وجہ سے حدیث صحیح کے متعدد مراتب ہیں جو بالترتیب اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف ذکر کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ وہ حدیث جو اصح الاسانید میں سے کسی کے ذریعہ مروی ہو۔

۲۔ وہ حدیث جو ایسے رواۃ کے واسطے سے مروی ہو جو پہلے درجہ والوں سے کم مرتبہ کے ہوں جیسے حماد بن مسلم کی روایت بواسطہ ثابت حضرت انس سے۔

۳۔ وہ حدیث جو ایسے رواۃ کے واسطے سے مروی ہو جن میں ثقاہت کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ پایا جاتا ہے جیسے سہیل بن ابی صالح کی روایت بواسطہ والد خود حضرت ابوہریرہ سے۔

اسی فرق مراتب کی تفصیل کے تحت حدیث صحیح کے بایں طور سات مراتب ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ وہ حدیث جو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں مذکور ہو۔

۲۔ وہ حدیث جو صرف صحیح بخاری میں مذکور ہو۔

۳۔ وہ حدیث جو صرف صحیح مسلم میں مذکور ہو۔

۴۔ وہ حدیث جو بخاری و مسلم میں رعایت کردہ شرائط کے مطابق ہو۔

۵۔ وہ حدیث جو صرف بخاری کی شرط کے مطابق ہو۔

۶۔ وہ حدیث جو صرف مسلم کی شرط کے مطابق ہو۔

۷۔ وہ حدیث جس کو ان دونوں کے علاوہ دوسرے محدثین نے صحیح قرار دیا ہو۔

یہ تفاوت مراتب محض ان دونوں کتابوں کے مرتبے کے پیش نظر ہے ورنہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر حال میں اس ترتیب کا لحاظ کیا جائے گا بلکہ کبھی دوسرے قرائن کی بناء پر کسی نچلی قسم کے تحت آنے والی حدیث کو اوپر والی پر ترجیح دی جاتی ہے۔

مثلاً مسلم کی وہ روایت جو مشہور ہو مسلم و بخاری دونوں کی ذکر کردہ اس روایت پر فائق ہوگی جو غریب ہو، ایسے ہی ایک حدیث اگر صحیح ترین اسانید میں سے کسی سند سے مروی ہو جو بخاری و مسلم میں مذکور نہ ہو تو وہ موضوع سے متعلق اس حدیث پر راجح ہو گی جسے ان میں سے کسی ایک نے ذکر کیا ہو۔

صحت کی معرفت شرائط کے علاوہ مزید کسی شرط کو ان حضرات نے کہیں ذکر نہیں فرمایا ہے، لیکن محققین علماء نے ان کے طریق کار سے یہ سمجھا ہے کہ ان دونوں حضرات نے مزید چند امور کی بھی رعایت فرمائی ہے، جن میں سے بعض دونوں کے نزدیک "متفق علیہ" ہیں جن کو "شروط شیخین" کہا جاتا ہے، اور بعض ہر ایک کی انفرادی ہیں جن کو "شرط بخاری" اور "شرط مسلم" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

وہ امور کیا ہیں۔ محققین نے مختلف باتیں کہی ہیں۔ نووی ابن صلاح اور ابن حجر کے نزدیک اس کی معتمد تعبیر یہ ہے کہ ان کی شروط کے مطابق حدیث ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حدیث دونوں میں مذکور اسناد یا کسی کی اسناد کے واسطے سے مروی ہو، اور ساتھ ہی یہ کہ ان دونوں حضرات نے اپنے رواۃ سے نقل روایت میں جس کیفیت کا اہتمام والتزام کیا ہے، اس کی بھی پوری پوری رعایت ہو۔

امام بخاری وامام مسلم کی طرح دیگر ائمہ محدثین نے بھی بعض امتیازی شرطوں کی رعایت رکھی ہے اور "شروط ائمہ" بھی ایک فن ہے جس پر محققین نے حسب موقع تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور بعض حضرات نے مستقل کتب ورسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ جیسے حازمی کی "شروط الائمۃ الخمسۃ" اس میں انہوں نے پانچ اماموں، یعنی بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے اپنی کتابوں میں جن شرائط کو ملحوظ رکھا ہے ان کو جمع کیا ہے۔ (علوم الحدیث ملخصاً)

معرفت حدیث کے بعد معرفت رواۃ کا مرتبہ ہے، کیونکہ رواۃ کے ثقہ و غیر ثقہ ہونے کے باعث حدیث پر گفتگو ہوتی ہے، یعنی راوی اگر ثقہ ہے تو حدیث صحیح قرار پاتی ہے اور راوی اگر غیر ثقہ ہے تو حدیث ضعیف ہو جاتی ہے ورنہ نفس حدیث میں ضعف یا سقم نہیں ہوتا، اس لئے کسی

حدیث کے بارے میں محدثین کا یہ کہنا کہ یہ حدیث "صحیح نہیں" یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ حدیث موضوع یا باطل یا بے اصل ہے بلکہ ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ حدیث کی سب سے اعلیٰ قسم صحیح لذاتہ نہیں، ہو سکتا ہے صحیح لغیرہ ہو، یا حسن لذاتہ ہو، یا حسن لغیرہ ہو، کیونکہ محدثین کی اصطلاح خاص میں صحیح اس حدیث کو کہتے ہیں جو اپنے تمام اوصاف و کمال میں اعلیٰ درجے پر فائز ہو۔

بعض گمراہ اور نااہل لوگ عوام کو مغالطے میں ڈالنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ دیکھو فلاں کتاب میں لکھا ہے کہ یہ حدیث 'صحیح نہیں' یعنی غلط و باطل ہے ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہاں بھی 'صحیح نہیں' سے مراد یہ ہے کہ وہ حدیث صحیح لغیرہ یا حسن لذاتہ و حسن لغیرہ یا ضعیف ہے، نہ کہ غلط و بے اصل ہے یہ ضال و مضل لوگ اسی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ 'صحیح نہیں' جو ان کے مطلب کے بظاہر مخالف اور بعض مراسم اہلسنت کے موافق ہوتی ہے۔

محدثین کا کسی حدیث پر جرح صرف اس سند کے ساتھ خاص ہوتا ہے جس پر جرح کیا گیا ہے۔ ایسا بہت ہے کہ کسی حدیث پر اس کی ایک سند کے لحاظ سے ضعیف بلکہ موضوع تک ہونے کا حکم لگا دیا گیا مگر دوسری سند سے وہ ثابت ہے۔ جیسے میزان الاعتدال میں ہے کہ امام احمد بن حنبل نے حدیث 'طلب العلم فریضۃ' کو کہا کہ یہ کذب ہے مگر علامہ ذہبی نے فرمایا یہ حکم اس مخصوص سند کے اعتبار سے ہے جس میں ابراہیم بن موسیٰ المروزی ہے۔ ورنہ یہ حدیث دوسرے طرق سے ثابت ہے اگرچہ وہ سب ضعیف ہیں۔

اسی طرح حدیث "الصلاۃ بالسواک خیر من سبعین صلاۃ" کو علامہ ابن عبدالبر نے تمہید میں باطل کہا، مگر علامہ سخاوی نے فرمایا یہ حکم اس سند کے لحاظ سے ہے۔ علامہ نووی فرماتے ہیں ان روایات الضعیف یکون فیہ الصحیح و الضعیف و الباطل فیکتبونہا ثم تمیز اھل الحفظ و الاتقان بعض ذلک من بعض و ذلک سھل علیھم معروف عندھم و لھذا احتج السفیان الثوری حین نھی عن الروایۃ عن الکلبی فقیل لہ انت تروی عنہ فقال انا اعرف صدقہ عن کذبہ۔

ضعیف راوی کی روایتوں میں صحیح بھی ہوتی ہیں اور ضعیف و باطل بھی، محدثین ان سب کو لکھتے ہیں پھر اہل حفظ و اتقان ان کو ایک دوسرے سے الگ کر دیتے ہیں یہ ان کے لئے آسان ہے اور ان کے نزدیک روزمرہ کا کام ہے، اسی دلیل سے سفیان ثوری نے اس وقت استدلال کیا جب انہیں کلبی کی روایت قبول کرنے سے منع کیا گیا اور کہا گیا آپ اس سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں اس کے سچ کو جھوٹ سے امتیاز کر لیتا ہوں۔ (شرح مسلم، ج ۱، ص ۲۱، بحوالہ مقدمہ ترجمہ بخاری)

البتہ حدیث اگر موضوع ہے اور وہ چاہے کتنے ہی طرق سے مروی ہو اگر سب طرق پر موضوع ہی ہے تو وہ علی حالہ ناقابل اعتبار و استناد رہے گی اس لئے کہ کذب سے کذب کی تقویت نہیں ہو سکتی، پھر یہ کہ حدیث موضوع معدوم ہے اور معدوم محض کو کوئی بھی قوی نہیں کر سکتا۔

اس کی پوری تحقیق و تفصیل رسالہ "منیر العین" اور اس کے تعارف میں موجود ہے۔

روایان حدیث کی معرفت و شناخت اور فن اسماء الرجال میں بھی امام احمد رضا امام اہلسنت بریلوی اپنے ممتاز وصف کے ساتھ نہایت بلند و بالا مقام پر فائز نظر آتے ہیں اس کے ثبوت پر ان کی تصنیفات حدیثیہ شاہد و گواہ ہیں بالخصوص رسالہ "حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین" میں روایان حدیث پر جو جرح و تعدیل اور بحث و تمحیص کی گئی ہے وہ مجددمعت ہی کا حصہ ہے۔ اس رسالے کے تعارف میں اس سلسلے کی کچھ ابحاث پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

فن اسماء الرجال سے متعلق جتنے علوم و معارف ہیں ان سب پر امام احمد رضا کو مہارت و دستگاہ حاصل تھی۔ اس لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا امام احمد رضا کی طرح اسماء الرجال کا جاننے والا پچھلے چار سو سال میں پیدا نہیں ہوا کیونکہ وہ اس فن میں نابغہ روزگار تھے۔

علوم و فنون میں فن اسماء الرجال کو نہایت ادق و مشکل مانا جاتا ہے کہ برسوں کی مشق مسلسل کے بعد ہی کوئی اس فن میں عبور و ترقی حاصل کر سکتا ہے مگر امام احمد رضا کی خداداد صلاحیت، استعداد اور ان کی شوکت علمی کے سامنے اس فن کی مسلمہ صعوبت و دشواری بھی سہل انگیز معلوم ہوتی ہے گویا محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف اسی فن کے حصول و بقا کے لئے زندگی بھر جہد مسلسل و سعی پیہم کی ہے۔ حالانکہ ان کے معمولات زندگی پر نگاہ ڈالنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ جس طرح دوسرے علوم کی طرف توجہ رہتی اسی طرح اس فن کی طرف بھی، یہ سب عطائے ربانی کی جلوہ سامانیاں ہیں جو مجدد دین و ملت کو حاصل ہیں۔

اس فن کی خصوصیات سے متعلق قدرے تفصیل و تحقیق کے بعد امام احمد رضا کی خصوصیتیں اور بھی واضح و ظاہر ہوں گی۔

بیان راوی

احادیث کی نقل کا ذریعہ اس کے رواۃ ہیں اس لئے حدیث کی صحت و عدم صحت مقبولیت و عدم مقبولیت کے علم کی اولین بنیاد رواۃ ہی ہیں یہی وجہ ہے کہ محدثین نے روایت سے

معاملہ میں ایسی توجہ دی کہ وہ اقوام عالم کی علمی تاریخ میں ایک بے مثال و نادر چیز ہے۔

راویان حدیث کی شخصیات اور ان کے حالات زندگی کا علم ایک اہم چیز ہے اس لئے کہ جب تک کسی شخصیت کا امتیاز نہ ہوگا اس کے حق میں شرائط مقبولیت کے وجود و عدم وجود اور ہر ایک کے مراتب کی تحقیق نہیں ہو سکتی، ان حالات کو عموماً جرح و تعدیل کی کتابوں میں سے لیا گیا ہے لیکن اس کے تحت مختلف امور اور امتیازی چیزوں کو لے کر بہت سے محدثین نے مستقلاً کام بھی کیا ہے اور کتابیں لکھی ہیں اس سلسلہ کے بعض اہم علوم حسب ذیل ہیں۔

۱۔ معرفت صحابہ ۲۔ معرفت تابعین ۳۔ معرفت برادران و خواہران ۴۔ معرفت متفق و مفترق ۵۔ معرفت مؤتلف و مختلف ۶۔ معرفت متشابہ ۷۔ معرفت مہمل ۸۔ معرفت مبہمات ۹۔ معرفت وحدان ۱۰۔ معرفت مذکورین باسماء یا صفات مختلفہ ۱۱۔ معرفت اسمائے مفردہ و کنیت والقاب ۱۲۔ معرفت اسماء مشہورین بکنیات ۱۳۔ معرفت القاب ۱۴۔ معرفت منسوبین بسوئے غیر پدر ۱۵۔ معرفت نسبتہائے خلاف ظاہر ۱۶۔ معرفت تواریخ رواۃ ۱۷۔ معرفت خلط کنندگان از ثقات ۱۸۔ معرفت طبقات علماء و رواۃ ۱۹۔ معرفت موالی ۲۰۔ معرفت رواۃ ثقات وضعفاء ۲۱۔ معرفت اوطان و ممالک رواۃ۔

ان علوم اور ان جیسے وہ تمام علوم جو راویان حدیث کی زندگی پر مکمل روشنی ڈالتے ہیں ان کے مجموعہ کو علم اسماء الرجال کہتے ہیں (وہ علم جس کے ذریعہ رجال حدیث یعنی راویان حدیث سے واقفیت حاصل ہوتی ہے)

یہ ذہن نشین رہے کہ اس کے تحت صرف انہیں رواۃ کے حالات مذکور ہیں جو ابتدائی چند صدیوں میں واسطہ در واسطہ ایک دوسرے تک احادیث و آثار کو منتقل و نقل کرتے رہے، اس کے تحت عہد صحابہ سے لے کر بعد کے ایک طویل عرصہ تک انہیں لوگوں کے حالات مذکور ہیں جو ابتدائی عہد کے محدثین کے انداز پر احادیث کی نقل و روایت اور درس و تدریس کا کام کرتے رہے یعنی جو اپنی ذات سے لے کر صحابہ و حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کے تمام واسطوں کے ذکر کے ساتھ کسی حدیث کی نقل و روایت کا کام کریں خواہ حفظ و یادداشت کی بنیاد پر ہو یا تحریر اور اپنی معلومات کی مدد سے۔ (اسماء الرجال ص ۱۰، بحوالہ الاصابہ)

موجودہ عہد کا جو طریقہ اب درس حدیث میں رائج ہے کہ کوئی کتاب لے کر پڑھا دی جاتی ہے اور اس کی سند ... کتاب کے مؤلف کے درمیانی

واسطوں سے کوئی بحث نہیں ہوتی اور نہ ان پر کلام ہوتا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اب تالیف شدہ کتابوں پر ہی مدار اعتماد ہے۔ اس لئے ان آخری عہدوں کے ان لوگوں کے حالات اس کے تحت نہیں آتے جو مذکورہ رواج کے مطابق اس کام کو کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں۔ جن راویان حدیث کے حالات ان کتابوں میں ہیں ان کی مجموعی تعداد پانچ لاکھ ذکر کی گئی ہے اور ان کا زمانہ ابتدا سے لے کر تیسری ھ تک پہنچا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو یہ تمام علوم و معارف حدیث حاصل تھے اور ان فنون عالیہ کی عظیم خدمت بھی ان کے تجدیدی کارناموں کی زریں شناخت ہے اور ان علوم و معارف پر جہاں علماء محدثین کی تصنیفات ملتی ہیں وہیں پر امام احمد رضا نے بھی ان سے متعلق حسب ضرورت مستقلاً کتابیں تصنیف کی ہیں اور جگہ جگہ دیگر تصنیفات حدیثیہ میں ضمناً ان کے جلوے موجزن نظر آتے ہیں پھر وہ حواشی و تعلیقات ان کے سوا ہیں جو انھوں نے کتب حدیث پر رقم کئے ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام احمد رضا علم حدیث میں ہمہ قسم کی معلومات کے حامل تھے، حدیث کے تمام طرق ان کی نظر میں ہوتے تھے ایک روایت جتنی اسانید سے مروی ہے امام احمد رضا کو ان سب پر عبور تھا۔

یہ محدثین کرام کے حزم و احتیاط کی بات تھی کہ انھوں نے راویوں کے حالات جاننے کے لئے معیار و کسوٹی متعین کی اور ان پر جرح و تعدیل کر کے تجزیاتی جائزہ پیش کیا جس سے راویوں کی ثقاہت و غیر ثقاہت کا علم و اندازہ ہو اور نہ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحت و عدم صحت کے درمیان امتیاز کرنا مشکل و دشوار ہو جاتا ہے اور موضوع و غیر موضوع حدیثیں آپس میں مخلوط و ممتزج ہو کر درجۂ اعتبار سے ساقط و خارج ہو جاتیں اس طرح بہت ساری چیزیں ہمارے شعبہائے زندگی میں خارج ہو جاتیں جن کے لئے ہمیں فرمان نبوی اور اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ضرورت ہے جو ہمارے تمام ابواب زندگی میں راہبر و راہنما ہیں۔

حدیث کی صحت و عدم صحت اور رواۃ حدیث کا لحاظ کرتے ہوئے کتب حدیث کو مختلف اور الگ الگ طبقوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور ہر طبقے کی علیحدہ شناخت بھی قائم کی گئی ہے تاکہ اسماء کتب ہی سے اندازہ ہو جائے کہ یہ کتاب کون سے طبقہ کی ہے اور اس کی حدیثیں کس درجہ صحت پر ہیں اور راویان حدیث کی ثقاہت کس حد تک ہے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کسی بھی شئی کو استدلال کا جامہ پہناتے وقت ان

طبقوں اور درجوں کا خاص خیال رکھا ہے کہ استدلال کے وقت سب سے پہلے آیات قرآنیہ کے بعد پہلے طبقہ کی کتابوں سے حدیثیں اخذ کیں پھر دوسرے طبقے کی کتابوں سے اسی طرح تیسرے اور چوتھے طبقے کی کتابوں سے بھی، اس لیے ان کی کتابوں میں ہمہ جہت کتب حدیث سے حدیثیں منقول وماخوذ نظر آتی ہیں جو ان کے استدلال وسلامتی فکر اور اصابت رائے پر دال ہیں۔ ذیل میں مختلف طبقات کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔

کتب حدیث کے طبقات

تمام کتب حدیث کے چار طبقات ہیں جن کی بنیاد احادیث کی صحت کے ساتھ ہر عہد میں ان کی مقبولیت وشہرت ہے

پہلا طبقہ: مؤطا امام مالک اور بخاری ومسلم، یہ وہ کتابیں ہیں جو سب سے زیادہ صحیح اور مشہور ومقبول ہیں۔

مؤطا میں جو روایات منقول ہیں وہ اگرچہ سب کی سب مرفوع نہیں ہیں اور نہ ہی متصل ہیں مگر تحقیق سے سب کی صحت اور اتصال ثابت ہے۔

اور امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کی تمام حدیثیں صحیح نہیں ہیں بلکہ ان میں سے بعض ضعیف بھی ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد دوم)

امام احمد رضا کا یہ فرمانا حدیث وسند اور طرق حدیث پر کثرت اطلاع کا سبب ہے۔

دوسرا طبقہ: ابوداؤد، نسائی اور ترمذی، یہ وہ کتابیں ہیں جو شہرت ومقبولیت میں پہلی تین کتابوں کے بعد ہیں اور ان میں ضعیف احادیث کا تناسب طبقہ اولی کی کتابوں سے زیادہ ہے۔

تیسرا طبقہ: مذکورہ بالا چھ کتابوں سے پہلے اور ان کے بعد مختلف انداز پر تصنیف کی جانے والی وہ کتب حدیث جو اگرچہ غیر معروف نہیں لیکن پہلی چھ کی طرح مقبول اور متعارف بھی نہیں ہیں اور ان میں عموماً ہر قسم کی احادیث مذکور ہیں جیسے مصنف عبد الرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند ابی یعلی، مسند عبد بن حمید، مسند ابی داؤد طیالسی، مسند امام شافعی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، سنن دار قطنی، سنن بیہقی، طحاوی اور طبرانی کی کتابیں۔

چوتھا طبقہ : ابن حبان کی کتاب الضعفاء، ابن عدی کی کامل، اور حاکم وابن مردویہ، وخطیب وابن شاہین، اور دیلمی وابو نعیم کی تمام تصنیفات وغیرہ یہ وہ کتابیں ہیں جن میں ایسی حدیثیں جمع کی گئی ہیں کہ یا تو متقدمین کو پوری تحقیق وجستجو کے بعد ان کی اصل کا علم نہیں ہوسکا اور یا اصل کی تو تحقیق ہوگئی مگر ایسے عیوب کے ساتھ کہ ان عیوب کے ہوتے ہوئے ان احادیث کو جمع کرنا اور ذکر مناسب نہیں تھا، اس لئے متقدمین نے اپنی کتابوں میں ان حدیثوں کو ذکر نہیں کیا۔ (علوم الحدیث)

پانچواں طبقہ : ان کتابوں کا ہوسکتا ہے جو زبان زد عوام وخواص ہیں اور ان کا تذکرہ مذکورہ بالا چار طبقات کی کتابوں میں سے کسی میں بھی نہیں ہے۔ ان میں سے پہلے دو طبقہ کی کتابوں سے ہی عموماً علماء کا تعلق رہا ہے اور یہی کتابیں ان کی علمی کاوشوں، شروح وتحشیہ اور تحقیقات کا مرکز ومحور رہی ہیں۔ اور تیسرے طبقہ کی کتابوں سے پہلے دو طبقات کی کتابوں میں مذکور احادیث کی مؤید روایات تولی جاتی رہیں۔ باقی تحقیق وعمل اکابر محدثین اور ائمہ فن کا کام رہا ہے۔ چوتھے طبقہ سے متقدمین اور محققین کو دلچسپی نہیں رہی بلکہ متاخرین نے ان کو اپنی دلچسپیوں کا مرکز ومحور بنایا۔

کتب احادیث کے ان طبقات کا یہ مطلب نہیں کہ بعد کے طبقات کی حدیثیں باطل ونامقبول ہیں بلکہ اس سے مقصود، صرف کتب احادیث کا ایک اجمالی تعارف ہے، ورنہ طبقہ رابعہ تک کی کتابوں میں حسن بلکہ صحیح احادیث بھی بکثرت موجود ہیں۔ خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے امام حاکم کی مستدرک کو طبقہ رابعہ میں داخل مانا حالانکہ اس کی اکثر احادیث اعلیٰ درجے کی صحیح وحسن ہیں بلکہ اس میں صدہا احادیث شیخین امام بخاری ومسلم کی شرط پر ہیں۔

امام احمد رضا کے علوم وفنون میں تبحر اور ان کے تجدیدی کارناموں ہی کا نتیجہ تھا کہ علمائے حرمین شریفین نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی جلالت علمی کو دیکھ کر ان سے سندیں واجازتیں لکھوائیں۔ اور انہوں نے حرمین مقدس وغیرہ کے جن کثیر علماء کو سندیں اور اجازتیں دی ہیں، ان میں سے جن سندوں اور اجازت ناموں کی نقلیں لی جاسکیں وہ سب "الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ" میں طبع ہوچکی ہیں۔

علمائے مکہ ومدینہ کے مابین امام احمد رضا کا مشہور ومقبول اور نمایاں حیثیت سے متعارف ہونا کوئی کم اعزاز وشرف کی بات نہیں [illegible] کا کسی ہندی عالم کی عزت افزائی اور

قدر شناسی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا ان کی شوکت علمی کا لوہا تسلیم کرتا ہے۔ جب کہ امام احمد رضا سے پہلے بھی بڑے بڑے ہندی علماء وہاں گئے اور علمائے حرمین سے ملاقاتیں بھی ہوئیں مگر جو پذیرائی امام احمد رضا کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔

شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ عبد الحق مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے مخصص شاگرد حضرت مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ہم سالہا سال سے یہاں مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں اور جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا، لیکن اعلیٰ حضرت کے پہنچنے سے پہلے ہی علماء تو علماء اطباء بازار تک آپ کی زیارت وملاقات کے مشتاق تھے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت)

ذیل میں امام احمد رضا بریلوی کی سند حدیث و سند روایت ملاحظہ ہو جو نہایت جامع ہے۔

سند حدیث مسلسل بالاولیت

حضور نبی اکرم نور مجسم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

|

حضرت ابو قابوس مولیٰ عبد اللہ بن عمرو بن العاص

|

حضرت سفیان بن عمرو بن دینار

|

حضرت سفیان بن عیینہ

|

حضرت عبد الرحمن بن بشر بن الحکم

|

حضرت ابو حامد احمد بن محمد بن یحییٰ بن بلال البزار

|

حضرت ابو طاہر محمد بن محمد محمش الزیادی

|

حضرت ابو صالح احمد بن عبد الملک المؤذن

|

حضرت ابو سعید اسماعیل بن ابو الصالح احمد بن عبد الملک نیشاپوری

|

حضرت حافظ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی

|

حضرت ابو الفرج عبد اللطیف بن عبد المنعم الحرانی

|

حضرت ابو الفتح محمد بن ابراہیم المکبری المیدومی

شیخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد التمہ سیری

شیخ الفضل عبدالرحیم بن حسین العراقی

شیخ الشہاب ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانی

شیخ شمس الدین سخاوی القاہری

شیخ وجیہ الدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم علوی

شیخ محمد اقلم الحسنی

شیخ عبدالوہاب بن فتح اللہ بروجی

یکے از فقرائے سید عبدالوہاب المتقی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

شیخ ابوالرضا بن اسماعیل دہلوی (نواسہ شیخ عبدالحق)

سید مبارک فخر الدین بلگرامی

سید طفیل محمد اترولوی

سید شاہ حمزہ بن سید آل محمد بلگرامی حسنی الواسطی

سید آل احمد اچھے میاں مارہروی

سید آل رسول احمد مارہروی

امام احمد رضا البریلوی
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

شیخ زین الدین عبدالرحیم بن الحسین عراقی

شیخ ابوالفتح محمد بن ابو بکر بن الحسین المراغی

شیخ سید ابراہیم التازی

شیخ احمد حجی الوہرانی

شیخ سعید بن محمد المقری

شیخ سعید بن ابراہیم الجزائری المعروف قدورہ

شیخ یحیٰی بن محمد شاوی

شیخ عبداللہ بن سالم البصری

شیخ سید عمر

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

سید آل رسول احمدی مارہروی

امام احمد رضا البریلوی
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

سند حدیث مسلسل بالاولیت

(جو بہت عالی ہے)

حضور اکرم نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر

|

شیخ الشہاب ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانی۔ تک وہی سند ہے جو گزر چکی۔ اس کے بعد سند یوں ہے

|

شیخ الاسلام اشرف زکریا بن محمد الانصاری

|

شیخ ابوالخیر بن عموس الرشیدی

|

شیخ محمد بن عبدالعزیز

|

شیخ احمد بن محمد الدمیاطی المعروف ابن عبدالغنی

|

شیخ مولانا احمد حسن الصوفی مرادآبادی

|

سید شاہ ابوالحسین النوری مارہروی

|

امام احمد رضا البریلوی
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

سند روایت

سند حدیث مسلسل بالاولیت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ہم امام احمد رضا کی ایک سند روایت بھی پیش کر رہے ہیں جو ۲۷ واسطوں سے امام اعظم سے ہوتی ہوئی امام المجتہدین حضرت ابراہیم نخعی تک پہنچتی ہے۔ اس سند کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں تاریخ و مقام روایت کی پوری تفصیل موجود ہے کہ کب اور کہاں کی گئی ہے روایت کی اور دوسری خوبی یہ ہے کہ سید آل رسول احمدی مارہروی کے بعد تمام شیوخ حنفی ہیں اور اس سند میں کہیں پر لفظ انبانا ہے کہیں پر اخبرنا اور کہیں لفظ، عن مذکور ہے مگر ہم نے اختصار و سہولت کے پیش نظر سب کو لفظ عن سے تعبیر کیا ہے یہاں پر اسے مختصراً ذکر کیا جا رہا ہے اور مفصلاً یہ اس حدیث کی پوری سند کے ساتھ رسالہ، سرور العید فی حل الدعاء بعد صلاۃ العید، میں مذکور ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے روایت کی ہے۔ یہ رسالہ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد ثالث میں شامل ہے۔ سند ملاحظہ ہو۔

قال الامام احمد رضا البریلوی

عن عبد الرحمٰن السراج المکی حنفی مفتی شہر مکہ

عن جمال بن عبد اللہ بن عمر المکی

عن الشیخ الاجل عابد السندی

عن عمہ محمد حسین الانصاری

عن الشیخ عبد الخالق بن علی المزجاجی

عن الشیخ محمد بن علاء الدین المزجاجی

عن احمد النخلی

عن محمد البابلی

عن سالم السنہوری

عن النجم الغیطی

عن الحافظ زکریا الانصاری

عن الحافظ ابن حجر العسقلانی

عن ابی عبد اللہ الجریری

عن قوام الدین الاتقانی

عن البرہانی احمد بن سعد بن محمد البخاری والحسام السغناقی

عن حافظ الدین محمد بن محمد بن نصر البخاری (حافظ الدین الکبیر)

عن الامام محمد بن عبدالستار الکردری

عن عمر بن الکریم الورسکی

عن عبدالرحمٰن بن محمد الکرمانی

عن ابی بکر محمد بن الحسین بن محمد (الامام فخر القضاۃ الارشابندی)

عن عبداللہ الزرونی

عن ابی زید الدبوسی

عن ابی جعفر الاستروشنی۔ اس کے بعد تحویل اسناد ہے۔

عن السید آل الرسول الاحمدی المارہروی

عن الشاہ عبدالعزیز المحدث الدہلوی

عن ابیہ

عن الشیخ تاج الدین القلعی مفتی الحنفیہ

عن الشیخ حسن العجمی

عن الشیخ خیر الدین الرملی

عن الشیخ محمد بن سراج الدین الحانوتی

عن احمد بن الشلبی

عن ابراہیم الکرکی (صاحب کتاب الفیض)

عن امین الدین یحییٰ بن محمد الاقصرائی

عن الشیخ محمد بن محمد البخاری الحنفی (محمد پارسا صاحب فصل الخطاب)

عن الشیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن علی البخاری الطاہری

عن الامام صدر الشریعہ (شارح الوقایہ)

عن جدہ تاج الشریعۃ

عن والدہ صدر الشریعۃ

عن والدہ جمال الدین المحبوبی

محمد بن ابی بکر البخاری المعروف بامام زادہ

س الائمہ الزرنجری

عن شمس الائمہ الحلوانی

عن ابی علی النسفی امام الحلوانی

عن ابی علی

وکذالک عن ابی نصایۃ السناد وقال الاستر وشنی

عن ابی علی الحسین بن خضر النسفی

عن ابی بکر محمد بن الفضل البخاری

عن ابی محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی (الاستاذ السبذمونی)

عن عبداللہ بن محمد بن ابی حفص الکبیر

عن ابیہ

عن محمد بن الحسن الشیبانی

اخبرنا ابو حنیفہ

عن حماد

عن ابراہیم
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

فتاویٰ رضویہ

حضرات! جس طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کو علم حدیث میں بصیرت و دستگاہ حاصل ہے اسی طرح دیگر علوم و فنون کے ساتھ فقہ میں بھی ان کا پایہ بہت بلند اور اس میں ان کی تجدیدی خدمات بھی عظیم یادگار ہیں۔ میرا موضوع بحث چونکہ امام احمد رضا کی علم حدیث میں وسعت نظر ثابت کرنا ہے، اس لئے ان کی فقاہت و تفقہ پر کسی اور موقع پر مفصل گفتگو ہو سکے گی مگر سردست فتاویٰ رضویہ کی چند خصوصیات ملاحظہ ہوں کیونکہ زیر نظر کتاب فتاویٰ رضویہ ہی سے ماخوذ و مستخرج حدیثوں کا مجموعہ ہے۔

فتاویٰ رضویہ احکام شرعیہ و مراسم اسلامیہ کا جامع، وقت کے الجھے ہوئے معرکۃ الآرا مسائل کا شاندار اور مضبوط حل، دلائل و براہین سے مرصع و مزین، تحقیق و تدقیق اور توضیح و تفصیل میں بے مثال اور مصنف کی جودت طبع و ذکاوت فکر و نظر اور ان کے تفقہ فی الدین کا آئینہ دار ہے۔

فتاویٰ رضویہ کی جامعیت و خصوصی حیثیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہندو پاک میں فتاویٰ عالمگیری کے بعد اسی کا مقام و مرتبہ ہے کیونکہ فقہ حنفی میں اس سے زیادہ جامع و ضخیم کتاب اردو میں نہیں ہے۔

اور حال ہی میں ایک انکشاف یہ ہوا ہے کہ افریقہ کے عدلیہ نے اسے منظوری دی ہے اور کہا ہے کہ تمام اسلامی مقدمات کا حل فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں کیا جائے گا۔

امام احمد رضا کے علم و فضل اور فتاویٰ نویسی میں دقت نظر اور مہارت کے برملا اعترافات پر چند مشاہیر اہل علم کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد رضا صرف یہ کہ علوم دینیہ کے صاحب بصیرت عالم تھے بلکہ اپنے معاصرین فقہاء و محدثین کے امام اور ارباب منطق و فلسفہ کے استاذ تھے، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اکابر علماء اسلام نے آپ کے علم و فضل اور تبحر علمی کا مشاہدہ کر کے تحریری گواہی دی کہ

"شیخ احمد رضا بریلوی" علامہ کامل" استاذ ماہر" یکتائے زمانہ امام یگانہ" مشاہیر علمائے کرام کے سردار و پیشوا، نادر روزگار، علوم و فنون کے دریائے ذخار، عالم کثیر العلم اور فاضل سریع الفہم ہیں۔ (حسام الحرمین)

اور کفل الفقیہ الفاہم اور الدولۃ المکیہ کی رووا د تالیف و تحریر اور حسام الحرمین و فتاوی الحرمین پر علمائے عرب کی تصدیقات و توقیعات امام احمد رضا کی فقاہت و فطانت پر نقش جلی ہیں۔

مکہ شریف کے فقیہہ جلیل حضرت مولانا سید اسماعیل بن مولانا سید خلیل نے آپ کے فتاوے کے صرف چند اوراق ملاحظہ فرما کر یہاں تک لکھ دیا کہ و اللہ اقول والحق اقول انہ لو رآھا ابو حنیفۃ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاقرت عینہ و لجعل مؤلفھا من جملۃ الاصحاب۔ یعنی بخدا میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ اگر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (امام احمد رضا) کے اس فتاوٰی کو ملاحظہ فرماتے تو حضرت امام اعظم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور فتوی لکھنے والے (یعنی امام احمد رضا) کو اپنے شاگردوں میں شامل کرتے۔ (الاجازات المتینہ)

استاذ علم میراث سراج الفقہاء حضرت مولانا سراج احمد ساکن قصبہ مکھن بیلہ ضلع رحیم یار خاں ریاست بہاولپور پاکستان سے ایک وہابی فاضل ملا نظام الدین احمد پوری کی ملاقات ہوئی۔ یہ وہابی فاضل اپنے زمانے کے علمائے دیوبند میں کسی کو علم فقہ میں اپنا ہمسر و برابر نہیں سمجھتا تھا۔ اب آگے کا واقعہ حضرت سراج الفقہاء کے زبان قلم سے سنئے، موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

مولوی نظام الدین فقیہ احمد پوری وہابی جو تفقہ میں اپنے ہمعصر علمائے دیوبند وغیرہ میں اپنے آپ جیسا کسی کو فائق نہیں جانتا تھا۔ فتاوی رشیدیہ (مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی) کے اس فتوی پر کہ "حدیث صحیح کے مقابل قول فقہاء پر عمل نہ کرنا چاہئے" اس کے سامنے میں نے رسالہ "الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذہبی" مصنفہ امام احمد رضا عظیم البرکت کے ابتدائی اوراق منازل حدیث کے سنائے تو اس (وہابی فاضل) نے بصد حیرت کہا کہ یہ سب منازل فہم حدیث مولانا احمد رضا کو حاصل تھے، افسوس کہ میں مولانا احمد رضا کے زمانہ میں رہ کر بے تبرو بے فیض رہا۔ پھر میں (سراج احمد) نے اس وہابی عالم کو مسائل رضویہ سے چند مسائل فقہ کے جوابات سنائے تو کہنے لگا کہ علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا احمد رضا کے شاگرد ہیں، یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں۔ (سوانح سراج الفقہا)

یہی مولانا سراج احمد صاحب ہیں جو میراث کے ایک مسئلہ پر الجھ گئے تو ہندوستان بھر کے مفتیان کرام سے ربط کیا مگر وہ حل نہ ہو سکا لیکن جب امام احمد رضا کی بارگاہ دانش میں وہی ژولیدہ سوال پیش کیا تو اس کا جواب دیکھ کر وہ انگشت بدنداں ہو گئے اور فرمایا کہ میں اتنے دنوں تک علوم و فنون کے جبل شامخ سے دور رہ کر تاریکیوں میں بھٹکتا رہا اور تضیع اوقات کیا۔ اور یہی واقعہ امام احمد رضا

سے ان کی گرویدگی کا باعث ہوا۔

مشہور قومی شاعر ڈاکٹر اقبال نے ایک علمی مذاکرہ میں جب امام احمد رضا کا ذکر آیا تو فرمایا۔

ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع و ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا، میں نے ان کے فتاوے سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت، جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عدل ہیں۔ (فاضل بریلوی اور ترک موالات)

فاضل اہلحدیث ڈاکٹر محی الدین الوائی پروفیسر ازہر یونیورسٹی مصر کا ایک مقالہ جریدہ صوت الشرق قاہرہ مصر۔ شمارہ فروری ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا ہے۔

پروفیسر صاحب اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں۔

یعد مولانا احمد رضا خان البریلوی رحمۃ اللہ علیہ من طلیعۃ علماء الھند المسلمین الذین ساھموا مساھمۃ فعالۃ فی خدمۃ العلم و الدین و اللغۃ العربیۃ۔

یعنی جن علمائے ہند نے علوم دینیہ و عربیہ کی خدمات میں اعلیٰ قسم کا حصہ لیا ہے ان میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا نام سر فہرست نظر آتا ہے۔ (المیزان امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء)

وہابیوں کی تحریک جماعت اسلامی کے پیشوا مسٹر ابوالاعلیٰ مودودی اپنے مکتوب بنام ایڈیٹر ترجمان اہلسنت کراچی میں تحریر کرتے ہیں

میری نگاہ میں مولانا احمد رضا خانصاحب مرحوم و مغفور دینی علم و بصیرت کے حامل اور مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ کے قابل احترام مقتدا تھے، اگرچہ ان کے بعض فتاویٰ و آراء سے مجھے اختلاف ہے لیکن میں ان کی دینی خدمت کا بھی معترف ہوں۔ (المیزان امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء)

ندویوں کے پیشوا مولوی حکیم عبدالحیٔ رائے بریلوی اور دیوبندیوں کے زعیم اکبر ابوالحسن علی ندوی رائے بریلوی، نزہۃ الخواطر ہشتم، ص ۳۸ مطبوعہ حیدر آباد دکن میں لکھتے ہیں۔

الشیخ العالم المفتی احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی الافغانی الحنفی البریلوی المشھور بعبد المصطفیٰ ولد یوم الاثنین عاشر شوال سنۃ اثنتین و سبعین و مائتین بعد الالف ببلدۃ بریلی و اشتغل بالعلم علی والدہ و لازمہ مدۃ طویلۃ حتی برع فی العلم و فاق اقرانہ فی کثیر من الفنون لاسیما الفقہ و الاصول۔

یعنی استاذ کامل، مفتی احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی افغانی حنفی بریلوی عرف عبد المصطفیٰ ۱۰ شوال ۱۲۷۲ء کو دوشنبہ (بلکہ شنبہ) کے دن شہر بریلی میں پیدا ہوئے اور عرصہ دراز (بلکہ

نہایت قلیل مدت) تک اپنے والد سے تعلیم حاصل کرنے میں لگے رہے یہاں تک کہ علم میں غالب ہوئے اور کثیر فنون خصوصاً فقہ و اصول فقہ میں اپنے معاصرین (علماء) پر فوقیت لے گئے۔ (بحوالہ سوانح اعلیٰ حضرت)

امام احمد رضا کی ذات ہمہ گیر، ان کے علم کامل کا شہرہ عالمگیر اور خدمات دینیہ کا چرچا جہانگیر تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ کی بارگاہ عالی میں اضلاع ہندوستان، بنگال، پنجاب، گجرات، دکن، گوا، برہما، ارکاٹ، چین، غزنی، افریقہ، امریکہ، مکہ شریف اور مدینہ شریف سے بے شمار استفتاء آتے اور ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے۔ آپ کے ذمہ کار فتویٰ اس درجہ وافر کثیر تھا جسے دس مفتی انجام نہ دے سکتے مگر آپ کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے صاحب قلم سیال مفتی، نادر روزگار، یکتائے زمانہ امام بنایا تھا اس لئے آپ نے تنہا اتنی عظیم و جلیل خدمت دینی رضائے رب کے لئے انجام دی۔ (سوانح اعلیٰ حضرت)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی تیرہ سال دس مہینے کی عمر ہی میں فارغ التحصیل ہو گئے اور اسی دن سے فتویٰ لکھنا شروع کر دیا اور فتویٰ نویسی کا یہ سلسلہ عمر شریف کے آخری حصہ یعنی تقریباً پچاس برس تک جاری رہا اگر پچاس برس کے تمام فتوے محفوظ رہتے تو نہ جانے مراسم اسلامیہ پر مشتمل کتنے انسائیکلوپیڈیا تیار ہوتے، مگر افسوس کہ ان کے بہت سے فتووں کی نقل نہ لی جاسکی پھر بھی جو نقل ہو سکے اور امام احمد رضا نے جنہیں ترتیب کے ساتھ کتابی شکل دی وہ بڑی تقطیع یعنی جہازی سائز کے بارہ جلدوں میں ۷۵۰۹ سات ہزار پانچ سو نو صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔

اور کل بارہ جلدوں میں فتووں کی تعداد ۶۸۵۸ چھ ہزار آٹھ سو اٹھاون ہے۔ اور اس مجموعۂ فتویٰ کا نام امام احمد رضا نے "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" رکھا ہے۔ ان میں سے کچھ تو امام احمد رضا نے بذات خود شائع کرالیا تھا اور کچھ شہزادہ امام احمد رضا تاجدار اہل سنت الشاہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں المعروف حضور مفتی اعظم ہند کی زیر نگرانی شائع ہوئے اور کچھ بعد میں مطبوع ہوئے۔ اور آج کل یہ کل کے کل مطبوع ہیں بلکہ رضا اکیڈمی بمبئی نے تمام جلدوں کو ایک ہی سائز میں نہایت مناسب و موزوں اور حسین و خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔ رضا اکیڈمی کا یہ عظیم کارنامہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ اور انتہائی مسرت کی بات ہے کہ 'رضا فاؤنڈیشن لاہور' کی طرف سے "فتاوی رضویہ" کے شایان شان طباعت کی جارہی ہے جس میں عربی عبارات کے ترجمہ، حوالہ جات کی نشاندہی، پیرا بندی، نئی کتابت، عمدہ کاغذ، نفیس طباعت اور جلد بندی کا عمدہ اہتمام کیا

جارہا ہے۔ اس انداز کی طباعت سے فتاویٰ رضویہ بارہ جلدوں کی نہایت مناسب ضخامت میں تخمیناً تیس یا بتیس جلدیں ہوں گی رضا فاؤنڈیشن لاہور کی یہ وقیع کاوش ملت اسلامیہ کے لئے قابل فخر اور لائق صد ستائش ہے۔

اور میں نے احادیث اخذ کرنے کے ساتھ ساتھ ہر ایک جلد کا الگ الگ تعارف و تجزیہ بھی پیش کیا ہے۔

یعنی پہلی جلد کن ابحاث و مسائل پر مشتمل ہے اور دوسری جلد کن ابواب و احکام پر، اسی طرح تیسری اور چوتھی علی هذا القیاس۔

ان کی مزید خصوصیات وہاں پر ملاحظہ ہوں۔

فتاویٰ رضویہ کے تجزیاتی جائزہ کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی سند فقہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سندِ فقہ حنفی

اس سند کی خوبی یہ ہے کہ اس سند کے تمام اساتذہ و مشائخ حنفی ہیں۔ ملاحظہ ہو العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد اول، ص ۵

النبی الکریم الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

حضرت عبد اللہ بن مسعود

حضرت علقمہ — حضرت الاسود

حضرت ابراہیم

حضرت حماد

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانی

شیخ احمد بن حفص (الشہیر ابو حفص الکبیر)

شیخ عبد اللہ بن ابی حفص البخاری

امام ابو عبد اللہ السبذمونی

شیخ ابو بکر محمد بن الفضل البخاری

شیخ القاضی ابو علی النسفی

امام شمس الائمہ الحلوانی

امام فخر الاسلام البزدوی

امام برہان الدین (صاحب الھدایہ)

امام عبد الستار بن محمد الکردری

شیخ جلال الدین الکبیر

شیخ عبدالعزیز البخاری

شیخ سید جلال الدین الخبازی

شیخ علاء الدین السیرامی

شیخ السراج قاری الھدایہ

شیخ الکمال ابن الھمام (صاحب فتح القدیر)

شیخ سری الدین عبدالبر بن الشحنہ

شیخ احمد بن یونس العلبی

شیخ محمد بن عبداللہ المیری — شیخ عبداللہ الخریری — شیخ محمد بن احمد الحموی — شیخ احمد الحمی

شیخ حسن الشرنبلالی (صاحب نورالایضاح وغیرہ) — شیخ علی المقدسی — شیخ الحسن الحانوتی — شیخ عمر بن نجیم

شیخ احمد شوبری

شیخ اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی (صاحب شرح الدرر والغرر)

شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی (صاحب الحدیقہ الندیہ وغیرہ)

شیخ اسماعیل بن عبداللہ الشہیر علی زادہ البخاری

شیخ عبدالقادر بن خلیل

شیخ یوسف بن محمد بن علاء الدین المزجاجی

شیخ محمد عابد الانصاری المدنی

شیخ جمال بن عبداللہ بن عمر مفتی مکہ

شیخ عبدالرحمن السراج بن شیخ عبداللہ السراج مفتی مکہ

امام احمد رضا البریلوی

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

فتاویٰ رضویہ اور احادیث

امام احمد رضا بریلوی کی بارگاہ علم و دانش میں ملک و بیرون ملک سے جو سوالات و استفتاء آتے تھے ان سب کا جواب وہ نہایت دقت نظر اور دلائل و براہین کی روشنی میں تحریر فرماتے تھے۔ ان کا عام طریقہ استدلال یہ ہے کہ وہ مسئلے کی وضاحت و مسئلے کو مبرہن کرنے کے لئے سب سے پہلے آیات قرآنیہ پیش کرتے ہیں پھر احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، اس کے بعد اقوال ائمہ و علماء اور دیگر فقہی جزئیات نقل کرتے ہیں۔ مگر ایسا نہیں کہ ایک آیت یا صرف ایک حدیث پر اکتفا کرتے ہوں بلکہ جب آیات و احادیث پیش کرنے پر آتے ہیں تو ایک مسئلے کی وضاحت کے لئے کئی کئی آیتیں اور حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔ خصوصاً جب حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیر کرتے ہیں تو جلوہائے حدیث کی ایک رنگین دنیا آباد نظر آتی ہے، اور جب اقوال ائمہ اور جزئیات شرعیہ پیش کرنے پر آتے ہیں تو ان کے قلم کی جولانی دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔

امام احمد رضا کے مجموعہ فتاویٰ میں جزئیات فقہ اور دیگر تحقیقات انیقہ کے ساتھ ساتھ احادیث کا جو ذخیرہ نظر آتا ہے وہ دیگر کتب فتاویٰ میں کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہ ان کی بصیرت حدیث کا واضح و مبین ثبوت ہے کہ ان کے بہت کم فتاوے ایسے ملیں گے جو حدیثوں اور دلیلوں سے مملو و مشحون نہ ہوں۔

حدیث میں امام احمد رضا کی وسعت نگاہ اور حدیثوں سے استدلال کی کیفیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے پورے مجموعۂ فتاویٰ میں غیر مکرر احادیث کی تعداد ۳۱۹۵ ہے۔ اور اتنی ہی یا ان سے کچھ کم تعداد احادیث مکررہ کی بھی ہو گی۔

پہلے میں نے غیر مکرر کی طرح مکررات کو بھی الگ سے شمار کرنا شروع کیا تھا مگر کثرت کے سبب کچھ الجھنیں در پیش ہوئیں تو زیادہ مفید و کار آمد نہ سمجھ کر ترک کر دیا۔

مکررات

ایک مفتی کے سامنے بسا اوقات متعدد مسائل کے سوالات ایک جیسے اور ایک نہج کے ہوتے ہیں اگرچہ کبھی بعض کی نوعیت الگ ہوتی ہے اور مفتی جب جواب لکھتا ہے تو ایک جیسی دلیلیں ہر جواب میں پیوست کرتا چلا جاتا ہے جس کے نتیجے میں گو سوال و جواب جداگانہ ہوتے ہیں

مگر دلائل کا محور و منشاء ایک ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا کے مجموعۂ فتاوی میں بھی ہمیں دوسری جزئیات فقہ کے ساتھ حدیثیں بھی مکرر و سہ کرر دکھائی دیتی ہیں۔ جو انہوں نے ایک نہج کے متعدد سوال کے جواب میں بطور دلیل پیش کی ہیں گو مکرر حدیثوں کی تعداد خاصی ہے مگر ہم نے ان مکرر حدیثوں کے استخراج سے احتراز کیا ہے۔

اسی طرح امام احمد رضا کے بعض رسالوں میں بھی کچھ مکرر حدیثیں نظر آتی ہیں مگر بہ نسبت فتاوی کے رسالوں میں یہ بات بہت کم ہے البتہ چند رسالوں کے تقابل کے بعد شاذ و نادر ہی مکرر حدیثیں سامنے آتی ہیں تو ہم نے ایسی مکرر حدیثوں کے جمع کرنے سے بھی اجتناب کیا ہے جو دو یا چند رسالوں کے تقابل سے ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن کہیں کہیں قارئین کو چند حدیثیں بظاہر مکرر نظر آئیں گی مگر دقت نگاہ سے دیکھنے کے بعد فرق محسوس ہو جائے گا کہ یہ حدیثیں حقیقتاً مکرر نہیں ہیں کیونکہ ایسی حدیثوں میں کچھ نہ کچھ مابہ الامتیاز فرق ضرور ہے، یا تو روایت و سند میں فرق ہے یا نفس حدیث کے بعض الفاظ میں یا حدیث کے محولہ و غیر محولہ ہونے میں فرق ہے۔

یعنی امام احمد رضا نے حدیث پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اکثر و بیشتر اسناد حدیث و راویان حدیث اور ماخوذ منہ کتاب کا بھی ذکر کیا ہے جیسے رواہ البخاری عن فلاں و رواہ مسلم عن فلاں وغیرہ۔ اور بعض حدیثیں ایسی بھی ہیں جن میں سند و راوی کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی کتاب کا حوالہ ہے بلکہ صرف متن حدیث مذکور و مسطور ہے۔ کیونکہ مدعا تو متن حدیث ہی سے حل ہو جاتا ہے مگر پھر بھی اس کی تقویت کے لئے سند و روایت وغیرہ ذکر کیا جاتا ہے لہٰذا امام احمد رضا کی پیش کردہ بیشتر حدیثیں مستند و محولہ ہوتی ہیں اور اگر اتفاق سے ایسی حدیث مکرر ہے جو کہیں پر سند و روایت کے ساتھ مذکور ہے اور کہیں پر بغیر سند و روایت کے، تو ہم نے حدیث وہاں سے لی ہے جہاں پر سند وغیرہ کے ساتھ مرقوم ہے۔

اس بات کی رعایت سے اگرچہ کچھ الجھنوں اور صعوبتوں کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے کہ کبھی بغیر سند والی حدیث پہلے لکھنے میں آئی پھر وہی حدیث کہیں پر سند کے ساتھ نظر آئی تو سند والی لے کر پہلی بغیر سند والی کو قلم زد کر دینا پڑا ہے تاکہ حدیث مکرر نہ ہو جائے۔

اور بعض رسالوں میں جو حدیثیں مکرر آئی ہیں تو ہم نے اپنے صوابدید کے اعتبار سے جہاں پر مناسب و محمود سمجھا ہے وہاں سے حدیث کا استخراج کیا ہے۔ حدیثوں کا مکرر و بار بار آنا امام احمد رضا

کے زور قلم واسلوب تحقیق اور اہتمام موضوعیت پر دال ہے ورنہ یہ کوئی معیوب وغیر محمود بات نہیں ہے، اگر تکررات کاذکر کرنا عیب وغیر مستحسن ہے تو صحیح بخاری شریف اور امام بخاری کو کیا کہا جائے گا کہ ایک روایت کے مطابق بخاری شریف میں کل احادیث ۷۲۷۵ سات ہزار دو سو پچھتر ہیں اور حذف تکررات کے بعد چار ہزار۔

امام بخاری نے اکثر احادیث کو ایک سے زیادہ جگہ ذکر کیا ہے حتی کہ بعض احادیث کو سولہ سولہ جگہ ذکر کیا ہے، یہ حقیقت میں اگرچہ لفظاً تکرار ہے مگر معنوی اعتبار سے تکرار نہیں۔

تکرار کی دو صورت ہے۔ سند میں تکرار ہو متن میں تکرار ہو

سند کے لحاظ سے اگر دیکھیں تو شاید کوئی جگہ ایسی ہو جہاں امام بخاری نے ایک حدیث کو دو جگہ ایک ہی سند کے ساتھ ذکر کیا ہو۔

متن میں اگر تکرار ہو تو اس کی لفظی تکرار میں متعدد فوائد ہیں۔ از انجملہ ایک فائدہ مختلف ابواب پر استدلال ہے۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ راوی کبھی ایک حدیث کو مختصر ذکر کرتا ہے، دوسرا مفصل، تو مفصل ذکر کردینے سے حدیث کی تکمیل ہو جاتی ہے، وغیر ذلک۔

انہیں وجوہات کی بناء پر امام احمد رضا امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے کہیں کہیں حدیثیں مکرر ذکر کی ہیں تاکہ افادۂ مطالب و ایضاح معانی کو جامع ہوں اور اثبات دعویٰ وقیع تر ہو جائے۔

فتاویٰ رضویہ اور رسائل

امام احمد رضا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب کوئی سوال پیش ہوتا تو وہ سائل کا منشاء و مراد اور رجحانِ طلب سمجھ لیتے پھر جواب قلم بند فرماتے کیونکہ کامیاب و ظفریاب مفتی وہی کہلاتا ہے جو روح سوال کو جواب میں واضح کردے اور اول نظر میں سوال کا تیور پہچان لے۔ امام احمد رضا کے اندر یہ وصف بدرجہ اتم موجود تھا اس لئے انہوں نے مختلف انداز میں سوالوں کے جوابات ارقام کئے ہیں مگر ہر ایک جواب دلائل و براہین سے مرصع و مملو ہوتا ہے، پھسپھسایا غیر معیاری جواب کوئی بھی نہیں ہوتا، ان کی بارگاہ میں آئے ہوئے سوالات کا انہوں نے مختلف اور انوکھے انداز میں جواب تحریر کیا ہے۔ ان میں کوئی جواب مختصر ہے، کوئی مفصل

متوسط اور کسی میں انتہائی شرح وبسط ہوتی ہے۔ امام احمد رضا کا جو جواب مفصل و مشرح ہوتا تو وہ اس تفصیلی تحریر کا کوئی نام ضرور تجویز کرتے اور اس طرح وہ ایک رسالہ قرار پاتا۔ امام احمد رضا نے اس طرح کے بہت سارے جوابات رقم کئے اور کوئی نہ کوئی نام ضرور تجویز فرمایا اور یہ نام نہایت مناسب و موزوں ہوتا ہے بلکہ اس میں دو باتیں قدر مشترک ہوتی ہیں۔

☆ ایک یہ کہ نام ہی سے رسالے کے مضمون کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

☆ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ نام تاریخی بھی ہوتا ہے یعنی نام کے عدد ہی سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ رسالہ کس سن میں تصنیف کیا گیا۔

اور رسالوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہر رسالہ زیادہ تر ایک ہی موضوع سے متعلق ہوتا ہے گو ضمناً دوسری باتیں بھی آجاتی ہیں مگر دلائل و تحقیقات کا محور و مرکز اس کی موضوعیت ہی پر گردش کرتا ہے۔ اور رسالوں میں بیشتر تو ضخیم ہی ہیں مگر بعض قدرے مختصر بھی ہیں۔

مجموعۂ فتاویٰ میں جو رسائل شامل ہیں وہ مضمون فتاویٰ اور ابواب فتاوی سے منطبق ہونے کی وجہ سے منسلک ہیں ورنہ رسالوں کو فتاوی کی ضخامت و حجم بڑھانے کے لئے شریک نہیں کیا گیا ہے بلکہ موضوعیت سے متعلق ہونے کے سبب سے انہیں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے تاکہ فتاوی کی جامعیت میں خلل نہ پڑے۔

فتاوی رضویہ کے مشمولہ رسائل میں سے چند ہی ایسے ہیں جن کو ضرورت وقت کے لحاظ سے علیحدہ بھی شائع کیا گیا ہے ورنہ بیشتر رسائل مجموعہ کی اشاعت کے ساتھ ہی مطبوع ہوتے رہے ہیں۔

"العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" میں مشمولہ کل رسائل کی تعداد ۱۴۰ ایکسو چالیس ہے۔ ہر ایک رسالے کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے ان رسائل میں سے ۱۱۰ ایکسو دس رسالوں سے احادیث کا استخراج کیا گیا ہے اور ان کا تعارف و تبصرہ مستقلاً مرقوم ہے اور ۳۰ تیس رسالوں میں حدیث کا استعمال نہیں ہوا ہے اس لئے ان کا تعارف و تذکرہ جلدوں کے تعارف کے تحت ضمناً مسطور ہے۔

رسالوں کے تعارف میں انداز یہ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسالہ کونسے سوال کے جواب پر مشتمل ہے اور یہ کس مسئلے کے ثبوت و تحقیق میں ہے اور اس میں کیا کیا خوبیاں ہیں، اس کے اندر خاص بات کیا ہے اور اس میں حدیثیں کتنی ہیں اور کتنے صفحات پر مشتمل ہے۔

غرضیکہ رسالوں کے تعارفی تجزیے میں ان کے مشتملات و مندرجات کا خلاصہ مختصر لفظوں میں پیش کیا گیا ہے جس سے پورے رسالے کا خلاصہ و نچوڑ چند سطروں میں ادا ہو گیا ہے گویا کہ سمندر کو کوزے میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔

زیر نظر کتاب فتاویٰ رضویہ بارہ جلدوں اور ان میں مشمولہ تمام رسائل کی ماخوذ و مستخرج حدیثوں کا مجموعہ ہے۔

ان کے علاوہ امام احمد رضا کی دیگر تصنیفات و رسائل کی حدیثیں اس کتاب کی دوسری جلدوں میں پیش کی جائیں گی، بیشتر رسالوں کی نوعیت اگرچہ ایک ہے مگر وہاں پر ان کا تذکرہ و تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

سبب تالیف

میں آج سے کئی برس پہلے حیدر آباد سے قریب کاماریڈی کے مدرسہ ضیاء العلوم میں صرف ایک سال کے لئے بحیثیت مدرس تھا اور اس شہر کی مرکزی مسجد میں ہر جمعہ کو خطاب کیا کرتا تھا، خطاب کے دوران میں یہ کوشش رہتی تھی کہ حدیثیں زیادہ سے زیادہ پیش کی جائیں مگر اتفاق یا سوء اتفاق کہئے کہ اس مدرسے میں حدیث کی کوئی متداول کتاب نہیں تھی، چونکہ وہاں پر میرے رہنے کے سبب سے ہی درس نظامی کا آغاز ہوا تھا ورنہ صرف حفظ و قرأت ہی کی تعلیم ہوتی تھی اس لئے حدیث کی تو گویا درس نظامی کی بھی کوئی کتاب نہیں تھی۔ مگر ایک شغف اس راہ میں میرا دامن کشاں تھا اور میں مجبور تھا لیکن ہوتا یہ تھا کہ اس وقت جو کتاب بھی میرے مطالعے میں آتی اور اس میں جو حدیثیں ہوتیں، میں اپنے موضوعات سے متعلق منتخب کر کے انہیں نوٹ کر لیتا تھا یہ سلسلہ کچھ دنوں تک ہی چلا کہ اچانک خیال آیا کہ صرف امام احمد رضا عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی ہی کی کتابوں سے حدیثیں اخذ کیا کروں گا اور موضوعات سے جو حدیثیں متعلق ہوں گی انہیں جمعہ کے خطاب میں بیان کیا کروں گا لہذا میں نے ایسا کرنا شروع کر دیا اس طرح سے میرے پاس کافی حدیثیں کتب امام احمد رضا سے ماخوذ و مستخرج مجتمع ہو گئیں۔

پھر ایک دن خیال آیا کہ اگر کتب اعلیٰحضرت کی ساری حدیثوں کو ابواب کے ضمن میں یکجا کر کے کتابی شکل دی جائے تو یہ امام احمد رضا پر ایک اہم اور عمدہ کام ہو گا انہیں جذبات و عواطف کی

بنیاد پر میں نے ابواب کے ضمن میں حدیثیں جمع کرنا شروع کیں یہاں تک کہ میرے پاس کتب امام احمد رضا سے متخرجہ حدیثوں کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہو گیا، اس کے بعد میں نے میرے اساتذہ کرام اور دیگر اکابر علماء اسلام سے اس سلسلے میں مشورہ کیا تو سبھوں نے بیک زبان میری اس کاوش و جستجو کو سراہا اور حوصلہ افزائی فرمائی اور دعاؤں سے نوازا، پھر میرا کاروان شوق بڑھتا چلا گیا اور نوبت بایں جا رسید کہ میرا ثمرۂ آرزو اور شوق جستجو آج کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں کی زینت اور نگاہوں کے لئے سامان تسکین ہے۔

ہم اس راہ شوق و جستجو میں کتنا کامیاب و کامراں ہوئے ہیں اس کا فیصلہ معزز قارئین ہی فرمائیں۔

طرز تالیف

پہلے پہل میں نے کتب امام احمد رضا سے متخرجہ تمام حدیثوں کو ابواب کے ضمن میں جمع کیا تھا مگر متخرجہ حدیثیں تمام ابواب فقہ کو حاوی نہ ہو سکیں پھر یہ کہ کسی باب میں حدیثیں تو بکثرت آئیں اور کسی میں بالکل نا کے برابر، جس سے بابوں کے درمیان توازن قائم نہ رہنے کا امکان تھا اس لئے میں نے اپنے اساتذہ اور دیگر مخلص و معاون اکابر علماء سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ حدیثیں مسلسل جمع کی جائیں اور قائم کردہ ابواب کو مسترد کر دیا جائے میں نے پھر بارے دیگر حدیثیں مسلسل جمع کرنا شروع کیں یعنی ایک کتاب لی اور اس کا تعارف لکھا پھر اس میں جو حدیثیں نظر آئیں ان سب کو تسلسل کے ساتھ جمع کرتا رہا — مگر یہ یاد رہے کہ امام احمد رضا کی بارگاہ میں جس طرح عام لوگوں کے سوالات پیش ہوتے تھے اسی طرح بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ علماء اور دانشور حضرات معلومات اور استصواب رائے کے لئے سوالات بھیجتے تھے اس لئے بعض سوالات میں بھی احادیث مذکور ہیں تو ہم نے سوالوں کی حدیثیں اخذ نہیں کی ہیں بلکہ صرف جوابات اور امام احمد رضا ہی کی متخرجہ حدیثیں نقل کی ہیں۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ امام احمد رضا کی بیشتر تصنیفات کسی نہ کسی سوال کا جواب ہیں جو ان کے مجموعہ فتاویٰ اور دیگر رسائل سے ظاہر ہے۔

استخراج حدیث کا یہ سلسلہ بھی کافی دنوں تک چلا یہاں تک کہ میرے پاس کافی مواد جمع ہو گئے۔

پھر خیال آیا کہ اس صورت میں کسی بھی حدیث کو تلاش کرنے میں بڑی دقت وہ شواری پیش آئے گی تو ہم نے اس دشواری کا حل اس طرح پیش کیا ہے کہ تمام حدیثوں کو ابواب کے ضمن میں جمع کر کے ان کی ایک فہرست مرتب کر دی ہے یعنی اس فہرست میں حدیثیں ابواب کے ضمن میں مل جائیں گی، اس طرح حدیث کی تلاش و جستجو میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی کہ جس باب سے متعلق حدیث دیکھنی ہو تو وہ اس فہرست کے ذریعہ سے بآسانی مل جائے گی۔ اس فہرست میں ہم نے صرف نفس حدیث کے لکھنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ تفصیل چونکہ اصل کتاب میں موجود ہے اس لئے اس سے صرف نظر کر کے حدیث نمبر اور صفحہ نمبر لکھ دیا گیا ہے جس سے اصل کی طرف رجوع آسان ہو گیا ہے۔ اور مستخرجہ احادیث میں ہم نے یہ کیا ہے کہ ہر حدیث کے آخر میں اس کا حوالہ درج کر دیا ہے کہ یہ حدیث امام احمد رضا کی کونسی کتاب اور کس صفحہ میں ہے۔

اور دوسری کاوش یہ رہی ہے کہ امام احمد رضا امام احمد رضا نے حدیث پیش کر کے حدیث کی جس کتاب کا حوالہ درج فرمایا ہے ہم نے اس محولہ کتاب سے بھی استخراج صفحات کیا ہے مثلاً امام احمد رضا نے بخاری و مسلم وغیرہما کا حوالہ دیا ہے تو ہم نے قوسین میں یہ تحریر کر دیا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہما کے کس صفحہ اور کس باب میں ہے تاکہ قارئین کو حدیث کی اصل کتاب کا بھی پتہ چل جائے کہ امام احمد رضا کی یہ مستخرجہ حدیث پاک حدیث کی فلاں متداول کتاب میں موجود ہے۔ اور اس کا صفحہ نمبر و باب تحریر کر دینے سے اصل کتاب کی طرف رجوع کرنے میں بڑی آسانی پیدا ہو گئی ہے۔

یہ کام بادی النظر میں کچھ دقت طلب اور صعوبت انگیز تو معلوم نہیں ہو رہا ہے لیکن جو اس راہ کا مسافر و سالک ہے انھیں اس کی صعوبتوں اور دشواریوں کا بخوبی اندازہ ہے کہ کبھی ایک حدیث کی تلاش و جستجو میں پورا دن گزر جاتا ہے پھر بھی حدیث نہیں مل پاتی۔ ایسا حادثہ میرے ساتھ بہت ہوا ہے کہ حدیث کے ضمن میں مثلاً بخاری یا ترمذی کا حوالہ موجود ہے مگر تلاش بسیار کے بعد بھی حدیث نہیں ملتی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امام احمد رضا کا تحریر کردہ حوالہ غلط ہے بلکہ میری تلاش میں خلل ہے اور میری کمی ہے، اور جب کبھی تلاش بسیار کے بعد بھی حدیث نہیں ملتی تو اس وقت دل پژمردہ ہو جاتا،

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ محولہ کتاب میں حدیث بآسانی مل جاتی ہے تو اس وقت خوشیوں کی انتہا نہیں رہتی۔

مگر اس سلسلے میں یہی دشواری پیش آتی ہے کہ جب تلاش بسیار کے باوجود حدیث نہیں مل سکی ہے تو مجبوراً دوسری کتاب سے اس کا حوالہ اخذ کیا ہے۔ ویسے یہ کوئی معیوب بات بھی نہیں ہے کہ حوالہ کسی کتاب کا ہو اور صفحہ نمبر کسی اور کتاب کا درج کیا جائے جب بعینہ وہی حدیث اس دوسری کتاب میں موجود ہو۔ اس لئے ہماری کوشش و محنت صرف یہ رہی ہے کہ کسی طرح بھی ہو حدیث حوالے سے مزین و آراستہ ہو جائے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ امام احمد رضا نے جو حوالے دیئے ہیں وہ یونہی ہوا ہوائی پر تحریر کے مترادف نہیں ہیں بلکہ وہ بھی ایک معنی رکھتے ہیں اور ان کی بھی ایک حقیقت و سچائی ہے۔

اس کے باوجود اگر امام احمد رضا کو قلیل البضاعۃ فی الحدیث کہا جائے تو یہ ان کور بختوں اور بد بختوں کا حصہ ہوگا جنہیں ضیائے حدیث میں سے کچھ نہیں ملا ہے اور جو ابھی تک اپنی سیاہ بختی اور کوتاہ نصیبی کی تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔

ہم نے مستخرجہ احادیث کو حوالوں سے مزین و مرصع کرنے کی انتہائی کوشش و جانفشانی کی ہے اس کے باوجود کچھ حدیثیں بغیر حوالہ کے رہ گئی ہیں، وجہ یہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے جن کتب حدیث کے حوالے درج فرمائے ہیں ان میں سے بیشتر آج کل یا تو کمیاب ہیں یا بالکل نایاب ہیں اور جو کتابیں مجھے دستیاب ہوئیں ان سے حتی الوسع استفادہ کیا گیا ہے۔

پھر بھی خیال یہ ہے کہ جوں جوں حوالے ملیں گے انہیں آئندہ ایڈیشنوں میں سپرد قلم کر دیں گے۔

امام احمد رضا احادیث کے تحت زیادہ تر کتاب و مصنف کتاب دونوں کا نام ذکر کرتے ہیں، کہیں پر صرف ذکر کتاب پر اکتفا کرتے ہیں اور کہیں پر صرف مصنف کا نام تحریر کرتے ہیں، اس صورت میں اگر مصنف مشہور و معلوم ہے تو کوئی الجھن محسوس نہیں ہوتی مگر جو مصنف غیر معروف ہے وہاں پر کافی دشواریاں در پیش ہوتی ہیں کہ پتہ نہیں اس مصنف کی کونسی کتاب میں یہ حدیث مذکور ہے کیونکہ ایک مصنف کی چند کتابیں بھی ہو سکتی ہیں۔

ہم نے جن کتب حدیث سے استخراج صفحات کیا ہے ان کی ایک الگ فہرست مرتب کی ہے اور ان کتابوں کی تعداد تقریباً ایکسو ہے اور امام احمد رضا امام احمد رضا بریلوی نے جن جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں ان کی الگ فہرست مرتب کی ہے اور ان تمام کتابوں کی تعداد ۴۵۶ چار سو چھپن ہے۔ اس تعداد میں اسماء کتب بھی داخل ہیں اور اسماء مصنفین بھی۔

اور کہیں امام احمد رضا نے اگر صرف کتاب کا نام ذکر کیا ہے اور مصنف کا نام نہیں لکھا ہے تو ہم نے اس کتاب کے مصنف کا نام فہرست میں شامل کر دیا ہے اور اسماء کتب کے ساتھ ساتھ تمام مصنفین کا سن وفات بھی تحریر کیا ہے، اور سہولت و آسانی کے لئے ان کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے کر دی ہے۔

پہلے پہل جب ہم نے حدیثیں ابواب کے ضمن میں جمع کی تھیں تو ان سے احادیث کا مفہوم بغیر تشریح و توضیح کے ابواب کے ضمن میں ہونے کے سبب سے خود بخود واضح و متعین ہو گیا تھا مگر جب مسلسل جمع کیں تو حدیثیں مخلوط ہو گئیں اور بعض حدیث تشریح طلب ہوئی اس لئے ہم نے ہر حدیث کے اوپر ایک عنوان و سرخی قائم کی ہے جس سے حدیث کی مختصر وضاحت ہو گئی ہے اور اس سے مستنبط مسئلے کی طرف اشارہ بھی ہو گیا ہے اس کے باوجود کہیں کہیں مزید توضیح کی ضرورت در پیش ہوئی ہے تو ہم نے وہ بھی مختصر لفظوں میں کر دی ہے۔ اور یہ توضیح و تشریح کہیں پر قوسین میں ہے اور کہیں بغیر قوسین کے، حسب ضرورت و مقام ایسا کیا گیا ہے، اور ان توضیحات کے لئے بسا اوقات امام احمد رضا کی ہی کتاب کا سہارا لیا گیا ہے اور کبھی اس کے بغیر ہی وضاحت کر دی گئی ہے۔

شروع میں حدیثیں تسلسل کے ساتھ جمع کرتے وقت یہ خیال آیا تھا کہ حدیثوں کو اس طرح اخذ کیا جائے تاکہ امام احمد رضا کا استشہاد واضح ہو جائے یعنی امام احمد رضا نے جس بات کو ثابت کرنے کے لئے یہ حدیث پیش کی ہے وہ پوری بات بھی لکھی جائے اور جس مسئلے کی تائید و توثیق کے لئے اسے نقل کی ہے وہ بھی لکھا جائے مگر سوچا کہ ایسا کرنے سے تالیف نہایت ضخیم ہو جائے گی پھر یہ کہ وہ تمام شواہد و مسائل تو امام احمد رضا کی کتابوں میں موجود ہیں ہی یہاں پر اور نقل کرنا تکرار اور حجم بڑھانے کے مترادف ہو جائے گا اس لئے ہم نے ان مسائل و استشہادات کو نقل نہیں کیا ہے جن کے لئے امام احمد رضا نے حدیثیں پیش فرمائی ہیں بلکہ صرف نفس حدیث کو نقل کر کے ایک عنوان قائم کر دیا ہے جو اس سے مستنبط و متبادر مسئلے کی طرف مشیر ہے۔

ہاں اتنا ضرور کیا ہے کہ ہر حدیث کے نیچے اس کا حوالہ دیدیا ہے تاکہ جن صاحب کو اس منقولہ حدیث کے ضمن میں امام احمد رضا امام احمد رضا کا طرز استشہاد و استدلال دیکھنا ہو وہ بآسانی دیکھ سکیں۔

البتہ امام احمد رضا نے اگر کسی حدیث پر بحث کی ہے یا راوی پر جرح و تعدیل کی ہے یا اور

دوسرے طور سے احادیث پر جو کلام کیا ہے تو اس پوری بحث کو ہم نے شرح وبسط کے ساتھ نقل کیا ہے، ایسا اس لئے کیا ہے تاکہ امام احمد رضا کی حدیث دانی کی بصیرت خوب واضح و آشکار ہو جائے۔

کتب امام احمد رضا میں جو حدیثیں مذکور ہیں ان میں سے بیشتر مترجم ہیں اور بعض غیر مترجم، اور میری متخرجہ حدیثوں میں جو غیر مترجم ہیں ان سب کا ترجمہ میں نے کیا ہے اور دونوں ترجموں کے درمیان امتیاز کے لئے میں نے اپنے ترجمہ کے اخیر میں قوسین میں مؤلف لکھ کر تفریق کردی ہے۔

امام احمد رضا کا طریقہ یہ تھا کہ سائل اگر عامی ہوتا تو عربی عبارات کا ترجمہ وخلاصہ کرتے ورنہ سائل اگر عالم یا اہل علم ہوتا تو عربی عبارتوں کا ترجمہ نہیں کرتے تھے مگر فارسی عبارات کا ترجمہ وہ کبھی بھی نہیں کرتے تھے کیونکہ اس وقت فارسی زبان کا خاصا رواج تھا بلکہ کہیں کہیں اردو کی طرح مستعمل بھی تھی اور زیادہ تر لوگ اسے بولتے لکھتے اور بآسانی سمجھتے تھے۔

امام احمد رضا کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ وہ اردو کی طرح عربی اور فارسی بلا جھجھک بولتے اور لکھتے تھے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ

بفضلہ تعالیٰ مجھے اردو کی طرح عربی فارسی بولنے یا لکھنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی ہے۔ (الملفوظ مفہوما)

یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا نے عرب وعجم کے علماء وفضلاء کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور علوم وفنون کے دریا بہائے۔

اور جس کے نتیجے میں وہ ہمہ گیر و آفاقی شہرت ومقبولیت کے حامل ہوئے۔

اختتامیہ

اخیر میں مجھ بے بضاعت و کم مایہ کی اہل علم اکابر و احباب سے گزارش ہے کہ میری اس تالیف میں اگر کوئی کمی یا خامی رہ گئی ہے تو مجھے از راہ کرم اطلاع فرمائیں تاکہ اس کا ازالہ ہو سکے۔ غلطی چونکہ انسان ہی سے ہوتی ہے اس لئے اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو وہ سراسر میری غلطی ہوگی۔ امام احمد رضا مجدد ملت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اس سے پاک ہوگا۔

چونکہ یہ میری پہلی تالیفی کاوش ہے اس لئے مجھے احساس ہے کہ اس میں غلطیاں ضرور ہوئی ہوں گی، میں تمام غلطیوں اور خامیوں سے رؤف و رحیم کی بارگاہ عالی میں التجا کرتا ہوں کہ وہ ان سب کو اپنے کرم سے معاف فرمائے، آمین۔

سرنامہ کے اختتام پر میرے وہ اساتذہ گرامی جو علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب ہیں اگر ان کی بارگاہ ذی وقار میں سپاس نامہ پیش نہ کروں تو میری نیازمندی کا خون ہوگا جنہوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی خصوصاً

مخزن علم و حکمت حضرت علامہ و مولانا سید عارف صاحب قبلہ نانپاروی شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف نے میری اس تالیف کی موقع موقع سے نہایت مناسب و موزوں اصلاح فرمائی اور مجھے دعاؤں سے نوازا۔

اور اسم بامسمیٰ واقف رمز شریعت و طریقت حضرت علامہ و مولانا محمد صالح صاحب قادری بریلوی استاذ ادب منظر اسلام بریلی شریف نے میرے ترجموں اور تعارف ناموں اور دیگر ضروری چیزوں کی بڑی تعمق نظر سے اصلاح فرمائی اور میری غلطیوں کی نشاندہی کی۔

اور جامع معقول و منقول حضرت علامہ و مولانا نعیم اللہ خاں صاحب بستوی صدر المدرسین منظر اسلام بریلی شریف نے بھی مجھے نیک اور مفید مشوروں سے نوازا اور میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

اور میں تہہ دل سے مشکور ہوں امام علم و فن حضرت علامہ و مولانا خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ کا جو حرد نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے میرے حوصلوں کو جلا بخشتے رہے اور مفید و کارآمد مشورے بھی دیئے۔

اور محقق عصر آبروئے علم و قلم حضرت علامہ محمد احمد صاحب مصباحی استاذ ادب الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا بھی میں بے حد ممنون ہوں کہ جن کے مشوروں سے میرے رہوار فکر کو جنبش ہوئی اور جن کے ایماء پر ہم نے اس تالیف کی ترتیب میں کچھ ضروری ترمیم و تبدیل بھی کی۔

مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میرے اساتذہ کرام کی عمروں میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کا سایۂ

کرم سائر اہلسنت پر تادیر قائم رکھے۔

یا اللہ! یا رحمن! یہ حضرات، اہلسنت کے سرمایہ ہیں انہیں عمر خضر عطا فرما۔

اور ناحق شناسی ہو گی اگر شکریہ ادا نہ کروں ناشر مسلک امام احمد رضا عالیجناب الحاج محمد توفیق صاحب رضوی صدر رضا اکیڈمی شاخ نائیگاؤں ضلع ناندیڑ مہاراشٹر کا جو میرے ممد و معاون ہیں اور جنھوں نے حوالے کے لئے میرے لئے کچھ کتابیں فراہم کیں اور جن کی دیگر کرم نوازیاں بھی ناقابل فراموش ہیں اور مسلک امام احمد رضا کی اشاعت کے لئے جنھوں نے تن من اور دھن کی بازی لگا رکھی ہے اور میں ان کی اس خواہش کا احترام کرتا ہوں کہ وہ بھی اس کتاب کو شائع کرانے کے مشتاق و خواہش مند تھے۔

میرے اس سپاس نامے کی فہرست اگرچہ طویل ہو رہی ہے، مگر جی چاہتا ہے کہ امتنان و تشکر کا ارمغان خلوص پیش کروں محبی لالہ رخ حضرت مولانا غلام جابر صاحب شمس سکریٹری ادارہ افکار حق بائسی بازار پورنیہ بہار کی بارگاہ محبت میں جنھوں نے ہمیں ہر موڑ پر مہمیز لگائی، ان کی بھی آرزو تھی کہ وہ اس کتاب کو شائع کریں۔

اور میں فراموش نہیں کر سکتا میرے دیگر احباب وفا شعار و اقرباء کے ساتھ عزیز از جان ان مخلص دوستوں یعنی حضرت مولانا غلام مختار صاحب قادری، حضرت مولانا شمس الدین صاحب رضوی، حضرت مولانا تراب صاحب رضوی اور حضرت مولانا شمیم اختر صاحب رضوی کو جن کی دعاہائے سحرگاہی قدم قدم پر میرے شریک حال رہیں۔

السعی منی و الاتمام من اللہ و ما توفیقی الا باللہ و علیہ توکلت و الیہ انیب

محمد عیسیٰ رضوی قادری دیناجپوری
الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم
گرسہائے گنج، قنوج (یو۔پی)
۳ر شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ
۲۲ر نومبر ۱۹۹۸ء

تعارف

العطایا النبویه فی الفتاوی الرضویه

جلد اوّل

المعروف

فتاوی رضویہ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کے علمی تبحر اور فقہی بصیرت کا خصوصی شاہکار ہے جو لاکھوں مسائل و جزئیات فقہیہ کا عظیم الشان خزانہ و ذخیرہ ہے، جن میں ہزاروں مسائل ایسے ہیں جن کا کسی دوسری کتاب میں یا تو سرے سے وجود ہی نہیں یا پھر اس مضبوط و مربوط انداز سے کہیں بیان نہیں ہوئے...... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خود ہی فرماتے ہیں کہ

"یہ جلد (جلد اول) صرف باب التیمم تک ہے خیال تھا کہ بارہ جلدوں میں ہر جلد آٹھ سو صفحوں کی کی جائے، پہلی جلد میں پوری کتاب الطہارت ہو مگر فقط باب التیمم تک ساڑھے آٹھ سو صفحے ہو گئے لہذا یہ جلد اسی قدر پر ختم کی، بظاہر اس میں صرف ۱۱۴ فتوے اور ۲۸ رسالے ہیں مگر بحمد اللہ تعالی ہزارہا مسائل پر مشتمل ہے جن میں صدہا وہ ہیں کہ اس کتاب کے سوا کہیں نہ ملیں گے "للہ۔" فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۸۵۰"

پیش نظر جلد میں کتاب الطہارت میں سے چند ابواب کا بیان ہے جن پر مکمل سیر حاصل بحث کی گئی ہے وہ ابواب یہ ہیں۔

باب الوضوء، نواقض الوضوء، باب الغسل، باب المیاہ (پانیوں کا بیان) باب التیمم۔

عام طور پر فقہ و فتاوی کی کتابوں میں کتاب الطہارۃ کے تحت مندرجہ ذیل ابواب سے متعلق مسائل مندرج ہوتے ہیں۔

(۱) وضو (۲) نواقض وضو (۳) غسل (۴) پانیوں کا بیان (۵) کنوئیں کا بیان (۶) تیمم (۷) مسح خفین (۸) حیض و نفاس (۹) انجاس (۱۰) استنجاء۔

اس عظیم فقہی و علمی شاہکار میں طہارت کے ابواب مذکورہ سے متعلق مسائل کے علاوہ مندرجہ ذیل چھیالیس ابواب سے متعلق بھی ضمناً ہزاروں مسائل مذکور ہیں۔ یعنی

مسح خفین، حیض، انجاس، استنجاء، نماز، احکام مسجد، جنائز، زکوۃ، روزہ، حج، نکاح، طلاق، عتق، قسم، حدود، سیر، شرکت، وقف، شہادت، وکالت، دعویٰ، ہبہ، اجارہ، حجر، غصب، قسمت، شکار وذبیحہ وقربانی، حظر واباحت، احیاء موات، شرب، دیت، مداینات، وصی، فرائض، فوائد فقہیہ، رسم المفتی، عقائد، کلام، رد بد مذہباں، فوائد حدیثیہ، اسماء الرجال، فضائل ومناقب، فوائد اصولیہ، طبعیات، ہندسہ وریاضی۔

اور اس جلد کے حاشیہ پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف فقہی، کلامی، اصلاحی، معاشرتی اور معاملاتی ابواب سے متعلق متعدد مستقل مسائل ذکر فرمائے جن میں سے بعض کی طرف کتاب کے اندر اشارہ موجود ہوتا ہے اور بعض بالکل مستقل حیثیت میں کتاب سے علاوہ فائدے کے طور پر مذکور ہیں جن کا ذکر کتاب کی فہرست میں ہے لیکن وہ کتاب کے اندر موجود نہیں بلکہ حاشیہ پر موجود ہیں۔

پیش نظر جلد میں "اقول" و "قلت" کے عنوان سے تین ہزار پانچ سو چھتیس علمی فوائد و فقہی نوادرات اور ایک ہزار نو سو پینتالیس "تطفلات" و "معروضات" مندرج ہیں۔

چونکہ امام احمد رضا نے بعض مقامات پر اسلاف فقہائے کرام سے فقہی علمی اختلاف کیا ہے لیکن اسے ادباً تطفل و معروضہ سے تعبیر کیا ہے تطفل، کا مطلب اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا ہے یا بچپنے جیسی عادت اختیار کرنا، گویا امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی طرف سے ان بزرگوں پر اعتراض نہیں بلکہ ان کی خدمت میں عرض وگزارش ہے۔

اس جلد میں علوم وفنون اور تحقیقات وتدقیقات جلیلہ کے شہ پاروں کے علاوہ زیادہ حیرت انگیز، خطبۃ الکتاب، ہے جو بلاشبہ فصاحت وبلاغت کا ایک اچھوتا شاہکار ہے، دلکش اشارات روشن تلمیحات، خوبصورت استعارات، اور خوشنما تشبیہات پر مشتمل اس خطبہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے جملہ لوازمات و مناسبات یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف، صحابہ اور اہل بیت کی مدح، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت پر درود وسلام ایسی تمام چیزیں کتب فقہ اور ائمہ کے ناموں سے ادا کی گئی ہیں۔ یعنی کتب فقہ کے ناموں اور ائمہ کے اسماء گرامی کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ کہیں حمد کے غنچے چٹک اٹھے ہیں اور کہیں نعت کے پھول کھل پڑے ہیں کہیں منقبت کے گجرے بن گئے ہیں اور کہیں درود وسلام کی ڈالیاں تیار ہو گئی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ جملہ محسنات بدیعہ از قسم براعت استہلال و رعایت سجع

وغیرہ بھی پوری طرح ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اتنی قیودات اور پابندیوں کے باوجود خطبے کی سلاست و روانی میں ذرہ برابر فرق نہیں پڑا نہ جملوں کی بے ساختگی میں کہیں جھول پیدا ہوا نہ ترکیب کی برجستگی میں کوئی خلل واقع ہوا۔

اختصار کے پیش نظر اتنا ہی کہوں گا کہ اتنے اوصاف و محاسن پر مشتمل خطبہ آج تک نہیں لکھا گیا، باقی خصوصیات کو چھوڑیئے صرف اس کی ایک خصوصیت پر نظر ڈال لیجئے آپ کو اس دعویٰ کی صداقت کا یقین آجائے گا وہ حیرت انگیز خصوصیت یہ ہے کہ اس خطبے میں مجموعی طور پر نوے کتابوں اور اماموں کے نام مذکور ہیں اور جس خوبی و لطافت سے مذکور ہیں اس پر فصاحت ناز کرتی ہے اور بلاغت جھوم جھوم اٹھتی ہے۔

اور یہ ملحوظ رہے کہ فصاحت و بلاغت کی رعنائیاں صرف خطبے تک ہی محدود نہیں بلکہ پورا فتاویٰ تخیل کی نزاکتوں اور ادبی لطافتوں سے مالا مال ہے۔

امام احمد رضا کا معمول ہے کہ اگر کسی سوال کا جواب زیادہ تفصیل سے دینا ہو تو اس کو مستقل رسالہ بنا دیتے ہیں اور باقاعدہ اس کا نام رکھتے ہیں یہ نام اس قدر موزوں و مناسب اور واقع کے مطابق ہوتا ہے کہ پڑھنے والا امام احمد رضا کی دسترس اور رسائی پر حیران رہ جاتا ہے۔ ہر نام میں مندرجہ ذیل چار خصوصیات مشترک ہوتی ہیں۔

۱- ہر نام عربی میں ہوتا ہے خواہ رسالہ کسی بھی زبان میں ہو۔

۲- ہر نام دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے اور دونوں حصوں کا آخری حرف ایک ہی ہوتا ہے یعنی سجع کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔

۳- ہر نام اسم با مسمیٰ ہوتا ہے یعنی نام ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس رسالے کا موضوع کیا ہے۔

۴- ہر نام تاریخی ہوتا ہے یعنی ابجد کے حساب سے اگر اس کے حروف کے اعداد نکالے جائیں تو ان کا مجموعہ اس سن پر دلالت کرتا ہے جس میں وہ رسالہ لکھا گیا۔

فتاویٰ رضویہ کی اس جلد اول میں ایک سو چودہ فتووں کے ضمن میں ہزارہا مسائل کے علاوہ اٹھائیس علمی و تحقیقی رسالے بھی شامل ہیں ان میں سے بعض رسائل مستقل ہیں اور بعض ضمنی، جو کتاب الطہارت میں بیان شدہ مسائل ہی سے مربوط و منسلک ہیں اور ان میں سے پندرہ رسائل وہ ہیں جن سے احادیث کا استخراج کیا گیا ہے اور تیرہ وہ ہیں جن میں حدیثوں کا استعمال نہیں ہوا ہے

اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ لمع الاحکام ان لا وضوء من الزکام۔ (روشن احکام کہ زکام ناقض وضو نہیں)

امام احمد رضا نے اس رسالے میں دلائل قاہرہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ زکام ناقض وضو نہیں۔

۲۔ خلاصۃ تبیان الوضوء۔ (وضو کے بیان کا خلاصہ)

اس میں وضو اور غسل کی احتیاطوں کا بیان ہے۔ اور یہ کہ ضروریات وضو مطلقاً یعنی مرد و عورت سب کے لئے تیس ہیں۔

اور ضروریات غسل بھی مطلقاً تیس ہیں۔ اور دس چیزیں عورتوں کے لئے مخصوص ہیں۔ اور جہاں جہاں خاص طور پر مرد و عورت سب کے لئے پانی پہنچانا ضروری ہے ان مقامات احتیاط کی تعیین کے بعد امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ۔

بالجملہ تمام ظاہر بدن ہر ذرہ ہر رونگٹے پر سر سے پاؤں تک پانی بہنا فرض ہے ورنہ غسل نہ ہوگا مگر مواضع حرج معاف ہیں۔ ان مقامات حرج کی تعداد اکیس ہے جہاں پانی پہنچانا دشوار و متعذر ہے۔

۳۔ برکات السماء فی حکم اسراف الماء۔ (آسمانی برکتیں پانی کے اسراف کے حکم میں)

یہ ضمنی رسالہ ہے، اس میں اسراف و تبذیر کی متعدد تعریفات اور پانی کے غیر ضروری خرچ کرنے کا حکم اور اس کا شافی بیان موجود ہے۔

۴۔ الھنی النمیر فی الماء المستدیر۔ (خوشگوار صاف مستدیر پانی کی تحقیق)

اس میں مستدیر پانی کی مساحت دہ در دہ کا بیان ہے۔ اس کے لئے امام احمد رضا نے چار اقوال پیش فرمائے ہیں اور لکھا ہے کہ ہر ایک بجائے خود وجہ رکھتا ہے اور تحقیق جدا ہے۔ پھر اقول کہہ کر اپنی تحقیق بھی پیش فرمائی ہے کہ کوئیں کا دور تقریباً ساڑھے چھتیس ہاتھ ہونا چاہئے یعنی ۳۶ء۳۵ اور قطر تقریباً گز ساڑھے دس گرہ ہوگا بلکہ دس گرہ ایک انگل یعنی ۶۲۸۳ء ۱۱ ہاتھ۔

۵۔ رحب الساحۃ فی میاہ لایستوی وجھھا وجوفھا فی المساحۃ۔ (ان پانیوں کے پھیلاؤ کی کشادگی جن کے اوپر والے حصے اور اندرونی حصے پیمائش میں برابر نہیں)

اس رسالے میں پانچ سوالوں کے جوابات ہیں اور ان پانیوں کا واضح اور شافی بیان ہے جن کی مساحت اوپر سے کم یا نیچے سے دہ در دہ ہے یا اس کے برعکس۔

۶۔ ھبۃ الحبیر فی عمق ماء کثیر۔ (ابر باراں کا عطیہ زیادہ پانی کی گہرائی میں)

اس رسالہ میں آب کثیر کی گہرائی اور اس کی مقدار کا بیان ہے۔

۷- الدقة و التبیان لعلم الرقة و السیلان۔ (پانی کی رقت و سیلان کا واضح بیان)

یہ رسالہ ضمنی ہے جو پانی کی رقت و سیلان کی تحقیق و توضیح پر مشتمل ہے اور اپنی نظیر آپ ہے۔

۸- سمح الندا فیما یورث العجز عن الماء۔ (جو چیزیں پانی سے عجز پیدا کریں ان کے لئے سمندر کی سخاوت)

اس رسالہ میں جواز تیمم کے لئے پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونے کی ۱۷۵ اپنے دو سو صورتوں کا بیان ہے اور یہ رسالہ ضمنی ہے۔

۹- المطر السعید علی نبت جنس الصعید۔ (جنس صعید کی نبات پر باران مسعود)

سیدنا امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تیمم ہر اس چیز سے روا ہے کہ خالص جنس ارض سے ہو یا جنس ارض غالب ہو اور اس کے غیر سے ہمارے جمیع ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک روا نہیں، لہذا جنس ارض سے کیا مراد ہے اس رسالہ ضمنیہ میں اس کا تحقیق بیان موجود ہے۔

۱۰- الجد السدید فی نفی الاستعمال عن الصعید۔ (جنس زمین کے مستعمل نہ ہونے میں بہت عمدہ بیان)

طہارت سے پانی مستعمل ہو جاتا ہے کہ دوبارہ وضو کے قابل نہیں رہتا مگر تیمم سے جنس ارض بالکل مستعمل نہیں ہوتی ہے۔

۱۱- قوانین العلماء فی متیمم علم عند زید ماء۔ (علماء کے قوانین اس تیمم کرنے والے کے بارے میں جسے معلوم ہو کہ زید کے پاس پانی ہے)

تیمم کرنے والے نے اگر دوسرے کے پاس پانی پایا اور نہ مانگا اور تیمم سے نماز پڑھ لی پھر مانگا اور اس نے دے دیا تو نماز نہ ہوئی نہ دیا تو ہو گئی۔

اسی مسئلے کی تحقیق و تفصیل میں ضمنی طور پر بارہ مسائل مذکور ہیں جو اس مختلف الشقوق اور طویلۃ الاذیال بحث کو محیط اور حاوی ہیں۔ اور یہ رسالہ اگرچہ ضمنی ہے مگر فتاوی رضویہ جلد اول جہازی سائز کے ۵۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

۱۲- مجلی الشمع لجامع حدث و لمعۃ۔ (حدث اور لمعہ رکھنے والے سے متعلق شمع افروز)

امام احمد رضا نے اس رسالے میں جنابت وحدث دونوں کے جمع ہونے کی ۹۸ صورتوں پر جامع بحث فرمائی ہے۔

اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ محدث اگر اتنا پانی پائے کہ منہ ہاتھ پاؤں ایک ایک بار دھولے نہ تثلیث کو کافی ہو نہ مضمضہ و استنشاق کو تو اس پر وضو فرض ہے تیمم جائز نہیں۔ اور بعد تیمم اتنا پانی پائے تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔

اور اس رسالے میں لمعہ کا بھی ذکر ہے۔ لمعہ اس حصہ بدن کو کہتے ہیں جو بعد غسل جنابت سیلان آب سے رہ گیا ہو۔

یعنی جنب نے بدن کا کچھ حصہ دھویا کچھ باقی رہا کہ پانی نہ رہا پھر حدث ہوا کہ موجب وضو ہے، اب جو پانی ملے اسے وضو و رفع حدث میں صرف کرے یا بقیہ جنابت کے دھونے میں یا کیا؟
تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ اگر پانی لمعہ وحدث دونوں کو کافی ہے تو لمعہ بھی دھوئے اور وضو بھی کرے، ورنہ اس سے لمعہ دھوئے حدث میں صرف نہ کرے کہ جنابت حدث سے سخت تر ہے۔

۱۳- باب العقائد و الکلام (عقائد و کلام کا بیان)

اس رسالہ میں یہ بیان ہے کہ کوئی کافر کسی قسم کا ہو وہ ہرگز خدا کو نہیں جانتا کہ کفر کہتے ہی جہل باللہ کو ہیں۔

اس جلد میں ان کے علاوہ جو دیگر ۵ا رسائل ہیں ان کا تعارف ان کے اصل مقام پر آئے گا۔ اور اس جلد میں مع جملہ رسائل کے دو سو چھپن احادیث کریمہ ہیں۔

تعارف

الجود الحلو فی ارکان الوضوء

(ارکان وضو کے بیان میں شیریں سخاوت)

۱۰ / شوال المکرم ۱۳۲۴ھ میں سوال ہوا کہ وضو میں کتنے فرض اعتقادی و فرض عملی ہیں اور کتنے واجب اعتقادی و واجب عملی ہیں؟

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مجتہد جس شئ کی طلب جزمی، حتمی اذعان کرے اگر وہ اذعان بدرجہ یقین معتبر فی اصول الدین ہو (اس صورت میں مسئلہ مجمع علیہ جمیع ائمہ دین ہوگا) تو وہ فرض اعتقادی ہے۔ جس کا منکر عند الفقہاء کافر، اور متکلمین کے نزدیک (اس وقت کافر ہے) جب کہ مسئلہ ضروریات دین سے ہو اور یہی عند المحققین احوط و اسد (درست) اور ہمارے اساتذہ کرام کا معمول و معتمد (وثوق و اعتماد) ہے۔

ورنہ (یعنی اگر اس مسئلہ پر تمام ائمہ کا اتفاق نہیں ہے تو) واجب اعتقادی ہے۔

پھر اگر مجتہد کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں جو ان پر ظاہر ہوئے اس کی طلب جزمی میں اصلاً شبہ نہیں، بایں وجہ ان کی نظر میں اسی شئ کا وجود، شرط صحت و برأت ذمہ بمعنی علوم بقائے اشتغال قطعی ہے، یعنی اگر وہ کسی عمل میں فرض ہو تو اس کے بغیر وہ عمل باطل محض ہو اور مستقل مطلوب ہے تو اس کے بغیر برأت ذمہ نہ ہونے پر انہیں جزم ہو تو فرض عملی ہے۔

اور اگر خود اس کی رائے میں بھی طلب جزمی، جزمی نہیں تو واجب عملی ..... کہ بغیر اس کے حکم صحت حاصل اور برأت ذمہ محتمل۔

حاصل یہ کہ مجتہد صرف اس چیز کو فرض قرار دیتے ہیں جس کا انہیں یقین حاصل ہو گیا ہو۔

پھر اگر تمام مجتہدین کو اس کا یقین ہو تو وہ فرض اعتقادی ہے۔

اور اگر صرف اس مجتہد کو یقین ہو تو وہ فرض عملی ہے۔

اور فرماتے ہیں کہ ہر فرض عملی، واجب اعتقادی ہے، اور ہر واجب عملی، واجب اعتقادی ہے۔

لیکن وضو میں کوئی فعل واجب عملی نہیں ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ وضو میں فرض اعتقادی یعنی ارکان اعتقادیہ چار ہیں۔

اول منہ دھونا، دوم کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا، سوم ربع سر کا مسح کرنا، چہارم ٹخنوں سمیت پیروں کا دھونا۔

یہ رسالہ اگرچہ فتاوی رضویہ جلد اول جہازی سائز کے صرف ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے مگر اس میں وہ تحقیقات جلیلہ ہیں جو اس کے غیر میں نہ ملیں گی۔ اور اس رسالہ میں چار احادیث مبارکہ ہیں۔

احادیث

الجود الحلو فی ارکان الوضوء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم

ابتدائے وضو میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے حدیث میں ہے۔

ا۔ قوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیه۔

جو وضو کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں ہوتا۔ (مولف) (یعنی وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اور یہاں پر وضو نہ ہونے سے مراد وضوئے کامل کی نفی ہے۔ مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۰ الجود الحلو" (ترمذی اول، ص ۱۳، باب فی التسمیة عند الوضوء)

وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔

۲۔ روی ابن ماجة وغیره من طریق عبداللہ بن محمد بن عقیل و عن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت اتانی ابن عباس فسألنی عن هذا الحدیث تعنی حدیثها الذی ذکرت ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم توضأ و غسل رجلیه فقال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما ان الناس ابوا الا الغسل ولا اجد فی کتاب اللہ الا المسح۔

حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آکر مجھ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو اور وضو میں پیر دھونے کا ذکر ہے پھر ابن عباس نے کہا کہ لوگ بجز دھونے کے اور کچھ نہیں مانتے (یعنی جواز مسح کا انکار کرتے ہیں) حالانکہ میں کتاب اللہ میں صرف مسح پاتا ہوں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۶" الجود الحلو۔ (ابن ماجہ، ص ۳۶، باب ما جاء فی غسل القدمین)

۳۔ اخرج سعید بن منصور و ابن ابی شیبة، عبدالرزاق و عبد بن حمید و الطبرانی فی الکبیر و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و النحاس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما انه قرأها و ارجلکم بالنصب۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آیت وارجلکم کو نصب کے ساتھ پڑھا......
(مولف) (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پیروں پر مسح کے قول سے رجوع فرمالیا تھا۔(مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۷" العود الحلو۔

انگشتان مبارک سے پانی نکلنے کا معجزہ اوراس سے ستر صحابہ کے وضو کرنے کا بیان۔

۳۔ حدیث انس قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل مع احدمنکم ماء فوضع یده فی الاناء و قال توضؤا بسم الله قال فرأیت الماء یخرج من بین اصابعه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حتی توضؤا من عند آخرهم و کانوا نحوا من سبعین۔ اخرجه النسائی و ابن خزیمة و البیهقی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے ساتھ پانی ہے پھر دست اقدس برتن میں ڈالا اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر وضو کرو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انگشتان مبارک سے پانی نکل رہا تھا یہاں تک کہ صحابہ کرام میں کے سب سے پیچھے والے صاحب نے بھی وضو کر لیا اور وہ لوگ تقریباً ستر تھے۔(مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۲۱" العود الحلو۔ (نسائی اول، ص ۲۵، باب التسمیة عند الوضوء)

تعارف

تنویر القندیل فی اوصاف المندیل
(رومال کے اوصاف بیان کرنے میں قندیل کا روشن کرنا)

۶ر شعبان ۱۳۲۱ھ میں سوال ہوا کہ وضو کے بعد کپڑے سے منہ پونچھنا چاہیے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ اس سے ثواب جاتا رہتا ہے۔

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اقوال اسلاف کرام علیہم الرحمۃ والرضوان سے ثابت کیا اور فرمایا کہ وضو کا ثواب جاتا رہنا محض غلط ہے، ہاں بہتر ہے کہ بے ضرورت نہ پونچھے، امراء و متکبرین کی طرح اس کی عادت نہ ڈالے اور پونچھے تو بے ضرورت بالکل خشک نہ کرلے بلکہ قدرے نم باقی رہنے دے۔

اور فرمایا گیا۔ اس کی ممانعت یا کراہت کے بارے میں اصلاً کوئی حدیث نہیں بلکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعدد حدیثوں میں اس کا فعل مروی ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ۔ وضو و غسل دونوں کا اس باب میں ایک ہی حکم ہے بلکہ بسا اوقات غسل میں کپڑے سے بدن، خصوصاً سر پونچھنے کی حاجت بہ نسبت وضو کے زائد ہوتی ہے اور اگر تجربہ صحیحہ یا خبر طبیب حاذق مسلم مستور سے معلوم ہو کہ نہ پونچھنا ضرر شدید کا باعث ہوگا جب تو صاف کر لینا واجب ہو جائے گا اگر چہ وضو میں اگر چہ نہایت مبالغہ کہ نم کا نام نہ رہے۔

لیکن ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غسل فرمایا، ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جسم اقدس صاف کرنے کو کپڑا حاضر لائیں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ لیا اور ہاتھ سے پانی پونچھ پونچھ کر جھاڑا۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا نے اس حدیث کی جو توجیہات بیان کی ہیں وہ یہ ہیں کہ۔

اس حدیث سے وضو یا غسل کے بعد رومال سے پانی پونچھنے کی کراہت ثابت نہیں ہوتی کہ یہ ایک معین واقعہ ہے اس میں عموم نہیں ہے۔

☆ اور ممکن ہے کہ وہ کپڑا میلا تھا پسند نہ فرمایا (نافلا عن البحر)

☆ ممکن ہے کہ نماز کی جلدی تھی اس لئے نہ لیا (از خود)

☆ ممکن ہے کہ اپنے رب عزوجل کے حضور تواضع کے لئے ایسا کیا۔ (نافلا عن بعض الاسلاف)

یعنی رومالوں سے بدن صاف کرنا ارباب تنعم کی عادت ہے اور ہاتھ سے پانی پونچھ ڈالنا مساکین کا طریقہ، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تواضعاً طریقہ مساکین پر اکتفا فرمایا۔

☆ ممکن ہے وقت گرم تھا اس وقت بقائے تری ہی مطلوب تھی (از خود)

بلکہ ام المومنین کا کپڑا پیش کرنا ظاہراً اسی طرف ناظر کہ ایسا ہوتا تھا مگر اس وقت کسی خاص وجہ سے قبول نہ فرمایا۔

بالجملہ اس قدر میں شک نہیں کہ ترک احیانا دلیل کراہت نہیں ہو سکتا بلکہ وہ تمہ دلیل سنیت ہوتا ہے۔

اور احسن تاویلات حدیث وہ ہے جو امام اجل ابراہیم نخعی استاذ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے افادہ فرمائی کہ سلف کرام کپڑے سے پونچھنے میں حرج نہ جانتے مگر اس کی عادت ڈالنا پسند نہ فرماتے کہ وہ باب ترفہ و تنعم (خوشحالی و دولتمندی) سے ہے۔

اور ان دلائل و براہین کے علاوہ اس رسالہ جلیلہ میں بارہ احادیث مبارکہ ہیں۔

احادیث

تنویر القندیل فی اوصاف المندیل

وضو کا پانی قیامت کے دن نیکیوں کے پلے میں رکھا جائے گا

۵۔ حدیث میں آیا ہے ان الوضوء یوزن۔

یہ پانی روز قیامت نیکیوں کے پلے میں رکھا جائے گا۔ رواہ الترمذی عن ابن شھاب الزھری من اواسط التابعین و علقه عن سعید بن المسیب من اکابرھم و افضلھم۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ا، ص ۲۵ تنویر القندیل" (ترمذی اول، ص ۱۸، باب المندیل بعد الوضوء)

۶۔ روی تمام فی فوائدہ و ابن عساکر فی تاریخه عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من توضأ فمسح بثوب نظیف فلا باس به و من لم یفعل فھو افضل لان الوضوء یوزن یوم القیٰمة مع سائر الاعمال۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو وضو کر کے پاکیزہ کپڑے سے بدن پونچھ لے تو کچھ حرج نہیں اور جو ایسا نہ کرے تو یہ بہتر ہے اس لئے کہ قیامت کے دن آب وضو بھی سب اعمال کے ساتھ تولا جائے گا۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ا، ص ۲۵" تنویر القندیل۔ (کنزالعمال، ص ۱۸۵، ج ۹)

وضو کے بعد رومال یا تولیہ سے پانی پونچھنا منع نہیں ہے اس پر چار حدیثیں۔

۷۔ جامع ترمذی میں ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے قالت کان لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم خرقة یتنشف بھا بعد الوضوء۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک رومال رکھتے کہ وضو کے بعد اس سے اعضائے منور صاف فرماتے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ا، ص ۲۵" تنویر القندیل۔ (ترمذی اول، ص ۱۸، باب المندیل بعد الوضوء)

۸۔ جامع ترمذی میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قال رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا توضأ مسح وجھه بطرف ثوبه۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب وضو فرماتے اپنے آنچل سے

روئے مبارک صاف کرتے۔ "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۵" تنویر القندیل۔ (ترمذی اول، ص ۱۸، باب المندیل بعد الوضوء)

۹۔ سنن ابن ماجہ میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ فقلب جبۃ صوف کانت علیہ فمسح بھا وجھہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرما کر اونی کرتا کہ زیب بدن اقدس تھا الٹ کر اس سے چہرہ انور پونچھا۔ "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۵" تنویر القندیل۔ (ابن ماجہ، ص ۳۷، باب المندیل بعد الوضوء)

۱۰۔ امام ابو المحاسن محمد بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الالمام فی دخول الحمام میں روایت فرماتے ہیں اخبرنا محمد بن اسمٰعیل انا ابو اسحاق الارموی اخبرتنا کریمۃ القرشیۃ انا ابو علی بن المحبوبی انا ابو القاسم المصیصی انا ابو عبدالرحمٰن بن عثمان انا ابراھیم بن محمد بن احمد بن ابی ثابت ثنا احمد بن بکیر ثنا یعلی ثنا سفیٰن عن لیث عن زریق عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاباس بالمندیل بعد الوضوء۔

یعنی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کے بعد رومال سے پونچھنے میں حرج نہیں۔ "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۹" تنویر القندیل۔ (کتاب الآثار لامام محمد، ص ۶۳، باب مسح الوجہ بعد الوضوء)

غسل کے بعد کپڑا سے بدن صاف نہ کرنے کے بارے میں ایک حدیث:

۱۔ صحیحین کی حدیث میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے انھا اتت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخرقۃ بعد الغسل فلم یردھا و جعل ینفض الماء بیدہ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہانے کے بعد کپڑا جسم اقدس صاف کرنے کو حاضر لائیں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ لیا اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر جھاڑا۔ (اس سے کراہت ثابت نہیں ہوتی) وہ کپڑا میلا تھا پسند نہ فرمایا ذکرہ الامام النووی فی شرح المھذب۔ "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۶" تنویر القندیل۔ (بخاری اول، ص ۴۱، باب ... فی الجنابۃ الخ)

وضو کے بعد ادھر ادھر پانی جھاڑنا منع ہے

۲۔ [illegible]

- حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جب تم وضو کرو تو ہاتھوں کو نہ جھاڑو۔ (مولف)
"فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۸" تنویر القندیل۔

۱۳۔ رواہ ابویعلی فی مسندہ و ابن عدی فی الکامل من طریق البختری بن عبید عن ابیہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اشربوا اعینکم من الماء عند الوضو و لاتنفضو ایدیکم فانھا مراوح الشیطان۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کے وقت کچھ پانی آنکھوں کو پلاؤ (یعنی آنکھ زور سے بند نہ کرو) اور ہاتھوں کو نہ جھاڑو کیونکہ وہ شیطان کا پنکھا ہے۔ (مولف) ونحوہ عند الدیلمی فی مسند الفردوس و اخرجہ ایضاً ابن حبان فی الضعفاء و ابن حاتم فی العلل۔ "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۸" تنویر القندیل۔ (کنز العمال، ص ۱۸۵، ج ۹)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل اقدس کے بعد کبھی کپڑا سے پانی صاف کرتے اور کبھی ہاتھوں سے اس پر دو حدیثیں۔

۱۴۔ عند مسلم و النسائی فی طریق اخریٰ عن مخرج الحدیث الاعمش اعنی بطریق عبداللہ بن ادریس عن الاعمش عن سالم ھو ابن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس عن میمونۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اغتسل اتی بمندیل فلم یمسہ و جعل یقول ھکذا (یعنی ینفضہ)
یعنی حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک رومال غسل کے وقت لایا گیا تو حضور نے اس کو نہیں چھوا اور پانی جھاڑنے لگے۔
(مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۸" تنویر القندیل۔ (نسائی اول، ص ۵۰، باب ترک المندیل بعد الغسل)

۱۵۔ و لفظ ابی داؤد بطریق عبداللہ بن داؤد عن الاعمش فناولتہ المندیل فلم یاخذہ و جعل ینفض الماء عن جسدہ۔
اعمش سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ نے کہا کہ میں نے رومال دیا تو اس کو حضور نے نہیں لیا اور جسد مبارک سے پانی نچوڑنے لگے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۸" تنویر القندیل۔
(ابوداؤد اول، ص ۳۳، باب فی الغسل من الجنابۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعض ... غسل کے بعد صاف کرتے تھے۔

۱۶۔ رواه عبدالرزاق في مصنفه عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما انه كره ان يمسح بالمنديل من الوضو ولم يكرهه اذا اغتسل من الجنابة۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ وضو کے بعد رومال سے پونچھنے کو مکروہ جانتے اور غسل جنابت کے بعد مکروہ نہیں جانتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۴۹" تنویر القندیل۔ (المصنف لعبد الرزاق باب المسح بالمنديل ۱/۱۸۳)

تعارف

الطراز المعلم فيما هو حدث من احوال الدم

(منقش کتاب خون کے مختلف احوال سے بے وضو ہونے کی صورت میں)

۲؍ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ کو استفتاء پیش ہوا کہ اگر خون چمکا اور باہر نہ آیا تو وضو جائے گا یا نہیں، اور اگر کپڑا اس خون پر بار بار مختلف جگہ سے لگ کر آلودہ ہوا کہ قدر درہم سے زائد ہو گیا تو ناپاک ہو گا یا نہیں؟

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں تین صورتیں ارقام فرمائیں۔

اول چمکنا — دوم ابھرنا — سوم بہنا

یعنی بدن پر اگر خون وغیرہ چمکا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

اسی طرح بدن سے خون وغیرہ ابھرا تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

اور اگر خون وغیرہ نکل کر بہہ جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا خواہ بدن کے کسی حصہ سے نکلے۔

اسی لئے نجاست سائلہ اگر کپڑا وغیرہ میں لگ جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گا۔

اور اگر نجاست سائلہ نہیں ہے تو کپڑا وغیرہ میں لگنے سے ناپاک نہ ہو گا کہ جو چیز حدث نہیں وہ نجس بھی نہیں۔

ولہذا اگر خارش کے دانوں پر کپڑا مختلف جگہ سے بار بار لگا اور دانوں کے منہ پر جو چمک پیدا ہوتی ہے جس میں خود باہر آنے اور بہنے کی قوت نہیں ہوتی، اگر دیر گزرے تو وہ وہاں کی وہیں رہے گی، ایسی چمک سے اگر پورا کپڑا بھر جائے تو ناپاک نہ ہو گا۔

اسی طرح خون یا ریم ابھرا اور فی الحال اس میں قوت سیلان نہیں اور اسے کپڑے سے پونچھ ڈالا۔ دوسرے جلسے میں پھر ابھرا اور صاف کر دیا یونہی مختلف جلسوں میں اتنا نکلا کہ اگر ایک بار آتا تو ضرور بہہ جاتا تو اب بھی وضو نہ جائے گا نہ کپڑا ناپاک ہو گا کہ ہر بار اتنا نکلا ہے جس میں بہنے کی قوت نہ تھی۔

ہاں جلسہ واحدہ میں ایسا ہوا تو وضو جاتا رہے گا کہ مجلس واحد کا نکلا ہوا گویا ایک بار کا نکلا ہوا ہے۔

اس محققانہ رسالے میں مذکورہ تین صورتوں کے ضمن میں وضو ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کی کثیر صورتوں کے علاوہ جو دلائل و حوالے مندرج ہیں وہ بڑے سائز کے ۲۶ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔

اور اس رسالہ میں صرف ایک حدیث پاک ہے۔

احادیث

الطراز المعلم فیما ھو حدث من احوال الدم

زن حائضہ کو مستحب ہے کہ بعد فراغ حیض جب غسل کرے تو کپڑے سے فرج داخل کا خون صاف کرے

۷۱۔ حدیث ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی الصحیحین وغیرھا ان امرأۃ من الانصار سألت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن غسلھا من المحیض فامرھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف تغتسل ثم قال خذی فرصۃ من مسک فتطھری بھا (وتمامہ فی المرقاۃ لمولانا علی القاری) قالت کیف اتطھر بھا فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبحن اللہ تطھری بھا قالت ام المومنین فاجتذبتھا الی فقلت تبتغی بھا اثر الدم۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انصار کی ایک عورت نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے غسل حیض کے بارے میں پوچھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ کیسے غسل کرے گی پھر فرمایا کہ مشک آلود روئی لے کر پاک کرو، اس کی پوری حدیث مرقاۃ میں ہے کہ عورت نے کہا اس کو کیسے پاک کروں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی سے صاف کرو عورت نے کہا اس سے کس طرح پاک کروں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ اسی سے پاک کرو ام المومنین نے کہا کہ میں نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اس سے خون کا اثر زائل کرو یعنی خون نکلنے کی جگہ اس کو پھیرو۔ (مولف)

"فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۵۳ الطراز المعلم" (بخاری اول، ص ۴۵، باب دلک المرأۃ نفسھا اذا تطھرت الخ)

(مشکوۃ ۱ر ۳۸، باب الغسل)

تعارف

نبه القوم ان الوضوء من اى نوم
(قوم کو تنبیہ کہ کس نیند سے وضو فرض ہوتا ہے)

۱۴؍ محرم ۱۳۲۵ھ میں سوال ہوا کہ کس طرح کے سونے سے وضو جاتا ہے اس میں قول صحیح کیا ہے؟

۲۴؍ صفحات پر مشتمل جواب میں مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تیس متداول کتب فقہ کے حوالوں سے جو قول صحیح اخذ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ

نیند دو شرطوں سے ناقض وضو ہوتی ہے۔

اول- یہ کہ دونوں سرین اس وقت خوب جمے نہ ہوں۔

دوسری- یہ کہ ایسی ہیأت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع نہ ہو۔

جب یہ دونوں شرطیں جمع ہوں گی تو سونے سے وضو جائے گا اور ایک شرط بھی کم ہے تو نہیں۔

پھر امام احمد رضا نے سونے کی بیس حالتیں بیان فرمائی ہیں جن میں سے دس حالتوں میں وضو نہیں ٹوٹتا ہے اور دس حالتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

جن دس حالتوں میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے وہ یہ ہیں۔

۱- دونوں سرین زمین پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہوئے۔ کرسی کی نشست اور ریل کی تپائی بھی اس میں داخل ہے۔

۲- دونوں سرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں اور ہاتھ ساقوں پر محیط ہیں جسے عربی میں احتبا کہتے ہیں، خواہ ہاتھ زمین وغیرہ پر ہوں اگرچہ سر گھٹنوں پر رکھا ہو۔

۳- دو زانو سیدھا بیٹھا ہو۔

۴- چار زانو پالتی مارے، یہ صورتیں خواہ زمین پر ہوں یا تخت یا چارپائی وغیرہ پر۔

۵- گھوڑے یا خچر وغیرہ پر زین رکھ کر سوار ہے۔

۶-۷- ننگی پیٹھ پر سوار ہے مگر جانور چڑھائی پر چڑھ رہا ہے یا راستہ ہموار ہے۔

ظاہر ہے کہ ان سب صورتوں میں دونوں سرین جمے رہیں گے لہذا وضو نہ جائے گا اگرچہ کتنا ہی غافل ہو جائے اگرچہ سر بھی قدرے جھک گیا ہو نہ اتنا کہ سرین نہ جمے رہیں اگرچہ دیوار وغیرہ کسی چیز پر ایسا تکیہ لگائے ہو کہ وہ شئ ہٹالی جائے تو یہ گر پڑے، یہی ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل مذہب و ظاہر الروایہ و مفتی بہ و صحیح و معتمد ہے اگرچہ ہدایہ و شرح وقایہ میں حالت تکیہ کو ناقض وضو لکھا ہے۔

۸- کھڑے کھڑے سو گیا۔

۹- رکوع کی صورت پر۔

۱۰- سجدۂ مسنونہ مردان کی شکل پر کہ پیٹ رانوں اور رانیں ساقوں اور کلائیاں زمین سے جدا ہوں اگرچہ یہ قیام و ہیئت رکوع و سجود غیر نماز میں ہو، اگرچہ سجدہ کی اصلا نیت بھی نہ ہو۔

ظاہر ہے کہ یہ تینوں صورتیں غافل ہو کر سونے کی مانع ہیں تو ان میں بھی وضو نہ جائے گا۔

اور وہ دس حالتیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ ہیں۔

۱- اکڑوں بیٹھے سویا۔

۲-۳-۴- چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر۔

۵- ایک کہنی پر تکیہ لگا کر۔

۶- بیٹھ کر سویا مگر ایک کروٹ کو جھکا ہوا کہ ایک یا دونوں سرین اٹھے ہوئے ہیں۔

۷- ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور جانور ڈھال میں اتر رہا ہے۔

۸- دوزانو بیٹھا اور پیٹ رانوں پر رکھا ہے کہ دونوں سرین جمے نہ رہے ہوں۔

۹- اسی طرح اگر چار زانو ہے اور سر رانوں یا ساقوں پر ہے۔

۱۰- سجدۂ غیر مسنونہ کے طور پر جس طرح عورتیں گٹھری بن کر سجدہ کرتی ہیں اگرچہ خود نماز یا اور کسی سجدۂ مشروعہ یعنی سجدۂ تلاوت یا سجدۂ شکر میں ہو۔

ان دس صورتوں میں دونوں شرطیں جمع ہونے کے سبب وضو جاتا رہے گا۔

احادیث

نبه القوم ان الوضوء من ای نوم

رکوع و سجود اور قیام کی حالت میں سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا حدیث میں ہے

۱۸۔ قوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لاوضوء علی من نام قائمًا او راکعاً او ساجداً۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو کھڑا ہو کر یا رکوع یا سجود میں سو جائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۹۷ نبه القوم"

ایسا سونا جس سے استرخائے مفاصل ہو تو وضو ٹوٹے گا ورنہ نہیں اس پر چند احادیث کریمہ

۱۹۔ اخرج الائمة احمد و ابوداؤد و الترمذی و ابوبکر بن ابی شیبة فی مصنفه و الطبرانی فی المعجم الکبیر و الدار قطنی و البیهقی فی سننهما من طریق ابی خالد یزید بن عبدالرحمن الدالانی عن قتادة عن ابی العالیة عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما انه رأی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نام وهو ساجد حتی غط او نفخ ثم قام یصلی فقلت یا رسول الله انك قد نمت قال ان الوضو لایجب الا علی من نام مضطجعا فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله۔ هذا لفظ الترمذی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے میں سو گئے ہیں یہاں تک کہ خراٹے کی آواز آئی پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ تو سو گئے تھے فرمایا کہ وضو اس پر واجب ہوتا ہے جو لیٹ کر سو جائے کیونکہ جب لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۸۵ نبه القوم" (ترمذی اول، ص ۲۳، باب الوضوء من النوم)

۲۰۔ و فی لفظ لاحمد ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لیس علی من نام ساجداً وضوء حتی یضطجع فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر وضو واجب نہیں جو سجدہ میں سو جائے یہاں تک کہ لیٹے کیونکہ جب لیٹے گا تو اس کے مفاصل ڈھیلے پڑ جائیں گے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱،

ص ۸۵" نبہ القوم۔ (مسند احمد، ص ۴۲۳، ج ۱)

۲۱۔ و لابی داؤد انما الوضوء علی من نام مضطجعاً استرخت مفاصلہ۔

ابوداؤد کے یہاں یہ ہے کہ وضو اس پر واجب ہے جو لیٹے لیٹے سو گیا کہ اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ گئے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۸۵ نبہ القوم" (ابوداؤد اول، ص ۲۷، باب فی الوضوء من النوم)

۲۲۔ وللدار قطنی لاوضوء علی من نام قاعداً انما الوضوء علی من نام مضطجعاً فان من نام مضطجعاً استرخت مفاصلہ۔

اس پر وضو واجب نہیں جو بیٹھ کر سوئے وضو تو اس پر واجب ہوتا ہے جو لیٹ کر سو گیا کیونکہ جو شخص لیٹ کر سو جائے گا اس کے مفاصل ڈھیلے پڑ جائیں گے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۸۵ نبہ القوم" (دارقطنی روایت معناً فیمن روی فیمن نام ۱/۱۲۰)

۲۳۔ وللبیھقی لایجب الوضوء علی من نام جالساً او قائماً او ساجداً حتی یضع جنبہ فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ۔

اور بیہقی کے یہاں یہ ہے کہ اس پر وضو واجب نہیں ہوتا جو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر یا سجدے میں سو جائے یہاں تک کہ کروٹ کے بل سوئے کہ اس طرح سونے سے مفاصل ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۸۵ نبہ القوم" (دارقطنی بحوالہ التعلیق المغنی فیمن روی فیمن نام ۱/۱۶۰)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بیداری قلب اطہر کے بارے میں ایک حدیث۔

۲۴۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عینی تنامان و لاینام قلبی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ (مولف) رواہ الشیخان عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۹۱ نبہ القوم" (مسند احمد، ص ۱۰۸، ج ۷)

دجال کے بارے میں ایک حدیث۔

۲۵۔ اخرج الترمذی و قال حسن عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمکث ابو الدجال و امہ ثلثین عاما لایولدلھما ولد ثم یولد لھما غلام اعور اضر شئ و اقل منفعۃ تنام عیناہ و لاینام قلبہ۔ الحدیث۔

ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے ماں باپ کے تیس سال تک کوئی اولاد نہیں ہوگی۔ پھر ان کا ایک کانا لڑکا پیدا ہوگا جو نقصان میں زیادہ نفع میں کم ہوگا اس کی آنکھیں بند رہیں گی اور دل ہوشیار رہے گا۔ (مولف) (یعنی سوتے وقت اس کے افکار فاسدہ اور کثرت وساوس اور تخیلات شیطانیہ کی وجہ سے اس کا دل نہیں سوتا ہے تاکہ وہ فسق وفجور اور عقوبت وگناہ میں ابلغ درجہ میں ہو، بخلاف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ افکار صالحہ اور متواتر وحی والہام اور معارف الٰہیہ کی وجہ سے ان کا دل نہیں سوتا ہے۔ ملخصاً منہ) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۹۱ نبہ القوم" (ترمذی دوم، ص ۵۰، باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیند ناقض وضو نہیں ہے:

۲۶۔ حدیث الصحاح انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نام حتی نفخ فاتاہ بلال فاذنہ بالصلاۃ فقام و صلی و لم یتوضأ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوگئے یہاں تک کہ سانس چلنے کی آواز آنے لگی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور نماز کا وقت ہو جانے کی خبر گوش گزار کی تو حضور نے اٹھ کر نماز پڑھائی اور وضو نہیں فرمایا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۹۳" نبہ القوم۔ (بخاری ۲/ ۹۳۵، باب الدعاء اذا انتبہ من اللیل)

انبیاء کرام کے دل نہیں سوتے ہیں:

۲۷۔ حدیث الصحیحین عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الانبیاء تنام اعینھم و لاتنام قلوبھم۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیھم الصلاۃ والسلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے دل کبھی نہیں سوتے ہیں۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۹۱ نبہ القوم" (بخاری ۱/ ۵۰۴، کتاب المناقب)

تعارف

الاحکام و العلل فی اشکال الاحتلام و البلل

(احتلام اور تری کی اشکال کے حکم اور اسباب کا بیان)

۷ ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ کو استفتاء پیش ہوا کہ ایک شخص نیند سے بیدار ہوا تو اس نے اپنے کپڑے یا بدن پر تری پائی یا خواب دیکھا اور تری نہ پائی تو اس پر نہانا واجب ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں امام احمد رضا نے یہ مبسوط رسالہ لکھا جو جہازی سائز کے ۴۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اس میں چھ حدیثوں کے علاوہ پچاس سے زائد کتب فقہ کے حوالوں سے اس مسئلہ کی تنقیح کی گئی ہے جو اعلیحضرت بریلوی کی دقت نظر، وسعت مطالعہ اور حیرت انگیز استحضار کی دلیل ہے۔ چنانچہ بحث کے آغاز میں فرماتے ہیں،

یہ مسئلہ کثیر الوقوع ہے اور ہر شخص کو اس کی ضرورت پڑتی ہے اور کتابوں میں کثیر اختلاف واقع ہے۔

لہذا اس کی تشریح و توضیح کے طور پر فرماتے ہیں کہ ...... یہاں چھ صورتیں ہیں۔

۱- تری کپڑے یا بدن کسی پر نہ دیکھی۔

۲- تری دیکھی اور یقین ہے کہ یہ منی یا مذی نہیں، بلکہ ودی یا بول یا پسینہ یا کچھ اور ہے۔

ان دونوں صورتوں میں مطلقاً اجماعاً اصلاً غسل نہیں، اگرچہ خواب میں مجامعت اور اس کی لذت اور انزال تک یاد ہو۔

۳- ثابت ہو کہ یہ تری منی ہے اس میں بالاتفاق نہانا واجب ہے اگرچہ خواب وغیرہ اصلاً یاد نہ ہو۔

اب رہیں تین صورتیں:

۱- تری کے منی ہونے کا احتمال ہو۔

۲- مذی ہونے کا علم ہو۔

۳- منی نہ ہونا تو معلوم مگر مذی ہونے کا احتمال۔

پس اگر خواب میں احتلام ہونا یاد ہے، تو ان تینوں صورتوں میں بھی بالاتفاق نہانا واجب ہے۔ اور اگر احتلام یاد نہیں تو امام ابویوسف کے نزدیک ان تینوں صورتوں میں اصلا غسل نہیں۔ یہی قول قیاس کے زیادہ مطابق ہے اور اسی کو امام خلف بن ایوب اور فقیہہ ابوالليث سمرقندی نے اختیار کیا ہے۔

احادیث

الاحکام و العلل فی اشکال الاحتلام و البلل

نیند سے بیدار ہونے کے بعد اگر تری دیکھے تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں اس پہ تین حدیثیں:

۲۸۔ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سئل عن الرجل یجد البلل ولم یذکر احتلاما قال یغتسل۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو تری دیکھے اور احتلام یاد نہ ہو تو حضور نے فرمایا کہ وہ غسل کرے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۰۸ الاحکام و العلل" (مشکوۃ اول، ص ۴۸، باب الغسل فصل الثانی)

۲۹۔ روی الشیخ ابومنصور الماتریدی باسنادہ الی عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال اذا رأی الرجل بعد ماینتبہ من نومہ بللا و لم یتذکر احتلاما اغتسل و ان رأی احتلاما و لم یر بللا لاغسل علیہ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد تری دیکھے اور احتلام یاد نہ ہو تو غسل کرے اور اگر احتلام دیکھے اور تری نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب نہیں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۰۹ الاحکام و العلل" (مستخلص الحقائق موجبات الغسل طبع لاہور، ص ۵۰۔ ۵۱)

۳۰۔ سنن دارمی و ابوداؤد وترمذی و ابن ماجۃ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الرجل یجد البلل و لایذکر احتلاما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغتسل۔ وعن الرجل الذی یریٰ انہ قد احتلم و لایجد بللا قال لاغسل علیہ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استفتاء ہوا کہ آدمی تری پائے اور احتلام یاد نہیں

فرمایا نسائے عرض کی احتلام یاد ہے اور تری نہ پائی فرمایا اس پر غسل نہیں۔" فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۱۰
الاحکام و العلل" (ابوداؤد اول، ص ۳۱، باب فی الرجل یجد البلة فی منامه) (ترمذی اول، ص ۳۱، باب فیمن یستیقظ و یری بللا و لایذکر احتلاما)

مذی یا ودی سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ بشہوت منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے:

۳۱۔ قال ابن المنذر حدثنا محمد بن یحییٰ حدثنا ابوحنیفة حدثنا عکرمة عن عبد ربه بن موسی عن امه انها سألت عائشة رضی الله تعالیٰ عنها عن المذی فقالت ان کل فحل یمذی و انه المذی و الودی و المنی فاما المذی فالرجل یلاعب امرأته فیظهر علی ذکره الشئ فیغسل ذکره و انثیه و یتوضأ و لایغتسل و اما الودی فانه یکون بعد البول یغسل ذکره و انثیه و یتوضأ و لایغسل و اما المنی فانه الماء الاعظم الذی منه الشهوة و فیه الغسل۔ و روی عبدالرزاق فی مصنفه عن قتادة و عکرمة۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مذی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہر جوان مرد کو آتی ہے اور وہ (نکلنے والی چیز) مذی و ودی اور منی ہے، مذی تو یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے ملاعبت کرتا ہے تو اس کے ذکر پر کچھ ظاہر ہوتا ہے تو وہ ذکر اور انثیین کو دھو ڈالے اور وضو کرے غسل نہیں، اور ودی یہ کہ پیشاب کے بعد نکلتی ہے تو ذکر اور خصیتین کو دھولے اور وضو کرلے غسل نہیں اور رہی منی تو یہ وہی بڑا پانی ہے جس سے شہوت ہوتی ہے اور اسی میں غسل ہے۔ (مولف)

"فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۲۳ الاحکام و العلل۔" (فتح القدیر ۱/ ۵۳ موجبات الغسل، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

خواب میں اگر احتلام ہو اور تری بھی محسوس ہو تو غسل واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت:

۳۲۔ قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا حذفت الماء فاغتسل و ان لم تکن حاذفا فلا تغتسل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو پانی ٹپکائے تو غسل کر ورنہ نہیں۔ (مولف) (یعنی نیند سے بیدار ہونے کے بعد اگر تری دیکھے تو غسل کرے ورنہ نہیں۔ (مولف)

"فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۲۵" الاحکام و العلل"۔ (تبیین الحقائق موجبات الغسل بولاق مصر ۱/ ۱۵)

۳۳۔ الشیخین عن انس رضی الله تعالیٰ عنه لما سألته ام سلیم رضی الله تعالیٰ عنها یا رسول الله ان الله لایستحیی من الحق فهل علی المرأة من غسل اذا احتلمت قال ... رأت الماء

ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ بیشک اللہ تعالیٰ حق سے حیا نہیں فرماتا تو کیا عورت پر غسل ہے جب اس کو احتلام ہو حضور نے فرمایا ہاں جب پانی دیکھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۳۶" الاحکام و العلل۔ (بخاری اول، ص ۴۲، باب اذا احتلمت المرأۃ)

تعارف

بارق النور فی مقادیر ماء الطہور

(ماء طہور کی مقداروں میں چمکتا ہوا نور)

۲۲؍ رمضان ۱۳۲۷ھ کو استفتاء پیش ہوا کہ وضو و غسل میں شرعاً پانی کی کیا مقدار معین ہے؟

اس کے جواب میں امام احمد رضا۔۔نے شرعی دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ جو احادیث مبارکہ بطور دلیل پیش کی ہیں ان میں پانی کی مقدار اور صاع، مد وغیرہ کا بھی ذکر ہے تو اعلیحضرت نے اس رسالے میں اس زمانے کے کچھ پیمانوں کی تشریح و توضیح بھی کی ہے تاکہ فہم مطالب و معنی آسان ہو جائے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ

صاع- چار مد کا ایک پیمانہ ہے اسے صاع کہتے ہیں (یعنی آج کل کے وزن کے حساب سے ۴ کلو ۹۰ گرام ہے) (مولف)

مد- دو رطل کا ایک پیمانہ ہے اسی کو من بھی کہتے ہیں (یعنی ۱ کلو سو اچھبیس گرام) (مولف)

رطل- نوے مثقال سے ایک رطل ہوتا ہے (یعنی آدھا کلو اور ساڑھے گیارہ گرام سے کچھ زیادہ) (مولف)

مثقال- ساڑھے چار ماشے کا ایک مثقال ہوتا ہے (یعنی ۴ گرام سے کچھ زیادہ) (مولف)

متعدد حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صاع پانی سے غسل فرمایا اور ایک مد سے وضو،

لیکن اس بات پر اجماع ہے کہ وضو غسل میں پانی کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے بلکہ وضو و غسل کرنے والے کے صوابدید پر موقوف ہے مگر اس بات کی سخت تاکید ہے کہ کہیں حد اسراف تک پانی نہ خرچ کرے۔

لہٰذا اس رسالے میں تحقیق کی گئی ہے کہ اسراف و تبذیر کیا ہیں اور

اسراف کہاں کہاں ہوتا ہے اور تبذیر کہاں،

امام احمد رضا اسراف کی گیارہ تعریفیں کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ۔

ان تمام تعریفات میں سب سے زیادہ جامع ونافع وواضح تر تعریف اول ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ

غیر حق میں صرف کرنا اسراف کہلاتا ہے۔

اور باب تبذیر میں بھی قول صحیح یہی ہے کہ

غیر حق میں صرف کرنا تبذیر ہے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ وضو و غسل میں تین بار سے زیادہ پانی ڈالنا جب کہ کسی غرض صحیح سے ہو ہرگز اسراف نہیں کہ جائز غرض میں خرچ کرنا نہ خود معصیت ہے نہ بیکار اضاعت، مثلاً۔

☆ کوئی وضو علی الوضوء کی نیت کرے کہ نور علی نور ہے تو اسراف نہ ہوگا

☆ کسی کو وضو کرتے میں کسی عضو کی تثلیث میں شک واقع ہو تو کم پر بنا کر کے تثلیث کامل کرلے تو اسراف نہ ہوگا۔

اس کے بعد اسراف سے بچنے اور پانی زیادہ خرچ نہ ہونے کی دس احتیاطی تدبیریں بیان فرمائی ہیں۔

اور بعض عارفین کے قول سے ہمیشہ باوضو رہنے کی سات فضیلتیں بھی پیش کی ہیں۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ وضو دو قسم ہے۔ واجب ومندوب

واجب کا سبب معلوم ہے کہ اس چیز کا ارادہ کرنا جو اس کے بغیر حلال نہ ہو جیسے نماز یا سجدہ یا مصحف کریم کو ہاتھ لگانا۔

اور مندوب کے اسباب کثیر ہیں۔

اس جگہ چندرہ صورتیں ایسی رقم فرمائیں جن کے ارتکاب سے باوضو شخص کو وضو کرنا مستحب ومندوب ہے۔

امام احمد رضا احکام تکلیفیہ کے سلسلے میں رقمطراز ہیں کہ۔

فعل مطلوب شرعی کا ترک نادراً ہوگا یا عادۃً۔ اور ہر ایک پر سزا کا استحقاق ہوگا یا سرزنش کا یا کچھ نہیں۔

اس کی چار قسمیں ہوتی ہیں:

۱۔ ترک عادی ہو یا نادر مطلقاً موجب استحقاق عذاب ہو یہ بحال قطعیت فرض ورنہ

واجب ہے۔

۲- عادی پر عذاب اور نادر پر عتاب۔ یہ سنت موکدہ ہے کیونکہ اگر نادر پر بھی عذاب ہو تو اس میں اور واجب میں فرق نہ رہے گا اور عادی پر بھی عتاب ہی ہو تو اس میں اور سنت غیر موکدہ میں تفاوت نہ ہوگا حالانکہ وہ ان دونوں میں برزخ ہے۔

۳- عادی ہو یا نادر مطلقاً مورث عتاب ہو۔ یہ سنت زائدہ ہے۔

۴- مطلقاً عذاب و عتاب کچھ نہ ہو۔ یہ مستحب و مندوب اور ادب ہے۔

پھر از انجا کہ فعل و ترک میں تقابل ہے بغرض تعادل و برابری واجب ہے کہ ایسی چار قسمیں جانب ترک نکلیں۔ یعنی جس کا ترک مطلوب ہے۔

وہ چار قسمیں یہ ہیں۔

۱- اس کا فعل عادی ہو یا نادر مطلقاً موجب استحقاق عذاب ہو یہ بحال قطعیت حرام ورنہ مکروہ تحریمی ہے۔

۲- فعل عادی پر عذاب اور نادر پر عتاب۔ یہ اساءت ہے جس کی نسبت علماء نے تحقیق فرمائی کہ کراہت تنزیہی سے افحش اور تحریمی سے اخف ہے۔

۳- مطلقاً مورث عتاب ہی ہو۔ یہ کراہت تنزیہی ہے۔

۴- مطلقاً کچھ نہ ہو۔ یہ خلاف اولیٰ ہے۔

اس کے بعد امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ اس تقریر منیر سے چند جلیل فائدے متجلی ہوئے۔

۱- سنت موکدہ کا ترک مطلقاً گناہ نہیں بلکہ اس کے ترک کی عادت گناہ ہے۔

۲- اسأت کے بارے میں اگرچہ کلمات علماء مضطرب ہیں، کوئی اسے کراہت سے کم کہتا ہے۔ کوئی زائد اور کوئی مساوی۔ مگر عند التحقیق اس کا مقابل سنت موکدہ ہونا چاہئے کہ جس طرح سنت موکدہ، واجب و سنت زائدہ میں برزخ ہے یونہی اسأت کراہت تحریم و کراہت تنزیہ میں۔

۳- کراہت تنزیہہ نہ مستحب کے مقابل ہے نہ سنت موکدہ کے بلکہ سنت غیر موکدہ کے مقابل میں ہے۔

۴- خلاف اولیٰ مستحب کا مقابل ہے اور اپنے معنی خاص پر مکروہ تنزیہی سے بالکل جدا۔

۵- کراہت کے لئے اگرچہ تنزیہی ہو ضرور دلیل کی حاجت ہے۔

۶- یہ نفیس جلیل تفرقہ مقتضائے تقسیم عقلی مقتضائے نفس کراہت و قضیہ تفرقہ

احکام ہیں نہ کہ نری اصطلاح اختیاری کہ جس کا جو چاہا نام رکھ لیا۔

۷۔ مشہور احکام خمسہ ہیں۔ واجب، مندوب، مکروہ، حرام، مباح۔

یہ مذہب شافعیہ سے الیق ہے کہ ان کے یہاں واجب و فرض میں فرق نہیں۔

☆ اور بعض نے بر عایت مذہب حنفی فرض و واجب اور حرام و مکروہ تحریمی کو تقسیم میں جدا جدا اخذ کر کے سات قرار دیئے۔

☆ بعض نے فرض، واجب، سنت، نفل، حرام، مکروہ، مباح یوں سات گنے۔

☆ بعض نے سنت میں سنت ہدیٰ و سنت زائدہ اور مکروہ تحریمی و تنزیہی قسمیں کر کے نو شمار کیے۔

لیکن امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ...... احکام گیارہ ہیں۔

پانچ جانب فعل میں متنازلاً...... فرض، واجب، سنت موکدہ، سنت غیر موکدہ، مستحب۔

اور پانچ جانب ترک میں متصاعداً...... خلاف اولیٰ، مکروہ تنزیہی، اساءت، مکروہ تحریمی، حرام

ان میں میزان مقابلہ اپنے کمال اعتدال پر ہے کہ ہر ایک اپنے نظیر کا مقابل ہے اور سب کے بیچ میں گیارہواں، مباح خالص۔

ان تشریحات و توضیحات کے بعد امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ "اس تقریر منیر کو حفظ کر لیجئے کہ ان سطور کے غیر میں نہ ملیں گی اور ہزارہا مسائل میں کام دے گی اور صدہا عقدوں کو حل کرے گی، کلمات اس کے موافق مخالف سب طرح کے ملیں گے مگر بحمد اللہ تعالیٰ حق اس سے متجاوز نہیں، فقیر طمع رکھتا ہے کہ اگر حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور یہ تقریر عرض کی جاتی ضرور ارشاد فرماتے کہ یہ عطر مذہب و طراز مذہب ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

بیاسی صفحات پر محیط اس محققانہ رسالے میں جو تحقیقات بازغہ اور تدقیقات لامعہ ہیں وہ امام احمد رضا ہی کا حصہ ہیں۔

اور اس رسالہ مبارکہ میں ۱۳۸، احادیث نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاگزیں ہیں۔

احادیث

بارق النور فی مقادیر ماء الطھور

وضواور غسل میں اگرچہ پانی کی مقدار اجماعاً متعین نہیں ہے مگر ان چند احادیث میں وضوو غسل کے لئے پانی کی مقدار میں صاع اور مد کا ذکر ہے جن سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضوو غسل فرمایا کرتے تھے کیونکہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم انور نہایت لطیف نورانی تھا بہت کم پانی سے وضواور غسل ہو جاتا تھا۔

۳۴۔ صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغتسل بالصاع الی خمسۃ امداد و یتوضأ بالمد۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک صاع سے پانچ مد پانی تک سے نہاتے اور ایک مد پانی سے وضو فرماتے۔" فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۳۹ ا بارق النور" (بخاری اول، ص ۳۳، باب الوضوء بالمد)

۳۵۔ صحیح مسلم و مسند احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ و شرح معانی الآثار امام طحاوی میں حضرت سفینہ اور مسند احمد و سنن ابی داؤد و ابن ماجہ و طحاوی میں بسند صحیح حضرت جابر بن عبد اللہ، نیز انھیں کتب میں بطرق کثیرہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ بالمد و یغتسل بالصاع۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مد سے وضواور ایک صاع سے غسل فرماتے۔ (مسلم اول، ص ۱۴۹، باب القدر المستحب من الماء الخ) (ترمذی اول، ص ۸، باب الوضوء بالمد)

۳۶۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث امام طحاوی کے یہاں یوں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ من مد فیسبغ الوضوء و عسی ان یفضل منہ۔ الحدیث۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مد سے تمام و کمال وضو وسعت و فراغت کے ساتھ فرما لیتے اور قریب تھا کہ کچھ پانی بچ بھی رہتا۔ (شرح معانی الآثار، ۱/ ۳۲۳، باب وزن الصاع)

۳۷۔ ابو یعلی و طبرانی و بیہقی نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند ضعیف روایت کیا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ بنصف مد۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نصف مد سے وضو فرمایا۔ (بحواله مجمع الزوائد، باب مایکفی من الما للوضوء ا/ ۲۱۹، طبع بیروت)

۳۸۔ سنن ابی داؤد و نسائی میں ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔ ان النبی صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم توضأ فاتی باناء فیه ماء قدر ثلثی المد۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمانا چاہا تو ایک برتن حاضر لایا گیا جس میں دو تہائی مد کے قدر پانی تھا۔ (ابوداؤد اول، ص ۱۳، باب الوضوء بالمد)

۳۹۔ نسائی کے لفظ یہ ہیں: فاتی بماء فی اناء قدر ثلثی المد۔

ایک برتن کہ دو ثلث مد کے قدر تھا پانی حاضر کیا گیا۔ (نسائی اول، ص ۲۴، باب القدر الذی یکتفی به الرجل)

۴۰۔ ابن خزیمہ وابن حبان وحاکم کی صحاح میں عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے انه رأی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم توضأ بثلث مد۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک تہائی مد سے وضو فرمایا۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۳۹ ۱ بارق النور" (المستدرک للحاکم، مایجزی من الماء للوضوء، مطبوعہ بیروت ا/ ۱۶۱)

۴۱۔ حدیث ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی الله تعالیٰ عنها وضأت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی اناء نحو من هذا الاناء وهی تشیر الی رکوة تاخذ مدا۔ او مدا و ثلثا۔ رواه سعید بن منصور فی سننه، و فی لفظ لبعضهم یکون مدا و مدا او ربعا و اصل الحدیث عنها فی السنن الاربعة۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس برتن سے وضو فرمایا جس میں ایک مد یا سوا مد، اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک مد یا تہائی مد پانی تھا۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۳۰ بارق النور"

۴۲۔ صحیحین و سنن ابی داؤد و نسائی وطحاوی میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث یوں ہے۔

کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یتوضأ بمکوك و یغتسل بخمسة مکاکی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مکوک سے وضو اور پانچ سے غسل فرماتے۔ (مکوک سے مراد مد ہے۔ منہ) (نسائی اول، ص ۲۴، باب القدر الذی یکتفی به الرجل فیہ)

۴۳۔ صحیح مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔ انها کانت تغتسل هی و النبی صلی الله علیه وسلم ... ثلثة امداد او قریبا من ذلك۔

وہ (حضرت عائشہ) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک برتن میں کہ تین مد یا اس کے قریب کی گنجائش رکھتا نہالیتے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۳۰ بارق النور" (مسلم اول، ص ۱۴۸، باب القدر المستحب من الماء الخ)

اعضائے وضو دو دو بار دھونے سے متعلق ایک حدیث:

۴۴ـ روی البخاری عن عبداللہ بن زید و ابوداؤد و الترمذی و صححہ و ابن حبان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ مرتین مرتین۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعضائے وضو دو دو بار دھوئے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۴۰ بارق النور" (بخاری اول، ص ۲۷، باب الوضوء مرتین مرتین)

اعضائے وضو ایک ایک بار دھونے کے بارے میں دو حدیثیں:

۴۵ـ رواہ البخاری و الدارمی و ابوداؤد و النسائی و الطحاوی و ابن خزیمۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال توضأ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرۃ مرۃ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعضائے وضو ایک ایک بار دھوئے۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۲۷، باب الوضوء مرۃ مرۃ)

۴۶ـ و بمثلہ رواہ الطحاوی عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و روی ایضا عن امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ مرۃ مرۃ۔

نیز امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو میں ایک ایک بار دھوتے دیکھا۔ (مولف) (شرح معانی الآثار ۱/۲۷، باب الوضوء للصلوٰۃ مرۃ مرۃ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعضائے وضو تین تین مرتبہ اور کبھی ایک ایک مرتبہ دھونا بھی ثابت ہے حدیث میں ہے۔

۴۷ـ و عن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ ثلثا ثلثا و رأیتہ غسل مرۃ مرۃ۔

ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اعضائے وضو تین تین اور ایک ایک بار دھوتے دیکھا ہے۔ (مولف) (شرح معانی الآثار، ۱/۲۷، باب الوضوء للصلوۃ مرۃ مرۃ)

دو تہائی مد پانی سے وضو فرمانے کے بارے میں ایک حدیث:

۴۸۔ حدیث: وعن عمارۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ بثلثی مد۔

بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو تہائی مد سے وضو فرمایا۔ "قتاوی رضویہ ج ۱، ص ۳۰ ارق النور" (شرح مواهب الزرقانی مقصد ۹ ماکان علیہ الصلوۃ والسلام یفعلہ المسوبۃ مصر ۷/ ۲۸۸)

زن و شوہر دونوں ایک برتن سے ایک ساتھ غسل کر سکتے ہیں اور اس وقت ضروریات غسل سے متعلق بات بھی کر سکتے ہیں مثلاً ایک سبقت کرے تو دوسرا کہے میرے لئے پانی رہنے دو۔

۴۹۔ حدیث میں ہے کنت اغتسل انا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اناء واحد تختلف ایدینا فیہ من الجنابۃ۔ رواہ الشیخان۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل جنابت کرتے جس میں ہم دونوں کے ہاتھ بار بار پڑتے۔ (مولف) (مسلم اول، ص ۱۴۸، باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابۃ الخ)

۵۰۔ و فی اخری لمسلم من اناء بینی و بینہ واحد فیبادرنی حتی اقول دع لی۔

یعنی میں اور حضور دونوں ایک ایسے برتن سے غسل کرتے جو میرے اور حضور کے بیچ میں رہتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبقت فرماتے یہاں تک کہ میں کہتی کہ میرے لئے چھوڑ دیجئے۔ (مولف) (مسلم اول، ص ۱۴۸، باب القدر المستحب من الماء الخ)

۵۱۔ و للنسائی من اناء واحد یبادرنی و ابادرہ حتی یقول دع لی و انا اقول دع لی۔

اور نسائی میں ہے کہ ایک ہی برتن میں حضور مجھ پر سبقت فرماتے اور میں حضور پر یہاں تک کہ فرماتے میرے لئے چھوڑ دو اور میں کہتی میرے لئے چھوڑ دیجئے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۳۱" دارق الطیہ۔ (نسائی ۱/ ۴۷، باب الرخصۃ فی ذلک ای بفضل الجنب)

۵۲۔ الزہری عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فروی عن الزہری مالک

و من طریقہ مسلم و ابوداؤد باللفظ وابن ابی ذئب عندالبخاری و الطحاوی باللفظ الثانی تابعہ معمر و ابن جریج عندالنسائی وجعفر بن برقان عندالطحاوی و روی عنہ اللیث عندالنسائی و سفین بن عیینۃ عندہ و عند مسلم بلفظ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغتسل فی القدح وھو الفرق و کنت اغتسل انا وھو فی الاناء الواحد و لفظ سفین من اناء واحد۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک برتن میں غسل فرماتے جسے فرق کہتے ہیں اور ہم دونوں ایک ہی برتن میں غسل کرتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج۱، ص ۱۳۲ بارق النور" (مسلم اول، ص ۱۳۸، باب القدر المستحب من الماء الخ)

صاع ومد اور فرق سے وضو و غسل کرنے کے بارے میں چند احادیث کریمہ:

۵۳۔ حدیث انس کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ بالمد و یغتسل بالصاع۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مد سے وضو اور ایک صاع سے غسل فرماتے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج۱، ص ۱۳۲ بارق النور" (مسلم ار۱۴۹، باب القدر المستحب من الماء الخ)

۵۴۔ موطا مالک و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغتسل من انأ واحد وھو الفرق من الجنابۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک فرق سے غسل فرماتے۔ فرق میں اختلاف ہے اکثر تین صاع کہتے ہیں اور بعض دو صاع، ففی الحدیث عند مسلم قال سفین و الفرق ثلثۃ آصع و کذلک ھو نص الامام الطحاوی و قال النووی و کذا قالہ الجماھیر۔ "فتاوی رضویہ، ج۱، ص۱۳۱ بارق النور" (مسلم اول، ص ۱۴۸، باب القدر المستحب من الماء الخ)

۵۵۔ صحیح بخاری میں یوں ہے کنت اغتسل انا و النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من انأ واحد من قدح یقال لہ الفرق۔

میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک برتن سے نہاتے وہ ایک قدح تھا جسے فرق کہتے۔ "فتاوی رضویہ، ج۱، ص۱۳۲ (بخاری اول، ص ۳۹، باب غسل الرجل

مع امرأته)

۵۶۔ امام احمد وابو بکر بن ابی شیبہ وعبد بن حمید واثرم وحاکم وبیہقی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یجزی من الغسل الصاع و من الوضوء المد۔

غسل میں ایک صاع اور وضو میں ایک مد کفایت کرتا ہے۔ (مسند احمد، ص ۳۲۸، ج ۳)

۵۷۔ ابن ماجہ سنن میں حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یجزی من الوضوء مد و من الغسل صاع۔

وضو میں ایک مد غسل میں ایک صاع کافی ہے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۴۳ بارق النور" (ابن ماجہ، ص ۲۴، باب ماجاء فی مقدار الماء الخ)

۵۸۔ امام احمد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یکفی احدکم مد من الوضوء۔

تم میں ایک شخص کے وضو کو ایک مد بہت ہے۔ (مسند احمد، ص ۱۶۵، ج ۳)

۵۹۔ ابو نعیم معرفۃ الصحابہ میں ام سعد بنت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الوضوء مد و الغسل صاع

وضو ایک مد اور غسل ایک صاع ہے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۴۲ بارق النور" (کنز العمال، ص ۲۲۹، ج ۹)

آب وضو کے ذریعے سے بندے کے گناہ جھڑتے ہیں اس پر دو حدیثیں:

۶۰۔ طبرانی اوسط میں ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان العبد اذا غسل رجلیہ خرجت خطایاہ و اذا غسل وجھہ و تمضمض و تنشق و استنشق و مسح براسہ خرجت خطایا سمعہ و بصرہ و لسانہ و اذا غسل ذراعیہ وقدمیہ کان کیوم ولدتہ امہ۔

بیشک بندہ جب اپنے پاؤں دھوتا ہے اس کے گناہ دور ہو جاتے ہیں اور جب منہ دھوتا اور کلی کرتا دھوتا ناک میں پانی سونگھتا سر کا مسح کرتا ہے اس کے کان آنکھ زبان کے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب کلائیاں اور پاؤں دھوتا ہے ایسا ہو جاتا ہے جیسا اپنی ماں سے پیدا ہوتے وقت تھا" فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۵۳ بارق النور" (کنز العمال، ص

۶۱۔ امام احمد نے بسند حسن مرتبا روایت کی عن ابی امامة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ایما رجل قام الی وضوئہ یرید الصلاۃ ثم غسل کفیہ نزلت کل خطیئة من کفیہ مع اول قطرة فاذا مضمض و استنشق و استنثر نزل کل خطیئة من لسانہ و شفتیہ مع اول قطرة فاذا غسل وجہہ نزلت کل خطیئة من سمعہ و بصرہ مع اول قطرة فاذا غسل یدہ الی المرفقین و رجلہ الی الکعبین سلم من کل ذنب کھیئة یوم ولدتہ امہ۔

جب آدمی نماز کے ارادے سے وضو کو اٹھے پھر ہاتھ دھوئے تو ہاتھ کے سب گناہ پہلے قطرہ کے ساتھ نکل جائیں پھر جب کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور صاف کرے زبان و لب کے سب گناہ پہلی بوند کے ساتھ ٹپک جائیں پھر جب منہ دھوئے آنکھ کان کے سب گناہ پہلے قطرہ کے ساتھ اتر جائیں پھر جب کہنیوں تک ہاتھ اور گٹوں تک پاؤں دھوئے سب گناہوں سے ایسا خالص ہو جائے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۵۲ بارق النور" (مسند احمد، ص ۲۵۲، ج ۶)

رطل اور صاع و مد سے وضو اور غسل کے متعلق دو حدیثیں:

۶۲۔ قال انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ برطلین و یغتسل بالصاع۔ رواہ الامام الطحاوی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو رطل سے وضو اور ایک صاع سے غسل فرماتے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۳۳ بارق النور" (کنز العمال، ص ۲۷۳، ج ۹)

۶۳۔ اخرج الامام الطحاوی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ بالمد وھو رطلان۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مد سے وضو فرماتے تھے اور مد دو رطل ہے۔ (مولف) (شرح معانی الآثار ۱ / ۳۲۳ باب وزن الصاع)

گیہوں کے مد حضرت امیر معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایجاد کئے:

۶۴۔ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے لما کثر الطعام فی زمن معویة جعلوہ مدین من حنطة۔

حضرت معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب غلہ کی فراوانی ہوئی تو امیر معویہ نے

گیہوں کے دو مد یعنی پیمانے بنائے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۱۴۳ بارق النور" (شرح معانی الآثار، ۱/ ۳۱۹، باب مقدار صدقۃ الفطر)

زمانہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں زیادہ تر جو کھجور اور منقی وغیرہ تھے لیکن گیہوں نہیں تھا۔

۶۵۔ صحیح بخاری شریف میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کان طعامنا یومئذ الشعیر۔

ان دنوں ہمارا کھانا جو تھا (مولف) (زمانہ رسالت میں عام طعام جو تھا گیہوں کی کثرت زمانہ امیر معٰویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ منہ) "فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۱۴۵ بارق النور" (بخاری ۱/ ۲۰۳، باب الصدقۃ قبل العید)

۶۶۔ صحیح ابن خزیمہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے قال لم تکن الصدقۃ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا التمر و الزبیب و الشعیر و لم تکن الحنطۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ کے لئے کھجور، منقی، اور جو تھے، گیہوں نہیں تھا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۱۴۳ بارق النور" (صحیح ابن خزیمہ باب الدلیل علی ان الامر الخ بیروت ۴/ ۸۵)

قبل وضو مسواک کرنے سے متعلق دو حدیثیں:

۶۷۔ فی صحیح مسلم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ تسوک و توضأ ثم قام فصلی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسواک کرتے تھے اور وضو کرتے پھر نماز ادا فرماتے۔ (مولف) (مسلم اول، ص ۱۲۸، باب السواک)

۶۸۔ فی سنن ابی داؤد عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یرقد من لیل و لا نہار فیستیقظ الا یتسوک قبل ان یتوضأ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات و دن میں جب بھی استراحت فرماتے تو بیدار ہونے کے بعد قبل وضو مسواک فرماتے تھے۔ (مولف) (ابوداؤد اول، ص ۸، باب السواک لمن قام باللیل)

وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا سنت ہے:

۶۹۔ اخرج الطبرانی عن ابوب قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا توضأ استنشق ثلثا و تمضمض و ادخل اصبعہ فی فمہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تھے تو ناک میں پانی چڑھاتے، کلی کرتے اور دہان مبارک میں انگشت شریف داخل فرماتے۔

۷۰۔ الطبرانی حدثنا عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی صفۃ الوضوء لکن لفظہ فی نصب الرایۃ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا توضأ تمضمض و استنشق و ادخل اصابعہ من تحت لحیتہ فخللھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو کلی فرماتے، ناک میں پانی چڑھاتے اور انگشتان مبارک داڑھی کے نیچے سے داخل کرکے داڑھی کا خلال فرماتے تھے۔ (مولف)

(نصب الرایۃ، حدیث ابی ایوب بیروت ۱/ ۱۳)

۷۱۔ اخرج الامام احمد فی مسندہ عن امیرالمومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ انہ دعا بکوز من ماء فغسل وجھہ و کفیہ ثلثا و تمضمض ثلثا فادخل بعض اصابعہ فی فیہ و قال فی آخرہ ھکذا کان وضوء نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امیرالمومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ نے پانی کا ایک کوزہ منگا کر اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کو تین، تین بار دھویا اور تین بار کلی فرمائی پھر بعض انگلی کو منہ میں ڈالا اور آخر میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو اسی طرح کا تھا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۷ ۱۴ بارق النور" (مسند احمد، ج ۱، ۱۹۳)

مسواک کرنا سنت ہے بسا اوقات اگر مسواک نہ ہو تو انگلیاں اس کے قائم مقام ہیں:

۷۲۔ روی ابو عبید فی کتاب الطھور عن امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان اذا توضا یسوك فاہ باصبعہ۔

یعنی بعض اوقات امیر المومنین عثمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وضو فرماتے تو اپنی انگلی سے مسواک کا کام لیتے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۷ ۱۴ بارق النور"

۷۳۔ قال البخاری فی روایۃ عن انس عبدالحکیم القسملی منکر الحدیث و قال

الاصابع۔ و رواہ البیھقی بطریق آخر و قال غیر محفوظ و نحوہ للطبرانی و ابن عدی و ابی نعیم عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک نہ ہوتے کی صورت میں انگلیاں کافی ہیں۔ (مولف) (یعنی مسواک نہ ہو تو انگلیوں سے دانت صاف کئے جائیں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۳۸ بحوالہ انوار" (کنزالعمال، ص ۱۹۰، ج ۹)

۴۷۔ روی ابونعیم فی کتاب السواک عن عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاصابع تجزی مجزی السواک اذا لم یکن سواک۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسواک نہ ہو تو انگلیاں مسواک کی جگہ کافی ہیں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۳۸ بحوالہ انوار" (کنزالعمال، ص ۱۸۸، ج ۹)

آب وضو کے ساتھ اعضائے وضو کے گناہ دور ہوتے ہیں:

۴۵۔ حدیث ابوامامہ کے علاوہ صحیح مسلم شریف میں امیرالمومنین عثمٰن غنی و ابوہریرہ و عمرو بن عبید اور مالک و احمد و نسائی و ابن ماجہ و حاکم کے یہاں عبداللہ صنابحی اور طحاوی و معجم کبیر طبرانی میں عبادو الد ثعلبہ اور مسند احمد میں مرہ ابن کعب اور مسند مسدد و ابی یعلیٰ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مروی ہیں ان میں حدیث صنابحی و حدیث عمرو سب سے اتم ہیں کہ ان میں ناک کے گناہوں کا بھی ذکر ہے اور مسح سر کرنے سے سر کے گناہ نکل جانے کا بھی ففی الاول (حدیث صنابحی) اذا استنثر خرجت الخطایا من انفہ ثم قال بعد ذکر الوجہ والیدین فاذا مسح راسہ خرجت الخطایا من راسہ حتی تخرج من اذنیہ۔

جب ناک سنکے تو ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر ہاتھ اور چہرہ کے ذکر کے بعد کہا کہ مسح سر کرنے سے سر کے گناہ نکلتے ہیں یہاں تک کہ کانوں کے بھی۔ (مولف) (نسائی اول، ص ۲۹، باب مسح الاذنین مع الراس الخ)

و فی الثانی (حدیث عمرو) ما منکم رجل یقرب وضوئہ فیتمضمض و یستنشق و یستنثر الا خرجت خطایا وجھہ من فیہ و خیاشمہ ثم یمسح راسہ الا خرجت خطایا راسہ من اطراف شعرہ مع الماء۔

حدیث عمرو یہ ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی جب وضو کے لئے کلی کرتا اور ناک میں پانی

چڑھاتا اور سنکتا ہے تو اس کے چہرہ کے گناہ منہ اور ناک کی جڑ سے نکل جاتے ہیں پھر جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ بالوں کے کنارہ سے پانی کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۵۳ بارق النور" (کنزالعمال، ص ۲۷۱، ج ۹)

۷۶۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ (مذکورہ) بشارت بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ لاتغتروا

اس پر مغرور نہ ہونا۔ رواہ البخاری عن عثمٰن ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

"فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۵۳ بارق النور" (بخاری ۲/ ۹۵۲، باب قول اللہ تعالیٰ یا ایھاالناس ان وعد اللہ الخ)

مسواک کا سنت ہونا حدیث سے ثابت ہے:

۷۷۔ الدیلمی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم السواک سنۃ فاستاکوا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسواک کرنا سنت ہے تو تم لوگ بھی مسواک کیا کرو۔ (مولف) (یعنی جب وضو کا ارادہ کرے تو مسواک کرنا سنت ہے یعنی مسواک وضو کی سنتوں میں سے ہے۔ مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۵۳" بارق النور۔ (کنزالعمال، ۱۸۸، ج ۹)

مسواک کے ذریعہ منہ پاکیزہ رکھو:

۷۸۔ البیھقی فی الشعب و تمام فی فوائدہ و الدیلمی فی مسند الفردوس و الضیائی فی المختارۃ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا قام احدکم یصلی من اللیل فلیستک فان احدکم اذاقرء فی صلاتہ وضع ملک فاہ علی فیہ ولایخرج من فیہ شیٔ الادخل فم الملک۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی رات کو نماز پڑھے تو چاہیے کہ وہ مسواک کرلے کہ جب وہ نماز میں قرأت کرتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے اور یہ جو کچھ پڑھتا ہے اس کے منہ سے نکل کر فرشتہ کے منہ میں جاتا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۵۶ بارق النور" (کنزالعمال، ص ۱۹۳، ج ۹)

۷۹۔ وللطبرانی فی الکبیر عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لیس شیٔ اشد علی الملکین من ان یریابین

اسنان صاحبها طعاما وھو قائم یصلی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور اس وقت اگر کھانے کی کوئی شئ اس کے دانتوں میں ہوتی ہے تو ملائکہ کو اس سے ایسی سخت ایذا ہوتی ہے کہ کسی اور شئ سے نہیں ہوتی۔ (مولف) و فی الباب عند ابن المبارك فی الزھد عن ابی عبدالرحمن السلمی عن امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والدیلمی عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنھما عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابن نصر فی الصلاۃ عن الزھری عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرسلا و الآجری فی اخلاق حملۃ القرآن عن علی کرم اللہ تعالی وجھہ موقوفا۔ "فتاوی رضویہ، ج۱، ص ۱۵۶ بارق النور" (معجم الکبیر الزاھراء الحدیقۃ موصل ۱۷۷/۳)

تکمل طریقہ وضو پر ایک حدیث پاک:

۸۰۔ بخاری و نسائی و ابوبکر بن ابی شیبہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے راوی انہ توضأ فغسل وجھہ اخذ غرفۃ من مأ فتمضمض بھا و استنشق ثم اخذ غرفۃ من مأ فجعل بھا ھکذا اضافھا الی یدہ الاخریٰ فغسل بھا وجھہ ثم اخذ غرفۃ من مأ فغسل بھا یدہ الیمنیٰ ثم اخذ غرفۃ من مأ فغسل بھا یدہ الیسریٰ ثم مسح براسہ ثم اخذ غرفۃ من مأ فرش علی رجلہ الیمنیٰ حتی غسلھا ثم اخذ غرفۃ اخریٰ فغسل بھا رجلہ الیسریٰ ثم قال ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے وضو فرمایا تو چہرہ کو دھویا، ایک چلو پانی لے کر اس سے کلی کی اور ناک میں چڑھایا پھر ایک چلو لیکر اسی طرح کر کے دوسرے ہاتھ کے ساتھ ملا کر (یعنی دونوں ہاتھوں کے لپ سے) چہرہ دھویا پھر ایک چلو سے داہنے ہاتھ کو دھویا پھر ایک چلو سے بائیں ہاتھ کو پھر سر کا مسح کیا پھر ایک چلو لے کر داہنے پیر پر چھڑکنے لگے یہاں تک کہ اس کو دھو لیا پھر دوسرے چلو سے بائیں پیر کو دھویا پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج۱، ص ۱۵۷ بارق النور۔ (بخاری ۱/۲۶ باب غسل الوجہ بالیدین من غرفۃ واحدۃ)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میٹھی چیزیں مرغوب ہیں حدیث میں ہے۔

۸۱۔ کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب الحلواء والعسل. کما اخرجه الستة عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۵۹" بارق النور۔ (بخاری دوم، ص ۸۱۷، باب الحلواء و العسل)

شک وار تیاب کی باتیں منع ہیں حدیث میں ہے:

۸۲۔قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دع مایریبك الی مالا یریبك فان الصدق طمانیة و ان الکذب ریبة. رواہ الائمة احمد و الترمذی و ابن حبان بسند جید عن الحسن المجتبیٰ ریحانة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو عند ابن قانع عنه بلفظ فان الصدق ینجی۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ شک کی بات چھوڑ کر وہ کام کر جس میں شک نہ رہے کیونکہ صدق یقین اور کذب شک ہے۔ (مولف) اور دوسری روایت میں ہے کہ صدق نجات دیتا ہے۔ (ترمذی دوم، ص ۸۷، باب من ابواب صفة القیمة)

طریقہ غسل پر مشتمل تین حدیثیں:

۸۳۔ عن ابی اسحاق حدثنا ابوجعفر انه کان عند جابر بن عبداللہ ھو و ابوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عندہ قوم فسألوہ عن الغسل فقال یکفیك صاع فقال رجل مایکفینی فقال جابر کان یکفی من ھو اوفی منك شعرا و خیرا منك ثم امنا فی ثوب۔

حضرت ابو جعفر اور ان کے والد حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تھے اور ان کے پاس اور دوسرے لوگ بھی تھے لوگوں نے ان سے غسل کے بارے میں پوچھا فرمایا کہ تمہیں ایک صاع پانی کافی ہے تو ایک آدمی نے کہا مجھ کو کفایت نہیں کرتا ہے حضرت جابر نے فرمایا کہ اتنا پانی ان کو کافی ہوتا تھا جو تم سے زیادہ زلف والے اور تم سے بہتر تھے یعنی حضور پھر آپ نے ایک کپڑے میں ہماری امامت فرمائی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۶۰" بارق النور۔ (بخاری اول، ص ۳۹، باب الغسل بالصاع و نحوہ)

۸۴۔ حدیث الحسن بن محمد علی ما فی الصحیحین ھکذا عن ابی جعفر قال جابر اتانی ابن عمك یعرض بالحسن بن محمد بن الحنفیة قال کیف الغسل

من الجنابة فقلت كان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یاخذ ثلث اکف فیفضیها علی راسه ثم یفیض علی سائر جسده فقال لی الحسن انی رجل کثیر الشعر فقلت کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اکثر منك شعرا۔ هذا لفظ خ۔

حضرت ابو جعفر سے مروی ہے کہ جابر نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس آپ کے چچا کے بیٹے آئے ان کی مراد حسن بن محمد بن حنفیہ سے تھی اور پوچھا کہ جنابت کا غسل کس طرح کیا جائے میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین لپ پانی سر مبارک پر بہاتے پھر پورے جسم مبارک پر تو حسن نے مجھ سے کہا کہ میں زیادہ بال والا مرد ہوں تو میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے زیادہ زلف والے تھے۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۳۹ باب من افاض علی راسه ثلثا)

ونحوه عندم و فیه قال جابر فقلت له یا ابن اخی کان شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اکثر من شعرك و اطیب۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جابر نے کہا اے بھتیجے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک تم سے کثیر اور عمدہ تھے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۲۰" بارق النور۔ (مسلم اول، ص ۱۴۹، باب استحباب افاضة الماء علی الراس)

۸۵۔ اخرج النسائی عن ابی اسحاق عن ابی جعفر قال تمارینا فی الغسل عند جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنهما فقال جابر یکفی من الغسل من الجنابة صاع من مأ قلنا مایکفی صاع و لا صاعان قال جابر قد کان یکفی من کان خیرا منکم و اکثر شعرا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم۔

ابو جعفر نے کہا کہ غسل کے بارے میں باہم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہم جھگڑا کر رہے تھے اس پر جابر نے فرمایا کہ غسل جنابت کے لئے ایک صاع پانی کافی ہے ہم نے کہا نہ ایک صاع کافی ہے اور نہ دو صاع حضرت جابر نے کہا ان کو کافی ہوتا تھا جو تم سے زیادہ بہتر اور کثیر بال والے تھے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۲۰" بارق النور۔ (نسائی اول، ص ۴۶، باب ذکر القدر الذی یکتفی به الرجل)

شافعیہ کے نزدیک ایک چلو پانی سے کلی کرنا اور ناک میں چڑھانا سنت ہے مگر احناف کے نزدیک الگ الگ پانی لے کر کلی کرنا اور ناک میں چڑھانا سنت ہے:

۸۶۔ رواہ ابن ماجة عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنهما وهذا هو مخرج الحديث. رواه البخاری عن سليمان بن بلال عن زيد و النسائی عن ابن عجلان عن زيد مطولا و قال ابن ماجة حدثنا عبدالله بن الجراح و ابوبكر بن خلاد الباهلی ثنا عبدالعزيز بن محمد عن زيد فاخرجه مقتصرا علی قوله ان رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم مضمض و استنشق من غرفة واحدة۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چلو پانی سے کلی فرمائی اور ناک میں چڑھایا۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۳۱، باب من مضمض و استنشق من غرفة واحدة)

۸۷۔ و من هذا الطريق اخرجه النسائی فقال اخبرنا الهيثم بن ايوب الطالقانی قال عبدالعزيز بن محمد قال ثنا زيد وفيه رأيت رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم توضأ فغسل يديه ثم مضمض و استنشق من غرفة واحدة. الحديث۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو کے لئے ہاتھوں کو دھویا پھر ایک چلو پانی سے کلی فرمائی اور ناک میں چڑھایا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۹۳ بارق النور" (نسائی اول، ص ۲۹، باب مسح الاذنين)

اعضائے وضو ایک ایک مرتبہ دھونے کے بارے میں چار حدیثیں:

۸۸۔ لعبد الرزاق عن عطاء بن يسار عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما انه توضأ فغسل كل عضو منه غسلة واحدة ثم ذكر ان النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم كان يفعله۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وضو فرمایا تو ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا پھر فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ (مولف) (مصنف عبدالرزاق باب کم الوضوء من غسلة الخ بیروت ۱/۳۱)

۸۹۔ و لسعيد بن منصور فی سننه بلفظ توضأ النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فادخل يده فی الاناء فمضمض و استنشق مرة واحدة ثم ادخل يده فصب علی وجهه مرة و صب علی يده مرة مرة و مسح براسه و اذنيه مرة ثم اخذ ملأ كفه من ماء فرش علی قدميه وهو متنعل۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرماتے وقت دست اقدس برتن میں داخل فرمایا اور ایک ایک مرتبہ [illegible] قدم مبارک پر ایک بار

بہایا اور ایک ایک بار ہاتھ پر اور سر اور کانوں کا مسح ایک ایک بار فرمایا پھر ایک لپ پانی لیکر قدموں پر چھڑ کا کہ پیروں میں موزے تھے۔ (مولف) (یعنی خف پر مسح فرمایا پیروں کو دھویا۔ مولف)
(کنز العمال، ص ۷۱، ج ۹)

۹۰۔ روی البخاری قال حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفین عن زید بلفظ توضأ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرۃ مرۃ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک بار اعضائے وضو دھوئے۔ (مولف)

(بخاری اول، ص ۲۷، باب الوضوء مرۃ مرۃ)

۹۱۔ قال ابوداؤد حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن سفین حدثنی زید و قال النسائی اخبرنا محمد بن مثنیٰ حدثنا یحییٰ عن سفین ثنا زید و قال الامام الطحاوی حدثنا ابن مرزوق حدثنا ابو عاصم عن سفین عن زید و لفظ الاولین فیہ الاخبر کم بوضوء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتوضأ مرۃ مرۃ. و بمعناہ لفظ الطحاوی۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر عضو کو ایک ایک بار دھویا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۶۳، بارق النور" (ابوداؤد، ص ۱۸، باب الوضوء مرۃ مرۃ)

مسواک موجود نہ ہونے کی صورت میں انگلیاں اس کے قائم مقام ہیں:

۹۲۔ سنن بیہقی شریف ہے عن عبداللہ بن المثنی قال حدثنی بعض اھل بیتی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رجلا من الانصار من بنی عمرو بن عوف قال یا رسول اللہ انک رغبتنا فی السواک فھل دون ذلک من شئ قال اصبعک سواک عند وضوئک تمر بھا علی اسنانک انہ لا عمل لمن لا نیۃ لہ و لا اجر لمن لا خشیۃ لہ۔

ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ حضور نے مسواک کی طرف ہمیں ترغیب فرمائی کیا اس کے سوا بھی کوئی صورت ہے فرمایا وضو کے وقت تیری انگلی مسواک ہے کہ اپنے دانتوں پر پھیر لے بیشک بے نیت کے کوئی عمل نہیں اور بے خوف الٰہی کے ثواب نہیں۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۵۳، بارق النور" (السنن الکبری للبیہقی باب الاستیاک بالاصابع بیروت ۱/۴۱)

وضو جزء ایمان اور مسواک جزء وضو ہے:

۹۳۔ حدیث مرسل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الوضوء شطر الایمان ... ابی شیبۃ عن حسان بن عطیۃ

ورستة فی کتاب الایمان عنه بلفظ السواك نصف الوضوء و الوضوء نصف الایمان۔

مسواک نصف وضو ہے اور وضو نصف ایمان۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۵۳" بارق النور۔
(کنزالعمال، ص ۱۸۷۔ ۱۹۱، ج ۹)

صرف پائجامہ یا لنگی سے نماز مکروہ تحریمی ہے:

۹۴۔ ابوداؤد و الحاکم عن بریدة رضی الله تعالیٰ عنها ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نهی ان یصلی الرجل فی سراویل و لیس علیه رداء۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی بے چادر اوڑھے صرف پاجامے میں نماز پڑھے۔ (ابوداؤد اول، ص ۹۳، باب من قال یتزر به اذا کان ضیقا)

۹۵۔ مسند احمد و صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لایصلین احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقیه منه شیء۔

ہرگز کوئی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے کہ دونوں شانے کھلے ہوں۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۵۸ بارق النور" ۔ (بخاری اول، ص ۵۲، باب اذا صلی فی الثوب الواحد)

وضو میں غرۂ تحجیل کا بڑھانا مستحب ہے حدیث میں ہے:

۹۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان امتی یدعون یوم القیمة غرا محجلین من آثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یطیل غرته فلیفعل. رواه الشیخان عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه۔ (بخاری ۱/ ۲۵، باب فضل الوضوء الغر المحجلون)

و فی لفظ لمسلم عنه انتم الغر المحجلون یوم القیمة من اسباغ الوضوء فمن استطاع منکم فلیطل غرته و تحجیله۔

یعنی میری امت کے چہرے اور چاروں ہاتھ پاؤں روز قیامت وضو کے نور سے روشن و منور ہوں گے تو تم میں جس سے ہو سکے اسے چاہئے کہ اپنے اس نور کو زیادہ کرے۔ (یعنی چہرہ کے اطراف میں جو حدیں شرعاً مقرر ہیں اس سے کچھ زیادہ دھوئے اور ہاتھ نصف بازو اور پاؤں نیم ساق تک۔ منہ) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۵۹ بارق النور" (مسلم اول، ص ۱۲۶، باب استحباب الغرة الخ)

راہ خدا میں جتنا بھی خرچ کیا جائے تو اسراف نہ ہوگا بخلاف معصیت کے کہ اس میں ایک ذرہ خرچ کرنا بھی اسراف ہے

۹۷۔ ابن ابی حاتم نے امام مجاہد تلمیذ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی لو انفقت مثل ابی قبیس ذھبا فی طاعة اللہ لم یکن اسرافا و لو انفقت صاعا فی معصیة اللہ کان اسرافا۔

اگر تو پہاڑ برابر سونا طاعت الٰہی میں خرچ کر دے تو اسراف نہیں اور اگر ایک صاع جو گناہ میں خرچ کرے تو اسراف ہے۔" فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۸۰ بارق النور" (تفسیر کبیر، ج ۱۳، ص ۲۱۲)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خدا اور اس کے رسول کافی ہیں:

۹۸۔ صحاح کی حدیث جلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصدق کا حکم فرمایا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوئے کہ اگر میں کبھی ابو بکر صدیق پر سبقت لے جاؤں گا تو یہی بار ہے کہ میرے پاس مال بسیار ہے اپنے جملہ اموال سے نصف حاضر خدمت اقدس لائے حضور نے فرمایا اہل و عیال کے لئے کیا رکھا عرض کی اتنا ہی، اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور اپنا کل مال لائے گھر میں کچھ نہ چھوڑا ارشاد ہوا اہل و عیال کے لئے کیا رکھا عرض کی اللہ اور اللہ کا رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اس پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں میں وہی فرق ہے جو تمہارے ان جوابوں میں۔" فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۸۱ بارق النور"

غسل میں سب سے پہلے سر پر پانی ڈالنا مستحب ہے:

۹۹۔ روی البخاری عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فیما حکت غسلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یصب علی راسہ ثلث غرف بیدیہ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ غسل میں روایت فرماتی ہیں کہ سر مبارک پر تین لپ پانی ڈالتے تھے۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۳۹، باب الوضوء قبل الغسل)

عورتوں کے بالوں کی جڑوں تک اگر پانی پہنچ جائے تو چوٹیاں کھولنا ضروری نہیں:

۱۰۰۔ ولابی داؤد عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اما المرأة فلا علیها ان لا تنقضہ لتغرف علی راسها ثلث غرفات بکفیها۔

عورت کو ... تین لپ پانی ڈال لے۔ (مولف)

(ابوداؤد،اول، ص ۳۴، باب المرأة هل تنقض شعرها عند الغسل)

چلو یا لپ سے پانی لے کر وضو کرنے کے بارے میں چار حدیثیں:

۱۰۱۔ و حدیث ابی داؤد و الطحاوی عن محمد بن اسحاق عن محمد بن طلحة عن عبدالله الخولانی عن عبدالله بن عباس عن علی رضی الله تعالیٰ عنهم عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وفیه ثم ادخل یدیه جمیعا فاخذ حفنة من مأ فضرب بها علی رجله و فیها النعل فغسلها بها ثم الاخریٰ مثل ذلك۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے پانی لے کر ایک پیر پر ڈال کر اسے دھویا اور اس میں نعل مقدس تھی پھر دوسرے میں بھی اسی طرح کیا۔ (مولف) (ابوداؤد،اول، ص ۱۶، باب صفة وضوء النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم)

۱۰۲۔ و لفظ الطحاوی ثم اخذ بیدیه جمیعا حفنة من مأ فصك بها علی قدمه الیمنی و الیسریٰ کذلك. و اخرجه ایضا احمد و ابویعلیٰ و ابن خزیمة و ابن حبان و الضیاء۔

طحاوی کے لفظ یہ ہیں کہ دونوں ہاتھوں سے ایک لپ پانی لے کر داہنے قدم اقدس پر ڈالا اور اسی طرح بائیں پر بھی۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۴۳ بارق النور" (شرح معانی الآثار ۱ر ۲۱، باب فرض الرجلین الخ)

۱۰۳۔ ابن ماجة حدثنا ابوبکر بن خلاد الباهلی حدثنا یحییٰ بن سعید القطان عن سفین عن زید و فیه رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم توضأ غرفة غرفة۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک چلو سے وضو فرمایا۔ (مولف) (ابن ماجہ اول، ص ۳۳، باب ماجأ فی الوضوء مرة مرة)

۱۰۴۔ حدیث ابن عساکر عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم توضأ غرفة غرفة و قال لایقبل الله صلاة الابه۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک چلو سے وضو فرمایا اور فرمایا کہ اس کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ (مولف) (کنزالعمال، ص ۳۰۲، ج ۹)

اعضائے وضو ایک ایک مرتبہ دھونے سے متعلق ایک حدیث پاک:

۱۰۵۔ والدار قطنی فی غرائب مالک عن زید بن ثابت و ابی ھریرۃ معاً رضی اللہ تعالیٰ عنھم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم توضأ مرۃ مرۃ وقال ھذا وضوء لایقبل اللہ صلاۃ الا بہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعضائے وضو ایک ایک بار دھو کر فرمایا کہ یہ وضو ہے کہ جس کے بغیر نماز مقبول نہیں ہوتی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۶۵ بارق النور" (کنز العمال، ص ۱۷۲، ج ۹)

بڑے برتن سے پانی لے کر وضو کرنے کے بارے میں تین حدیثیں:

۱۰۶۔ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ایضا عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادخل یدہ الیمنیٰ فافرغ بھا علی الاخریٰ ثم غسل کفیہ ثم تمضمض و استنثر ثم ادخل یدیہ فی الاناء جمیعا فاخذ بھما حفنۃ من مأ فضرب بھا علی وجھہ ثم الثانیۃ ثم الثالثۃ مثل ذلک۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست راست (ٹب وغیرہ کسی بڑے برتن میں) داخل فرمایا تو اس سے دوسرے ہاتھ پر پانی ڈالا پھر دونوں ہتھیلیوں کو دھویا پھر کلی فرمائی اور ناک میں پانی چڑھایا پھر دونوں ہاتھ ایک ساتھ برتن میں داخل فرما کر ایک لپ پانی لیا اور اسے چہرہ اقدس پر بہایا پھر دوسری اور تیسری بار اسی طرح کیا۔ (مولف) (ابوداؤد ۱/۱۶، باب صفۃ وضوء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

۱۰۷۔ و رواہ الطحاوی مختصرا فقال اخذ حفنۃ من مأ بیدیہ جمیعا فصک بھما وجھہ ثم الثانیۃ مثل ذلک ثم الثالثۃ۔

طحاوی نے مختصراً اسی طرح روایت کیا کہ دونوں ہاتھوں سے ایک ساتھ ایک لپ پانی لیا اور چہرے پر بہایا پھر دوسری اور تیسری بار اسی طرح کیا۔ (مولف)

۱۰۸۔ الامام احمد و ابی داؤد و ابن خزیمۃ و ابی یعلی و الامام الطحاوی و ابن حبان و الضیاء عن ابن عباس عن علی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذ بکفہ الیمنیٰ قبضۃ من مأ فصبھا علی ناصیۃ فترکھا تستن علی وجھہ ثم غسل ذراعیہ الی المرفقین ثلثاثلثا ۔ الحدیث

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے ہاتھ سے ایک لپ پانی لے کر پیشانی پر بہا دیا اور چہرہ کو سیراب کیا پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین بار دھویا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ا، ص ۱۶۵" بارق النور۔

امور ومعاملات میں میانہ روی بہتر ہے حدیث میں ہے:

۱۰۹۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر الامور اوساطها۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امور ومعاملات کی اچھائی اس کی درمیانی راہ ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ا، ص ۱۶۷" بارق النور۔ (کنز العمال، ص ۲۱، ج ۳)

نماز میں کن انکھیوں سے دیکھنا:

۱۱۰۔ انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یلاحظ اصحابه فی صلاته بموق عینیه۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز میں کن انکھیوں سے دیکھتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ا، ص ۱۷۱" بارق النور۔

اسراف وتبذیر کی تفصیل وتحقیق پر دو حدیثیں:

۱۱۱۔ الفریابی وسعید بن منصور و ابوبکر بن ابی شیبة و البخاری فی الادب المفرد و ابنا جریر و المنذر و ابی حاتم و الطبرانی و الحاکم و صححه و البیهقی فی شعب الایمان و اللفظ لابن جریر کلهم عنه (عبداللہ بن مسعود) رضی اللہ تعالیٰ عنه فی قوله تعالیٰ ولاتبذر تبذیرا قال التبذیر فی غیر الحق وهو الاسراف۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان ولا تبذر تبذیرا کے بارے میں فرمایا کہ تبذیر کا معنی ہے بے جا یعنی ناحق خرچ اور اسی کو اسراف کہتے ہیں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ا، ص ۱۸۰" بارق النور۔ (تفسیر ابن جریر ۱۵/۵۰۔ میمنہ مصر)

۱۱۲۔ ابن جریر و ابوالشیخ عن سفین بن حسین عن ابی بشر قال اطاف الناس بایاس بن معویة فقالوا ما السرف قال ماتجاوزت به امر اللہ فهو سرف۔

ابو بشر نے کہا کہ لوگوں نے ایاس بن معویہ کے پاس آکر سوال کیا کہ اسراف کیا ہے ایاس نے فرمایا جو امر خداوندی سے تجاوز کرے وہ اسراف ہے۔ (مولف) (تفسیر ابن جریر ۸/۴۲ میمنہ مصر)

حاجت مند قریبی رشتہ دار کو صدقہ دینا زیادتی ثواب کا باعث ہے۔ بلکہ صدقہ دیتے وقت انہیں

۱۱۳۔ اخرج الطبرانی بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا امۃ محمد والذی بعثنی بالحق لایقبل اللہ صدقۃ من رجل ولہ قرابۃ محتاجون الی صلتہ ویصرفھا الی غیرھم والذی نفسی بیدہ لاینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قسم اس ذات کی کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کا صدقہ قبول نہیں فرماتا ہے جس کے قریبی رشتہ دار محتاج ہوں اور وہ دوسرے کو دیتا ہو قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

(مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۸۱" بارق النور۔(مجمع الزوائد بیروت ۳/ ۱۱۷)

معنی اسراف و تبذیر سے متعلق چار حدیثیں:

۱۱۴۔ ابن جریر نے روایت کی کنا اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نتحدث ان التبذیر النفقۃ فی غیر حقہ۔

اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپس میں کہتے تھے کہ مال کا غیر حق میں خرچ کرنا تبذیر یعنی فضول خرچی ہے۔(مولف) (تفسیر ابن جریر میمنہ مصر ۱۵/ ۵۱)

۱۱۵۔ سعید بن منصور اور بخاری ادب مفرد اور ابن جریر و ابن منذر تفاسیر اور بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی المبذر المنفق فی غیر حقہ۔

مبذر وہ شخص ہے جو مال کو غیر حق میں صرف کرے۔ (مولف)(تفسیر ابن جریر میمنہ مصر ۱۵/ ۵۱)

۱۱۶۔ ابن جریر کی ایک روایت ان سے یہ ہے، لاتنفق فی الباطل فان المبذر ھو المسرف فی غیر حق۔

بیکار میں خرچ نہ کر کیونکہ غیر حق میں خرچ کرنے والا فضول خرچ ہے۔(مولف) (تفسیر ابن جریر میمنہ مصر ۱۵/ ۵۱)

۱۱۷۔ ابن جریر عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم مولائے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی لاتبذر تبذیرا لاتعط فی المعاصی۔

النور۔ (تفسیر ابن جریر میمنہ مصر ۱۵/۵۱)

گھوڑے کے گوشت سے متعلق حدیث میں ہے:

۱۱۸۔ انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذن فی اکل لحم الخیل

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔ (مولف)

(امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ تحریمی ہے۔ مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۹۰" بارق النور۔

وضو میں بلاضرورت زیادہ پانی بہانا اسراف ہے حدیث میں ہے:

۱۱۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فی الوضوء اسراف و فی کل شیٔ اسراف۔

وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے اور ہر کام میں اسراف کو دخل ہے۔ رواه سعید بن منصور عن یحییٰ بن عمرو الشیبانی الثقة مرسلا۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۸۲" بارق النور۔ (کنزالعمال، ص ۱۹۶، ج ۹)

تین چیزیں مکروہ ہیں:

۱۲۰۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالیٰ کره لکم ثلثا قیل و قال وکثرة السوال واضاعة المال۔

بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مکروہ رکھتا ہے فضول بک بک اور سوال کی کثرت اور مال کی اضاعت۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۸۳" بارق النورؔ۔ (بخاری اول، ص ۲۰۰، باب قول اللہ تعالیٰ لایسألون الناس الحافا الخ)

ہمیشہ باوضو رہنا رب عزوجل کے ساتھ کمال ادب کی دلیل ہے حدیث قدسی میں ہے۔

۱۲۱۔ بحوالہ مقدمہ غزنویہ وخالصۃ الحقائق انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے من احدث و لم یتوضأ فقد جفانی۔

جسے حدث ہو اور وضو نہ کرے اس نے میرا کمال ادب جیسا چاہئے ملحوظ نہ رکھا۔

وضو پر وضو کے فضائل

۱۲۲۔ رزین نے عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توضأ مرتین مرتین وقال ھو نور علی نور۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو میں اعضائے کریمہ دو دو بار دھوئے اور فرمایا یہ نور پر نور ہے۔ (مشکوٰۃ ۱/ ۲۳ باب سنن الوضوء)

۱۲۳۔ رزین کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الوضو علی الوضو نور علی نور۔

وضو پر وضو نور ہے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۸۶" بارق النور۔ (احیاء العلوم ۱/ ۱۳۵، فضیلۃ الوضوء قاھرہ) (الترغیب و الترھیب ۱/ ۱۶۳، الترغیب فی المحافظۃ علی الوضوء)

۱۲۴۔ ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من توضأ علی طھر کتب لہ عشر حسنات۔

جو باوضو وضو کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۸۶" بارق النور۔ (ابوداؤد اول، ص ۹، باب الرجل یجدد الوضوء)

سجدہ سب سے زیادہ قربت رب کا سبب ہے:

۱۲۵۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء۔

سب حالتوں سے زیادہ سجدہ میں بندہ اپنے رب سے قریب ہوتا ہے تو اس میں دعاء بکثرت کرو۔ رواہ مسلم و ابوداؤد و النسائی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۱۸۸" بارق النور۔ (مسلم اول، ص ۱۹۱، باب مایقال فی الرکوع و السجود)

جسے نماز میں شک واقع ہو وہ کم پر بناء کرے:

۱۲۶۔ صحیح مسلم شریف میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا شک احدکم فی صلاتہ فلم یدر کم صلی ثلثا او اربعاً فلیطرح الشک و لیبن علی ما استیقن ثم یسجد سجدتین قبل ان یسلم فان کان صلی خمسا شفعن لہ صلاتہ و ان کان صلی اتماما لاربع کانتا ترغیما للشیطان۔

جب تم میں کسی کو اپنی نماز میں شک پڑے یہ نہ جانے کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو جتنی بات مشکوک ہے اسے چھوڑ دے اور جس قدر پر یقین ہے اس پر بنائے کار رکھے۔ (یعنی صور۔

مذکورہ میں تین ہی رکعتیں سمجھے کہ اس قدر پر یقین ہے اور چوتھی میں شک ہے تو چار نہ سمجھے لہذا ایک رکعت اور پڑھ کر) سلام سے پہلے سجدۂ سہو کرلے اب اگر واقع میں اس کی پانچ رکعتیں ہوئیں تو یہ دونوں سجدے (گویا ایک رکعت کے قائم ہوکر) اس کی نماز کا دوگانہ پورا کردیں گے (ایک رکعت اکیلی نہ رہے گی جو شرعاً باطل ہے بلکہ ان سجدوں سے مل کر گویا ایک نفل دوگانہ جداگانہ ہو جائے گا) اگر واقع میں چار ہی ہوئیں تو یہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت و خواری ہوں گے (اس نے شک ڈال کر نماز باطل کرنی چاہی تھی اس کی نہ چلی) (مسلم اول، ص ۲۱۱، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد الخ)

۱۲۷۔ مسند احمد میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من صلی صلاة یشك فی النقصان فلیصل حتی یشك فی الزیادة۔

جسے نماز میں کامل و ناقص کا شک ہو وہ اتنی پڑھے کہ کامل و زائد میں شک ہو جائے۔" فتاوی رضویہ ج۱، ص ۱۹۳" بارق النور۔ (مسند احمد ۱/ ۱۹۵)

بالوں کی جڑوں تک اگر پانی پہنچ جائے تو عورت کو چوٹی کھول کر پانی ڈالنا ضروری نہیں ہے، اس پر چار حدیثیں۔

۱۲۸۔ صحیح مسلم و سنن اربعہ میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ میں سر گندھواتی ہوں کیا نہاتے میں کھول دیا کروں فرمایا انما یکفیك ان تحثي علی راسك ثلث حثيات۔

سر پر تین لپ پانی ڈال لیا کرو یہی کافی ہے۔" فتاوی رضویہ ج۱، ص ۱۹۵" بارق النور۔ (مسلم اول، ص ۱۵۰، باب حکم ضفائر المغتسلة)

۱۲۹۔ حدیث ابی داؤد ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اما المرأة فلا علیها ان لاتنقضه لتغرف علی راسها ثلث غرفات بکفیها۔

عورت کو کچھ ضرور نہیں کہ اپنا گندھا سر کھولے بس تین لپ پانی ڈال لے۔ (ابوداؤد ۱/ ۳۳، باب المرأة هل تنقض شعرها عندالغسل)

۱۳۰۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے غسل ... علی راسها ثلث غرفات بیدیه

پھر سر مبارک پر تین لپ ڈالتے تھے۔ رواہ عنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔(بخاری ۱/۳۹، باب الوضو قبل الغسل)

اور خود اپنا فرماتی ہیں لقد کنت اغتسل انا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اناء واحد و ما ازید علی ان افرغ علی راسی ثلث افراغات۔

میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک برتن سے نہایا کرتے اور میں اپنے سر پر تین ہی بار پانی ڈالتی یعنی جعد مبارک نہ کھولتیں۔ رواہ احمد و مسلم۔(مسلم اول، ص۱۵۰، باب حکم ضفائر المغتسلۃ)

۱۳۱۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتوضأ وضوءہ للصلاۃ ثم یفیض علی راسہ ثلث مرار و نحن نفیض علی رؤسنا خمسا من اجل الضفر۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کا سا وضو کر کے سر اقدس پر تین بار پانی بہاتے تھے اور ہم بیبیاں سر گندھے ہوتے کی وجہ سے اپنے سروں پر پانچ بار پانی بہاتی ہیں۔ رواہ ابو داؤد۔"فتاوی رضویہ ج۱، ص۱۹۵"بارق النور۔ (ابو داؤد اول، ص۳۲، باب فی الغسل من الجنابۃ)

وضو میں بے ضرورت پانی زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے:

۱۳۲۔ امام احمد و ابن ماجہ و ابو یعلی اور بیہقی شعب الایمان میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر بسعد وھو یتوضأ فقال ماھذا السرف فقال افی الوضوء اسراف قال نعم و ان کنت علی نھر جار۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گزرے وہ وضو کر رہے تھے ارشاد فرمایا یہ اسراف کیا، عرض کی کیا وضو میں اسراف ہے فرمایا ہاں اگرچہ تم نہر رواں پر ہو۔(ابن ماجہ ۱/۳۴، باب ماجاء فی القصد فی الوضوء الخ)

۱۳۳۔ سنن ابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رأی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجلا یتوضأ فقال لا تسرف لا تسرف۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا فرمایا اسراف نہ کر اسراف نہ کر۔(ابن ماجہ ۱/۳۴، باب ماجاء فی القصد الخ)

۱۳۴۔ سعید بن منصور سنن اور حکیم کنی اور ابن عساکر تاریخ میں ابن شہاب زہری سے

مر سلا راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا فرمایا یا عبد اللہ لاتسرف۔

اللہ کے بندے اسراف نہ کر انھوں نے عرض کی یا نبی اللہ و فی الوضوء اسراف قال نعم (زاد الاخیران) و فی کل شئ اسراف۔

یارسول اللہ کیا وضو میں بھی اسراف ہے فرمایا ہاں اور ہر شئ میں اسراف کو دخل ہے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ا، ص ۱۹۶" بارق النور۔ (کنز العمال، ص ۱۹۷، ج ۹)

وضو کے شیطان کو ولہان کہا جاتا ہے :

۱۳۵۔ ترمذی و ابن ماجہ و حاکم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان للوضوء شیطانا یقال له الولهان فاتقوا وسواس المآ۔

بیشک وضو کے لئے ایک شیطان ہے جس کا نام ولہان ہے تو پانی کے وسواس سے بچو۔ (ابن ماجہ ا/ ۳۴، باب ماجآ فی القصد فی الوضوء الخ)

وضو میں زیادہ پانی صرف کرنا شیطانی بات ہے :

۱۳۶۔ مسند احمد و سنن ابی داؤد و ابن ماجہ و صحیح ابن حبان و مستدرک حاکم میں عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انه سیکون فی هذه الامة قوم یعتدون فی الطهور والدعاء۔

بیشک عنقریب اس امت میں وہ لوگ ہوں گے کہ طہارت و دعاء میں حد سے بڑھیں گے "فتاویٰ رضویہ، ج ا، ص ۱۹۷" بارق النور۔ (ابوداؤد اول، ص ۱۳، باب الاسراف فی الوضوء)

۱۳۷۔ ابو نعیم حلیہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی لاخیر فی صب المآ الکثیر فی الوضوء و انه من الشیطان۔

وضو میں بہت سا پانی بہانے میں کچھ خیر نہیں اور وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ا، ص ۱۹۷" بارق النور۔ (کنز العمال، ص ۱۹۷، ج ۹)

اعضائے وضو تین تین بار سے زیادہ دھونا برا ہے :

۱۳۸۔ احمد و سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و طحاوی عبد اللہ بن

وسلم میں حاضر ہوکر وضو کو پوچھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں وضو کر کے دکھایا جس میں ہر عضو تین تین بار دھویا فرمایا ھکذا الوضو فمن زاد علی ھذا او نقص فقد اساء او ... او ظلم واساً۔ ھذا لفظ د، و مثلہ لفظ الامام الطحاوی و مقتصرا علی قولہ اساً و ظلم۔ ولفظ س وق۔ فمن زاد علی ھذا فقد اساً و تعدی و ظلم۔ ولفظ سعید و ابی بکر فمن زاد اونقص فقد تعدی و ظلم۔

وضو اس طرح ہے جس نے اس پر بڑھایا یا گھٹایا اس نے برا کیا اور حد سے بڑھا اور ظلم کیا۔

"فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۹۷" بارق النور۔ (ابوداؤد اول، ص ۱۸، باب الوضوء ثلثا ثلثا) (نسائی اول، ص ۲۳، الاعتداء فی الوضوء)

لایعنی باتوں میں پڑنا منع ہے:

۱۳۹۔ حدیث صحیح۔ من حسن اسلام المرء ترک مالایعنیہ۔

انسان کے اسلام کی خوبی سے ہے یہ بات کہ غیر مہم کام میں مشغول نہ ہو۔ لایعنی بات ترک کرے۔ رواہ الترمذی و ابن ماجۃ و البیھقی فی الشعب عن ابی ھریرۃ و الحاکم فی الکنی عن ابی بکر الصدیق و فی تاریخہ عن علی المرتضیٰ و احمد و الطبرانی فی الکبیر عن السید ابن السید الحسین بن علی و الشیرازی فی الالقاب عن ابی ذر و الطبرانی فی الصغیر عن زید بن ثابت و ابن عساکر عن الحارث بن ھشام رضی اللہ تعالیٰ عنھم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسنہ النووی و صححہ ابن عبدالبر و الھیثمی۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۰۵" بارق النور۔ (ابن ماجہ ۲/۲۹۵، باب کف اللسان فی الفتنۃ)

بدن کے غیر ضروری بال نورہ سے دور کرنا جائز ہے:

۱۴۰۔ ابن ماجہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا طلی بداء بعورتہ فطلاھا بالنورۃ و سائر جسدہ اھلہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نورہ کا استعمال فرماتے تو ستر مقدس پر اپنے دست مبارک سے لگاتے اور باقی بدن منور پر ازواج مطہرات لگا دیتیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھن وبارک وسلم "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۱۰" بارق النور (ابن ماجہ ۲/۲۷۳، باب الاطلاء بالنورۃ)

وسوسۂ شیطان دفع کرنے کے بارے میں تین حدیثیں

۱۴۱۔ ...

تمیں چھتا وڑ پڑھیں یا تین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا وجدت ذلك فارفع اصبعك السبابة اليمنیٰ فاطعنه فی فخذك اليسریٰ وقل بسم الله فانها سكين الشيطان۔

جب تو ایسا پائے تو اپنی انگشت شہادت اٹھا کر اپنی بائیں ران میں مار اور بسم اللہ کہہ کہ شیطان کے حق میں چھری ہے۔ رواه البزار و الطبرانی عن والد ابی المليح و رواه ايضا الحكيم الترمذی۔ (مجمع الزوائد ۲/۱۵۱، بیروت)

۱۴۲۔ عبد اللہ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ماوسوسة باولع فمن يراها تعمل فيه۔

شیطان جسے دیکھتا ہے کہ میرا وسوسہ اس میں کارگر ہوتا ہے سب سے زیادہ اسی کے پیچھے پڑتا ہے۔ رواه ابن ابی شيبة۔

۱۴۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان احدكم اذا كان فی المسجد جآ الشيطان فابس به كما يبس الرجل بدابته فان اسكن له وثقه (زنقه) او الجمه۔

جب تم میں کوئی مسجد میں ہوتا ہے شیطان آکر اس کے بدن پر ہاتھ پھیرتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے گھوڑے کو رام کرنے کیلئے اس پر ہاتھ پھیرتا ہے پس اگر وہ شخص ٹھہرا رہا یعنی اس کے وسوسے سے فوراً الگ نہ ہو گیا تو اسے باندھ لیتا یا لگام دیدیتا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو روایت کر کے فرمایا و انتم ترون ذلك اما الموثوق فتراه مائلا كذا لايذكر الله و اما الملجم ففاتح فاه لايذكر الله عزوجل۔

یعنی حدیث کی تصدیق تم آنکھوں دیکھ رہے ہو وہ جو بندھا ہوا ہے اسے تو دیکھے گا یوں جھکا ہوا کہ ذکر الٰہی نہیں کرتا اور وہ جو لگام دیا ہوا ہے وہ منہ کھولے ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۱۱" بارق النور۔ (مسند احمد ۳۳۲، ج ۲)

وضو کے بعد رومالی پر چھینٹا دینا سنت ہے:

۱۴۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا توضأت فانتضح۔

جب تو وضو کرے تو چھینٹا دے لے۔ رواه ابن ماجة عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۱۲" بارق النور۔ (ابن ماجہ ۱/ ۳۶، باب ماجآ فی النضح بعد الوضوء)

امت مرحومہ کی خطاء بھول پر مواخذہ نہیں حدیث میں ہے :

۱۳۵۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع (وضع) عن امتی الخطا و النسیان۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری امت کی بھول پر مواخذہ نہیں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۱۹۸" بارق النور۔ (ابن ماجہ اول، ص ۱۴۸، باب طلاق المکرہ و الناسی)

دین میں بے جا سختی ناپسندیدہ ہے حدیث میں ہے :

۱۳۶۔ حضور سید اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الھوا و العبوا فانی اکرہ ان یری فی دینکم غلظۃ. رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن المطلب بن عبداللہ المخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

لہو ولعب بھی کرو کہ میں دین میں زیادہ سختی کو ناپسند کرتا ہوں۔ (مولف) (راحت قلب اور حصول تازگی کے لئے وہ لہو مباح ہے۔ جس کی اجازت شارع کی جانب سے ہے۔ مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۰۱، بارق النور، (کنز العمال، ص ۱۵۳، ج ۱۹)

مدار اعمال نیتوں پر ہے حدیث میں ہے :

۱۳۷۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ مانوی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لئے نیت کے مطابق جزاء ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۰۱" بارق النور۔ (بخاری اول، ص ۲، باب کیف کان بدء الوحی الخ)

نماز میں پسینہ سے اگر دل بٹے تو اس کا صاف کرنا جائز ہے حدیث میں ہے :

۱۳۸۔ روی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرق فی صلاتہ لیلۃ فسلت العرق عن جبینہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک شب کی نماز میں پسینہ آیا تو جبین اقدس سے پسینہ پونچھ دیا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۰۲" بارق النور۔

۱۳۹۔ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ سلت العرق عن جبینہ و کان

اذا قام من سجوده نفض ثوبه يمنة و يسرة۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشانیٔ اقدس سے پسینہ پونچھتے اور جب سجدہ سے کھڑے ہوتے تو دائیں بائیں کپڑا جھاڑ دیتے۔ (مولف) (سجدہ میں ماتھے پر لگی ہوئی چیز اگر ضرر دے تو مطلقاً اسے پونچھنے میں حرج نہیں۔ مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۰۳" بارق النور۔ (خلاصۃ الفتاوی فیما یکرہ فی الصلوۃ لکھنو ۱/ ۵۷)

تین چیزیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں:

۱۵۰۔ حدیث میں ہے ان الله كره لكم ثلثا العبث فى الصلاة و الرفث فى الصيام و الضحك فى المقابر. رواه القضاعى عن يحيىٰ بن ابى كثير مرسلا۔

بیشک اللہ تعالیٰ کو تین چیزیں ناپسند ہیں نماز میں کھیلنا، اور حالت روزہ میں دواعی جماع (مباشرت فاحشہ وغیرھا) اور قبرستان میں ہنسنا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۰۴" بارق النور۔ (بحر الرائق ج ۲، ص ۲۰، مایفسد الصلوٰۃ)

کثرت نماز کی فضیلت پر ایک حدیث:

۱۵۱۔ الصلاة خير موضوع فمن استطاع ان يستكثر منها فليستكثر. رواه الطبرانى فى الاوسط عن ابى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔

نماز بہترین موضوع ہے جو جتنی زیادہ کر سکتا ہے تو کرے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۰۵" بارق النور۔ (کنز العمال، ص ۱۸۸، ج ۷)

تہمت کی جگہ سے بچنے کی تاکید پر ایک حدیث:

۱۵۲۔ عنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من كان يؤمن بالله و اليوم الآخر فلا يقفن مواقف التهم. و فى الباب عن امير المومنين الفاروق رضى الله تعالىٰ عنه۔

جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کی جگہ ہرگز کھڑا نہ ہوا کرے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۰۷" بارق النور۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی باب سجود السہو کراچی، ص ۲۳۹)

صرف خروج ریاح کے شک سے نماز نہ چھوڑے تاوقتیکہ نکلنے کا یقین کامل نہ ہو جائے اس پر چند احادیث کریمہ:

۱۵۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا وجد احدکم فی بطنہ شیأ فاشکل علیہ اخرج منہ شیئ ام لا فلایخرجن من المسجد حتی یسمع صوتا او یجد ریحا۔ رواہ مسلم و الترمذی عن ابی ھریرۃ۔

جب تم میں کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ پائے اور اسے شک میں ڈال دے کہ کچھ نکلا یا نہیں تو مسجد سے ہرگز نہ نکلے یہاں تک کہ آواز سنے یا بو پائے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۱۱" بارق النور۔ (مسلم اول، ص ۱۵۸، باب الدلیل علی ان من تیقن الخ)

۱۵۴۔ ولاحمد و الترمذی و ابن ماجۃ و الخطیب عنہ مختصرا بلفظ لاوضوء الا من صوت او ریح۔

آواز یا بو کے بغیر وضو نہیں ٹوٹتا۔ (مولف) (یعنی شک و شبہ تا تم وضو نہیں۔ مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۱۲" بارق النور۔ (ابن ماجہ ص ۳۹، باب لاوضوء الا من حدث)۔

۱۵۵۔ ولاحمد و الشیخین وابی داؤد و النسائی و ابن ماجۃ و خزیمۃ و حبان و عباد بن تمیم عن عمہ عبداللہ بن زید بن عاصم قال شکی الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الرجل یخیل الیہ انہ یجد الشیئ فی الصلاۃ قال لا تنصرف حتی تسمع صوتا او تجد ریحا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی نے یہ شکایت کی کہ اس کو نماز میں کچھ (یعنی ریح) پانے کا خیال ہوتا ہے حضور نے فرمایا آواز یا بو کے بغیر نماز مت توڑ۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۲۱۲" بارق النور۔ (مسلم اول، ص ۱۵۸، باب الدلیل علی من تیقن الطھارۃ الخ)

۱۵۶۔ ولاحمد و ابی یعلی عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الشیطان لیأتی احدکم وھو فی صلاتہ فیاخذ بشعرۃ من دبرہ فیمدھا فیری انہ قد احدث فلاینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تمہارے پاس وقت نماز آکر دبر کا ایک بال کھینچتا ہے تو تم سمجھتے ہو کہ وضو ٹوٹ گیا تو کوئی آواز یا بو کے بغیر نماز نہ توڑے۔ (مولف) (مسند احمد، ص ۵۲۲، ج ۳)

۱۵۷۔ و رواہ عنہ سعید بن منصور مختصرا نحو المرفوع من حدیث عباد و للبزار عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یأتی احدکم الشیطان فی

الصلاۃ فینفخ فی مقعدته فیخیل انه احدث و لم یحدث فاذا وجد ذلک فلا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تمہارے پاس نماز میں آکر مقعد میں پھونک مارتا ہے تو تم کو خیال ہوتا ہے کہ وضو ٹوٹ گیا حالانکہ وضو نہیں ٹوٹا تو جب ایسا محسوس ہو تو بغیر آواز و بو کے نماز نہ توڑے۔ (مولف) (کنز العمال، ص ۲۲۳، ج ۱)

۱۵۸۔ و رواہ عنه الطبرانی فی الکبیر مختصراً بلفظ من خیل له فی صلاته انه قد احدث فلا ینصرفن حتی یسمع صوتا او یجد ریحا۔

جس کو نماز میں وضو ٹوٹنے کا گمان ہو تو آواز و بو کے بغیر نماز نہ توڑے۔ (مولف) (کنز العمال، ۲۰۰، ج ۹)

۱۵۹۔ و لعبد الرزاق و ابن ابی الدنیا عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه قال ان الشیطان یطیف باحدکم فی الصلاۃ لیقطع علیه صلاته فاذا اعیاہ ان ینصرف نفخ فی دبرہ یرید انه قد احدث فلاینصرفن احدکم حتی یجد ریحا او یسمع صوتا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شیطان تمہاری نماز توڑنے کے لئے گھومتا رہتا ہے جب توڑنے سے عاجز ہو جاتا ہے تو دبر میں پھونک مارتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وضو ٹوٹ گیا تو تم میں کوئی آواز یا بو پائے بغیر نماز نہ چھوڑے۔ (مولف) (مصنف عبدالرزاق باب الرجل یشبه علیه فی الصلوٰۃ، بیروت ۱/۱۳۱)

۱۶۰۔ و فی روایة اخریٰ عنه رضی اللہ تعالیٰ عنه حتی انه یأتی احدکم وهو فی الصلاۃ فینفخ فی دبرہ و یبل احلیله ثم یقول قد احدثت فلا ینصرفن احدکم حتی یجد ریحا و یسمع صوتا و یجد بللا۔

انہیں سے مروی ہے کہ شیطان تمہارے پاس وقت نماز آکر دبر میں پھونک مارتا ہے اور احلیل کو تر کر کے کہتا ہے کہ تمہارا وضو ٹوٹ گیا تو کوئی نماز نہ چھوڑے یہاں تک کہ بو پائے اور آواز سنے اور تری پائے۔ (مولف) (مصنف عبدالرزاق مفهوما ۱/۱۳۱)

۱۶۱۔ ولعبد الرزاق و ابن ابی شیبة فی مصنفیهما و ابن ابی داؤد فی کتاب الوسوسة عن ابراهیم النخعی قال کان یقال ان الشیطان یجری فی الاحلیل و فی الدبر فیری الرجل انه قد ... فلا ینصرفن احدکم حتی یسمع صوتا او یجد ریحا

و یجد بللا۔

امام مجتبیٰ نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ شیطان احلیل و دبر میں داخل ہو جاتا ہے تو آدمی محسوس کرتا ہے کہ وضو ٹوٹ گیا تو کوئی نماز نہ چھوڑے یہاں تک کہ آواز سن لے یا بو اور تری پائے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج۱، ص ۲۱۲" بارق النور۔ (مصنف عبدالرزاق ۱/۱۴۱)

دجال سے دور رہنے اور اس کی باتیں نہ سننے کی تاکید پر ایک حدیث :

۱۶۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم و لا آباتکم فایاکم و ایاھم لایضلونکم و لایفتنونکم۔**

آخر زمانے میں دجال کذاب لوگ ہوں گے کہ وہ باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے تو ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ **رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔** "فتاوی رضویہ، ج۱، ص ۲۱۶" بارق النور۔ (مسلم اول، ص ۱۰، باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ)

دس باتیں سنت ہیں حدیث میں ہے :

۱۶۳۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **عشر من الفطرۃ قص الشارب و اعفاء اللحیۃ و السواک و استنشاق المأ وقص الاظفار و غسل البراجم و نتف الابط و حلق العانۃو انتقاص المأ، قال الراوی و نسیت العاشرۃ الا ان تکون المضمضۃ۔**

دس باتیں قدیم سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہیں، لبیں کترنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، وضو و غسل میں پانی سونگھ کر اوپر چڑھانا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑ (یعنی جہاں جہاں میل جمع ہونے کا محل ہے اسے) دھونا، بغل اور زیر ناف بالوں سے صاف کرنا، شرمگاہ پر پانی ڈالنا۔ راوی نے کہا دسویں میں بھول گیا شاید کلی ہو۔ "فتاوی رضویہ ج۱، ص ۲۱۳" بارق النور۔ (مسلم اول، ص ۱۲۹، باب خصال الفطرۃ)

وضو کے بعد رومالی پر چھینٹا دینا سنت ہے اس پر پانچ حدیثیں :

۱۶۴۔ ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ حکم بن سفین یا سفین بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا بال توضأ و نضح فرجہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب پیشاب فرماتے وضو فرماتے اور شرمگاہ اقدس پر چھینٹا دیتے۔ (ابوداؤد اول، ص ۳۶، باب الانتضاح)

۱۶۵۔ ابن ماجہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال توضأ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فنضح فرجہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرما کر ستر مبارک پر چھینٹا دیا۔ (ابن ماجہ، ص ۳۶، باب ماجأ فی النضح)

۱۶۶۔ احمد وابن ماجۃ و دار قطنی و حاکم و حارث بن ابی اسامہ حضرت محبوب بن المحبوب سیدنا و ابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ اپنے والد ماجد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اتانی جبرئیل فی اول مااوحی الی فعلمنی الوضوء و الصلوٰۃ فلما فرغ الوضوء اخذ غرفۃ من الماء فنضح بھا فرجہ۔

یعنی اول اول جو مجھ پر وحی اتری ہے جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر مجھے وضو و نماز کی تعلیم دی جبرئیل نے وضو خود کر کے دکھایا جب وضو کر چکے ایک چلو پانی لے کر اپنی اس صورت مثالیہ کے موضع شرمگاہ پر چھڑک دیا۔ (ابن ماجہ، ص ۳۶، باب ماجأ فی النضح)

۱۶۷۔ و لفظ ق علمنی جبرئیل الوضوء و امرنی ان انضح تحت ثوبی لما یخرج من البول بعد الوضوء۔

جبریل علیہ السلام نے وضو سکھانے کے بعد بتایا کہ میانی میں چھینٹا دیدوں اس سبب سے کہ جو وضو کے بعد پیشاب میں سے نکلتا ہے۔ (مولف)۔ (دارقطنی ماجاًفی النضح ملتان ار ۱۱۱)

۱۶۸۔ ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جاءنی جبرئیل فقال یا محمد اذا توضأت فانتضح۔

جبرئیل نے حاضر ہو کر مجھ سے عرض کی یارسول اللہ جب حضور وضو فرمائیں چھینٹا دے لیا کریں۔ (جبرئیل کا اپنی صورت مثالیہ کے ستر پر چھڑکنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور طریقہ وضو عرض کرنے کے لئے تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل تعلیم امت کے لئے۔ منہ) (ترمذی اول، ص ۷، باب فی النضح بعد الوضوء)

جسے کوئی شیطانی وسوسہ ... [illegible] ... ہو کہ تری ہے۔

۱۶۹۔ ابن حبان وحاکم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا جاء احدکم الشیطان فقال انک احدثت فلیقل انک کذبت، ولابن حبان فلیقل فی نفسہ۔

جب تم میں سے کسی کے پاس شیطان آکر وسوسہ ڈالے کہ تیرا وضو جاتا رہا تو فوراً اسے جواب دے کہ تو جھوٹا ہے۔ (اور اگر مثلاً نماز میں ہے تو) دل میں وہی کہہ لے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۱۳" بارق النور۔ (موارد الظمآن باب فیمن کان علی طہارۃ، حلفیہ، ص ۷۳)

۱۷۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اللہ کی پناہ مانگ شیطان آدمیوں اور شیطان جنوں کے شر سے عرض کی کیا آدمیوں میں شیطان ہیں فرمایا ہاں۔ رواہ احمد و ابن ابی حاتم و الطبرانی عن ابی امامۃ و احمد و ابن مردویۃ و البیھقی فی الشعب عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (مسند احمد ۵/۱۷۸)

دجال سے دور بھاگنا واجب ہے حدیث میں ہے:

۱۷۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سمع بالدجال فلینأ منہ (عنہ) فواللہ ان الرجل لیأتیہ وھو یحسب انہ مومن فیتبعہ مما یبعث بہ من الشبھات۔

جو دجال کی خبر سنے اس پر واجب ہے کہ اس سے دور بھاگے کہ خدا کی قسم آدمی اس کے پاس جائے گا اور یہ خیال کرے گا کہ میں تو مسلمان ہوں یعنی مجھے اس سے کیا نقصان پہنچے وہاں اس کے دھوکوں میں پڑ کر اس کا پیرو ہو جائے گا۔ رواہ ابو داؤد عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن الصحابۃ جمیعا۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۲۱۵" بارق النور۔ (ابوداؤد، ج ۲، ص ۵۹۳، باب خروج الدجال)

تعارف

ارتفاع الحجب عن وجوہ قرأۃ الجنب

(بحالت جنابت قرآن پڑھنے والے کی قرأت کی مختلف صورتوں سے پردہ اٹھانا)

۲۲ر محرم ۱۳۲۸ھ کو سوال ہوا کہ جنب کو قرآن کی پوری آیت پڑھنی منع ہے یا کوئی جزو آیت بھی اور کسی مہم کے لئے حسبنا اللہ و نعم الوکیل یا کسی تکلیف پر انا للہ و انا الیہ راجعون کہہ سکتا ہے یا نہیں؟۔

امام احمد رضا بریلوی نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ قرآن عظیم کی وہ آیات جو ذکرو ثناو مناجات اور دعاء ہوں اگرچہ پوری آیت ہو تو بہ نیت ذکر و دعا، تلاوت کی نیت کئے بغیر جنب و حائض و نفساء سب کو پڑھنا جائز ہے۔ جیسے آیۃ الکرسی۔

یا متعدد آیات کاملہ جیسے سورۂ حشر کی اخیر تین آیتیں...... یا پوری سورت جیسے الحمد شریف۔

اسی لئے کھانے یا سبق کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ سکتے ہیں اگرچہ یہ ایک آیت مستقلہ ہے کہ اس سے مقصود تبرک واستفتاح ہوتا ہے نہ کہ نیت تلاوت۔ تو حسبنا اللہ و نعم الوکیل اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہ کسی مہم یا مصیبت پر بہ نیت ذکرودعا پڑھے جاتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ پوری آیت ہو۔ ہاں آیۃ الکرسی یا سورۂ فاتحہ اور ان کے مثل ایسی قرأت کہ سننے والا جسے قرآن سمجھے ان عوام کے سامنے جن کو اس کا جنب ہونا معلوم ہو بلند آواز سے بہ نیت ثناودعاء بھی پڑھنا مناسب نہیں کہ کہیں وہ بحال جنابت تلاوت جائز نہ سمجھ لیں یا اس کا عدم جواز جانتے ہوں تو اس پر گناہ کی تہمت نہ رکھیں۔ اور آگے چل کر فرماتے ہیں کہ۔

آیت طویلہ کا پارہ کہ ایک آیت کے برابر ہو جس سے نماز میں فرض قرأت مذہب سیدنا امام اعظم کی روایت مصحح امام قدوری وامام زیلعی پر ادا ہو جائے، جس کے پڑھنے والے کو عرفاً تالی قرآن نہ کہیں، جنب کو بہ نیت قرآن اس سے ممانعت محل منازعت نہ ہونی چاہئے۔ یعنی ایسی آیت کا کوئی جزو جنب کو پڑھنے کی اجازت نہیں جس سے نماز میں قرأت کی فرضیت ادا ہو جائے۔

ہاں جو پارۂ آیت ایسا قلیل ہو کہ عرفاً اس کے پڑھنے کو قرأت قرآن نہ سمجھیں اور اس سے ایک آیت پڑھنے کی فرضیت ادا نہ ہوا سے کو بہ نیت قرآن پڑھنے میں اختلاف ہے۔

لیکن قول ممانعت ہی بوجوہ کثیرہ اقوی وارجح ہے کہ اسی میں احتیاط اور قرآن کی تعظیم ہے۔

امام احمد رضا نے اس رسالے میں وہ جلیل القدر تحقیقات پیش کیں جو اسی رسالہ کا حصہ ہیں، یہ تحقیقات کسی دوسری کتاب میں نہیں ملیں گی، ارباب علم و تحقیق کے لئے اس میں وسیع علمی ذخیرہ ہے۔

اور پانچ حدیثیں بھی اس تحقیقی رسالے کی زینت ہیں۔

احادیث

ارتفاع الحجب عن وجوہ قرأۃ الجنب

جنب وحائض کو بہ نیت قرآن ایک حرف بھی پڑھنے کی اجازت نہیں حدیث میں ہے

۱۷۲۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایقراء الجنب ولاالحائض شیأ من القرآن. رواہ الترمذی و ابن ماجۃ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جنب اور حائض قرآن کی کوئی چیز نہ پڑھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۲۳" ارتفاع الحجب۔ (ترمذی اول، ص ۳۴، باب ماجآ فی الجنب و الحائض لایقرء القرآن)

۱۷۳۔ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں اقروا القرآن مالم یصب احدکم جنابۃ فان اصابہ فلا ولا حرفا واحدا۔

قرآن پڑھو جب تک تمہیں نہانے کی حاجت نہ ہو اور جب حاجت غسل ہو تو قرآن کا ایک حرف بھی نہ پڑھو۔ رواہ الدار قطنی وقال ھو صحیح عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۲۴" ارتفاع الحجب۔ (دار قطنی فی النھی للجنب و الحائض، ملتان ۱/ ۱۱۸)

قرآن سے شفا اور اس پر اجرت لینے کے بارے میں ایک حدیث جلیل:

۱۷۴۔ ان بعض الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم لما رقی السلیم بالفاتحۃ علی شأ وجأ بھا الی اصحابہ کرھوا ذلک و قالوا اخذت علی کتاب اللہ اجرا حتی قدموا المدینۃ فقالوا یا رسول اللہ اخذ علی کتاب اللہ اجرا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان احق ماخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ ۔ کما فی الجامع الصحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے جب بنو سلیم کے ایک آدمی پر بکری کے عوض سورہ فاتحہ پڑھی اور بکری لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے ان لوگوں نے اس کو مکروہ جانا اور کہا کہ تم

سے قرآن پر اجرت لی ہے یہاں تک کہ جب مدینہ آئے تو عرض کی یارسول اللہ اس نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن کاموں پر تم اجرت لیا کرتے ہو قرآن کا حق ان سے زیادہ ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۲۳۳" ارتفاع الحجب۔ (بخاری دوم، ص ۸۵۴، باب الشرط فی الرقیۃ بقطیع الغنم)

ثنائے الٰہی وہی اتم واکمل ہے جو خود اس نے اپنے نفس کریم پر کی حدیث میں ہے:

۱۷۵۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لااحصی ثنأ علیك انت کما اثنیت علی نفسك۔**

الٰہی میں تیری تعریف نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے، جیسی تو نے خود اپنی ثنا کی۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۲۳۰" ارتفاع الحجب" (ترمذی دوم، ص ۱۸۷، باب ماجاً فی عقد التسبیح)

سورۂ غافر کی فضیلت و برکت:

۱۷۶۔ سورۂ غافر کا آغاز **حم تنزیل الکتٰب من اللہ العزیز العلیم☆ غافر الذنب و قابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ الا ھو الیہ المصیر☆** تک پڑھنے کو حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ جو صبح پڑھے شام تک ہر بلا سے محفوظ رہے اور شام پڑھے تو صبح تک۔ **رواہ الترمذی و البزار و ابنا نصر و مردویۃ و البیھقی فی شعب الایمان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔** (سورۂ غافر کو سورۂ مومن بھی کہتے ہیں۔ مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۲۳۲" ارتفاع الحجب۔

تعارف

الطرس المعدل فی حد المأ المستعمل

(استعمال شدہ پانی کی تعریف میں منصف صحیحہ)

۵ ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ میں سوال پیش ہوا کہ آب مستعمل کی کیا تعریف ہے؟
امام احمد رضا نے اس کے جواب میں جہازی سائز کے ۲۴ صفحات پر مشتمل اٹھارہ احادیث مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے سوا جو تحقیقات انیقہ اور ماء مستعمل کی تعریف و تشریح کی ہے وہ یقیناً جلیل القدر اور لائق صد ستائش ہے۔

امام احمد رضا نے اس رسالے میں ماء مستعمل کی تعریف یوں کی ہے کہ
ماء مستعمل وہ قلیل پانی ہے جس نے یا تو تطہیر نجاست حکمیہ سے کسی واجب کو ساقط کیا یعنی انسان کے کسی ایسے پارہ جسم کو مس کیا جس کی تطہیر وضو یا غسل سے بالفعل لازم تھی۔
یا ظاہر بدن پر اس کا استعمال خود کار ثواب تھا اور استعمال کرنے والے نے اپنے بدن پر اسی امر ثواب کی نیت سے استعمال کیا اور یوں اسقاط واجب بطور تطہیر یا اقامت قربت کر کے عضو سے جدا ہوا اگرچہ ہنوز کسی جگہ مستقر نہ ہوا بلکہ روانی میں ہے اور بعض نے زوال حرکت و حصول استقرار کی بھی شرط لگائی ہے۔
ماء مستعمل کی اس تعریف کو امام احمد رضا نے جتنی قیودات و شرائط سے مرصع و مزین فرمایا ہے اس کے پیش نظر اس کی ۲۷ صورتیں نکلتی ہیں۔
ان میں سے پندرہ صورتوں میں پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔
اور بارہ صورتیں وہ ہیں جن سے پانی مستعمل نہیں ہوتا۔
اور ماء مستعمل کی اس تعریف کو سہولت حفظ کے لئے اعلیٰ حضرت نے فارسی کے تین اشعار میں بھی نظم فرمایا ہے۔ اور ائمہ ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا چالیس ائمہ و کتب کے نصوص نقل کرنے کے بعد بحث کے اخیر میں فرماتے ہیں کہ بالجملہ یہ وہ نفیس و جلیل جامع و مانع و شافی و نافع تعریف ماء مستعمل ہے کہ بفضل الٰہی خدمت کلمات علماء کرام سے اس فقیر پر القاء

احادیث

الطرس المعدل فی حد المأ المستعمل

کھانا کھا کر برتن اور انگلیاں چاٹنا سنت ہے اس پر چند احادیث کریمہ

۱۷۷۔ اخرج الامام مسلم فی صحیحہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر بلعق الاصابع و الصحفۃ و قال انکم لاتدرون فی ایہ البرکۃ۔

بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگلیاں اور رکابی چاٹنے کا حکم فرماتے اور ارشاد فرماتے تمہیں کیا معلوم کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔ یعنی شاید اسی حصے میں ہو جو انگلیوں یا برتن میں لگا رہ گیا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۴۳" الطرس المعدل۔ (مسلم دوم، ص ۱۷۵ باب استحباب لعق الاصابع و القصعۃ الخ)

۱۷۸۔ ولہ کاحمد و ابوداؤد و الترمذی و النسائی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرنا ان نسلت القصعۃ (الصحفۃ) و قال فانکم لاتدرون فی ای طعامکم البرکۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں کھانا کھا کر پیالہ خوب صاف کر دینے کا حکم فرمایا کہ تم کیا جانو کہ تمہارے کونسے کھانے میں برکت ہے۔ (مولف) (ترمذی دوم، ص ۲، باب ماجاء فی اللقمۃ تسقط)

۱۷۹۔ و للامام احمد و الترمذی و ابن ماجۃ عن نبشۃ الخیر الھذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اکل فی قصعۃ ثم لحسھا استغفرت لہ القصعۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی پیالے میں کھانا کھائے پھر اسے چاٹ لے وہ پیالہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ (مولف) (ترمذی دوم، ص ۲، باب ماجاء فی اللقمۃ تسقط)

۱۸۰۔ زادالحکیم الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و صلت علیہ۔
اور وہ برتن اس پر درود بھیجے یعنی نزول رحمت کی دعا کرے۔ (مولف) (کنزالعمال، ۱۹؍ ۱۸۴)

۱۸۱۔ وزاد الدیلمی عنہ فیقول اللھم اعتقہ من النار کما اعتقنی من الشیطان۔
وہ پیالہ یوں کہے الٰہی اسے آتش دوزخ سے بچا جس طرح اس نے مجھے شیطان سے بچایا۔
(مولف) (کنزالعمال، ۱۹؍ ۱۸۳)

۱۸۲۔ و الحاکم و ابن حبان فی صحیحھما و البیھقی فی الشعب عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما فی حدیث یرفعہ الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایرفع القصعۃ حتی یلعقھا اویلعقھا فان فی آخر الطعام البرکۃ۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کھا کر برتن نہ اٹھائے جب تک اسے خود نہ چاٹ لے یا (کسی بچے یا خادم کو) چٹادے کہ کھانے کے پچھلے حصے میں برکت ہے۔ (مولف)
(کنزالعمال، ۱۹؍ ۱۸۴)

۱۸۳۔ وللحسن بن سفین عن رائطۃ عن ابیھا رضی اللہ تعالیٰ عنھا عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لان العق القصعۃ احب الی من ان اتصدق بمثلھا طعاما۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیالہ چاٹ لینا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اس پیالے بھر کھانا تصدق کروں۔ (مولف) (کنزالعمال، ۱۹؍ ۱۸۳)

۱۸۴۔ و الطبرانی فی الکبیر عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لعق الصحفۃ و لعق اصابعہ اشبعہ اللہ تعالیٰ فی الدنیا والاخرۃ۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو رکابی اور اپنی انگلیاں چاٹے اللہ تعالیٰ دنیاو آخرت میں اس کا پیٹ بھرے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ا، ص ۲۴۳" الطرس المعدل۔
(کنزالعمال، ۱۹؍ ۱۸۰)

صدقہ مال کا میل ہے حدیث میں ہے:

۱۸۵۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الصدقات انما ھی اوساخ الناس۔
رواہ احمد و مسلم عن عبدالمطلب بن ربیعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صدقات کہ ... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ لوگوں کے مال کا:

میل ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۴۳" الطرس المعدل۔ (مسلم اول، ص ۳۴۴، باب تحریم الزکوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ الخ)

آداب وضو ملحوظ رکھ کر وضو کرنے سے گناہ دھلتے ہیں:

۱۸۶۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ۔ رواہ الشیخان عن امیر المومنین عثمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو اچھی طرح وضو کرے اس کے جسم سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۴۴" الطرس المعدل۔ (مسلم اول، ص ۱۲۵، باب خروج الخطایا مع مأ الوضوء)

۱۸۷۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا توضأ العبد المسلم او المومن فغسل وجھہ فخرج من وجھہ کل خطیئۃ نظر الیھا بعینیہ مع الماء او مع آخر قطر المأ فاذا غسل یدیہ خرج من یدیہ کل خطیئۃ کان بطشتھا یداہ مع المأ او مع آخر قطر المأ فاذا غسل رجلیہ خرج کل خطیئۃ مشتھا رجلاہ مع المأ او مع آخر قطر المأ حتی یخرج نقیا من الذنوب۔ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب مسلمان بندہ وضو کرتا ہے پھر جب چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ چہرہ کے وہ سب گناہ نکل جاتے ہیں جن کو اس نے آنکھوں سے دیکھا ہے پھر جب ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ ہاتھوں کے پورے گناہ نکل جاتے ہیں جن کو اس نے پکڑا ہے۔ پھر جب پیروں کو دھوتا ہے تو پیروں کے سارے گناہ نکل جاتے ہیں جہاں پیر چلے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۴۴" الطرس المعدل۔ (مسلم اول، ص ۱۲۵، باب خروج الخطایا مع مأ الوضوء)

مسلمانوں کو پانی پلانے سے گناہ معاف ہوتے ہیں:

۱۸۸۔ اخرج الخطیب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کثرت ذنوبک فاسق المأ علی المأ تتناثر کما یتناثر الورق من الشجر فی الریح العاصف۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی بہا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۴۶" الطرس المعدل۔ (کنز العمال، ص ۱۲۰، ج ۳)

بسم اللہ کہہ کر وضو کرنے سے پورا جسم پاک ہوتا ہے ورنہ صرف اعضائے وضو اس پر پانچ حدیثیں:

۱۸۹۔ حدیث اذا تطہر احدکم فذکر اسم اللہ علیہ فانہ یطہر جسدہ کلہ فان لم یذکر اسم اللہ تعالیٰ علی طہورہ لم یطہر الا مامر علیہ الماْ. رواہ الدار قطنی والبیھقی فی سننہ و الشیرازی فی الالقاب عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب تم میں کوئی پاکی حاصل کرے تو بسم اللہ پڑھے کہ اس سے پورا جسم پاک ہو جاتا ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف وہی حصہ پاک ہوتا ہے جس پر پانی گزرتا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۵۴" الطرس المعدل۔ (کنز العمال، ص ۱۷۱، ج ۹)

۱۹۰۔ رواہ الدار قطنی و البیھقی ایضا عن ابن عمر و ھما و ابوالشیخ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم و لفظہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من توضأ و ذکر اسم اللہ علی وضوئہ تطہر جسدہ کلہ و من توضأ و لم یذکر اسم اللہ علی وضوئہ لم یطہر الا موضع الوضوء۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو بسم اللہ کہہ کر وضو کرے اس کا پورا جسم پاک ہو جاتا ہے اور جو بغیر بسم اللہ کے وضو کرے تو صرف مقام وضو پاک ہوتا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۵۵" الطرس المعدل۔ (کنز العمال، ص ۱۷۱، ج ۹)

۱۹۱۔ و رواہ عبدالرزاق فی مصنفہ عن الحسن الضبی الکوفی مرسلا ینمیہ الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ذکر اللہ عند الوضوء طہر جسدہ کلہ فان لم یذکر اسم اللہ لم یطہر منہ الا ما اصاب الماْ۔

جو وضو کے وقت بسم اللہ پڑھے اس کا پورا جسم پاک ہو جائے اور اگر نہ پڑھے تو صرف وہ جگہ ہوگی جہاں پر پانی پہنچا ہے۔ (مولف) (کنز العمال، ص ۱۷۸، ج ۹)

۱۹۲۔ و اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ [illegible] جسدہ کلہ و ان لم یذکر لم

يطهر الا ما اصابه المأ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بندہ جب بسم اللہ کہہ کر وضو کرے تو پورا جسم پاک ہو جائے اور اگر نہ پڑھے تو صرف وہ حصہ پاک ہو جہاں پانی پہنچا۔ (مولف)
(کنز العمال، ص ۲۵۷، ج ۹)

۱۹۳۔ و روی سعید بن منصور فی سننه عن مكحول قال اذا تطهر الرجل و ذكر اسم الله طهر جسده كله و اذا لم يذكر اسم الله حين يتوضأ لم يطهر منه الامكان الوضوء۔

مکحول سے کہا کہ جب آدمی بسم اللہ پڑھ کر طہارت حاصل کرے تو پورا جسم پاک ہو جائے اور اگر وضو کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف جائے وضو پاک ہو۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۲۵۵" الطرس المعدل۔ (کنز العمال، ۹/ ۲۵۷)

بغیر طہارت کے قرآن چھونا منع ہے حدیث میں ہے:

۱۹۴۔ قوله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم لا يمس القرآن الا طاهر۔

پاک آدمی ہی قرآن کو ہاتھ لگائے۔ یعنی ناپاک آدمی قرآن کو نہ چھوئے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۲۵۶" الطرس المعدل۔ (کنز العمال، ص ۵۳۳، ج ۱)

تعارف

النمیقة الانقی فی فرق الملاقی و الملقی

(ملنے والے اور ڈالے گئے پانی کے فرق میں ایک پاکیزہ تحریر)

رجب ۱۳۲۰ھ کو استفتاء پیش ہوا کہ اگر بے وضو یا جنب کا ہاتھ یا انگلی یا ناخن وغیرہ لوٹے یا گھڑے میں پڑ جائے تو پانی وضو کے قابل رہتا ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ:

مکلف پر جس عضو کا دھونا کسی نجاست حکمیہ (جیسے حدث، جنابت، انقطاع حیض و نفاس) کے سبب بالفعل واجب ہے وہ عضو یا اس کا کوئی حصہ (اگرچہ ناخن یا ناخن کا کنارہ) آب قلیل میں بے ضرورت پڑ جائے تو پانی قابل وضو و غسل نہیں رہتا۔

یعنی پانی مستعمل ہو جاتا ہے کہ خود تو پاک ہے مگر دوسری چیز کو نجاست حکمیہ سے پاک نہیں کر سکتا۔

لیکن نجاست حقیقیہ کا ازالہ اس سے ہو سکتا ہے۔

اور اس رسالے میں امام احمد رضا نے چار فصلیں بھی قائم فرمائی ہیں۔

پہلی فصل، میں ماء کثیر اور ماء مستعمل کی تعریف و تشریح پر علامہ قاسم رحمۃ اللہ تعالی کے کلام میں بعض تسامحات پر ۵۴ وجوہ سے گرفت فرمائی ہے۔

دوسری فصل، میں ماء کثیر کی تحدید اور ماء مستعمل کی تمثیل و توضیح پر علامہ زین کے کلام میں جو کہ بحر اور رسالہ میں ہے ۳۹ وجوہ سے تنقید کی ہے۔

تیسری فصل، میں علامہ ابن الشحنہ کے کلام میں ۲۶ وجوہ سے بحث کی ہے کہ یہ جواز وضو میں ملقی اور ملاقی کی برابری کے قائل ہیں اور انھوں نے عدم جواز میں بھی دونوں کی برابری کا قول کیا ہے۔

جب کہ امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ

ماء مستعمل کو قابل وضو و غسل ... کہتے ہیں:

ایک یہ کہ اپنی مقدار سے زائد آب طاہر (یعنی مستعمل) آب مطہر میں ملا دیا جائے تو سارا پانی قابل وضو ہو جائے گا۔

یعنی ملنے والے پانی کا غلبہ اگر ماء مستعمل ہی کی مثل ہو تو اس کی مقدار کا اعتبار ہو گا کہ ماء مطلق نصف سے زیادہ ہے تو سب سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

دوسرے یہ کہ اس میں طاہر مطہر پانی ڈالتے رہیں یہاں تک کہ اس کا برتن بھر کر ابل جائے اور بہنا شروع ہو تو سب طاہر مطہر ہو جائے گا۔

کہ اس طرح پاک پانی کے ساتھ بہانے سے ناپاک پانی پاک ہو جاتا ہے۔

اور چوتھی فصل میں مختلف دس فوائد اور چھوٹے حوض سے وضو کا حکم اور اس کے چند طریقے بیان کئے گئے ہیں کہ

۱۔ چھوٹے حوض کے باہر وضو اس طرح کیا جائے کہ دھوون حوض میں گرے خواہ زمین پر بہہ کر جائے۔ یہ ملقی ہے۔

اس صورت میں جب تک دھوون پانی کے برابر نہ ہو یا اس پر غالب نہ ہو پانی کو فاسد نہ کرے گا۔

۲۔ وضو اس طرح کیا جائے کہ حوض میں اعضاء ڈبوئے جائیں۔ یہ ملاقی ہے۔

اس صورت میں پانی اگر کثیر نہیں ہے تو مستعمل ہو جائے گا۔

۳۔ حوض کے باہر بیٹھ کر حوض سے چلو بھر پانی لیں اس طرح کہ دھوون حوض تک نہ پہنچے۔

اس صورت میں اگر پانی برتن سے لیا یا برتن نہ ہونے کے سبب پانی لینے کے لئے بقدر ضرورت ہاتھ ڈالا تو پانی مستعمل نہ ہو گا ورنہ مستعمل ہو جائے گا۔

ماء مستعمل کی تحقیق و تدقیق میں دلائل قویہ اور اقوال ائمہ سے مملو پینتالیس ۴۵ صفحے کے اس رسالے میں تین احادیث کریمہ رونق تحریر ہیں۔

احادیث

النمیقۃ الانقیٰ فی فرق الملاقی و الملقی

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے اور دہ در دہ سے کم پانی میں غسل جنابت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

۱۹۵۔ حدیث میں ہے۔ لا یبولن احدکم فی الماء الدائم و لا یغتسلن (یغتسل) فیه من الجنابة۔

تم میں سے کوئی راکد پانی میں پیشاب نہ کرے اور نہ اسی جگہ غسل جنابت کرے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۷۰۲" النمیقۃ الانقی۔ (ابو داؤد اول، ص ۱۰، باب البول فی الماء الراکد)

چھوٹے تالاب کا پانی لے کر کنارے میں غسل کرنا چاہیے:

۱۹۶۔ اخرج ابن ابی شیبة عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنهما قال کنا نستحب ان نأخذ من ماء الغدیر و نغتسل به ناحیة۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم تالاب کا پانی لے کر کنارے میں غسل کرنا مستحب جانتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۷۰۲" النمیقۃ الانقی۔ (مصنف ابن ابی شیبة الرجل ینتهی الی البئر ۱/۱۳۱)

عورت و مرد ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرسکتے ہیں حدیث میں ہے:

۱۹۷۔ اخبرنا مالك حدثنا نافع عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما انه قال لاباس بان یغتسل الرجل بفضل وضوء المرأة مالم تکن جنبا او حائضاً۔ (مؤطا امام محمد)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک وہ جنب یا حائض نہ ہو۔ (یعنی اگر عورت اجنبیہ نہیں ہے تو اس کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے میں حرج نہیں۔ مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۷۱۲" النمیقۃ الانقی (مؤطا امام محمد ص ۵۳ ... وضوء المرأة)

احادیث

فتاویٰ رضویہ جلد اول

حالت جنابت میں وضو کے بعد کھانا وغیرہ کھایا جاسکتا ہے:

۱۹۸۔ امام طحاوی شرح معانی الآثار میں مالک بن عبادہ غافقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ انہوں نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حاجت غسل میں کھانا تناول فرمایا انہوں نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس کا ذکر کیا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعتبار نہ آیا انہیں کھینچتے ہوئے بارگاہ انور میں حاضر لائے اور عرض کی یارسول اللہ یہ کہتے ہیں کہ حضور نے بحالت جنابت کھانا تناول کیا فرمایا۔ نعم اذا توضأت اکلت و شربت و لکنی لا اصلی ولا اقراء حتی اغتسل۔

ہاں جب میں وضو فرمالوں تو کھاتا پیتا ہوں مگر نماز و قرآن بے نہائے نہیں پڑھتا۔" فتاویٰ رضویہ، ج ا،ص ۲۲۰"۔ (شرح معانی الآثار، ۱/ ۵۳، باب قراۃ الجنب و الحائض الخ)

نبی، ولی یا کسی معظم شخصیت کا جھوٹا تبرک کی نیت سے کھانا جائز ہے:

۱۹۹۔ صحیح حدیث میں ہے جب حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت فرما کر سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں مقیم ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اولش جب ان کے گھر جاتا وہ اور ان کے گھر والے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک کے نشان کی جگہ سے کھاتے۔" فتاویٰ رضویہ، ج ا،ص ۳۱۹"

نصرانی کے یہاں کا کھانا کھانا منع ہے:

۲۰۰۔ سنن ابی داؤد، جامع ترمذی و مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ و مسند امام احمد میں ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ و اللفظ لابی بکر قال رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نهی عن طعام النصاری فقال لایتخلجن فی صدرك طعام ضارعت فيه نصرانية۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ طعام نصرانی سے نہی فرمائی اور ارشاد کیا زنہار تیرے سینے میں وہ کھانا جنبش نہ کرے جس میں نصرانیت کا میل ہو۔" فتاویٰ رضویہ، ج ا،ص

۳۳۲۔ (ابوداؤد دوم، ص ۱۳۵، باب کراھیۃ التقذر للطعام)

کافروں کے برتن دھونے کے بعد استعمال کئے جا سکتے ہیں حدیث میں ہے:

۲۰۱۔ ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قلت یا رسول اللہ انا نغزو ارض العدو فنحتاج الی آنیتھم فقال استغنوا عنھا ما استطعتم فان لم تجدوا غیرھا فاغسلوھا و کلوا منھا واشربوا۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم دشمن کے ملک میں جہاد کو جاتے ہیں ان کے برتنوں کی حاجت پڑتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک بن پڑے ان برتنوں سے دور رہو اور اگر اور برتن نہ ملے تو انہیں دھو کر پاک کر لو اس کے بعد ان میں کھاؤ پیو۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۳۳۲" (مصنف ابن ابی شیبۃ الاکل فی آنیۃ الکفار کراچی ۸/ ۹۷)

بلاوجہ شرعی وہ بات نہ کی جائے جو سننے سے بری معلوم ہو، عذر کی حاجت پڑے اور مسلمانوں کو نفرت دلائے اس پر تین حدیثیں۔

۲۰۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاك و مایسوٓ الاذن۔

اس بات سے بچ جو کان کو بری لگے۔ رواہ الامام احمد عن ابی العادیۃ و الطبرانی فی الکبیر و ابن سعد فی الطبقات و العسکری فی الامثال و ابن مندہ فی المعرفۃ و الخطیب فی المؤتلف کلھم عن ام العادیۃ عمۃ العاص بن عمرو الطفاوی و عبداللہ بن احمد الامام فی زوائد المسند و ابونعیم و ابن مندہ کلاھما فی المعرفۃ عن العاص المذکور مرسلا و ابونعیم فیھا عن حبیب بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ (مسند احمد، ص ۲۹، ج ۵)

۲۰۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاك و کل امر یعتذر منہ۔

ہر اس بات سے بچ جس میں عذر کرنا پڑے۔ رواہ الضیاء فی المختارۃ والدیلمی کلاھما بسند حسن عن انس و الطبرانی فی الاوسط عن جابر و ابن منیع و من طریقہ العسکری فی امثالہ و القضاعی فی مسندہ معاً و البغوی و عن طریقۃ الطبرانی فی اوسطہ و المخلص فی السادس من فوائدہ و ابومحمد الابراھیمی فی کتاب الصلاۃ و ابن النجار فی تاریخہ کلھم عن ابن عمر و الحاکم و البیھقی فی الزھد و العسکری فی الامثال و ابونعیم فی المعرفۃ عن سعد بن ابی وقاص و احمد و ابن

ماجة و ابن عساکر عن ابی ایوب الانصاری کلهم رافعیه الی النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم و البخاری فی تاریخه و الطبرانی فی الکبیر و ابن منده عن سعد بن عمارة من قوله رضی اللہ تعالی عنهم اجمعین۔ (کنزالعمال، ص ۲۸۳، ج ۲)

۲۰۴۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بشروا ولا تنفروا۔

بشارت دو اور وہ کام نہ کرو جس سے لوگوں کو نفرت پیدا ہو۔ رواه الائمة احمد و البخاری و مسلم و النسائی عن انس رضی اللہ تعالی عنه۔ "کنز، حدیث، ج ۱، ص ۳۳۳"
(بخاری اول، ص ۱۶، باب ما کان النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم یتخولهم بالموعظة الخ)

تعارف

اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقا علی قول الامام

(اس امر کی تحقیق عظیم کہ فتویٰ ہمیشہ قول امام پر ہے)

۱۳۳۷ھ میں امام احمد رضا نے یہ رسالہ خالص عربی زبان میں تصنیف فرمایا ویسے ان کی دیگر تصنیفات کا بھی یہ حال ہے کہ اگرچہ بعض اردو زبان میں ہوتی ہے مگر اس کے بیشتر مندرجات عربی زبان میں ہوتے ہیں، جو آپ کے عربی میں ماہر و عابر و بارع ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔

یہ رسالہ کسی سوال کا جواب نہیں ہے جیسا کہ دیگر رسالوں کا حال ہے کہ ہر رسالہ عموماً کسی نہ کسی سوال کا مفصل جواب ہوتا ہے بلکہ اس رسالے کے وجود میں آنے کا پس منظر یہ ہے جو امام احمد رضا نے ایک مقام پر خود ہی بیان فرمایا ہے کہ

"اس سے پہلے (یعنی رسالہ ھبة الحبیر فی عمق ماء کثیر میں) بحر الرائق کا جو قول بیان ہوا کہ عمل اور فتویٰ ہمیشہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر ہے اگرچہ مشائخ اس کے خلاف پر فتویٰ دیں۔

علامہ شامی نے متعدد مقامات میں اس قول کی تائید کی اور کئی جگہوں میں اس سے اختلاف کیا۔ میرا ارادہ تھا کہ اس بحث کو اس جگہ ذکر کرتا پھر خیال ہوا کہ کلام طویل ہو جائے گا اور غیر متعلق گفتگو سے فاصلہ بڑھ جائے گا، لہٰذا اس جگہ میں نے گفتگو سمیٹ لی اور بحمد اللہ تعالیٰ اسے اہم رسالے کی صورت میں الگ کر دیا"۔

امام احمد رضا نے ۲۷ صفحات پر مبسوط اس رسالے میں دلائل و براہین اور اقوال ائمہ کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ

ہمیشہ فتویٰ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر ہوتا ہے، اگرچہ مشائخ کرام اس کے خلاف فتویٰ دیں۔

یعنی جب صحیح اقوال میں اختلاف ہو تو سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو اختیار

کیا جائے گا کہ وہ صاحب مذہب ہیں۔

اور چھ باتیں ایسی بیان فرمائی ہیں جن کے سبب قول امام بدل جاتا ہے لہذا قول ظاہر کے خلاف عمل ہوتا ہے۔ وہ چھ باتیں یہ ہیں۔

ضرورت، دفع حرج، عرف، تعامل، دینی ضروری مصلحت کی تحصیل، کسی فساد موجود یا مظنون بظن غالب کا ازالہ۔

لیکن امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ ان سب صورتوں میں بھی حقیقۃً قول امام ہی پر عمل ہے۔ کیونکہ اگر یہ امور حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ہوتے تو آپ کا قول ان کے مقتضا پر ہوتا ان کے خلاف میں نہیں ہوتا، تو ایسی صورت میں ان کے ضروری قول پر عمل جو آپ سے منقول نہ ہو آپ ہی کے قول پر عمل ہے۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ فتویٰ کی دو قسمیں ہیں۔ حقیقی اور عرفی۔

فتویٰ حقیقی...... یہ ہے کہ دلیل تفصیلی کی معرفت کے بعد فتویٰ دیا جائے انہیں کو اصحاب فتویٰ کہا جاتا ہے جیسے فقیہ ابو جعفر اور فقیہ ابو اللیث وغیرہ۔

فتویٰ عرفی...... یہ ہے کہ عالم، لوگوں کو امام کی تقلید کرتے ہوئے ان کے اقوال بتادے اور انہیں دلیل تفصیلی کا علم نہ ہو، جیسے کہا جاتا ہے فتاویٰ ابن نجیم، غزی، طوری، اور فتاویٰ خیریہ وغیرہ اور بعد کے زمانے میں فتاویٰ رضویہ۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے قول پر کسی کو فتویٰ دینا جائز نہیں جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کی دلیل کیا ہے۔ یہ قول فتویٰ حقیقی پر محمول ہے۔

اور غیر مجتہد صرف بطریق حکایت فتاویٰ دے سکتا ہے ورنہ عرفی فتویٰ حرام کے مترادف ہو جائے گا۔ اس لئے اب ہمارے زمانے میں مفتی کو صرف ان کے اقوال یاد کر لینا کافی ہے اور امام کے قول پر فتویٰ دینا حلال بلکہ واجب ہے اگر چہ اس کی دلیل معلوم نہ ہو۔

امام احمد رضا نے اس رسالہ جلیلہ میں آداب افتاء و مفتی کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ روح تقلید اور مقلد کی حیثیت کو بھی واضح فرمایا ہے کہ کسی بھی مقلد کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے امام کے قول کو ترک کر دے۔

امام احمد رضا بریلوی نے اس رسالے میں سات مقدمات وضع فرمائے اور اپنے دعویٰ پر ۲۵ نصوص پیش کیے ہیں۔

اور علامہ خیر رملی کے ساتھ آٹھ وجوہ سے کلام فرمایا۔

اور علامہ شامی کے ساتھ ستر وجوہات سے کلام کیا اور ان وجوہات کی توجیہات بھی کیں ہیں

اور بحر العلوم کیساتھ مسئلہ تقلید میں آٹھ وجوہ سے کلام کیا ہے۔

امام احمد رضا نے تقلید ائمہ کی تائید و توثیق میں جہاں بے شمار دلیلیں فراہم کی ہیں وہیں ایک مقلد ہونے کی حیثیت سے اپنے امام کی مدح سرائی بھی کی ہے، چنانچہ اس سلسلے میں چند اقوال بغرض افادہ ناظرین پیش کرتے ہیں کہ۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ابن شبرمہ نے فرمایا،

اے ابو حنیفہ! عورتیں تم جیسے شخص کو جننے سے عاجز ہو گئیں، آپ کے علم میں کسی قسم کا تکلف نہیں۔

ابو سلیمان نے فرمایا:

ابو حنیفہ عجائب روزگار میں سے ایک تھے ان کے کلام سے وہی شخص اعراض کرے گا جو اس کو سمجھ نہ سکے۔

سفیان ثوری نے فرمایا:

ابو حنیفہ کی مخالفت وہی کر سکتا ہے جو قدر و منزلت میں ان سے بلند تر ہے اور ایسا شخص ملنا مشکل ہے۔

علی بن عاصم سے منقول ہے کہ

اگر روئے زمین کے آدھے انسانوں کے ساتھ ابو حنیفہ کی عقل کو تولا جائے تو ابو حنیفہ کی عقل وزنی نکلے گی۔

امام شافعی نے فرمایا:

عورتوں نے ابو حنیفہ جیسا کوئی اور نہ جنا۔

بکر بن حبیش نے فرمایا:

اگر ابو حنیفہ اور ان کے تمام معاصرین کی عقلوں کا موازنہ کیا جائے تو ابو حنیفہ کی عقل وزنی نکلے گی۔

اس کے بعد امام احمد رضا اخیر میں فرماتے ہیں کہ۔

وہ اپنی کتب کو [illegible] معنون کرتے ہیں مگر میں اس رسالہ کو امام محمد

المجددین حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرتا ہوں، اگر یہ قبول ہو جائے تو میری امیدوں اور آرزوؤں کی انتہا ہو جائے گی۔

اس لئے انہوں نے اس رسالے کا نام "اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقاً علی قول الامام" رکھا۔ اور اس محققانہ رسالے میں صرف دو حدیثیں ہیں۔

احادیث

اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقا علی قول الامام

عورتوں کا جماعت و جمعہ اور عیدین میں حاضر ہونا کہ زمانہ رسالت میں حکم تھا اور اب مطلقا منع ہے۔

۲۰۵۔ قد امر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باخراج الحیض و ذوات الخدور یوم العیدین فیشھدن جماعۃ المسلمین ودعوتھم و تعتزل الحیض المصلے قالت امرأۃ یا رسول اللہ احدٰنا لیس لھا جلباب قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا۔

ہم کو حکم ہوا کہ عیدین کے دن حیض والیاں اور پردہ نشین کواریاں بھی برکت جماعت و دعاء مسلمین لینے کو نکلیں اور مصلی سے الگ بیٹھیں ایک عورت نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں سے بعض کو چادر نہیں فرمایا ساتھ والی اسے اپنی چادر میں لے لے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۳۸۶" اجلی الاعلام (بخاری اول، ص ۱۳۴، باب اذا لم یکن لھا جلباب فی العید) (مسلم اول، ص ۲۹۱، کتاب صلاۃ العیدین)

۲۰۶۔ حدیث۔ لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ۔ رواہ احمد و مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے منع نہ کرو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۳۸۶" اجلی الاعلام (مسلم اول، ص ۱۸۳، کتاب الجمعۃ)

تعارف

النور و النورق لاسفار الماء المطلق

(آب مطلق کا حکم روشن کرنے کیلئے نور اور رونق)

۲۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ کو سوال: ایک آب مطلق کہ جو وضو وغسل کے لئے ضروری ہے اس کی کیا تعریف ہے؟ اور آب مقید کسے کہتے ہیں؟

امام احمد رضا بریلوی اس سوال کا جواب ذکر کرنے سے قبل آغاز بحث میں فرماتے ہیں کہ یہ سوال بظاہر چھوٹا اور اس کا جواب طول چاہتا ہے یہ مسئلہ نہایت معرکۃ الآرا ہے پھر اصل جواب کی طرف توجہ فرمائی۔ لہٰذا اس رسالہ میں کل پانچ فصلیں ہیں، اور فصل اول میں تین قسمیں ہیں۔

قسم اول میں ان پانیوں کا بیان ہے جن سے طہارت ہو جائے گی وہ کل ایک سو ساٹھ قسموں کے پانی ہیں۔

قسم دوم میں ان پانیوں کا ذکر ہے جن سے وضو غسل درست نہیں ان کی تعداد ایک سو چھ بیس ہے۔

قسم سوم میں ۱۲۳ ایسے پانیوں کا ذکر ہے جن سے وضو غسل جائز ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

فصل پنجم میں جزئیات جدیدہ کے تحت پانی کی ۳۳ قسمیں مذکور ہیں۔

ان میں سے ۷ قسموں کے پانی سے وضو غسل جائز ہے اور ۲۶ قسموں سے جائز نہیں۔

اس طرح ماء مطلق وماء مستعمل وغیرہ کی کل تین سو پچاس قسمیں نکلتی ہیں۔

فصل دوم میں ماء مطلق وماء مقید کی تعریف و توضیح ہے۔

امام احمد رضا عبارات ائمہ وعلماء سے ماء مطلق کی بارہ تعریفات درج کرنے کے بعد بطور خلاصہ کلام فرماتے ہیں کہ

"بالجملہ تحقیق فقیر غفرلہ میں ماء مطلق کی تعریف یہ ہے کہ وہ پانی کہ اپنی رقت طبعی پر باقی

ہے اور اس کے ساتھ کوئی ایسی شی مخلوط و ممتزج نہیں جو اس سے مقدار میں زائد یا مساوی ہے نہ ایسی جو اس کے ساتھ مل کر مجموع، ایک دوسری شی کسی جدا مقصد کے لئے کہلائے۔ جیسے ماء النھر ماء البئر وغیرہ" اور اس تعریف کو تعریف رضوی سے موسوم کیا ہے۔

ماء مطلق میں اضافت تعریف ہوتی ہے اور ماء مقید میں اضافت تقیید۔

اضافت تقیید کے تحت سات اضافات بیان کرنے کے بعد ماء مقید کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں کہ

ماء مقید وہ پانی ہے جس کی طرف مطلق آب کہنے سے افہام سبقت نہ کریں۔ جیسے ماء العسل ماء الشعیر وغیرہ۔

فصل سوم میں چند مسائل اجماعیہ ذکر کئے گئے ہیں۔

اور فصل چہارم میں ماء مطلق وماء مقید کی تشریح وتوضیح میں چند ائمہ کے ضابطے بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً

اول ضابطہ یوسفیہ، دوم ضابطہ شیبانیہ، سوم ضابطہ برجندیہ، چہارم ضابطہ زیلعیہ، پنجم ضابطہ نسفیہ، اور ششم ضابطہ رضویہ۔

اور اس ضخیم رسالہ جلیلہ کے اندر دو ضمنی رسالے بھی ہیں۔

۱- **عطاء النبی لافاضۃ احکام ماء الصبی۔** (بچے کے حاصل کردہ پانی کے احکام کے متعلق نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطیہ)

اس رسالے میں نابالغ بچے کے بھرے ہوئے پانی کا حکم بیان کیا گیا ہے یعنی بچہ کا بھرا ہوا پانی مملوک بھی ہے اور مباح بھی یعنی پانی کی تین قسمیں ہیں۔

۱- مباح غیر مملوک۔ جیسے دریاؤں اور نہروں کا پانی۔

۲- مملوک غیر مباح۔ جیسے برتنوں کا پانی۔

۳- مباح مملوک۔ جیسے سبیل یا سقایہ کا پانی۔

نابالغ کا بھرا ہوا پانی اگرچہ مباح ہے مگر مملوک بھی ہونے کی بناء پر اس کا استعمال جائز نہیں اور اسی مسئلے کی تحقیق وتفصیل میں کثیر صورتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اور اس رسالے میں دو حدیثیں ہیں۔

(... سوال کا واضح بیان)

اس رسالے میں پانی کی رقت و سیلان کے معانی پر جامع اور محققانہ بحث کی گئی ہے۔

زیر نظر رسالہ (النور والنورق) کے اختتام بحث میں پانیوں کی افضلیت کا ذکر آیا ہے کہ آب کوثر افضل ہے یا آب زمزم؟

تو امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ

سب پانیوں میں افضل وہ پانی ہے جو اس بحر بے پایاں کرم و نعم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے بارہا نکلا اور ہزاروں کو سیراب و طاہر کیا۔

اس کے بعد کوثر و زمزم میں کون افضل ہے کے جواب میں فرماتے ہیں کہ کوثر افضل ہے اور اس کی افضلیت کو دلائل زاہرہ سے ثابت کیا ہے۔ یہ معرکۃ الآراء رسالہ جہازی سائز کے ۱۳۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے جس میں امام احمد رضا بریلوی کی شان تحقیق اور فقہی بصارت کی کھلی ہوئی شہادتیں موجود ہیں۔

اور اس محققانہ رسالے میں ۱۲۸ احادیث کریمہ شامل تحقیق ہیں۔

احادیث

النور و النورق لاسفار الماء المطلق

سمندر کے پانی سے وضو و غسل کرنا بلا شبہ جائز ہے اور وہ برکت والا ہے

۲۰۷۔ رواہ احمد و الاربعۃ و ابن حبان و الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح و احمد و ابن ماجۃ و الاخیران و الدار قطنی و الطبرانی فی الکبیر عن جابر و ابن ماجۃ عن ابی الفراسی و الدار قطنی و الحاکم عن علی و عن ابن عمرو و عبدالرزاق عن انس و الدار قطنی عنہ و ایضا عن ابن عمر و ایضا عن جابر عن ابی بکر الصدیق و ابنا مردویۃ و النجار عن ابی الطفیل عن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنھم کلھم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و فی اخری کابن مردویۃ کالدار قطنی عن ابی الطفیل عن الصدیق من قولہ و لعبد الرزاق و ابن ابی بکر بن ابی شیبۃ عن عکرمۃ ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سئل عن الوضوء من ماء البحر فقال سبحن اللہ فای ماء اطھر من ماء البحر و فی لفظ اطیب۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریا کے پانی سے وضو کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا سبحان اللہ کونسا پانی دریا کے پانی سے زیادہ طیب وطاہر ہوگا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۰۹" النور و النورق۔ (مصنف عبدالرزاق الوضوء من ماء البحر، ۱/۹۵۔ بیروت)

۲۰۸۔ و ابن عبدالحکم فی فتوح مصر و البیھقی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اغتسلوا من ماء البحر فانہ مبارک۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سمندر کے پانی سے غسل کرو کہ وہ برکت والا ہے۔ (مولف) (کنزالعمال، ۹/ ۳۴۲)

نبیذ تمر سے وضو کرنے کے بارے میں ایک حدیث:

۲۰۹۔ فی البدائع روی عن ابی العالیۃ الریاحی انہ قال کنت فی جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی سفینۃ فی البحر فحضرت الصلاۃ ففنی ماؤھم و معھم نبیذ التمر فکرہ التوضوء بماء البحر و توضأ بعضھم

بماء البحر و کرہ التوضوء بنبیذ التمر۔

ابوالعالیہ نے کہا میں صحابہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک جماعت کے ساتھ سمندر میں کشتی پر تھا نماز کا وقت ہوا تو ان کا پانی ختم ہو گیا اور ان لوگوں کے ساتھ نبیذ تمر تھی بعض نے نبیذ سے وضو کیا۔ سمندر کے پانی سے وضو کرنا مکروہ جانا اور بعض نے سمندر کے پانی سے وضو کیا اور نبیذ سے مکروہ جانا۔ (مولف) (یعنی صرف نبیذ تمر پائے تو تیمم کا حکم ہے اور اس سے وضو کر لینا بھی مستحب ہے۔ مولف)

بلا ضرورت شرعیہ سمندر میں سوار ہونا نہ چاہئے کہ اس کے نیچے آگ ہے:

۲۱۰۔ حدیث ابن عمر انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لایرکب البحر الا حاج او معتمر او غازی فی سبیل اللہ فان تحت البحر نارا و تحت النار بحرا تفردبہ ابو داؤد۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دریا میں سوار نہیں ہوتا ہے مگر حاجی یا عمرہ کرنے والا یا راہ خدا میں جہاد کرنے والا کہ دریا کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے دریا۔ (مولف) (ابوداؤد اول، ص ۳۳۷، باب فی رکوب البحر و الغزو)

۲۱۱۔ فی مسند الفردوس عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رفعہ تحت البحر نار و تحت النار بحر و تحت البحر نار۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ دریا کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے دریا اور دریا کے نیچے آگ۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۴۰۹" النور و النورق۔

سمندر کا پانی پاک ہے اور مردہ مچھلی حلال ہے حدیث میں ہے۔

۲۱۲۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی صفۃ البحر ھو الطھور ماء ہ الحل میتتہ۔

صفت دریا کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ دریا کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار یعنی مچھلی حلال ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۴۱۰" النور و النورق۔ (ترمذی اول، ص ۲۱، باب ماجاء فی ماء البحر انہ طھور)

گرم پانی سے وضو جائز ہے اور اگر اتنا گرم ہو کہ ادائے سنت میں کوتاہی ہو تو منع ہے اور اگر اس سے فرض بھی نہ ادا ہو سکے تو وضو

۲۱۳۔فی صحیح البخاری توضأ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالحمیم۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرم پانی سے وضو فرمایا۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۳۲، باب وضوء الرجل مع امرأته و فضل وضوء المراة الخ)

دھوپ کے گرم کردہ پانی سے وضو کرنا یا نہانا مکروہ ہے:

۲۱۴۔ قط (ای الدار قطنی) عن عامر و العقیلی عن انس مرفوعاً قط والشافعی عن عمر الفاروق موقوفا لاتغسلوا بالماء المشمس فانه یورث البرص۔
دھوپ کے گرم شدہ پانی سے غسل نہ کرو کہ وہ برص لاتا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۳۱۳" النور و النورق۔ (کنز العمال، ۹/ ۳۴۲) (مشکوٰۃ بحوالہ دار قطنی، ص ۵۲، باب احکام المیاہ فصل ثالث)

۲۱۵۔قط و ابونعیم عن ام المومنین انها سخنت للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماء فی الشمس فقال لاتفعلی یا حمیراء فانه یورث البرص۔
ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دھوپ میں پانی گرم کیا تو حضور نے فرمایا کہ اے حمیرا ایسا نہ کرو کہ وہ برص لاتا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۳۱۲" النور و النورق۔ (کنز العمال، ص ۱۹۷، ج ۹)

اجنبیہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو طہارت مکروہ ہے۔

۲۱۶۔ رواہ الخمسة انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نهی ان یتوضاء الرجل بفضل طهور المرأة۔
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرد کو عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے سے منع فرمایا۔ یعنی جب کہ عورت اجنبیہ ہو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۳۱۳" النور النورق۔ (ترمذی اول، ص ۱۹، باب کراهیة فضل طهور المراة)

۲۱۷۔ حدیث مسلم۔ ان میمونة قالت اغتسلت من جفنة فیها فضلة فجأ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغتسل فقلت انی قد اغتسلت منه فقال الماً لیس علیه جنابة۔
حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ایک ٹب سے غسل کیا اس میں کچھ

نے اس سے غسل کیا ہے حضور نے فرمایا پانی میں کوئی ناپاکی نہیں آگئی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۴۱۳" النور و النورق۔

۲۱۸۔ روی احمد و ابوداؤد و النسائی عن رجل صحب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اربع سنین وابن ماجۃ عن عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تغتسل المرأۃ بفضل الرجل او یغتسل الرجل بفضل المرأۃ۔

احمد وابوداؤد اور نسائی نے ایک ایسے آدمی سے روایت کی جو چار سال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کو مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے سے منع فرمایا اور مرد کو عورت کے فضلہ سے۔ یعنی اجنبی مرد یا اجنبیہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنا منع ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۴۱۴" النور و النورق۔ (ابوداؤد، اول، ص ۱۱، باب النھی عن ذلک)

کسی بچے کو معمولی سا کام بتانے کے ثبوت پر ایک حدیث:

۲۱۹۔ صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے ہے۔ قال کنت العب مع الصبیان فجأ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتواریت خلف باب فجأ فحطانی حطاۃ و قال اذھب ادع لی معویۃ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے میں دروازے کی آڑ میں چھپ گیا تو حضور نے میری پیٹھ میں تھپکی مار کر فرمایا کہ جاؤ معویہ کو بلا لاؤ۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۴۳۱" عطا النبی رسالہ ضمنہ۔ (مسلم ۲/ ۳۲۵، باب من لعنہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ)

خمیر کئے ہوئے برتن میں اگر پانی ہو تو اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے حدیث میں ہے۔

۲۲۰۔ اغتسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الفتح من قصعۃ فیھا اثر العجین۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ایک ایسے کونڈے سے غسل فرمایا جس میں خمیر کا اثر تھا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۴۴۲" النور و النورق۔ (نسائی اول، ص ۴۷، باب ذکر الاغتسال فی القصعۃ الخ)

وقت غسل صرف ... [illegible]

۲۲۱۔فی التبیین اغتسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و غسل راسہ بالخطمی وھو جنب و اکتفی بہ و لم یصب علیہ المأ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غسل جنابت فرمایا اور سر اقدس صرف خطمی سے دھویا اور پانی نہیں انڈیلا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۳۳۸" النور والنورق۔(تبیین الحقائق کتاب الطھارۃ بولاق مصر ۱/ ۲۱)

نبیذ تمر کے بارے میں ایک حدیث :

۲۲۲۔ فی صدر الحدیث عند ابن ابی شیبۃ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لہ (بن مسعود) ھل معک من وضوء قال قلت لا قال فما فی اداوتک قلت نبیذ تمر قال تمرۃ حلوۃ و مأ طیب۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے فرمایا کیا تمہارے ساتھ آب وضو ہے عرض کی نہیں حضور نے فرمایا تمہارے برتن میں کیا ہے ابن مسعود نے عرض کی نبیذ تمر ہے فرمایا کھجور شیریں اور پانی پاک ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۳۵۰" النور والنورق۔(مصنف ابن ابی شیبۃ وضو بالنبیذ کراچی ۱/ ۲۶)

حضرت عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ میری عمر زیادہ ہو گئی یعنی بعذر ضعف پیرانہ سالی موت کی دعا مانگی۔

۲۲۳۔حدیث امیر المومنین عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے اللھم کبر سنی ورق عظمی فاقبضنی الیک غیر عاجز و لاملوم۔

اے اللہ میری عمر زیادہ ہو گئی اور میری ہڈیاں رقیق ہو گئیں تو مجھے بغیر عاجزی اور بغیر خوف ورنجیدگی کے وفات دیدے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۳۸۸" النور والنورق۔

جب تک پانی کے اوصاف نہ بدلیں تو وہ پاک ہے :

۲۲۴۔ابن ماجہ نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان المأ طھور لاینجسہ الا ماغلب علی ریحہ و طعمہ و لونہ۔

بیشک پانی ایسی پاک چیز ہے کہ اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی بجز اس میں مقدار نجاست کے کہ جو پانی کی بو یا مزے یا رنگ پر غالب آجائے۔ (یعنی جب تک پانی کے اوصاف ثلثہ میں سے کوئی وصف نہ بدلے ... تک پانی ... ہے ہرگز ناپاک نہیں))

(مولف)"فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۵۳۷" النور و النورق۔ (ابن ماجہ، ص ۴۰، باب الحیاض)

۲۲۵۔ سنن دار قطنی میں ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الماً طهور الا ماغلب علی طعمه او ریحه او لونه۔

پانی پاک ہے ہاں اگر اس کے رنگ بو اور مزہ پر کچھ غالب ہو جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔ (مولف)"فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۵۳۸" النور و النورق۔ (کنز العمال، ص ۲۳۵، ج ۹)

۲۲۶۔ امام طحاوی مرسل راشد بن سعد سے راوی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الماً لاینجسه شئ الا ماغلب علی ریحه او طعمه او لونه۔

پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی سوائے اس کے کہ اس کے رنگ بو اور مزہ پر کچھ غالب آجائے۔ (مولف)"فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۵۳۸" النور و النورق۔ (کنز العمال، ص ۲۳۵، ج ۹)

آتش دوزخ کے بارے میں دو حدیثیں:

۲۲۷۔ البزار و الحاکم و صححه عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال نار جهنم سوداء مظلمة۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کی آگ سخت اندھیری رات کی طرح کالی تاریک ہے۔ (مولف) (الترغیب و الترهیب، ۳/۴۶۵، فصل فی ظلمتها الخ)

۲۲۸۔ وروی البیهقی فی البعث و ابوالقاسم الاصبهانی عنه قال تلا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم هذه الایة وقودها الناس و الحجارة فقال اوقد علیها الف عام حتی احمرت و الف عام حتی ابیضت و الف عام حتی اسودت فهی سوداء مظلمة لایضئ (یطفی) لهبها. وروی الترمذی و ابن ماجة و البیهقی عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم مثله و فی آخره فهی سوداء مظلمة کاللیل المظلم جعل الترمذی وقفه اصح۔

ابوالقاسم اصبہانی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیت وقودها الناس و الحجارة پڑھ کر فرمایا کہ آتش دوزخ ایک ہزار سال تک روشن کی گئی یہاں تک کہ سرخ ہو گئی اور ایک ہزار برس تک بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سفید ہو گئی اور ایک ہزار سال تک مشتعل رکھا کہ کالی ہو گئی تو اب وہ سیاہ تاریک ہے اس کے شعلے میں روشنی نہیں ہے یا اس کا شعلہ خاموش نہیں ہو گا۔

(مولف)"فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۵۳۸" النور و النورق۔ (کنز العمال، ص ۵۲۷، ج ۸) (ترمذی ۲/۸۳،

صفة جهنم)

جنت کے دو پرنالے کوثر میں گر رہے ہیں:

۲۲۹۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغث (یغت) فیہ میزابان یمد انہ من الجنۃ احدھما من ذھب و الاخر من ورق. رواہ مسلم عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوثر میں جنت سے دو پرنالے گر رہے ہیں ایک سونے کا اور ایک چاندی کا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۵۵۲" النور و النورق۔ (مسلم دوم، ص ۲۵۱ باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

جنت اللہ کا مال ہے اور وہ قیمتی ہے حدیث میں ہے:

۲۳۰۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ان سلعۃ اللہ غالیۃ الا ان سلعۃ اللہ الجنۃ۔

فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن لو اللہ کا مال بیش بہا ہے سن لو اللہ کا مال جنت ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۵۵۲" النور و النورق۔ (ترمذی دوم، ص ۷۱، باب ماجاً فی صفۃ اوانی الحوض)

حوض کوثر کی توصیف پر ایک حدیث:

۲۳۱۔ صحیحین میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں حوضی مسیرۃ شھر ماؤہ ابیض من اللبن و ریحہ اطیب من المسک۔

میرا حوض ایک مہینے کی راہ تک ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور دوسری روایت میں فرمایا ابیض من الورق، چاندی سے بڑھ کر اجلا اور اس کی خوشبو مشک سے بہتر۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۵۴۸" النور و النورق۔ (بخاری دوم، ص ۹۷۴، کتاب الحوض)

جہنم کی آگ کالی اور تاریک ہے:

۲۳۲۔ مالک و بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اترونھا حمراء کنارکم ھذہ لھی اشد سوادا من النار۔

کیا تم اسے اپنی اس آگ کی طرح سمجھتے ہو بیشک وہ تو قیر سے بڑھ کر سیاہ ہے۔ (قار، سیاہ رنگ کی ایک چیز جس کو ... (مواقف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص

۵۳۸ "النور و النورق۔ (مؤطا مالک، ص ۳۸۹، ماجاً فی صفۃ جھنم)

کاشانۂ نبوت میں دو دو مہینے آگ روشن نہ ہوتی صرف خرمے اور پانی پر اہل بیت اطہار کی گزر رہتی حدیث میں ہے:

۲۳۳۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا واللہ یا ابن اختی انا کنا لننظر الی الھلال ثم الھلال ثم الھلال ثلثۃ اھلۃ فی شھرین و ما اوقد فی ابیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نار قلت یا خالۃ فما کان یعیشکم قالت الاسودان التمر و المأ۔

اے میرے بھانجے خدا کی قسم ایک ہلال دیکھتے پھر دوسرا پھر تیسرا دو مہینوں میں تین چاند اور کاشانہائے نبوت میں آگ روشن نہ ہوتی عروہ نے عرض کی اے خالہ پھر اہل بیت کرام مہینوں کیا کھاتے تھے فرمایا بس دو سیاہ چیزیں چھوہارے اور پانی۔ رواہ الشیخان فی صحیحھما عن عروۃ عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھا۔ "فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۵۵۰" النور و النورق۔ (مسلم دوم، ص ۴۱۰، کتاب الزھد)

جس بستی پر عذاب اترا وہاں کا پانی استعمال کرنا مکروہ ہے ہاں زمین ثمود کا وہ کنواں جس سے ناقۂ صالح علیہ السلام پانی پیتا اس کا پانی مستثنیٰ ہے۔

۲۳۴۔ صحاح میں ہے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ رکاب اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمین ثمود پر اترے وہاں کے کنوؤں سے پانی بھر اس سے آٹے گوندھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ پانی پھینک دیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیں چاہ ناقہ سے پانی لیں۔ "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۳۱۶" النور و النورق۔ (بخاری ۱/ ۴۷۸، باب قول اللہ عزوجل و الی ثمود اخاھم الخ)

تین چیزوں کی اباحت پر ایک حدیث:

۲۳۵۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الناس شرکاء فی ثلث لایفرق بین قصد و قصد۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ لوگ تین چیزوں (آگ، پانی اور نمک) میں (برابر کے) شریک ہیں۔ ایک کے قصد اور دوسرے کے قصد میں فرق نہیں کیا جائے گا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۲۲" رسالہ عطاء النبی)

تعارف

حسن التعمم لبیان حد التیمم
(تیمم کی ماہیت و تعریف کا بہترین بیان)

۱۱ر محرم الحرام ۱۳۲۵ھ کو سوال ہوا کہ تیمم کی تعریف و ماہیت شرعیہ کیا ہے؟

امام احمد رضا نے اس کے جواب میں عبارت ائمہ سے منقول چھ تعریفات درج کرنے کے بعد تیمم کی ایسی جامع اور مانع تعریف فرمائی ہے جو تمام شقوق کو حاوی و محیط ہے اور اس تعریف کو تعریف رضوی سے موسوم کیا ہے۔ تعریف یہ ہے۔

تیمم کی تعریف:۔ فرض طہارت کے لئے کافی پانی سے عجز کی حالت میں مسلمان عاقل کا اپنے بدن سے نجاست حکمیہ حقیقتاً یا صورتاً یا میت مسلم کے بدن سے نجاست موت حقیقیہ یا دوسرے قول پر حکمیہ دور کرنے کے لئے اپنے یا اس میت کے منہ اور ہاتھوں سے اتنے حصہ پر جس کا دھونا وضو میں فرض ہے جنس زمین سے کسی کامل الطہارۃ چیز کو خود یا اپنی نیت مذکورہ سے دوسرے کو حکم دے کر اس کے واسطہ سے یوں استعمال کرنا کہ یا تو اس فعل سے ان دونوں عضووں کے ہر جز کو اس جنس ارض سے مس واقع ہو یا اپنے خواہ اپنے مامور کے وہ کف کہ اس کی نیت مذکورہ کے ساتھ جنس ارض سے اتصال دیئے گئے ہوں، ان کے اکثر کا جدا جدا اتصالوں سے منہ اور کہنیوں کے اوپر ہاتھ سے اس طرح مس ہونا کہ کوئی حصہ ایسا نہ رہے جسے خود جنس ارض یا اس کف سے اتصال نہ ہو۔

تیمم کی اس تعریف میں کل تیرہ قیودات ہیں اور ہر قید کے تحت کثیر فوائد ہیں:

ازاں جملہ ایک یہ کہ قید اول کے ضمن میں پانی سے عجز کی ۱۷۵ صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اور فقہائے کرام کی تصانیف میں ان چیزوں کی تعداد ۷۴ بیان کی گئی جن سے تیمم جائز ہے جب کہ امام احمد رضا بریلوی نے اس پر ۱۰۷ اشیاء کا اضافہ کیا ہے۔ اور جن چیزوں سے تیمم جائز نہیں ان کی تعداد کتب سابقہ میں ۵۸ بیان کی گئی ہے۔

اس رسالہ میں ان چیزوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ کل ۳۱۱ چیزوں کی تعداد بیان کرنے

کے بعد امام احمد رضا بریلوی خود ہی فرماتے ہیں کہ :

یہ ۳۱۱ چیزوں کا بیان ہے۔ ۱۸۱ سے تیمم جائز، جن میں ۷۴ منصوص (یعنی کتب سابقہ میں بیان کی گئی ہیں) اور ۱۰۷ زیادات فقیر۔ اور ۱۳۰ سے ناجائز، جن میں ۵۸ منصوص اور ۷۲ زیادات فقیر۔ پھر اس کے بعد اخیر میں فرماتے ہیں کہ ایسا جامع بیان اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا بلکہ زیادات درکنار اتنے منصوصات کا استخراج بھی سہل نہ ہو سکے گا اور اس ضخیم رسالے کے اندر چار رسائل ضمنیہ ہیں اور چار ملحقہ۔

رسائل ضمنیہ یہ ہیں :

۱- سمح الداماء فیما یورث العجز عن الماء۔ (جو چیزیں پانی سے عجز پیدا کریں ان کے لئے سمندر کی سخاوت)

پانی سے عجز کی ۱۷۵ صورتیں اس رسالہ کے خواص سے ہیں کہ اس کے غیر میں نہ ملیں گی۔

۲- الظفر لقول زفر۔ (وقت کی تنگی کے باعث جواز تیمم کے بارے میں امام زفر کے قول کی تقویت کا بیان۔

جواز تیمم کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ہر نماز موقت کہ فوت ہونے کے بعد جس کی قضا ہے جیسے نماز پنجگانہ وجمعہ و وتر، اگر پانی سے طہارت حاصل کرنے میں وقت ختم ہو جائے تو تیمم کر کے وقت کے اندر پڑھ لے کہ قضا نہ ہو جائے پھر پانی سے طہارت کر کے اعادہ کرے۔ ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک نماز فوت ہونے کے خوف سے تیمم کرنا جائز نہیں بلکہ اگر پانی سے طہارت کرنے میں وقت نکل جائے تو قضا پڑھے۔ لیکن امام زفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذہب کے برخلاف وقت فوت ہونے کے اندیشہ سے تیمم کو جائز کہتے ہیں۔

امام زفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی تائید و توثیق کرتے ہوئے امام احمد رضا نے فرمایا کہ۔

ائمہ ثلاثہ سے ایک روایت مذہب امام زفر کے موافق بھی آئی ہے، متعدد جزئیات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، کچھ بزرگوں نے اسے اختیار بھی کیا ہے اور کئی محققین نے ان کی دلیل کو تقویت بھی دی ہے۔

اسی مسئلہ کے پس منظر میں یہ رسالہ وجود میں آیا اور اسی کی مناسبت سے اس کا نام "الظفر لقول زفر" تجویز کیا۔ اور اس رسالہ میں ... ک ہے۔

۳- المطر السعید علی نبت جنس الصعید۔ (جنس صعید کی نبات پر باران مسعود)

اس رسالے میں جنس ارض کی وہ نادر تحقیقات رفیعہ ہیں جو امام احمد رضا کا خاص حصہ ہیں اور اس میں چار مقامات ہیں۔

مقام اول، میں جنس ارض کی تعریف و تحدید ہے۔

مقام دوم، میں وہ اشیاء مذکور ہیں جو جنس ارض سے ہیں۔

مقام سوم، میں ان اشیاء کا ذکر ہے جو جنس ارض سے نہیں۔

اور مقام چہارم میں ان چیزوں کا بیان ہے جن کے جنس ارض سے ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ یہ رسالہ جنس ارض سے متعلق امام احمد رضا بریلوی کی تحقیقات کا ایک وقیع اور گرانقدر شاہکار ہے۔

۴- الجد السدید فی نفی الاستعمال عن الصعید۔ (جنس زمین کے مستعمل نہ ہونے میں بہت عمدہ بیان) دراصل اس رسالے میں ایک سوال ہے کہ جس طرح طہارت سے پانی مستعمل ہو جاتا ہے کہ دوبارہ وضو کے قابل نہیں رہتا۔ کیا تیمم سے مٹی بھی یو ہیں مستعمل ہو جاتی ہے ؟

اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ طہارت حکمیہ سے تو پانی مستعمل ہو جاتا ہے کہ دوبارہ وضو کے قابل نہیں رہتا مگر تیمم سے جنس ارض مستعمل نہیں ہوتی۔ اس کے بعد دلائل قاطعہ سے اس کی صراحت و وضاحت کی گئی ہے۔

رسائل ملحقہ یہ ہیں :

۱- باب العقائد و الکلام (عقائد و کلام کا بیان)

کوئی کافر اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم و عابد کہلائے اور قال اللہ و قال الرسول کا ورد رکھے وہ اللہ تعالی کو اصلاً نہیں جانتا۔

اس رسالہ میں اس پر ایک شبہ، پھر دلائل قاہرہ سے اس کا ازالہ کیا گیا ہے۔

اور تمثیلاً چند فرقوں کے نام شمار کئے گئے ہیں پھر ہر فرقہ باطلہ پر متعدد وجوہ سے الگ الگ ضربیں لگائی گئی ہیں، اور ہر فرقہ کا عقیدہ مخترعہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ یعنی

فلاسفہ پر ۶، آریہ پر ۳۰، مجوس پر ۱۳، یہود پر ۱۲، نصاریٰ پر ۳۱، نیچریوں پر ۲۰، چکڑالوی پر ۸، قادیانی پر ۲۵، رافضیوں پر [illegible] ل پر ۸۳، اور غیر مقلدوں پر ۱۰۰،

ضربیں لگائی گئی ہیں۔

۲-قوانین العلماء فی متیمم علم عند زید ماء۔ (علماء کے قوانین اس تیمم کرنے والے کے بارے میں جسے معلوم ہوا کہ زید کے پاس پانی ہے)

امام احمد رضا اس رسالے کے آغاز میں فرماتے ہیں کہ متیمم کہ دوسرے کے پاس پانی پائے، یہ مسئلہ بہت معرکۃ الآرا و طویلۃ الاذیال ہے، اکثر کتب میں اس کے بعض جزئیات مذکور ہیں، لیکن ہم بفیض قدیر کلام شافی عرض کریں گے۔

پھر پہلے اظہار حکم کے لئے بارہ مسائل کی تمہید بیان کی گئی ہے اور علماء کے چار قوانین بھی بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی

قانون اول، امام صدر الشریعہ کا ہے اس کو قانون صدری بھی کہتے ہیں۔

امام احمد رضا نے اس پر تین وجوہ سے کلام کیا ہے۔

قانون دوم، صاحب بحر الرائق کا ہے اسے قانون بحری بھی کہا جاتا ہے۔

اس پر امام احمد رضا بریلوی نے گیارہ وجوہات سے کلام کیا ہے۔

قانون سوم، علامہ محقق ابراہیم حلبی کا ہے اس کو قانون حلبی بھی کہتے ہیں۔

امام احمد رضا نے اس پر نو وجوہ سے کلام فرمایا ہے۔

قانون چہارم، امام احمد رضا بریلوی کا وضع کردہ ہے اور وہ قانون رضوی کہلایا۔

امام احمد رضا نے اس قانون کے اندر ۲۲۶ قسموں کو دس قسموں میں جمع کر دیا ہے اور اسی ضمن میں انیس قاعدے بھی بیان فرمائے ہیں۔ اس رسالہ میں جو مختلف الشقوق مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ:

تیمم کرنے والے نے اگر دوسرے کے پاس پانی پایا اور نہ مانگا اور تیمم سے نماز پڑھ لی پھر مانگا اور اس نے دے دیا تو نماز نہ ہوئی نہ دیا تو ہو گئی، اسی مسئلے کی تفصیل و تحقیق کے آئینے میں ۱۳۸۰ قسموں کا بیان اور ان کے جملہ احکام کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ بے شمار دیگر قسموں کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔ جو امام احمد رضا کی دقت نظر اور وسعت علم کا بین ثبوت ہے۔

۳-الطلبۃ البدیعۃ فی قول صدر الشریعۃ۔ (کلام صدر الشریعہ سے متعلق انوکھا مطلب)

امام احمد رضا اس رسالہ کے آغاز بحث سے پہلے فرماتے ہیں کہ:۔

جواز تیمم کیلئے پانی سے عجز کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ تھی کہ، نہانا ہو اور پانی صرف وضو کے قابل [illegible]

عبارت نے اس مسئلہ کو معرکۃ الآراء کردیا۔ اسی کے پیش نظر اس رسالے میں جو مسئلہ زیر بحث ہے وہ یہ ہے کہ :

اگر کوئی شخص جنب ہو اور اس کے ساتھ کوئی ایسا حدث بھی ہو جو وضو واجب کرے، مثلاً پیشاب کیا تھا اس کے بعد جماع کیا اور حالت یہ ہو کہ نہا نہ سکے بلکہ صرف وضو کرسکے، خواہ جنگل میں ہے کہ پانی صرف وضو کے قابل ہے یا مریض ہے کہ نہانا مضر ہے اور وضو سے ضرر نہیں۔

یا صبح کو اس قدر تنگ وقت میں اٹھا کہ نہانے گا تو وقت نکل جائے گا مگر اتنا وقت ہے کہ اس میں وضو کی گنجائش ہے اس صورت میں قول امام زفر پر فتویٰ ہے کہ محافظت وقت کے لئے تیمم سے پڑھ لے۔ احتیاطاً اس پر عمل کرے پھر برعایت اصل مذہب بعد خروج وقت پانی سے طہارت کر کے اعادہ کرے۔

امام احمد رضا نے اس مدعا پر سات دلیلیں قائم کی ہیں۔ ان میں سے ایک دلیل بطور نمونہ پیش ہے کہ :

ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک ایک طہارت میں پانی اور مٹی دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ مثلاً محدث کے پاس اتنا پانی ہے کہ ہاتھ منہ دھولے، یا جنب کے پاس اتنا پانی ہے کہ وضو کرلے، یا سارا بدن دھولے مگر چند انگل رہ جائے تو اسے حکم ہے کہ صرف تیمم کرے، ان مواضع میں پانی خرچ کرنے کی اصلاً حاجت نہیں کہ جب تک ناخن بھر جگہ بھی باقی رہ جائے گی حدث و جنابت دونوں بدستور باقی رہیں گے۔ ان میں ذرہ بھر بھی کم نہ ہوگا۔

پھر بارہ افادات کے بعد امام صدر الشریعہ کے کلام کی تاویل و تشریح کرنے کے ساتھ ساتھ اظہار حکم اور خلاصۂ تحقیقات کے لئے ۱۶ مسائل ایسے بیان کئے گئے ہیں جن سے اس معرکۃ الآراء مسئلہ کی وضاحت ہوتی ہے۔

اور یہ رسالہ اگرچہ ملحقہ ہے مگر کلاں سائز کے ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں صرف ایک حدیث پاک ہے۔

۴- **مجلی الشمعة لجامع حدث و لمعة۔** (حدث اور لمعہ رکھنے والے سے متعلق شمع افروز)

اس رسالے میں امام احمد رضا نے لمعہ کی بحث پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں مختلف صورتوں

۱۔ [illegible] دھویا، کچھ باقی رہا کہ

پانی نہ رہا پھر حدث ہوا جو موجب وضو ہے، اب جو پانی ملے اسے وضو ورفع حدث میں صرف کرے یا بقیۂ جنابت کے دھونے میں یا کیا؟

امام احمد رضا بریلوی نے سب سے پہلے لمعہ کی تعریف کی ہے کہ:

لمعہ، وہ حصہ بدن ہے جو بعد جنابت سیلان آب سے رہ گیا ہو۔

پھر اصل مسئلہ کے جملہ شقوق مختلفہ کی تین تقسیمیں کی ہیں اور ایک ایسا ضابطہ کلیہ وضع فرمایا ہے جو تمام اقسام واحکام کو حاوی ومحیط ہے یعنی جب کہ ابھی بعد جنابت پورا نہ نہایا مگر بعض یا کل اعضائے وضو کی تطہیر پانی سے کر چکا یا تیمم کیا اس کے بعد حدث ہوا اس صورت میں جو پانی پایا اگر اسے بقیہ جنابت اور حدث مستقل دونوں میں صرف کرے گا تو دونوں کو کافی نہ ہوگا بلکہ صرف ایک کے لئے کافی ہوگا، تو اسی ایک کے لئے صرف کرے اس ایک کے لئے اگر پہلے تیمم کر چکا تھا تو وہ ٹوٹ گیا۔

اور دوسرے کے لئے نہ کیا تھا تو اب کرے، یہ تیمم پانی صرف کرنے سے پہلے کرے خواہ بعد میں، اور بعد میں کرنا اولیٰ ہے۔ اور اگر یہ تیمم دوسرے کے لئے پہلے کر چکا تھا تو وہ باقی رہے گا۔

اور اگر دونوں حدث کے لئے ایک ہی تیمم کیا تھا تو اول کے حق میں ٹوٹ گیا اور ثانی کے حق میں باقی رہا۔ اور اگر اتنا پانی ملا کہ لمعہ اور حدث دونوں کو کافی ہے تو لمعہ دھوئے اور وضو بھی کرے طہارت ہو جائے گی۔ اگر اتنا کم پانی ملا کہ لمعہ یا حدث کسی کو کافی نہیں تو دونوں کے لئے ایک تیمم کرے اس صورت میں پانی ملنے سے پہلے اگر تیمم کر لیا تھا تو وہی تیمم باقی رہے گا۔

اگر پانی لمعہ وحدث مستقل ہر ایک کے لئے جدا جدا کافی ہے تو ان میں سے جس ایک کو چاہے دھولے اگر پانی صرف ایک کے قابل ہے تو اس میں یہ حکم بالاتفاق ہے کہ اس سے لمعہ دھوئے، حدث میں صرف نہ کرے کہ جنابت حدث سے سخت تر ہے۔ اس رسالے میں امام احمد رضا نے مسئلہ لمعہ کے ضمن میں جنابت وحدث دونوں کے جمع ہونے کی ۹۸ صورتیں ارقام فرمائی ہیں، جو اس مسئلہ کے جملہ احکام ومسائل کو واضح کرتی ہیں۔

زیر تبصرہ رسالہ (حسن التعمم) کے اخیر میں ایک اور سوال اس طرح ہے کہ:

مسجد کی دیوار سے تیمم جائز ہے یا نہیں؟ فتاویٰ رشیدیہ (گنگوہی) میں اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ "تیمم دیوار مسجد سے کرنے کو بعض کتب فقہ میں مکروہ لکھا ہے فقط" آیا یہ جواب صحیح ہے یا نہیں اور کونسی کتاب فقہ میں اسے مکروہ لکھا ہے؟

امام احمد رضا نے گنگوہی جی کا رد بلیغ کرتے ہوئے جس انداز سے اس سوال کا جواب تحریر کیا ہے یقیناً اس کا تیور دیکھنے کے لائق ہے۔ جواب کا آغاز اس طرح ہے:

تحریر مذکور صواب سے بیگانہ، فقاہت سے برکرانہ، محض بے بنیاد کورانہ ہے، مذہب حنفی میں اس کی کچھ اصل نہیں نہ کسی کتاب معتمد میں اس کی کراہت مستبین، نہ ایسی نقل مجہول کسی طرح قابل قبول، نہ ایسا ناقل التفات کے قابل، نہ اس پر شرع سے کوئی دلیل اور قول بے دلیل مردود، وذلیل، بلکہ کتب معتمدہ سے اس کا بطلان روشن۔

چشمے گر نہ بیند بروز پردہ برافگن

پھر اس پر آٹھ وجوہ سے کلام کرتے ہوئے رشید احمد گنگوہی کے نظریہ کی تردید کی ہے اور دلائل شرعیہ سے جواب کو مبرہن کیا ہے کہ دیوار مسجد سے تیمم جائز ہے۔ اور گنگوہی پر دو ضربیں بھی لگائی گئی ہیں۔ اس مناسبت سے کہ تیمم میں دو ضربیں ہوتی ہیں۔

تمام رسائل میں سب سے زیادہ ضخیم جہازی سائز کے ۲۶۴ صفحات پر مبسوط و مشتمل یہ رسالہ امام احمد رضا کی فقہی بصیرت پر شاہد عدل ہے۔ اور اس رسالہ جلیلہ میں سترہ احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شامل بحث ہیں۔

احادیث

حسن التعمم لبیان حد التیمم

طریقہ تیمم پر چند احادیث کریمہ

۲۳۴۔ اخرج الدار قطنی و قالہ رجالہ کلھم ثقات و الحاکم و قال صحیح الاسناد عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال التیمم ضربۃ للوجہ و ضربۃ للذراعین الی المرفقین۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تیمم کی ایک ضرب چہرہ کے لئے اور دوسری ضرب کہنیوں سمیت کلائیوں کے لئے۔ (مولف) (کنز العمال، ص ۲۳۸، ج ۹)

۲۳۵۔ورویاہ ھما و البیھقی فی الشعب من حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ و ضربۃ للیدین الی المرفقین۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تیمم دو ضرب ہے ایک ضرب چہرہ کے لئے اور دوسری ضرب کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لئے۔ (مولف)" فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۵۹۳ حسن التعمم" (کنز العمال، ص ۲۳۸، ج ۹)

۲۳۶۔عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال کنت فی القوم حین نزلت الرخصۃ فامرنا بضربتین واحدۃ للوجہ ثم ضربۃ اخریٰ للیدین الی المرفقین اخرجہ البزار باسناد حسن۔

عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میں اس وقت قوم میں تھا جب آیت رخصت نازل ہوئی تو ہم کو تیمم کے لئے دو ضرب کا حکم دیا گیا ایک ضرب چہرہ کے لئے اور دوسری ضرب کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لئے۔ (مولف)" فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۵۹۸ حسن التعمم"۔

۲۳۷۔قال لہ (عمار) (یعنی) النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کان یکفیک ان تضرب بیدیک (الی) الارض فتمسح بھما وجھک و کفیک۔ رواہ السنۃ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم کو تیمم کے لئے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا کافی ہے ہاتھوں کو زمین پر مارنے کے بعد پھونک کر چہرہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۵۹۹ حسن التعمم" (ابوداؤد اول، ص ۴۷، باب التیمم)

نماز میں کلام کرنا حرام ہے اور وہ مفسد نماز ہے:

۲۳۸۔ روی مسلم عن معویة بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ھذہ الصلاۃ لا یصلح فیھا شیٔ من کلام الناس انما ھی التسبیح و التکبیر و قرآۃ القرآن۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نماز ہے جس میں کلام ناس کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ تو تسبیح و تکبیر اور قرآت قرآن ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۵۹۸ حسن التعمم"۔ (مسلم اول، ص ۲۰۳، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ)

تیمم میں ہاتھوں کا مٹی سے مس ہونا ضروری ہے ورنہ تیمم نہ ہوگا:

۲۳۹۔ روی الطبرانی فی الصغیر عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمسحوا بالارض فانھا بکم برۃ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مٹی سے مسح کرو کہ وہ تمہارے لئے نیکی ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۶۰۰۔ حسن التعمم"۔ (المعجم الصغیر باب من اسمہ حملة بیروت ۱/ ۱۴۸)

نماز کسوف کے بارے میں دو حدیثیں:

۲۴۰۔ روی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (فذکر حدیث الکسوف و فیہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) صلوا حتی تنجلی۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کسوف ذکر کر کے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جب سورج گہن ہو تو) انجلاء شمس تک نماز پڑھتے رہو۔ (مولف) (مسلم اول، ص ۲۹۷۔ کتاب الکسوف)

۲۴۱۔ و فی روایة ابی مسعود الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاذا رأیتموھا(ہ) فقوموا و صلوا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب سورج گہن دیکھو تو نماز پڑھتے رہو یہاں تک کہ انجلاء شمس

ہو جائے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ا، ص ۶۲۱ حسن التعمہ" (مسلم اول، ص ۲۹۹۔ کتاب الکسوف)

چاند و سورج گہن یا زلزلہ و آندھی وغیرہ ہولناک منظر کے وقت نماز پڑھی جائے حدیث میں ہے۔

۲۴۲۔ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا رأیتم من ھذہ الافزاع شیئا فافزعوا الی الصلاۃ۔

فرمان نبوی ہے کہ جب تم ہولناکیاں (کسوف، خسوف، زلزلہ، آندھی، شدید بارش، دن میں سخت تاریکی وغیرہ) کو دیکھو تو نماز کی طرف رجوع کرو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ا، ص ۶۲۲ حسن التعمہ" (بخاری ا، ص ۱۴۳ باب ھل یقول کسفت الشمس الخ)

نماز کے وقت اگر کوئی سویا رہے تو جاگنے پر پڑھے حدیث میں ہے

۲۴۳۔ ھذا نبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قائلا لیس فی النوم تفریط وانما التفریط فی الیقظۃ۔

رواہ مسلم عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند میں کوئی تقصیر نہیں بلکہ کمی تو بیداری میں ہے۔ یعنی اگر کوئی بیدار رہ کر نماز نہ پڑھے تو بہت بڑا گنہگار ہے اور اگر نماز کے وقت بیدار نہیں ہو سکا تو بعد میں قضا پڑھ لے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ا، ص ۶۲۶" الظفر لقول زفر رسالہ ضمنیہ۔ (ابوداؤد اول، ص ۶۳ باب فیمن نام عن صلاۃ او نسیھا)

اندھیری میں مسجد کو جانا بڑی فضیلت رکھتا ہے حدیث میں ہے:

۲۴۴۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشرا لمشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیمۃ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اندھیریوں میں حاضری مسجد کے عادی ہیں انہیں روز قیامت نور کامل کی بشارت دو۔ (مولف) اخرجہ ابو داؤد و الترمذی بسند حسن عن بریدۃ و ابن ماجۃ و الحاکم عن انس و سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ "فتاوی رضویہ، ج ا، ص ۶۳۳ حسن التعمہ" (ابن ماجہ اول، ص ۵۷ باب المشی الی الصلاۃ)

اذان کی آواز سننے والوں کو [illegible] جماعت میں [illegible]

ہے کہ نابینا کو بھی رخصت نہیں:

۲۳۵۔اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجل اعمیٰ فقال یا رسول اللہ لیس لی قائد یقودنی الی المسجد فسأل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یرخص لہ فیصلی فی بیتہ فرخص لہ فلما ولی دعاہ فقال ھل تسمع النداء بالصلاۃ قال نعم قال فاجب۔ رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک نابینا صحابی خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں جو مجھے ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لے آیا کرے، مجھے گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت عطا ہو، حضور نے اجازت دے دی، جب وہ صحابی جانے لگے تو بلا کر ارشاد فرمایا کیا اذان کی آواز تمہیں پہنچتی ہے عرض کی ہاں فرمایا تو حاضر ہو۔(مولف)" فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۶۳۳ حسن التعمم" (مسلم اول، ص ۲۳۲ باب فضل صلاۃ الجماعۃ)

اقامت نماز کے بعد وضو یا غسل نہ ہونا یاد آجائے تو چلا جائے پھر بعد طہارت پڑھے حدیث میں ہے:

۲۳۶۔ فی الصحیحین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اقیمت الصلاۃ و عدلت الصفوف (قیاما) فخرج الینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما قام فی مصلاہ ذکر انہ جنب فقال لنا مکانکم ثم رجع فاغتسل ثم خرج الینا و راسہ یقطر فکبر فصلینا معہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جماعت قائم ہوئی اور صفیں برابر کی گئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لا کر جب مصلیٰ پر کھڑے ہوئے تو خیال آیا کہ جنب ہیں فرمایا اپنی اپنی جگہ رکے رہو پھر واپس گئے اور غسل فرما کر تشریف لائے تو سر اقدس سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے پھر تکبیر کہی اور ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔(مولف)" فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۶۳۸۔ حسن التعمم" (بخاری اول، ص ۴۱۔ باب اذا ذکر فی المسجد انہ جنب الخ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کے سلام کا جواب تیمم کے بعد دیا! حدیث میں ہے۔

۲۳۷۔ فی الصحیحین اقبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من نحو بئر جمل فلقیہ رجل فسلم علیہ فلم یرد علیہ حتی اقبل علی جدار فمسح وجہہ و یدیہ،

ثم رد علیه السلام۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہ جمل کی طرف تشریف لے گئے تو ایک آدمی نے حضور کو دیکھ کر سلام عرض کیا حضور نے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس جاکر چہرہ اور ہاتھوں کا مسح فرمایا پھر سلام کا جواب دیا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۶۱۸۔ حسن التعمم" (بخاری اول، ص ۴۸۔ باب التیمم فی الحضر اذا لم یجد الماء الخ)

۲۴۸۔ ایک صاحب گزرے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ قریب ہوا کہ وہ گلی سے گزر جائیں حضور نے تیمم فرماکر جواب دیا اور ارشاد فرمایا۔ انه لم یمنعنی ان ارد علیك السلام الا انی لم اکن علی طھر۔

ہم کو جواب دینے سے مانع نہ ہوا مگر یہ کہ اس وقت وضو نہ تھا۔ رواہ ابوداؤد عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۶۱۹ حسن التعمم" (ابوداؤد اول ۴۷ باب التیمم فی الحضر عند الخلاء)

حیا جس قدر زیادہ ہو بہتر ہے حدیث میں ہے:

۲۴۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الحیاء خیر کله۔

حیا سراسر بہتر ہے۔ رواہ البخاری و مسلم و ابوداؤد و النسائی عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنه و عن الصحابة جمیعا۔ "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۶۱۵۔ حسن التعمم" (مسلم اول، ص ۱۸، باب بیان عدد شعب الایمان الخ)

بے وجہ شرعی مال ضائع کرنا منع ہے حدیث میں ہے:

۲۵۰۔ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انه قال و انھی امتی عن اضاعة المال۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کو اضاعت مال سے روک دیا ہوں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۸۰۸۔ الطلبة البدیعه "رسالہ ضمنیہ

احادیث

فتاویٰ رضویہ جلد اوّل

بدگمانی کی ممانعت حدیث میں ہے:

۲۵۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم و الظن فان الظن اکذب الحدیث۔

گمان سے خوب دور رہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ (مولف) رواہ الائمۃ مالک و البخاری و مسلم و ابوداؤد و الترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۵۵۸" (بخاری دوم، ص ۸۹۶، باب ما ینہی عن التحاسد و التدابر الخ)

جلد باغت سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے حدیث میں ہے:

۲۵۲۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایما اھاب دبغ فقد طہر۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۵۵۹" (مسند احمد، ۱/۲۱۹)

ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنا منع ہے۔ حدیث میں ہے:

۲۵۳۔ رواہ الدار قطنی و صححہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی ان یستنجی بروث او عظم و قال انہما لا یطہران۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ان سے طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۵۶۶"۔ (فتح القدیر، ۱/۱۸۹ فصل فی الاستنجاء)

تین پتھروں سے استنجا کرنا پاکی لاتا ہے:

۲۵۴۔ اخرج الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن خزیمۃ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من استطاب بثلثۃ احجار لیس فیہا رجیع کن لہ طہورا۔

خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسے تین پتھروں سے استنجا کرے جن میں لید یا گوبر کی آمیزش نہ ہو تو وہ اس کے لئے پاک کرنے والے ہیں۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۵۶۶" (کنز العمال، ص ۳۱۰، ج ۹)

تعارف

فتاویٰ رضویہ جلد دوم

علم و تحقیق کا گنجینہ "فتاویٰ رضویہ جلد دوم" امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی فقاہت و خدا داد صلاحیتوں کا عظیم شاہکار ہے۔

اس جلد میں کتاب الطہارت کا بقیہ اور کتاب الصلوٰۃ کا ابتدائیہ مندرج ہے۔ (چونکہ کتاب الطہارت کے بیشتر مسائل فتاویٰ رضویہ جلد اول میں بیان ہوئے)

کتاب الطہارت کے عنوانات و ابواب یہ ہیں۔

باب الوضوء، باب الغسل، پانی کا بیان، کنوئیں کا بیان، موزوں پر مسح کا بیان، حیض کا بیان، معذور کا بیان، نجاستوں کا بیان اور باب الاستنجاء۔

کتاب الصلوٰۃ کے عنوانات یہ ہیں۔

باب الاوقات، باب اماکن الصلوٰۃ اور باب الاذان و الاقامۃ۔

مذکورۃ الصدر ابواب کے ضمن میں دیگر مندرجہ ۲۳ عنوانات پر بھی ہزارہا مسائل اس جلد کی خصوصی زینت ہیں۔

مسائل نماز، جنائز، مسائل طلاق، قسم، بیع و شراء، دعویٰ، ہبہ، اجارہ، حظر و اباحت، فوائد حدیثیہ، حدیث و اصول حدیث، فوائد اصولیہ، فوائد فقہیہ، رسم المفتی، عقائد و کلام، رد بد مذہباں، طب، توقیت، تاریخ و تذکرہ، اسماء الرجال، فضائل و مناقب، طبعیات، ہندسہ و ریاضی۔

اور اس جلد کے حاشیہ پر کہیں کہیں علمی فوائد اور فقہی مسائل یا اسماء الرجال پر مشتمل عظیم تعلیقات بھی خود حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے درج فرمائی ہیں۔

پیش نظر جلد میں ۷۸۵ صفحات پر مبسوط ۱۰۳ فتووں کے علاوہ ابحاث نفیسہ اور نکات لطیفہ پر مشتمل سات گرانقدر رسائل بھی شامل ہیں جن کو دیکھنے سے امام احمد رضا بریلوی کی محدثانہ شان پورے عروج پر دکھائی دیتی ہے چونکہ ان تمام رسائل سے میں نے احادیث کا استخراج کیا ہے اس لئے ان میں سے ہر ایک کا تعارف ان کے اصل متن پر پیش کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

[illegible]

احادیث

فتاویٰ رضویہ جلد دوم

حضور علیہ السلام ہمہ وقت یادِ الٰہی کرتے :

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یذکر اللہ تعالیٰ علی کل احیانہ. رواہ الامام احمد و مسلم و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجۃ (و علقہ البخاری)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے۔(مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۳" (مسلم اول، ص ۱۶۲، باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابۃ و غیرھا)

حائض کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے :

۲۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدنی راسہ الکریم لام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وھی فی بیتھا وھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معتکف فی المسجد لتغسلہ فتقول انا حائض فیقول حیضتک لیست فی یدک۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں معتکف ہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں ہوتیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر اقدس کو دھونے کے لئے حضرت عائشہ کے قریب کر دیتے حضرت عائشہ عرض کرتیں میں حائضہ ہوں تو حضور فرماتے کہ حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔(مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۷۰" (ترمذی ۱/ ۱۹، باب ماجاء فی الحائض الخ)

حالت حیض میں جماع کرنے سے صدقہ کرنے کے حکم پر دو حدیثیں :

۳۔ الدارمی و ابن راھویۃ و حسنہ خاتم الحفاظ عن عبدالحمید بن زید بن الخطاب قال کان لعمر بن الخطاب امرأۃ تکرہ الجماع فکان اذا اراد ان یأتیھا اعتلت علیہ بالحیض فوقع علیھا فاذا ھی صادقۃ فاتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فامرہ ان یتصدق بخمسی دینار کما فی کنزالعمال و منتخبہ فامرہ ان

يتصدق بخمسين دينار۔

عبدالحمید بن زید بن خطاب نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک عورت تھی جو جماع کو ناپسند کرتی تھی جب بھی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماع کرنے کا ارادہ فرماتے تو وہ حیض کا عذر کرتی ایک بار یہ جماع میں مشغول ہو گئے جب کہ وہ حقیقت میں حائضہ تھی تو حضرت عمر فاروق نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور نے خمس دینار یعنی پچیس دینار صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۳۰" (کنزالعمال، ص ۱۳، ج ۲۲)

۳۔ عن عمر رضی اللہ تعالی عنه انه اتی جارية له فقالت انی حائض فوقع بها فوجدها حائضاً فاتی النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم فذکر ذلک له فقال یغفر اللہ لك یا ابا حفص تصدق بنصف دینار۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ایک باندی کے پاس تشریف لائے باندی نے کہا میں حائضہ ہوں پھر جماع میں مشغول ہوئے تو اس کو حائضہ پایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں آکر اس کا ذکر کیا حضور نے فرمایا اے ابو حفص اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے آدھا دینار صدقہ کر دو۔ (مولف) (حیض کی کس حالت میں جماع کرنے سے کتنا صدقہ دینا پڑے گا آنے والی حدیثوں میں اس کا بیان موجود ہے۔ مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۳۱" (کنزالعمال، ص ۱۲، ج ۲۲)

پانی سے طہارت حاصل کرنے پر ایک حدیث:

۵۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشاب کے بعد پانی سے استنجا فرماتے۔ احمد و الترمذی و صححه و النسائی عنها رضی اللہ تعالی عنها قالت مرن ازواجکن ان یغسلوا اثر الغائط و البول فان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان یفعله۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواتین سے فرمایا کہ تم اپنے شوہروں سے کہو کہ پیشاب، پاخانہ کے بعد پانی سے استنجاء کریں کیونکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۶۶" (ترمذی اول، ص ۱۱، باب الاستنجاء بالماء) (نسائی اول، ص ۱۸، الاستنجاء بالماء)

رفع حاجت کے وقت انگشتری اتار لینے کے بارے میں ایک حدیث :

۶۔ ابوداود و الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء نزع (وضع) خاتمہ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں جاتے تو انگشتری اتار لیتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۶۸"

(ابوداود اول، ص ۵، باب الخاتم یکون فیہ ذکر اللہ تعالیٰ یدخل بہ الخلاء)

شب اسراء رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں :

۷۔ صحیح مسلم عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی خبر الاسراء فاعطی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلثا اعطی الصلوات الخمس و اعطی خواتیم سورۃ البقرۃ وغفر لمن لم یشرک باللہ من امتہ شیأ۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث اسراء میں فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔ پانچ نمازیں اور سورۂ بقر کی آخری آیتیں اور آپ کی امت میں سے ان کی مغفرت جس نے شرک نہیں کیا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۹۵"

(مسلم اول، ص ۹۷، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

تعارف

سلب الثلب عن القائلین بطہارۃ الکلب
(کتے کی طہارت کے قائلین سے عیب کا دور کرنا)

۲۸ رجب ۱۳۱۲ھ کو استفتاء پیش ہوا کہ کتا طاہر العین ہے یا نجس العین؟

اور سائل نے اپنے سوال میں کتے کے طاہر العین ہونے میں کچھ دلیلیں جمع کی ہیں اور نجس العین ہونے میں بھی کچھ دلیلیں فراہم کی ہیں۔

اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا کہ

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں یہ جانور سائر سباع کے مانند ہے کہ لعاب نجس اور عین طاہر، یہی مذہب ہے، صحیح واصح و معتمد ومؤید بدلائل قرآن وحدیث و مختار و ماخوذ للفتوی عند جمہور مشائخ القدیم والحدیث ہے۔

یعنی جس طرح تمام درندوں کا لعاب نجس اور ناپاک ہے اور جسم طاہر ہے اسی طرح کتے کا لعاب بھی نجس وناپاک ہے اور جسم طاہر ہے دلیل قطعی وظنی سے یہی ثابت اور اسی پر عام مشائخ متقدمین ومتاخرین کے نزدیک فتوی ہے۔ اس کے بعد کتا کے طاہر العین ہونے کی دلیلوں کو آٹھ وجہوں سے ترجیح دی اور پچاس متداول کتب فقہ کے حوالوں سے ثابت کیا کہ کتا طاہر العین ہے۔

اور کتا کے نجس العین ہونے کے دلائل کی پانچ وجوہات سے تضعیف کی اور ثابت کیا کہ کتا نجس العین نہیں ہے۔

اس رسالے میں کئی حدیثیں ایسی ہیں جن سے کلب کا مال متقوم ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔

تو امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ جو شئی نجس العین ہوگی وہ مال متقوم نہیں اور جو چیز مال متقوم ہوگی وہ نجس العین نہیں، جب کلب مال متقوم ہے تو نجس العین نہیں تو واجب کہ طاہر العین ہو۔

یہ رسالہ اسی مسئلے کی تحقیق میں جہازی سائز کے ۵۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، اور اس میں ۳۲ احادیث کریمہ شامل بحث ہیں

احادیث

سلب الثلب عن القائلین بطهارۃ الکلب

کتا بیچنا منع ہے حدیث میں ہے :

۸۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن ثمن الکلب۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے

(مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۶۳" سلب الثلب۔ (بخاری اول، ص ۲۹۸، باب ثمن الکلب)

کتا قتل کرنے پر چالیس درہم ضمان ہوں گے :

۹۔ ان عبداللہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قضی فی کلب باربعین درھما۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کتا مار ڈالنے کے جرم میں چالیس درہم ادا کرنے کا حکم سنایا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۶۳" سلب الثلب۔ (شرح معانی الاثار ۲/ ۲۲۸، باب ثمن الکلب)

۱۰۔ حدثنا یونس بن وھب قال سمعت ابن جریج یحدث عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن عمرو انہ قضی فی کلب صید قتلہ رجل باربعین درھما و قضی فی کلب ماشیۃ بکبش۔

عبداللہ بن عمرو نے ایک شکاری کتا کے لئے چالیس درہم میں فیصلہ کیا جس کو ایک آدمی نے قتل کیا تھا اور آزاد کتا کے لئے ایک مینڈھا۔ (مولف) پہلے کتے کا قتل جائز تھا اور اس سے انتفاع حرام، اب کتا سے انتفاع کی رخصت ہے اور اس کے قتل کرنے پر چاہے کتا معلم ہو یا غیر معلم بہر حال ضمان کا حکم ہے۔ مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۶۵ سلب الثلب۔ (شرح معانی الاثار ۲/ ۲۲۸، باب ثمن الکلب)

حرام چیزوں کی خرید و فروخت حرام ہے حدیث میں ہے :

۱۱۔ اخرج الائمۃ ... رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ و رسولہ حرم بیع الخمر و المیتۃ و الخنزیر و الاصنام۔

نبی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت حرام فرمائی ہے۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۲۹۸، باب بیع المیتۃ و الاصنام)

۱۲۔ ولاحمد و مسلم والاربعۃ و الطحاوی و الحاکم عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن ثمن الکلب و السنور۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتے اور بلی کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔ (مولف) (مسلم دوم، ص ۲۰، باب تحریم ثمن الکلب)

دین میں آسانیاں ہیں حدیث میں ہے:

۱۳۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الدین یسر۔ الحدیث۔ رواہ البخاری و النسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک دین آسان ہے۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۱۰، باب الدین یسر)

۱۴۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسروا و لاتعسروا۔ رواہ احمد و الشیخان و النسائی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسانی کرو اور دقت میں نہ ڈالو۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۷۶ "سلب الثلب۔ (مسلم دوم، ص ۸۲، باب تامیر الامام الامراء الخ)

پانچ جانور فاسق ہیں ہر حال میں ان کا قتل کرنا جائز ہے:

۱۵۔ اخرج الائمۃ مالک و البخاری و احمد و مسلم و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجۃ عن ابن عمر و البخاری ومسلم و النسائی و الترمذی و ابن ماجۃ عن ام المومنین الصدیقۃ و ابوداؤد بسند حسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و احمد باسناد حسن عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کلھم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خمس من الدواب و لیس علی المحرم فی قتلھن جناح الغراب و الحدأۃ و العقرب و الفارۃ و الکلب العقور۔

محرم کے لئے بھی گناہ نہیں ہے۔ یعنی کوا، چیل، بچھو، چوہا اور پاگل کتا۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۲۳۶، باب مایقتل المحرم من الدواب) (مسلم اول، ص ۳۸۲، مایندب للمحرم وغیرہ قتله من الدواب الخ)

۱۶۔ و فی حدیث ابن عباس خمس کلهن فاسقة یقتلهن المحرم و یقتلن فی الحرم۔ وعدالحیة بدل الحداة و فی احدی روایات الصدیقة الحیة مکان العقرب۔

اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں ہے کہ پانچ (مذکورہ) جانور فاسق ہیں ان کو محرم بھی قتل کر سکتا ہے اور وہ حرم میں بھی قتل کئے جا سکتے ہیں۔ (مولف) (کنزالعمال، ص ۱۸، ج ۵)

سانپوں کے قتل کرنے کے بارے میں چند حدیثیں:

۱۷۔ ابو داؤد و النسائی عن ابن مسعود و الطبرانی فی الکبیر عن جریر بن عبدالله البجلی و عن عثمن بن العاص بسند صحیح عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اقتلوا الحیات کلهن فمن خاف ثأرهن فلیس منا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سانپوں کو قتل کرو اور جو ان کے بدلہ لینے سے ڈرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں (مولف) (یعنی مسلمان کی شان نہیں کہ بدلہ کے خوف سے سانپ کو چھوڑ دے)" فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۸۷ "سلب الثلب۔ (ابوداؤد دوم، ص ۷۱۲، باب فی قتل الحیات)

۱۸۔ احمد و الشیخان و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجة عن ابن عمر عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اقتلوا الحیات اقتلوا ذوالطفیتین و الابتر۔ الحدیث۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مار ڈالا کرو سانپوں کو، مارو تم اس سانپ کو جس کی پیٹھ پر دو سفید دھاریاں ہوتی ہیں اور اس سانپ کو بھی جو کبود رنگ اور کوتاہ دم ہوتا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۸۷ "سلب الثلب۔ (مسلم دوم، ص ۲۳۴، کتاب قتل الحیات وغیرها)

۱۹۔ ابوداؤد و الترمذی و النسائی و ابن حبان و الحاکم عن ابی هریرة و الطبرانی فی الکبیر عن ... النبی صلی الله تعالی علیه وسلم اقتلوا

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دو کالی چیزوں کو نماز میں بھی قتل کر دیتی سانپ اور بچھو۔ (مؤلف) (ترمذی اول، ص ۸۹، باب ماجاء فی قتل الاسودین فی الصلاۃ)

گرگٹ یا چھپکلی اور سانپ مارنے کے بارے میں تین حدیثیں :

۲۰۔ ایضاً ھذا عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اقتلوا الوزغ و لو فی جوف الکعبۃ۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گرگٹ (یا چھپکلی) کو قتل کرو اگرچہ کعبہ کے اندر ہو۔ (مؤلف) (المعجم الکبیر بیروت ۱۱، ۳۰۲)

۲۱۔ احمد عن ابن مسعود بسند صحیح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قتل حیۃ فکانما قتل رجلا مشرکا قد حل دمہ۔

جس نے سانپ کو قتل کیا اس نے گویا ایک مشرک حلال الدم کو قتل کیا۔ (مؤلف) (یعنی سانپوں کا قتل موجب اجر عظیم ہے) (مسند احمد، ص ۳۹۴، ج ۱)

۲۲۔ احمد و ابن حبان بسند صحیح عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قتل حیۃ فلہ سبع حسنات و من قتل وزغۃ فلہ حسنۃ۔

جو سانپ کو قتل کرے اس کے لئے سات نیکیاں ہیں اور جو چھپکلی یا گرگٹ کو مارے اس کے لئے ایک نیکی۔ (مؤلف) (مسند احمد، ص ۳۹۴، ج ۱)

ملائکہ رحمت تین شخصوں کے قریب نہیں جاتے ہیں حدیث میں ہے :

۲۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لاتقربھم الملئکۃ الجنب و السکران و المتضمخ بالخلوق. رواہ البزار باسناد صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

فرشتے تین شخص کے قریب نہیں جاتے ہیں جنب، نشہ والا اور زعفران سے رنگ کیا ہوا کپڑا استعمال کرنے والا۔ (مؤلف) (مجمع الزوائد باب ماجاء فی الخمر الخ بیروت ۵، ۷۲)

بلی درندہ ہے مگر اس کا جوٹھا ناپاک نہیں ہے اس پر چار حدیثیں :

۲۴۔ حدیث۔ انھا لیست بنجس انھا من الطوافین علیکم و الطوافات۔

(صحیح حدیث میں بلی کی نسبت فرمایا) کہ وہ نجس نہیں ہے بیشک وہ تمہارے گرد کثرت سے گھومنے والے ہیں۔ بالوں اور با ... الائمۃ مالک و احمد و

الاربعة و ابن حبان و الحاکم و ابن خزیمة و ابن منده فی صحاحهم عن ابی قتادة و ابوداؤد و الدار قطنی عن ام المومنین الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنهما عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم" فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۹۷ "سلب السلب۔ (ابوداؤد اول، ص ۱۱، باب سور الهرة)

۲۵۔ رواہ الاربعة من طریق وکیع عن سعید بن المسیب عن ابی زرعة عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الهر سبع۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی درندہ ہے (مولف) (مسند احمد، ص ۱۸۸، ج ۳)

۲۶۔ و الحاکم من حدیث عیسیٰ بن المسیب ثنا ابوزرعة عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم السنور سبع۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی درندہ ہے۔ (مولف) (مسند احمد، ۲، ر ۳۲۷)

۲۷۔ و قال العقیلی فی ترجمة عیسیٰ بن المسیب من کتاب الضعفاء حدثنا محمد بن زکریا البلخی [illegible] محمد بن ابان و محمد بن الصباح قالا حدثنا وکیع نا عیسیٰ بن المسیب عن [illegible] عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و ذکر الهر فقال هی سبع۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلی کا ذکر کر کے فرمایا کہ یہ درندہ ہے۔ (مولف)

"فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۸۰" سلب السلب۔ (مسند احمد، ص ۱۸۸، ج ۳)

شیطان کبھی کالے کتے کی شکل اختیار کرتا ہے حدیث میں ہے:

۲۸۔ احمد و الستة الا البخاری عن عبدالله بن الصامت عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه و فیه فانه یقطع صلاته المرأة و الحمار و الکلب الاسود قلت یا اباذر مابال الکلب الاسود من الکلب الاحمر من الکلب الاصفر قال ابن اخی سألت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کما سألتنی فقال الکلب الاسود شیطان۔

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ عورت و گدھا اور کالا کتا آدمی کی نماز توڑ دیتے ہیں میں (عبداللہ بن صامت) نے کہا اے ابوذر کالے کتے میں کیا بات ہے سرخ اور پیلے کتے سے [illegible] تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا

تھا جیسا تم نے مجھ سے پوچھا تو فرمایا کہ کالا کتا شیطان ہے۔ (مولف) (نماز ٹوٹنے سے مراد دل کا ادھر ادھر مائل ہوتا ہے ورنہ عورت وغیرہ کے نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

(مسلم اول، ص ۱۹۷، باب سترۃ المصلی و الندب الی الصلاۃ الخ)

ولاحمد عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الکلب الاسود البہیم الشیطان۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کالا کتا شیطان ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۸۱" سلب الثلب۔ (مسند احمد ۲۲۶، ج ۷)

تعارف

الاحلی من السکر لطلبة سکر روسر

(روسر کی شکر کا شرعی حکم)

ذیقعدہ ۱۳۰۳ھ میں سوال کیا گیا کہ روسر کی شکر (روسر انگریزی تاجروں کی ایک جماعت کا نام ہے جس نے شاہجہاں پور میں شکر کا کارخانہ لگایا تھا اور وہ حیوانوں کی ہڈیاں جلا کر اس کے کوئلوں سے شکر صاف کرتی تھی۔ تذکرہ علمائے ہند) کہ ہڈیوں سے صاف کی جاتی ہے اور صاف کرنے والے اس بات کی احتیاط نہیں کرتے کہ وہ ہڈیاں پاک ہیں یا ناپاک، حلال جانور کی ہیں یا حرام کی اس شکر کا کیا حکم ہے؟

امام احمد رضا بریلوی نے اس کے جواب سے پہلے شرعی اصول و ضوابط کی روشنی میں بطور تمہید دس مقدمات بیان کئے پھر تفصیلی حکم بیان فرمایا کہ:

"شریعت مطہرہ میں طہارت و حلت اصل ہیں اور ان کا ثبوت خود حاصل کہ اپنے اثبات میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، اور حرمت و نجاست عارضی کہ ان کے ثبوت کو دلیل خاص کی ضرورت ہے اور محض شکوک و ظنون سے ان کا اثبات نا ممکن کہ طہارت و حلت پر بوجہ اصالت جو یقین تھا اس کا زوال بھی اس کے مثل یقین ہی سے متصور ہوگا، صرف ظن لاحق، یقین سابق کے حکم کو رفع نہیں کرتا یہ شرع شریف کا ضابطہ عظیمہ ہے جس پر ہزارہا احکام متفرع ہوتے ہیں۔"

اس لئے ہر جانور کی ہڈیاں یہاں تک کہ غیر ماکول و نامذبوح کی بھی مطلقاً پاک ہیں جب تک ان پر ناپاک دسومت (چکنائی) نہ ہو سوا خنزیر کے کہ نجس العین ہے اور اس کا ہر جزو بدن ایسا ناپاک ہے کہ اصلاً طہارت کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر حلال و جائز الاکل صرف ان جانوروں کی ہڈیاں ہیں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اور انہیں ذبح شرعی کے طور پر ذبح کئے جائیں اور حرام جانور یا جو بے ذبح شرعی کاٹا جائے وہ بجمیع اجزاء ناجائز و حرام ہیں اگرچہ طاہر ہوں کہ طہارت مستلزم حلت نہیں اس لئے امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ:-

روسر کی شکر کا مذہب ... ہے جس کے انکار کی گنجائش نہیں، مگر

اس تصفیہ میں ہڈیوں پر شکر کا صرف مرور و عبور ہوتا ہے بغیر اس کے کہ ان کے کچھ اجزاء شکر میں رہ جاتے ہوں تو اس شکر کی حت کو صرف ان ہڈیوں کی طہارت درکار ہے اگرچہ حلال و ماکول نہ ہوں۔

جس طرح پانی کو کوئلوں اور ہڈیوں سے متقاطر کر کے صاف کرتے ہیں کہ برتن میں ستھرا شفاف پانی آجاتا ہے ہڈی اور کوئلے کا کوئی جزء اس میں شریک نہیں ہونے پاتا تو یہ پانی بلاشبہ پاک اور جائز الاستعمال ہے۔

اور اگر اجزائے استخواں پیس کر اس میں ملاتے اور وہ مخلوط و غیر ممیز ہو کر اس میں رہ جاتے ہیں تو حلت شکر کو ان ہڈیوں کی حلت بھی ضروری ہے صرف طہارت کفایت نہ کرے گی۔

اور اگر غیر ماکول یا مردار کے استخواں ہوئے تو اس صورت میں وہ اجزاء بلا امتیاز کے مخلوط ہونے کے سبب شکر کے ساتھ کھانے میں آئیں گے اور ان کا کھانا حرام ہے تو شکر بھی حرام ہو جائے گی۔

اور آخر میں فرماتے ہیں کہ :

اوہام و خیالات کی بنیاد پر مطلقاً روسر کی شکر کو نجس و حرام کہہ دینا صحیح نہیں بلکہ مقام اطلاق میں طہارت و حلت ہی پر فتویٰ دیا جائے گا تاوقتیکہ کسی صورت کا خاص حال تحقیق نہ ہو، ورنہ مسلمانوں کے معاملات کا دائرہ نہایت تنگ ہو جائے گا اور ہزار ہا چیزیں چھوڑ دینی پڑیں گی۔

امام احمد رضا کی جدید تحقیقات سے مملو ۳۹ صفحے کے اس رسالے میں ۷ حدیثیں زینت تحقیق ہیں۔

احادیث

الاحلی من السکر لطلبة سکر روسر

خیر ون القرون کے بعد کا زمانہ شر انگیز ہے حدیث میں ہے

۳۰۔ قال صلی اللہ تعالی علیه وسلم لایأتی علیکم زمان الا الذی بعدہ شرمنه حتی تلقوا ربکم. اخرجه احمد و محمد بن اسمٰعیل و الترمذی و النسائی عن انس رضی اللہ تعالی عنه۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی سال یا کوئی زمانہ ایسا نہیں آئے گا مگر یہ کہ اس کا بعد والا زیادہ شر انگیز ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو۔ (مولف) (بخاری دوم، ص ۱۰۴۷، باب لایأتی زمان الا الذی بعدہ شرمنه)

۳۱۔ اخرج الطبرانی بسند صحیح عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم امس خیر من الیوم و الیوم خیر من غدو کذلك حتی تقوم الساعة۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کل گزشتہ آج سے بہتر ہے اور آج کل سے اور قیامت قائم ہونے تک اسی طرح ہوتا رہے گا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج۲، ص۹۹" الاحلی من السکر۔ (مجمع الزوائد باب فیما مضی من الزمان اخ بیروت ۷ / ۲۸۶)

جوتا پہن کر نماز پڑھنے کے بارے میں دو حدیثیں:

۳۲۔ اخرج الائمة احمد و الشیخان و الترمذی و النسائی عن سعید بن یزید سألت انسا اکان النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم یصلی فی نعلیه قال نعم۔

سعید بن یزید رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نعلین اقدس ہی میں نماز ادا فرماتے تھے فرمایا ہاں۔ (مولف) (زمانہ رسالت میں جوتا پہن کر نماز پڑھنے کا رواج تھا اور وہ جوتے نرم و نازک اور نماز کے لئے مخصوص ہوتے تھے۔ مولف) (بخاری اول، ص ۵۶، باب الصلاۃ فی النعال)

۳۳۔ اخرج ابوداؤد والحاکم وابن حبان و البیهقی باسناد صحیح و

الطبرانی فی الکبیر علی نزاع فی صحتہ عن شداد بن اوس البزار بسند ضعیف عن انس مرفوعاً و ھذا حدیث الاوّل خالفوا الیھود (وفی روایۃ النصاریٰ) فانھم لایصلون فی نعالھم و لا خفافھم۔

یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو کیونکہ وہ لوگ نہ جوتوں میں نماز پڑھتے ہیں نہ موزوں میں۔ (مولف)"فتاوی رضویہ، ج۲، ص ۱۰۳" الاحلی من السکر۔(ابوداود اول، ص ۹۵، باب الصلاۃ فی النعل)

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بکمال رافت و رحمت اور تواضع و تالیف کفار کی دعوت قبول فرمائی۔

۳۴۔الامام احمد عن انس رضی اللہ تعالی عنہ ان یھودیا دعا النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الی خبز شعیر واھالۃ سنخۃ فاجابہ۔

ایک یہودی نے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور چربی کی دعوت دی تو حضور نے قبول فرمائی۔ (مولف)" فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۰۳"۔ الاحلی من السکر (مسند احمد، ص ۲۷۰، ج ۳)

جب تک نجاست کا یقین نہ ہو تو کفار کا برتن استعمال کرنا ناجائز نہیں اس پر چند حدیثیں:

۳۵۔احمد فی المسند و ابو داؤد فی السنن عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ قال کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فنصیب من آنیۃ المشرکین و اسقیتھم و نستمع بھا فلایعیب ذلک علینا (علیھم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ میں جاتے تو مشرکوں کے برتن اور مشک کی ضرورت پڑتی اور ان سے ہم کام نکالتے تو حضور اس کو ہم پر معیوب نہیں رکھتے (مولف) (ابوداود دوم، ص ۵۳۶۔ باب فی استعمال آنیۃ اھل الکتاب)

۳۶۔الشیخان فی حدیث طویل عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ و عن جمیع الصحابۃ ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و اصحابہ توضؤا من مزادۃ امرأۃ مشرکۃ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ایک مشرکہ عورت کے مشکیزہ کے پانی سے وضو فرمایا۔ یعنی جب کسی پانی کے ناپاک ہونے کا یقین نہ ہو تو اس سے وضو جائز ہے۔

(مولف)(تعریفہ محمدیہ باب السنت لاہور ۲/۳۰۹)

۳۷۔ الشافعی و عبدالرزاق وغیرھما عن سفین بن عیینة عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ توضأ من ماء فی جرة النصرانیة۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک نصرانیہ کے گھڑے کے پانی سے وضو فرمایا۔

(مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۰۵ لاحق من سکو (تعریفہ محمدیہ باب السنت لاہور ۲/۳۰۹)

اتباع سنت کی تاکید پر ایک حدیث :

۳۸۔ قال علیہ الصلوة والسلام علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا تم پر لازم ہے میری سنت کی اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۱۳" لاحق من سکو (ترمذی دوم، ص ۹۲، باب الاخذ بالسنة و اجتناب البدعة)

کافروں کا برتن دھونے کے بعد استعمال کرنے میں حرج نہیں اس مضمون پر چار حدیثیں۔

۳۹۔ احمد و الشیخان و ابو داؤد و الترمذی وغیرھم عن ابی ثعلبة رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قلت یا رسول اللہ انا بارض قوم اھل الکتاب افنأکل فی آنیتھم قال و ان وجدتم غیرھا فلا تأکلوا فیھا و ان لم تجدوا فاغسلوھا و کلوا فیھا۔

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اہل کتاب کی سرزمین میں ہوتے ہیں کیا ان کے برتن میں کھائیں فرمایا اگر دوسرے برتن ملیں تو ان میں کھاؤ ورنہ ان برتنوں کو دھونے کے بعد کھاؤ (مولف) (ترمذی اول، ص ۲۸۳، باب ما جاء فی الانتفاع بآنیة المشرکین)

۴۰۔ و فی لفظ ابی داؤد انھم یاکلون لحم الخنزیر و یشربون الخمر فکیف نصنع بآنیتھم و قدورھم. الحدیث۔

ابو داؤد کا لفظ یہ ہے کہ وہ لوگ خنزیر کا گوشت کھاتے اور شراب پیتے ہیں تو ان کے برتن اور ہانڈیاں کیسے استعمال کریں۔ (مولف)(ابو داؤد، ص ۵۳ [illegible])

۴۱۔ و فی الحدیث روی ابی عیسی سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن قدور [illegible] فیھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مجوسیوں کی ہانڈیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ ان کو خوب دھو کر پاک کرنے کے بعد ان میں پکاؤ۔ (مولف) (ترمذی اول، ص ۲۸۳ باب ما جاء فی الانتفاع بآنیة المشرکین)

۴۲۔ و عند احمد عن ابن عمر ان ابا ثعلبة رضی اللہ تعالیٰ عنهم سأل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم افتنا فی آنیة المجوس اذا اضطررنا الیها قال اذا اضطررتم الیها فاغسلوها بالماء و اطبخوا فیها۔

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مجوسیوں کے برتنوں کے بارے میں فتویٰ پوچھا کہ جب ان برتنوں کی شدید ضرورت محسوس کریں تو کیا کریں فرمایا جب زیادہ ہی مضطرب ہو جاؤ تو ان برتنوں کو پانی سے دھو لینے کے بعد پکاؤ۔ (مولف) (مسند احمد، ص ۸۲، ۳، ص ۲)" فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۱۳" الاحلی من السکر۔

دین میں شرعاً آسانی مطلوب ہے اور غلو سخت ممنوع و مردود، اس پر چند احادیث کریمہ۔

۴۳۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الاغلبه فسددوا و قاربوا و ابشروا۔ الحدیث۔ اخرجه البخاری و النسائی عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه۔

بیشک دین سہل ہے اور دین پر کوئی غلبہ حاصل نہ کر سکے گا تو تم راستی و میانہ روی اختیار کرو اور خوشخبری دو۔ (مولف) (بخاری شریف اول، ص ۱۰ باب الدین یسر)

۴۴۔ و صدره عند البیهقی فی شعب الایمان بلفظ ان الدین یسر لن یغالب الدین احد الاغلبه۔

دین سہل ہے اور دین پر ہرگز کوئی غلبہ نہ پائے گا۔ (مولف) (شعب الایمان القصد فی العبادة بیروت ۳/ ۴۰۱)

۴۵۔ و اخرج احمد و النسائی و ابن ماجة و الحاکم باسناد صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ایاکم و الغلو فی الدین فانما هلک من کان قبلکم بالغلو فی الدین۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین میں غلو کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ تمہارے

اگلے دین میں غلو کی ... ۲۲۴ ... قدر

حصبی الرمی)

۴۶۔ و اخرج احمد برجال الصحیح والبیهقی فی الشعب و ابن سعد فی الطبقات عن ابن الادرع رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم انکم لن تدرکوا هذا الامر بالمغالبة۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہرگز تم اس امر کو غلبہ سے نہیں پاسکو گے۔(مولف)

(کنزالعمال، ص ۲۲، ج ۳)

۴۷۔ و اخرج احمد فی المسند و البخاری فی الادب المفرد و الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم احب الدین الی الله الحنیفیة السمحة۔

یعنی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ تعالی کے نزدیک محبوب تر وہ دین ہے جو ہر باطل سے جدا اور نرم و سہل ہے۔ یعنی دین اسلام۔ (مولف)(بخاری اول، ص ۱۰، باب الدین یسر الخ)

۴۸۔ و اخرج ایضا هولآء فیها بسند جید عن محجن بن الادرع الاسلمی و الطبرانی ایضاً فی الکبیر عن عمران بن حصین و فی الاوسط و ابن عدی و الضیاء و ابن عبدالبر فی العلم عن انس عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خیر دینکم ایسره۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کہ تمہاری دینی چیزوں میں بہتر وہ ہے جو سہل تر ہو۔ (مولف)"فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۱۹" الاحلی من السکر۔(کنزالعمال، ص ۲۳، ج ۳)

۴۹۔ واخرج ابوالقاسم بن بشران فی امالیه عن امیر المومنین عمر رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ایاکم و التعمق فی الدین فان الله قد جعله سهلاً۔ الحدیث۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کہ دین کی گہرائی میں جانے سے بہت بچو کیونکہ بیشک اللہ نے دین سہل بنایا ہے۔ (مولف)"فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۱۹" الاحلی من السکر۔(کنزالعمال، ص ۲۲، ج ۳)

کھانے کی چیزوں سے متعلق ایک حدیث:

۵۰۔ رزین عن بعض الرواة و انی سمعت رسول الله صلی الله تعالی علیه

رزین نے بعض راویوں سے نقل کیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھانے کی وہ چیز جو تمہارے پیٹ میں ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں اور جو باقی ہے تو وہ پاک ہے۔ (مولف) (مشکوٰۃ ۱ر۵۱ باب احکام المیاہ)

دہ دردہ حوض کتا کے چاٹنے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے:

۵۱۔ و اخرج الامام الشافعی عن عمرو بن دینار ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ ورد حوض مجنۃ فقیل انما ولغ الکلب آنفا فقال انما ولغ بلسانہ فشرب و توضأ۔

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ڈھلکے ہوئے حوض کے پاس تشریف لائے تو ان سے کہا گیا کہ ابھی ابھی کتے نے چاٹا ہے تو فرمایا کہ کتا نے زبان سے چاٹا ہے پھر انہوں نے وہی پانی پیا اور اسی سے وضو فرمایا۔ (مولف) (حوض بڑا تھا پھر یہ کہ حضرت عمر درندہ کے جھوٹے کو طاہر سمجھتے تھے (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۲۳" الاحلی من السکر۔ (مصنف عبدالرزاق باب الماء تردہ الکلاب بیروت ۱ر۷۶)

مدارات و محبت کے بارے میں دو حدیث جلیل:

۵۲۔ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعثت بمداراۃ الناس۔ الطبرانی فی الکبیر عن جابر۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کی دلجوئی اور مدارات کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ (مولف) (کنز العمال، ص ۲۳۲، ج ۳)

۵۳۔ وقال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم راس العقل بعد الایمان باللہ التحبب الی الناس۔ الطبرانی فی الاوسط عن علی و البزار فی المسند عن ابی ہریرۃ و الشیرازی فی الالقاب عن انس و البیہقی فی الشعب عنہم جمیعاً رضی اللہ تعالی عنہم۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان باللہ کے بعد عقل مندی یہ ہے کہ لوگوں سے محبت کی جائے۔ (مولف) (کنز العمال، ص ۵، ج ۳) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۲۶" الاحلی من السکر۔

معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہوتی حدیث میں ہے:

۵۴۔ وقال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ و انما الطاعۃ

في المعروف. الشيخان و ابو داؤد و النسائی عن علی کرم الله تعالی وجهه (ونحوه احمد و الحاکم بسند صحیح عن عمران بن حصین و عن عمر و بن الحکم الغفاری رضی الله تعالیٰ عنهم)

ناجائز بات میں کسی کی اطاعت نہیں ہاں اطاعت تو اچھائیوں میں ہے۔(مولف) (مسلم دوم، ص ۱۲۵، باب وجوب اطاعة الامراء الخ)

۵۵۔ قال صلی الله تعالی علیه وسلم لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق. احمد الامام و محمد الحاکم عن عمران والحکم بن عمرو الغفاری رضی الله تعالیٰ عنه۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔(مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۲۷ "الاحلی من السکر۔(هذا باب فی الترمذی الثانی، ص ۳۰۰) (مشکوٰۃ دوم ص ۳۲۱، کتاب الامارۃ و القضاء الفصل الثانی)

حالات زمانہ کی تبدیلی اور انسانی عمل کے بارے میں ایک حدیث:

۵۶۔ حدیث میں آیا، انکم فی زمان من ترک منکم عشر ما امر به هلک ثم یأتی زمان من عمل منهم بعشر ماامر به نجا. اخرجه الترمذی و غیره عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم۔

(اے صحابیو) تم ایسے زمانہ میں ہو کہ تم میں کوئی مامور بہ کا دسواں حصہ ترک کردے تو ہلاک ہو جائے پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں کوئی مامور بہ کا دسواں حصہ عمل کرے گا تو نجات پا جائے گا۔(مولف) (ترمذی دوم، ص ۵۲۔ ابواب الفتن)

شبہ کی چیزوں سے بچنا حفاظت دین و آبرو کے برابر ہے حدیث میں ہے:

۵۸۔ قوله صلی الله تعالی علیه وسلم من اتقی الشبهات فقد استبرء لدینه و عرضه۔

جو شبہات سے بچے اس نے اپنے دین و آبرو کی حفاظت کرلی۔(مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۳۱" الاحلی من السکر۔(مسلم دوم، ص ۲۸، باب اخذ الحلال و ترک الشبهات)

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر کیا کیا حرام ہے:

۵۹۔ لابی داؤد و ابن ماجة عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم کل المسلم علی المسلم حرام ماله و عرضه و دمه حسب امر ی

مسلمان کا سب کچھ دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا مال اس کی آبرو اس کا خون، آدمی کے شر و بد ہونے کو یہ کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۳۱" الاحلی من السکر۔ (ابوداؤد دوم، ص ۲۶۹۔ باب فی الغیبۃ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب کسی صحابی کو کسی امور پر مقرر فرماتے تو آسانیاں اور خوشخبری دینے کی تاکید فرماتے:

۲۰۔ لمسلم و ابی داؤد عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا بعث احدا من اصحابہ فی بعض امر قال بشروا ولا تنفروا و یسروا و لاتعسروا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب کسی صحابی کو کسی کام کے لئے بھیجتے تو فرماتے کہ خوشخبری دو نفرت نہ ڈالو اور آسانی کرو دقت میں نہ ڈالو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۳۲" الاحلی من السکر۔ (مسلم دوم، ص ۸۲۔ باب تامیر الامام الامراء علی البعوث الخ)

شیطانی باتیں کس طرح پھیلتی ہیں اس پر ایک حدیث:

۲۱۔ مسلم فی مقدمۃ الصحیح عن عامر بن عبدۃ قال قال عبداللہ ان الشیطن لیتمثل فی صورۃ الرجل فیأتی القوم فیحدثھم بالحدیث من الکذب فیتفرقون فیقول الرجل منھم سمعت رجلاً اعرف وجھہ ولاادری ما اسمہ یحدث۔

شیطان آدمی کی شکل بن کر لوگوں میں جھوٹی بات مشہور کر دیتا ہے سننے والا اوروں سے بیان کرتا اور کہتا ہے مجھ سے ایک شخص نے ذکر کیا جس کی صورت پہچانتا ہوں نام نہیں جانتا۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۰۰" الاحلی من السکر۔ (مسلم اول، ص ۱۰، باب النھی عن الروایۃ الخ)

جب کہیں دعوت میں جائے تو کھانے پینے کے بارے میں سوال نہ کرے:

۲۲۔ اخرج الحاکم فی المستدرک و الطبرانی فی الاوسط و البیھقی فی الشعب باسناد لاباس بہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا دخل احدکم علی اخیہ المسلم فاطعمہ من طعامہ فلیأکل و لایسأل عنہ و ان سقاہ من شرابہ فلیشرب و لایسأل عنہ۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مروی جب تم میں کوئی اپنے بھائی مسلمان کے یہاں جائے اور وہ اسے اپنے کھانے میں سے کھلائے اور کچھ نہ پوچھے اور اپنے پینے کی

چیز سے پائے تو پی لے اور کچھ دریافت نہ کرے۔(شعب الایمان باب فی المطاعم بیروت ۵/ ۶۷)

ایک حوض سے متعلق عمر فاروق کا فرمان :

۶۳۔ مالك فی مؤطاه عن یحیٰ بن عبدالرحمن ان عمر رضی الله تعالی عنه خرج فی رکب فیهم عمرو بن العاص رضی الله تعالی عنه حتی وردوا حوضاً فقال یا صاحب الحوض هل ترد حوضك السباع فقال عمر بن الخطاب یا صاحب الحوض لاتخبرنا فانا نرد علی السباع و ترد علینا۔

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایک حوض پر گزرے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ ساتھ تھے حوض والے سے پوچھنے لگے کیا تیرے حوض میں درندے بھی پانی پیتے ہیں امیر المومنین نے فرمایا اے حوض والے ہمیں نہ بتا کیونکہ ہم درندوں کی جگہ جاتے ہیں اور وہ ہماری جگہ آتے ہیں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۲۰" الاحلی من السکر۔ (مؤطا مالک، ص ۸۔ الطهور للوضوء)

آسانی اور خوشخبری دینے کے بارے میں ایک حدیث :

۶۴۔احمدو البخاری و مسلم و النسائی عن انس رضی الله تعالی عنه مرفوعا یسروا و لا تعسروا و بشروا ولا تنفروا۔

نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں آسانی کرو اور دقت میں نہ ڈالو اور خوشی دو اور نفرت نہ دلاؤ۔(بخاری اول، ص ۱۶۔ باب ما کان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم یتخولهم الخ)

رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بعثت آسانیوں کے لئے ہوئی ہے حدیث میں ہے :

۶۵۔ احمد و الستة ماخلا مسلماً عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم انما بعثتم میسرین و لم تبعثوا معسرین۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تم آسانی کرنے والے بھیجے گئے ہو نہ دشواری میں ڈالنے والے۔(بخاری دوم، ص ۹۰۵۔ باب قول النبی صلی الله تعالی علیه وسلم یسروا ولا تعسروا)

دین حنیف اور اتباع سنت پر ایک حدیث :

۶۶۔ الخطیب فی التاریخ عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم بعثت بالحنیفیة السمحة ومن خالف سنتی فلیس منی۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نرم شریعت ہر باطل سے کنارہ کرنے والی لے کر بھیجا گیا جو میرے طریقے کا خلاف کرے میرے گروہ سے نہیں۔" فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۱۳۲" الاحمی من السکر۔ (کنز العمال، ص ۹۵، ج ۱)

طعن و تشنیع منع ہے :

۲۷۔ احمد و مسلم و ابو داؤد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم هلك المتنطعون۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہلاک ہوئے غلو و تشدد والے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۱۳۲" الاحمی من السکر۔ (ابوداؤد دوم، ص ۶۳۵۔ باب فی لزوم السنۃ)

احادیث

فتاوی رضویہ جلد دوم

حالت حیض میں بیوی سے صحبت کرنے سے صدقہ دینے کے بارے میں چند احادیث کریمہ:

۶۸۔ سنن دارمی وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا وقع الرجل باھلہ وھی حائض فلیتصدق نصف دینار۔

جب آدمی اپنی عورت سے حالت حیض میں صحبت کرے تو چاہئے کہ نصف دینار صدقہ دے۔ (ابوداؤد اول، ص ۳۵۔ باب فی اتیان الحائض)

۶۹۔ سنن نسائی وابن ماجہ میں انھیں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا یتصدق بدینار او نصف دینار۔

ایک یا نصف دینار تصدق کرے۔ (ابن ماجہ، ص ۴۷۔ باب فی کفارۃ من اتی حائضا)

۷۰۔ مسند احمد ودارمی وترمذی میں انھیں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اذا کان دما احمر فدینار و اذا کان اصفر فنصف دینار۔

جب سرخ خون ہو تو ایک دینار اور زرد ہو تو آدھا۔ (ترمذی اول، ص ۳۵۔ باب ماجاء فی الکفارۃ فی ذلک)

۷۱۔ طبرانی نے معجم کبیر اور حاکم نے بافادۂ تصحیح انھیں سے یوں روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا من اتی امرأتہ فی حیضھا فلیتصدق بدینار و من اتاھا وقد ادبر الدم عنھا و لم تغتسل فنصف دینار۔

جس نے اپنی عورت سے حیض میں صحبت کی وہ ایک اشرفی تصدق کرے اور اگر خون بند ہو چکا اور ابھی نہائی نہ تھی تو آدھی۔ (معجم کبیر طبرانی بیروت ۱۱/ ۲۰۲)

۷۲۔ مسند میں انھیں سے یوں ہے۔ تصدق بدینار فان لم تجد دینارا فنصف دینار۔

ایک اشرفی [illegible] ج ۲، ص ۲۹۰۔ (کنز العمال، ج ۲۱،

ص ۲۵۲۔۲۵۳)

ہاتھی دانت کا کنگھا کرنا جائز ہے:

۷۳۔ اخرج البیھقی عن بقیۃ بن عمرو بن خالد عن قتادۃ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یمتشط بمشط من عاج۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاج (ہاتھی دانت) کا کنگھا کرتے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۴۳"۔ (السنن الکبری للبیھقی باب المنع من الادھان لعج بیروت ۱/۲۶)

گھی میں اگر چوہا گر جائے تو اس کے پاک کرنے کے طریقہ پر ایک حدیث:

۷۴۔ احمد و ابو داؤد ابوہریرہ اور دارمی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا وقعت الفارۃ فی السمن فان کان جامدا فالقوھا ماحولھا۔

اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو چوہا اور اس کے آس پاس کا گھی نکال کر پھینک دو۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۶۳"۔ (ابوداؤد دوم، ص ۵۳۷، باب فی الفارۃ تقع فی السمن)

وضو کا بقیہ پانی کھڑے ہو کر پینا چاہئے۔

۷۵۔ جامع ترمذی میں سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ سے مروی کہ انہوں نے کھڑے ہو کر بقیہ وضو پیا پھر فرمایا احببت ان اریکم کیف کان طھور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میں نے چاہا کہ تمہیں دکھادوں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ وضو کیوں کر تھا۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۶۳"۔ (ترمذی اول، ص ۱۷، باب فی وضوء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف کان)

پانی سے استنجاء کرنا افضل ہے۔ مگر حضور نے امت پر سنت ہونے کے خوف سے اسے کبھی ترک بھی فرمایا ہے:

۷۶۔ ابو داؤد و ابن ماجۃ بسند حسن عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت بال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقام عمر خلفہ بکوز من ماء فقال ماھذا یا عمر قال ماء تتوضوء بہ قال ما امرت کلما بلت ان توضاء و لو فعلت لکانت سنۃ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے پیشاب فرمایا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی لے کر کھڑے ہوئے فرمایا کیا ہے عرض کی استنجے کے لئے پانی فرمایا مجھ پر واجب نہیں کیا گیا کہ ہر بار پیشاب کے بعد پانی سے طہارت کروں۔ اور اگر ایسا کروں تو سنت ہو جائے۔ (مولف) (یہاں پر وضوء سے مراد پانی سے استنجا کرنا ہے۔ منہ) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۶۶" ۔ (ابوداؤد اول، ص ۷، باب فی الاستبراء)

ہڈی سے استنجا کرنا منع ہے کہ وہ جنوں کی خوراک ہے حدیث میں ہے:

۷۷۔ قوم جن کے وفد جو بارگاہ اقدس حضور پر نور سید العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اپنے اور اپنے جانوروں کے لئے خوراک طلب کی ان سے ارشاد ہوا **لکم کل عظم ذکر اسم اللہ علیہ یقع فی ایدیکم اوفر مایکون لحماً و کل بعرة علف لدوابکم۔**

تمہارے لئے ہر ہڈی ہے جس پر اللہ عزوجل کا نام پاک لیا جائے یعنی حلال مذکی جانور کی ہڈی، وہ تمہارے ہاتھ میں اس حال پر ہوگی جیسی اس وقت تھی جب اس پر گوشت پورا اور کامل تھا (یعنی گوشت چھڑائی ہوئی ہڈی تمہیں، مع گوشت ملے گی) اور ہر مینگنی تمہارے چوپاؤں کے لئے چارہ ہے۔ پھر انسانوں سے ارشاد ہوا **فلا تستنجوا بھما فانھما طعام اخوانکم۔** ہڈی اور مینگنی سے استنجا نہ کرو کہ وہ تمہارے بھائیوں کی خوراک ہے۔ رواہ مسلم فی صحیحہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۰۷" (کنز العمال، ص ۲۱۱، ج ۹)

پیشاب کی چھینٹوں سے احتراز نہیں کرتے سے عذاب قبر ہوتا ہے حدیث پاک میں ہے۔

۷۸۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **تنزھوا من البول فان عامة عذاب القبر منہ۔**

پیشاب سے بچو کہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہے۔ رواہ الدار قطنی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صالح، و للحاکم بلفظ استنزھوا و قال صحیح علی شرطھما۔ (کنز العمال، ص ۲۰۶، ج ۹)

۷۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو شخصوں پر عذاب قبر ہوتے دیکھا تو فرمایا۔ **کان احدھما لا یستتر من بولہ و کان الآخر یمشی بالنمیمة۔**

ان میں ایک تو پیشاب سے آڑ نہ کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا۔ رواہ الستة عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (بخاری دوم، ص ۸۹۳، باب النمیمة من الکبائر)

بے عذر شرعی ستر کھولنا گناہ

۸۰۔ حدیث میں ہے لعن اللہ الناظر و المنظور الیہ۔

جو (ستر) دیکھے اس پر بھی لعنت اور دکھائے اس پر بھی لعنت۔" فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۷۱ (کنز العمال ۷۰۲۷/۳۲۶ باب النظر الی المحظورۃ)

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے اس پر چند حدیثیں:

۸۱۔ امام احمد و ترمذی و نسائی اور ابن حبان صحیح میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے راوی من حدثکم ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان یبول قائما فلا تصدقوہ ما کان یبول الا قاعداً۔

جو تم سے کہے کہ حضور اقدس اطہر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب فرماتے اسے سچا نہ جاننا حضور پیشاب نہ فرماتے تھے مگر بیٹھ کر۔ (ترمذی اول، ص ۹، باب النہی عن البول قائما)

۸۲۔ یہی حدیث صحیح ابو عوانہ و مستدرک حاکم میں ان لفظوں سے ہے۔ مابال قائماً منذ انزل علیہ القرآن۔

جب سے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر قرآن مجید اترا کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ فرمایا۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۱۷۲"۔ (المستدرک للحاکم البول قائما و قاعداً، ا / ۱۸۱ بیروت)

۸۳۔ بزار اپنی مسند میں بسند صحیح بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلاث من الجفاء ان یبول الرجل قائما او یمسح جبہتہ قبل ان یفرغ من صلاتہ او ینفخ فی سجودہ۔

تین باتیں جفا و بے ادبی سے ہیں یہ کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے یا نماز میں اپنی پیشانی سے (مثلاً مٹی یا پسینہ) پونچھے یا سجدہ کرتے وقت (زمین پر مثلاً غبار صاف کرنے کو) پھونکے۔ (کنز العمال صفحہ ۱۷، ج ۳)

۸۴۔ ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی قال رآنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و انا ابول قائماً فقال یا عمر لاتبل قائماً فما بلت قائما بعد۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا فرمایا اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو اس دن سے میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا۔

(ابن ماجہ اول صفحہ ۲۶ باب فی البول قاعداً)

۸۵۔ ابن ماجہ و بیہقی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی نهی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان یبول الرجل قائماً۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ امام خاتم الحفاظ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷ باب فی البول قاعداً)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عذر کے سبب ایک مرتبہ کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا اس پر دو حدیثیں۔

۸۶۔ حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم سباطة قوم فبال قائماً۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر تشریف لے گئے اور وہاں کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ رواہ الشیخان۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۱۷۳" (بخاری اول صفحہ ۳۵ باب البول قائماً و قاعداً)

۸۷۔ حاکم و دار قطنی و بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بال قائماً من جرح۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (زانوئے مبارک میں) زخم کے باعث کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ (مولف) (کسی عذر کے باعث کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں حرج نہیں ہے ورنہ بے عذر شرعی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز نہیں بلکہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا نصاری کا طریقہ ہے۔ مولف)" فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۱۷۴" (المستدرک علی الصحیحین البول قائماً و قاعداً ۱/ ۱۸۲ بیروت)

نماز پنجگانہ اور روزہ رمضان کے بارے میں ایک طویل حدیث پاک:

۸۸۔ نقل الامام الفقیه ابو اللیث السمرقندی رحمه الله تعالیٰ فی تنبیه الغافلین عن کعب الاحبار رضی الله تعالیٰ عنه قال قرأت فی بعض ما انزل الله تعالیٰ علی موسیٰ علیه الصلاة و السلام یا موسیٰ رکعتان یصلیهما احمد و امته و هی صلاة الغداة من یصلیهما غفرت له ما اصاب من الذنوب من لیله و یومه ذلك و یکون فی ذمتی یا موسیٰ اربع رکعات یصلیها احمد و امته وهی صلاة الظهر اعطیهم باول رکعة منها المغفرة و بالثانیة اثقل میزانهم و بالثالثة او کل علیهم الملئکة یسبحون و یستغفرون لهم و بالرابعة افتح لهم ابواب السماء و یشرفن علیهم الحور العین یا

موسی اربع رکعات یصلیها احمد و امتہ وھی صلاۃ العصر فلا یبقی ملک فی السموات والارض الا استغفر لھم و من استغفر لہ الملئکۃ لم اعذبہ یا موسیٰ ثلث رکعات یصلیھا احمد و امتہ حین تغرب الشمس افتح لھم ابواب السماء لا یسألون من حاجۃ الا قضیتھا لھم یا موسی اربع رکعات یصلیھا احمد و امتہ حین یغیب لشفق ھی خیر لھم من الدنیا و مافیھا یخرجون من ذنوبھم کیوم ولدتھم امھم یا موسی یتوضوء احمد و امتہ کما امرتھم اعطیھم بکل قطرۃ تقطر من الماء جنۃ عرضھا کعرض السماء و الارض یا موسیٰ یصوم احمد و امتہ شھرا فی کل سنۃ وھو شھر رمضان اعطیھم بصیام کل یوم مدینۃ فی الجنۃ و اعطیھم بکل خیر یعملون فیہ من التطوع اجر فریضۃ و اجعل فیہ لیلۃ القدر من استغفر منھم مرۃ واحدۃ نادما صادقا من قلبہ ان مات من لیلہ او شھرہ اعطیتہ اجر ثلثین شھیدا یا موسیٰ ان فی امۃ محمد رجالا یقومون علی کل شرف یشھدون بشھادۃ ان لا الہ الا اللہ فجزائھم بذلک جزاء الانبیاء علیھم الصلاۃ و السلام و رحمتی علیھم و اجبۃ و غضبی بعید منھم و لا احجب باب التوبۃ عن واحد منھم ماداموا یشھدون ان لا الہ الا اللہ۔

امام فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا میں نے توریت مقدس کے کسی مقام میں پڑھا اے موسیٰ فجر کی دو رکعتیں احمد اور اس کی امت ادا کرے گی جو انہیں پڑھے گا اس دن رات کے سارے گناہ بخش دوں گا اور وہ میرے ذمہ میں ہوگا۔ اے موسیٰ ظہر کی چار رکعتیں احمد اور اس کی امت پڑھے گی انہیں پہلی رکعت کے عوض بخش دوں گا اور دوسری کے بدلے ان کا پلہ بھاری کردوں گا اور تیسری کے عوض فرشتے موکل کردوں گا کہ تسبیح کریں گے اور انکے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے اور چوتھی کے بدلے ان کے لئے آسمان کے دروازے کشادہ کردوں گا بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ان پر مشتاقانہ نظر ڈالیں گی۔ اے موسیٰ عصر کی چار رکعتیں احمد اور ان کی امت ادا کرے گی تو ہفت آسمان و زمین میں کوئی فرشتہ باقی نہ بچے گا سب ہی ان کی مغفرت چاہیں گے میں اسے ہرگز عذاب نہ دوں گا۔ اے موسیٰ مغرب کی تین رکعت ہیں انہیں احمد اور اس کی امت پڑھے گی آسمان کے سارے دروازے ان کے لئے کھول دوں گا جس حاجت کا سوال کریں گے اسے پورا ہی کردوں گا۔ اے موسیٰ شفق ڈوب جانے کے وقت چار رکعتیں پڑھیں گے انہیں احمد اور اس کی

امت وہ دو نیا و مافیہا سے ان کیلئے بہتر ہیں وہ انہیں گناہوں سے ایسا نکال دیں گی جیسی اپنی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اے موسیٰ وضو کرے گا احمد اور اس کی امت جیسا کہ میرا حکم ہے میں انہیں عطا فرماؤں گا ہر قطرہ کے عوض کہ آسمان سے ٹپکے ایک جنت جس کا عرض آسمان و زمین کی چوڑائی کے برابر ہوگا۔ اے موسیٰ ایک مہینے کے سالانہ روزے رکھے گا احمد اور اس کی امت اور وہ ماہ رمضان ہے میں عطا فرماؤں گا ہر روز ان کے روزوں کے عوض ایک شہر جنت میں اور عطا کروں گا اس میں نفل کے عوض فرض کا ثواب اور اس میں لیلۃ القدر کروں گا جو اس مہینے میں شرمساری و صدق قلب سے ایک بار استغفار کرے گا اگر اسی شب یا اس مہینے بھر میں مر گیا اسے تیس شہیدوں کا ثواب عطا فرماؤں گا اے موسیٰ امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کچھ ایسے مرد ہیں کہ ہر شرف پر قائم ہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں تو ان کی جزاء اس کے عوض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ثواب ہے اور میری رحمت ان پر واجب اور میرا غضب ان سے دور اور ان میں سے کسی پر باب توبہ بند نہ کروں گا جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے رہیں گے۔ (ترجمہ من حاشیہ الکتاب) "فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۱۹۷ ، ۱۹۸"۔ (تنبیہ الغافلین باب فضل امۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیروت صفحہ ۳۰۳)

نماز دین اسلام کی دلیل خیر ہے حدیث میں ہے:

۸۹۔ فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **لاخیر فی دین لا صلاۃ فیہ۔**

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مذہب میں بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۱۹۵" (ابوداؤد ۲ر۲۷ باب ماجاء فی خبر الطائف)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت میں آٹھ چیزوں پر مشتمل ایک حدیث جلیل:

۹۰۔ **ابن جریر و ابویعلی و البزار عن ابی ھریرۃ و البیھقی عنہ و عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنھما (فیہ قولہ عزوجل لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین ذکر ما اعطی الانبیأ السابقین علیھم الصلاۃ و التسلیم من الفضائل) اعطیتک ثمانیۃ اسھم الاسلام و الھجرۃ و الجھاد و الصلاۃ و الصدقۃ و صوم رمضان و الامر بالمعروف و النھی عن المنکر۔**

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے مروی (اس میں یہ ہے کہ جب انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کے فضائل و مناقب کا ذکر اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا) تو فرمایا کہ میں نے تم کو آٹھ حصے عطا کئے اسلام و ہجرت و جہاد اور نماز و صدقہ اور رمضان کے

روزے و امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۱۹۶" (شرح زرقانی علی المواہب المقصد الخامس فی المعراج و الاسراء۔ عامرہ مصر ۶/ ۱۳۰ ۔ ۱۳۱)

ارکان وضو ادا کرنے کے بعد حضور کے فرمان پر مشتمل ایک حدیث:

۹۱۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھذا وضوئی و وضوء الانبیاء من قبلی۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرا وضو اور انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کا وضو ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۱۹۸" (مشکوۃ ا ۔ ۳ باب سنن الوضوء)

نماز عشاء امت مرحومہ کی خصوصیت ہے اس پر چند حدیثیں:

۹۲۔ حدیث سیدنا معاذ الصحیح المار فی العشاء انکم فضلتم بھا علی سائر الامم۔
سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نماز عشاء کی وجہ سے تم تمام امتوں پر فضیلت والے ہو۔ (مولف) (ابوداؤد اول صفحہ ۶۱۔ باب وقت العشاء الاخرۃ)

۹۳۔ قال الامام السیوطی فی الباب المزبور اخرج البخاری عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اعتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ بالعشاء حتی ابھار اللیل ثم خرج فصلی فلما قضی صلاتہ قال لمن حضرہ ابشروا ان من نعمۃ اللہ علیکم انہ لیس احد من الناس یصلی ھذہ الساعۃ غیرکم او قال ماصلی ھذہ الساعۃ احد غیرکم۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک رات عشاء کی نماز میں آدھی رات تک تاخیر فرمائی پھر تشریف لائے اور نماز پڑھی نماز پوری کرنے کے بعد فرمایا جو حاضر ہے اس کو بشارت دیدو کہ اللہ تعالیٰ کی تم پر یہ نعمت ہے کہ اس وقت تمہارے علاوہ کوئی دوسرا نماز نہیں پڑھ رہا ہے یا یہ فرمایا کہ اس وقت تمہارے علاوہ کسی نے نماز نہیں پڑھی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۱۹۹" (بخاری اول صفحہ ۸۰۔ باب فضل العشاء)

۹۴۔ قال (الامام السیوطی) رحمہ اللہ تعالیٰ و اخرج احمد و النسائی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اخر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلاۃ العشاء ثم خرج الی المسجد فاذا الناس ینتظرون الصلاۃ فقال اما انہ لیس من اھل ھذہ الادیان احد یذکر اللہ تعالیٰ ھذہ الساعۃ غیرکم۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

عشاء میں تاخیر فرمائی پھر جب مسجد میں تشریف لائے تو لوگ نماز کا انتظار کر رہے تھے فرمایا کے ان دین والوں میں تمہارے سوا کوئی اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کر رہا ہے۔(مولف) (مسند احمد صفحہ ۲۵۴ ج ۱)

۹۵۔ للبخاری و مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما لیس احد من اهل الارض۔

بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ روئے زمین میں کوئی نہیں ہے۔ (مولف) (بخاری اول صفحہ ۸۱۔باب النوم قبل العشاء لمن غلب)

۹۶۔ زاد مسلم اللیلۃ ینتظر الصلاۃ غیر کم۔

مسلم نے اور زیادہ کیا کہ رات کو سوائے تمہارے کوئی نماز کا انتظار کر رہا ہو۔(مولف) (مسلم اول صفحہ ۲۲۹۔باب وقت العشاء و تاخیرھا)

۹۷۔ ولہما عن ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا و فیہ ما ینتظرھا احد من اھل الارض غیر کم۔

انہیں میں ہے کہ روئے زمین میں تمہارے علاوہ کوئی منتظر نماز نہیں ہے۔(مولف)" فتاویٰ رضویہ ج ۲ صفحہ ۲۰۰" (بخاری اول صفحہ ۸۱۔باب النوم قبل العشاء لمن غلب)

قرآن عظیم چھوٹی تقطیع میں لکھنا عظمت قرآن کے خلاف اور مکروہ ہے:

۹۸۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے پاس قرآن مجید باریک لکھا ہوا دیکھا اسے مکروہ رکھا اور اس شخص کو مارا اور فرمایا عظموا کتاب اللہ۔

کتاب اللہ کی عظمت کرو۔ رواہ ابو عبیدہ فی فضائل القرآن۔

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم مصحف کو چھوٹا بنانا مکروہ رکھتے۔ رواہ عنہ عبد الرزاق فی مصنفہ و بمعناہ ابو عبیدہ فی فضائلہ۔"فتاویٰ رضویہ ج ۲ صفحہ ۱۹۲"

پہلے پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں اب ان میں سے پانچ باقی ہیں اور بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئی تھیں۔

۹۹۔ سنن نسائی شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث معراج مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ثم ردت الی خمس صلوات قال فارجع الی ربک فاسأله التخفیف فانه فرض علی بنی اسرائیل صلاتین فما قاموا بهما۔

تھی پھر پچاس نمازوں کی پانچ رہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی کہ حضور پھر جائیں اور اپنے رب سے تخفیف چاہیں کہ اس نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض فرمائی تھیں وہ انہیں بھی بجانہ لائے۔" فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۱۹۳" (نسائی اول صفحہ ۷۸۔ کتاب الصلاۃ فرض الصلاۃ الخ)

نماز عشاء کے سبب امت مرحومہ صاحب فضیلت ہے :

۱۰۰۔ ابن ابی شیبہ مصنف اور ابوداؤد و بیہقی سنن میں بسند حسن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشاء کی نسبت فرمایا۔ اعتموا بھذہ الصلاۃ فانکم قد فضلتم بھا علی سائر الامم و لم تصلھا امۃ قبلکم۔

اس نماز کو دیر کر کے پڑھو کہ تم اس سے تمام امتوں پر فضیلت دیئے گئے ہو تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہ پڑھی۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۱۹۴" (ابوداؤد اول صفحہ ۶۱۔ باب وقت العشاء الاخرۃ)

امت مرحومہ سے پہلے دو نبیوں نے نماز پنجگانہ ادا کی ہیں :

۱۰۱۔ اخرج ابن سعد ان ابراھیم و اسمٰعیل اتیا منیٰ فصلیا الظھر و العصر و المغرب و العشاء و الصبح۔

حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیھما الصلاۃ والتسلیم نے منیٰ میں پانچوں نمازیں پڑھیں۔ (شرح الزرقانی علی المواھب المقصد الرابع خصائص امتہ۔ العامرہ مصر ۵/ ۳۲۶)

نماز عشاء حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاص طور سے عطا کی گئی ہے :

۱۰۲۔ امام اجل ابو جعفر طحاوی نے شرح معانی الاثار میں امام عبید اللہ بن محمد بن عائشہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا۔ اول من صلی العشاء الاخرۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سب سے پہلے عشاء ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۲۰۱"۔ (شرح معانی الاثار ۱/ ۱۰۴ باب الصلوۃ الوسطی)

اوقات نماز کی تعیین پر ایک حدیث مبارک :

۱۰۳۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ حدیث صحیح کہ جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے دو روز حضور کی امامت کی ایک دن پانچوں نمازیں اول وقت دوسرے دن آخر وقت پڑھیں پھر حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے عرض کی ھذا وقت الانبیاء من قبلک۔

یہی وقت حضور سے پہلے انبیاء کے تھے۔ رواہ ابو داؤد و سکت علیہ و الترمذی و حسنہ و احمد و ابن خزیمۃ و الدار قطنی و الحاکم و صححہ ابن عبدالبر و ابوبکر بن العربی۔ (ابوداؤد اول صفحہ ۵۶۔ باب المواقیت)

نماز عشاء کی فضیلت پر ایک اور حدیث پاک:

۱۰۴۔ امام فقیہ ابو اللیث سمرقندی تنبیہ الغافلین میں بروایت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ناقل کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا و اما صلاۃ العتمۃ فانھا الصلاۃ التی صلاھا المرسلون قبلی۔

نماز عشاء وہ نماز ہے کہ مجھ سے پہلے پیغمبروں نے پڑھی۔ "فتاوی رضویہ ج ۲، ص: ۲۰۲" (تنبیہ الغافلین بیروت صفحہ ۳۰۳)

۱۰۵۔ کونسی نماز کس نبی نے پہلے پڑھی

اس پر وہ حدیث کہ امام اجل رافعی نے شرح مسند میں ذکر فرمائی کہ صبح آدم، ظہر داؤد، عصر سلیمان، مغرب یعقوب، عشاء یونس علیھم الصلاۃ والسلام سے ہے۔ ذکرہ عنہ الزرقانی فی شرح المواھب و الحلبی تماما فی الحلیۃ۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۲۰۸"

خواب میں جمال جہاں آراء کی زیارت کرنا بیشک حضور ہی کا دیدار کرنا ہے کہ شیطان لعین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شبیہ اختیار نہیں کر سکتا۔

۱۰۶۔ حضور پُرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطن لایتمثل بی۔

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کہ شیطان میری مثال بن کر نہیں آسکتا۔ رواہ احمد و البخاری و الترمذی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۲۲۳" (بخاری دوم صفحہ ۱۰۳۶ باب من رأی النبی فی المنام) مسلم دوم ۲۴۲ کتاب الرؤیا)

۱۰۷۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من رآنی فقد رأی الحق فان الشیطن لایتزیانی۔

جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا کہ شیطان میری وضع نہ بنائے گا۔ رواہ احمد و الشیخان عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ صفحہ ۲۲۳" (بخاری دوم ۱۰۳۶۔ باب من رأی النبی صلی اللہ

تعارف

جمان التاج فی بیان الصلوٰۃ قبل المعراج

(معراج سے پہلے نماز کا بیان)

۷ ۲ ر محرم الحرام ۱۳۱۶ھ کو سوال پیش ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد نبوت قبل شب معراج جو دو وقتوں میں نماز پڑھتے تھے وہ کس طور پر ادا فرماتے تھے۔

امام احمد رضا بریلوی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ:

شب اسراء سے پہلے دو وقت یعنی قبل طلوع شمس و قبل غروب کے نمازیں مقرر ہونے میں علماء کو خلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اس سے پہلے صرف قیام لیل کی فرضیت ثابت ہے باقی پر کوئی دلیل صریح قائم نہیں۔

تاہم اس قدر یقیناً معلوم ہے کہ معراج مبارک سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نمازیں پڑھتے تھے، اور احادیث اس بات میں بکثرت ہیں اور ان کی جمع و تلفیق کی حاجت نہیں بلکہ نماز شروع روز بعثت شریفہ سے مقرر و مشروع ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اول بار جس وقت وحی اتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی اسی وقت حضور نے بتعلیم جبریل امین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نماز پڑھی اور اسی دن بہ تعلیم اقدس حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھی، دوسرے دن علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے حضور کے ساتھ پڑھی کہ ابھی سورۂ مزمل نازل بھی نہ ہوئی تھی تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔ (یعنی سب سے پہلا شرعی حکم)

بالجملہ یہ سوال ضرور متوجہ ہے کہ معراج سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے۔

توامام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ:

ملاحظۂ آیات و احادیث سے ظاہر کہ وہ نماز اسی انداز کی تھی یعنی اس میں طہارت ثوب بھی تھی، وضو بھی تھا، استقبال قبلہ بھی تھا، تکبیر تحریمہ بھی تھی، قیام بھی تھا، قرأت بھی تھی،

رکوع و سجود بھی تھے، جماعت بھی تھی، جہر بھی تھا۔

اس سے ظاہر ہوا کہ معراج سے پہلے دو رکعتیں اسی طرح کی تھیں جیسی اب ہیں۔

مگر بعض علماء فرماتے ہیں کہ معراج سے پہلے رکوع اصلاً نہ تھا نہ اس شریعت میں نہ اگلے شرائع میں۔ رکوع ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت مرحومہ کے خصائص سے ہے کہ بعد اسراء عطا ہوا بلکہ معراج مبارک کی صبح کو جو پہلی نماز ظہر پڑھی گئی اس تک رکوع نہ تھا اس کے بعد عصر میں اس کا حکم آیا اور حضور و صحابہ نے ادا فرمایا۔

غرضیکہ امام احمد رضا بریلوی نے اس رسالے میں متعدد وجوہ سے ثابت کیا کہ نماز سابق و لاحق باہم یکساں و متوافق ہیں اور اس رسالہ جلیلہ میں ۱۵ احادیث مبارکہ شامل ہیں۔

احادیث

جمان التاج فی بیان الصلاۃ المعراج

نزول سورت قرآنیہ کی ترتیب پر ایک حدیث:

۱۰۸۔ روی ابن الضریس فی فضائل القرآن عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما فی حدیث ترتیب نزول السور قال کان اول ما نزل من القرآن اقراء باسم ربك ثم ن (فذکر الحدیث۔ الی ان قال) ثم بنی اسرائیل ثم یونس ثم ھود ثم یوسف ثم الحجر ثم الانعام ثم الصفت ثم لقمان ثم سبا ثم الزمر ثم حم المومن۔ الحدیث۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما نے نزول سورت کی ترتیب والی حدیث میں فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن سے جو نازل ہوا وہ اقراء باسم ربک ہے پھر سورہ ن (پھر حدیث ذکر کرکے فرمایا) پھر سورۂ بنی اسرائیل، پھر سورہ یونس (اسی طرح) ھود، یوسف، حجر، انعام، صفت، لقمان، سبا، زمر، حم المومن۔ (مولف)

شب معراج جملہ انبیاء کرام علیھم الصلاۃ والسلام نے بیت المقدس میں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اقتداء کی۔

۱۰۹۔ روی ابن حاتم فی تفسیرہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث الاسراء و اتیانہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بیت المقدس لم البث الا یسیرا حتی اجتمع ناس کثیر ثم اذن مؤذن و اقیمت الصلاۃ قال فقمنا صفوفا ننتظر من یؤمنا فاخذ جبریل علیہ الصلاۃ و السلام بیدی فقدمنی فصلیت بھم فلما انصرفت قال لی جبریل اتدری من صلی خلفك فقلت لا قال صلی خلفك کل نبی بعثہ اللہ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث اسراء اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بیت المقدس تشریف لے جانے میں مروی ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ بہت سارے لوگ جمع ہوئے پھر اذان ہوئی اور اقامت کہی گئی حضور نے فرمایا کہ ہم صفوں میں کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے کہ امامت کون کرے گا تو جبریل علیہ الصلاۃ

السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کر دیا میں نے نماز پڑھی جب میں سلام پھیر کر نماز سے باہر ہوا تو جبرئیل نے عرض کی کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پیچھے کس نے نماز پڑھی فرمایا نہیں جبریل نے عرض کی آپ کی اقتداء میں تمام انبیاء سابقین نے نماز پڑھی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۲۱۲۔ ۲۱۳"۔ جمان التاج۔ (شرح الزرقانی علی المواھب الخامس فی المعراج و الاسراء۔ العامرہ مصر۔ ۶/ ۶۳)

۱۱۰۔ روی مسلم عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه فی حدیث الاسراء حانت الصلاة فاممتهم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث اسراء میں مروی ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کہ جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے سب کی امامت فرمائی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۲۱۳"۔ جمان التاج۔ (مسلم اول، ص ۹۶۔ باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)

حضرت جبریل نے حضور علیہ السلام کو طریقہ وضو و نماز دکھایا۔

۱۱۱۔ اخرج احمد و ابن ماجة و الحارث فی مسنده و غیره عن اسامة بن زید عن ابیه رضی الله تعالی عنهما ان جبریل اتی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی اول ما اوحی الیه فاراه الوضوء و الصلاة فلما فرغ من الوضوء اخذ غرفة من ماء فنضح بها فرجه۔

نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام وحی کے روز اول تشریف لائے اور وضو و نماز کا طریقہ دکھایا پھر وضو سے فارغ ہونے کے بعد ایک چلو پانی لے کر اس صورت مثالیہ کی شرمگاہ پر چھڑک دیا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۲۱۳"۔ جمان التاج۔ (مسند احمد، ص ۲۶۴، ج ۶)

فرضیت نماز کے بعد سب سے پہلے کس نے نماز پڑھی حدیث میں ہے۔

۱۱۲۔ اخرج الطبرانی عن ابی رافع رضی الله تعالیٰ عنه قال صلی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اول یوم الاثنین وصلت الخدیجة آخره و صلی علی یوم الثلثاء۔

نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پیر کے دن پہلی ساعت میں نماز پڑھی اور حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا [illegible] اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے منگل

کے دن نماز پڑھی۔(مولف) (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۹۵۲۔بیروت ا/۳۲۰)

نماز و قرآن اسلام عمر کے معاون ہیں :

۱۱۳۔ روی ابن اسحق فی سیرته قال حدثنی عبداللہ بن ابی نجیح المکی عن اصحابه عطاً و مجاهدا و عمن روی ذلك فساق حدیث اسلام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه و فیه فجعلت امشی رویدا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قائم یصلی یقرء القرآن حتی قمت فی قبلته مستقبله مابینی و بینه الا ثیاب الکعبة قال فلما سمعت القرآن رق له قلبی. الحدیث۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ میں جانب قبلہ ان کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑا ہوا کہ میرے اور ان کے درمیان صرف غلاف کعبہ تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ جب میں نے قرآن سنا تو میرے دل میں رقت پیدا ہو گئی۔(مولف)" فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۲۱۵" ۔جمان التاج۔

ایذائے کفار سے متعلق دو حدیثیں :

۱۱۴۔ فی حدیث ایذاء ابی جهل وغیره من الکفرة لعنهم اللہ تعالیٰ حین صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عند الکعبة فرمقوا سجوده فالقو علیه ما القوا به فی قلیب بدر ملعونین۔

ابو جہل اور دوسرے کفار کی ایذا والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کعبہ شریف کے پاس نماز پڑھتے تو کفار حضور کے سجدہ کو ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہتے پھر آپ کے اوپر ڈال دیتے وہ چیز جس کے بدلے پھینکے گئے وہ ملعونین چاہ بدر میں۔(مولف)" فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۲۱۶" ۔جمان التاج۔

۱۱۵۔ فی الصحیحین و غیرهما عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه و فیه من قول الکفار یجیء به ثم یمهله حتی اذا سجد وضع بین کتفیه قال فانبعث اشقاهم فلما سجد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وضع بین کتفیه و ثبت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ساجدا. الحدیث۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں کفار کی باتوں میں سے یہ ہے کہ سرکار علیہ

الصلاۃ والسلام جب کعبہ کے پاس آتے تو کفار حضور کو کچھ مہلت دیتے جب حضور سجدے میں ہوتے تو دونوں مونڈھوں کے درمیان ڈال دیتے۔ راوی نے کہا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ ریز ہوتے تو کسی بڑے شقی کو بھیجا جاتا وہ حضور کی پشت انور پر ڈال دیتا اور حضور کافی دیر تک سجدے ہی میں رہتے۔ (مولف) جن چیزوں کو کفار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت انور پر ڈالتے ان چیزوں کا ذکر اس حدیث کے الفاظ میں از راہ ادب راوی نے ذکر نہیں کیا ہے۔ مولف (بخاری اول، ص ۷۴۔ باب المرأۃ تطرح عن المصلی الخ)

حضرت جبریل علیہ السلام نے طریقہ امامت دکھایا:

۱۱۶۔ عند ابن اسحق ثم قام به جبريل فصلى به و صلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بصلاته (الى ان قال فى خديجة) صلى بها رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كما صلى به جبريل فصلت بصلاته۔

ابن اسحاق کے نزدیک ہے کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے پھر نماز پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ان کی طرح نماز پڑھی۔ (یہاں تک کہ کہا راوی نے حضرت خدیجہ کے بارے میں کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی جس طرح حضور کو جبریل نے پڑھائی تھی۔ پھر حضرت خدیجہ نے (تنہا) حضور علیہ السلام کی سی نماز پڑھی۔ (مولف)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں جنات سب سے پہلے نماز فجر کے وقت آئے۔

۱۱۷۔ اخرج الشيخان عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما فى حديث مجئ الجن اليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اول البعث انهم اتوه صلى الله تعالى عليه وسلم وهو يصلى باصحابه صلاة الفجر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جنات کے آنے کی حدیث میں ہے کہ جنوں کی سب سے پہلی بھیجی ہوئی جماعت حضور کی خدمت میں اس وقت آئی تھی کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام کے ساتھ نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۱۶" ۔ جمان التاج۔ (بخاری دوم، ص ۷۳۲۔

اعجاز قرآن نے اسلام عمر کی راہ ہموار کر لی:

۱۱۸۔ روی ابن سنجر فی مسنده عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه خرجت اتعرض رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قبل ان اسلم فوجدته قد سبقنی الی المسجد فقمت خلفه فاستفتح سورة الحاقة فجعلت اتعجب من تالیف القرآن فقلت هو شاعر کما قالت قریش فقرأ انه لقول رسول کریم. و ماهو بقول شاعر قلیلا ماتؤمنون فقلت کاهن علم ما فی نفسی فقرء ولا بقول کاهن قلیلا ماتذکرون. الی آخر السورة فوقع الاسلام فی قلبی کل موقع۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسلام لانے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھیڑنے کے لئے نکلا تو دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد جاچکے ہیں میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا انہوں نے سورۂ الحاقہ شروع کیا تو میں تالیف قرآن کے حسن و خوبی سے متعجب ہو گیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش نے کہا تو حضور نے تلاوت کی کہ بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں، اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو، میں نے کہ یہ کاہن ہیں۔ میرے دل کی بات جان لی تو پھر تلاوت کی کہ اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو، آخر سورہ تک پڑھا تو میرے دل میں اسلام پورا پورا اتر گیا (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۷" ـ حسان التاج۔

نماز عصر میں سب سے پہلے رکوع کرنے کا حکم ہوا اس پر ایک حدیث:

۱۱۹۔ اخرجه البزار و الطبرانی فی الاوسط عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال اول صلاة رکعنا فیها العصر فقلنا یا رسول الله ماهذا قال بهذا امرت۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس نماز میں ہم نے سب سے پہلی بار رکوع کیا وہ نماز عصر ہے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا مجھے یہی حکم ہوا ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۸" ـ حسان التاج۔ (الخصائص الکبریٰ باب اختصاصه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالرکوع سکھر ۲/ ۲۰۵)

فرضیت پنجگانہ سے پہلے بھی مسلمان نمازیں پڑھا کرتے تھے:

۱۲۰۔ حدیث میں ہے کان المسلمون قبل ان تفرض الصلوات الخمس یصلون الضحی و العصر فکان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و اصحابه اذا صلوا آخر

النهار تفرقوا في الشعاب فصلوها فرادى۔

فرضیت پنجگانہ سے پہلے مسلمان چاشت اور عصر پڑھا کرتے تھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابۂ کرام جب آخر روز کی نماز پڑھتے گھاٹیوں میں متفرق ہو کر تنہا پڑھتے۔ رواہ ابن سعد وغیرہ عن عزیرۃ بنت تحراۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۳۱۳"۔ حمد شجر (الاصابہ فی تمییز الصحابہ حدیث ۲۳ ۔ بیروت ۴، ۳۶۳)

تین نفوس قدسیہ کی نماز پر مشتمل ایک ایمان افروز حدیث پاک:

۱۲۱۔ اخرجه ابن عدی في الكامل و ابن عساكر في التاريخ عن عفيف الكندی رضی الله تعالیٰ عنه قال جئت في الجاهلية الى مكة و انا اريد ان ابتاع لاهلی من ثيابها و عطرها فاتيت العباس و كان رجلاً تاجرا فانی عنده جالس انظر الى الكعبة و قد كلقت الشمس و ارتفعت في السماء فذهبت اذا قبل شاب فنظر الى السماء ثم قام مستقبل الكعبة فلم البث الا يسيرا حتى جاءغلام فقام عن يمينه ثم لم يلبث الايسيرا حتى جاءت امراۃ فقامت خلفها فركع الشاب فركع الغلام و المراۃ فرفع الشاب فرفع الغلام و المراۃ فسجد الشاب فسجد الغلام و المراۃ فقلت يا عباس امر عظيم فقال امر عظيم تدری من هذا الشاب هذا محمد بن عبدالله ابن اخی تدری من هذا الغلام هذا علی ابن اخی تدری من هذه المراۃ هذه خديجة بنت خويلد زوجته ان ابن اخی هذا حدثنی ان ربه رب السموات و الارض امره بهذا الدين و لم يسلم معه غير هولاء الثلثة۔

عفیف کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں مکہ معظمہ آیا اور ارادہ کرتا تھا کہ اپنے اہل و عیال کے لئے کپڑا اور عطر وغیرہ خریدوں تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا وہ ان دنوں تاجر تھے تو میں ان کے پاس بیٹھا ہوا کعبہ کو دیکھ رہا تھا دن خوب چڑھ گیا تھا کہ ایک جوان تشریف لائے اور آسمان کو دیکھ کر رو بکعبہ کھڑے ہو گئے ذرا دیر میں ایک لڑکے تشریف لائے وہ ان کے داہنے ہاتھ پر قائم ہوئے تھوڑی دیر میں ایک بی بی تشریف لائیں وہ پیچھے کھڑی ہوئیں پھر جوان نے رکوع فرمایا تو یہ دونوں رکوع میں گئے پھر جوان نے سر مبارک اٹھایا تو ان دونوں نے اٹھایا جوان سجدے میں گئے تو یہ دونوں بھی گئے تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہیں اور یہ لڑکے میرے بھتیجے علی اور یہ بی بی خدیجۃ الکبریٰ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما میرے یہ بھتیجے کہتے ہیں کہ آسمان و زمین کے مالک نے انہیں اس دین کا حکم دیا ہے اور ان کے ساتھ ابھی یہی دو نہ ہوئے ہیں۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۹" بحوالہ الدین۔ (تاریخ الطبری ۲/۵۳) ([illegible] عفیف الکندی مکتبہ نزیہ شیخوپورہ ۲/۳۱۰)

شب معراج تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے مسجد اقصیٰ میں نمازیں ادا کیں:

۱۲۲۔ حدیث شب معراج میں ہے: ثم دخلت المسجد فعرفت النبیین ما بین قائم و راکع و ساجد. رواہ الحسن بن عرفۃ و ابو نعیم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں جب مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا تو تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو ملاحظہ فرمایا کہ کوئی قیام میں، کوئی رکوع میں اور کوئی سجدے میں تھے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۲۰" بحوالہ الدین۔ (شرح الزرقانی المقصد الخامس فی المعراج و الاسراء [illegible] مصر ۶/۵۶)

احادیث

فتاوٰی رضویہ جلد دوم

ترک نماز کی وعید و تہدید پر مشتمل چند احادیث کریمہ:

۱۲۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایرون شیأ من الاعمال ترکہ کفرا (کفر) غیر الصلاۃ۔
اصحاب مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کو کفر نہ جانتے۔ رواہ الترمذی و الحاکم و قال صحیح علی شرطھما وروی الترمذی عن عبداللہ بن شقیق العقیلی مثلہ۔ "فتاوٰی رضویہ، ج ۲، ص ۲۲۵"۔ (ترمذی دوم، ص ۹۰، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ)

۱۲۴۔ سیدنا امیر المومنین مولی علی مرتضٰی مشکل کشا کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم فرماتے ہیں من لم یصل فھو کافر۔
جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ رواہ ابن ابی شیبۃ و البخاری فی التاریخ۔ (الترغیب و الترھیب ۱/ ۳۸۵ من ترک الصلوٰۃ تعمد)

۱۲۵۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں من ترک الصلاۃ فقد کفر۔
جس نے نماز چھوڑ دی وہ بیشک کافر ہو گیا۔ رواہ محمد بن نصر المروزی و ابوعمر و بن عبدالبر۔ (الترغیب و الترھیب بحوالہ مذکور ۱/ ۳۸۶)

۱۲۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں من ترک الصلاۃ فلا دین لہ۔
جس نے نماز ترک کی وہ بے دین ہے۔ رواہ المروزی۔ (کنزالعمال، ص ۲۶۹، ج ۷)

۱۲۷۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں من لم یصل فھو کافر۔
بے نماز کافر ہے۔ رواہ المروزی۔ (الترغیب و الترھیب ۱/ ۳۸۵ بحوالہ مذکور)

۱۲۸۔ ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔ لا ایمان لمن لا صلاۃ لہ۔
بے نماز کے لئے ایمان نہیں۔ رواہ ابن عبدالبر۔ (الترغیب والترھیب ۱/ ۳۸۶ بحوالہ مذکور)

۱۲۹۔ امام اسحٰق فرماتے ہیں صح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تارک الصلاۃ کافر

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بصحت ثابت ہوا کہ حضور نے تارک صلاۃ کو کافر فرمایا۔ (الترغیب و الترھیب بحوالہ مذکور ۱/ ۳۸۶)

۱۳۰۔ ابن حزم کہتا ہے قد جأ عن عمر و عبدالرحمن بن عوف و معاذ بن جبل و ابی ھریرۃ و غیرھم من الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم ان من ترک صلاۃ فرض واحد متعمدا حتی یخرج وقتھا فھو کافر مرتد و لایعلم لھولاء مخالفا

امیر المومنین فاروق اعظم و حضرت عبدالرحمن بن عوف احد العشرۃ المبشرۃ و حضرت معاذ بن جبل امام العلماء و حضرت ابوہریرہ حافظ الصحابہ وغیرہم اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے وارد ہوا کہ جو شخص ایک نماز فرض قصداً چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے وہ کافر مرتد ہے۔ ابن حزم کہتا ہے اس حکم میں ان صحابہ کا خلاف کسی صحابی سے معلوم نہیں۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۲۶"۔ (الترغیب و الترھیب ۱/ ۳۹۳ بحوالہ مذکور)

۱۳۱۔ حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خمس صلوات کتبھن اللہ علی العباد۔

پانچ نمازیں خدا نے بندوں پر فرض کیں، الی قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من لم یأت بھن فلیس لہ عند اللہ عھد ان شاء عذبہ وان شأ ادخلہ الجنۃ۔

جو انہیں نہ پڑھے اس کے لئے خدا کے پاس کوئی عہد نہیں اگر چاہے تو اسے عذاب فرمائے اور چاہے تو جنت میں داخل کرے۔ رواہ الامام مالک و ابو داؤد و النسائی و ابن حبان فی صحیحہ۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۲۸"۔ (نسائی اول، ص ۸۰، باب المحافظۃ علی الصلوات الخمس)

دیوان تین ہیں حدیث میں ہے:

۱۳۲۔ حضور اکرم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الدواوین ثلثۃ فدیوان لایغفر اللہ منہ شیأ ودیوان لایعبأ اللہ منہ شیأ و دیوان لایترک اللہ منہ شیأ فاما الدیوان الذی لایغفر اللہ منہ شیأ فالاشراک باللہ و اماالدیوان الذی لایعبأ اللہ منہ شیأ فمظالم العبد نفسہ فیما بینہ و بین ربہ من صوم یوم ترکہ او صلاۃ ترکھا فان اللہ تعالی یغفر ذلک ان شأ و یتجاوز و اما الدیوان الذی لایترک اللہ منہ شیأ فمظالم العباد بینھم القصاص لا محالۃ۔

دفتر تین ہیں، ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور ایک دفتر کی اللہ عزوجل کو کچھ پرواہ نہیں اور ایک دفتر میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ دفتر جس میں سے اللہ

عزوجل کچھ نہ بخشے گا وہ دفتر کفر ہے اور وہ جس کی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے اپنے اور اپنے رب کے معاملے میں مثلاً کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کردے گا اور درگزر فرمائے گا اور وہ دفتر جس میں سے کچھ نہ چھوڑے گا وہ حقوق العباد ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ ضرور بدلہ ہوتا ہے۔ رواہ الامام احمد و الحاکم عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ "فتاویٰ رضویہ، ج۲، ص۲۲۹"۔ (مسند احمد، ص ۲۴۰، ج۷) (کنز العمال، ص ۲۱۳، ج۴)

انتظار نماز میں رہنا نماز میں رہنے کے برابر ہے:

۱۳۳۔ اخرجه احمد و البخاری و مسلم و النسائی و ابن ماجة عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه و فیه قوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قد صلی الناس و ناموا وانکم فی صلاة ماانتظرتموها۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ لوگ نماز پڑھ کر سو گئے اور تم نماز ہی میں ہو جب تک انتظار میں ہو۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۸۱۔ باب وقت العشاء الی نصف اللیل)

زمانۂ ہجرت کی ابتدا میں صرف مدینہ طیبہ میں نماز ہوتی تھی:

۱۳۴۔ للبخاری و النسائی عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنها و لاتصلی یومئذ الا بالمدینة۔

ان دنوں صرف مدینہ منورہ ہی میں نماز ہوا کرتی تھی۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج۲، ص ۲۰۰"۔ (بخاری ار ۱۱۹ باب خروج النساء الی المساجد الخ)

نماز عشاء میں تاخیر مستحب ہے:

۱۳۵۔ احمد و مسلم و النسائی عن جابر بن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یؤخر العشاء الاخرة۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشا کی نماز تاخیر سے ادا فرماتے تھے۔ (مولف) (نسائی اول، ص ۹۲، باب مایستحب من تاخیر العشاء)

وقت عشاء کے آغاز پر ایک حدیث:

۱۳۶۔ وللترمذی عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه [illegible]

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ عشاء آخرہ کا اول وقت افق یعنی کنارہ آسمان غائب ہونے تک ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۲۰۲"۔ (ترمذی اول، ص ۳۰ باب ما جاء فی مواقیت الصلاۃ۔ باب منہ)

نفس نبوت میں تمام انبیاء علیھم الصلاۃ والسلام برابر ہیں اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

۱۳۷۔ حدیث میں ہے ما ینبغی لاحد ان یقول انا خیر من یونس بن متی۔
کسی کے لئے یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں (مولف)

(بخاری ۲/ ۶۹۲ باب قولہ و یونس و لوطا۔ الخ)

استوائے شمس کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے:

۱۳۸۔ روایۃ ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ نہی عن الصلاۃ نصف النہار حتی تزول الشمس۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استوائے شمس کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔ "فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۲۰۵"

شنیدہ کے بود مانند دیدہ حدیث میں ہے:

۱۳۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس الخبر کالمعاینۃ۔

خبر معاینہ کی طرح نہیں ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۲۶۳"۔ (مسند احمد، ص ۲۴۷ ج ۱) (کیمیائے سعادت، ص ۳۱ ایمان طلب علم)

وقت افطار غروب آفتاب کے بعد ہے اس پر چار حدیثیں:

۱۴۰۔ حدیث مؤطا مالک عن ابن شہاب عن حمید بن عبدالرحمن ان عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کانا یصلیان المغرب حین ینظران الی اللیل الاسود قبل ان یفطرا ثم یفطران بعد الصلاۃ و ذلک فی رمضان۔

عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مغرب کی نماز گہری سیاہی شب دیکھ کر قبل افطار پڑھتے تھے پھر نماز کے بعد افطار کرتے اور یہ رمضان میں ہوتا تھا۔ (مولف) (موطا مالک، ص ۲۰۸ ما جاء فی تعجیل الفطر)

۱۴۱۔ حدیث صحیحین اذا رأیتم اللیل قد اقبل من ھھنا فقد افطر الصائم۔

جب اے [illegible]

(بخاری اول، ص ۲۶۲ باب متی یحل فطر الصائم)

۱۴۲۔ دوسری روایت میں ہے **اذا غابت الشمس من ھھنا فقد افطر الصائم۔**
جب ادھر سے سورج پورا ڈوب جائے تو سمجھ لو کہ روزہ پورا ہو چکا۔ (مولف) (مسلم اول، ص ۳۵۱ باب بیان وقت انقضاء الصوم الخ)

۱۴۳۔ تیسری روایت میں ہے **اذا غابت الشمس من ھھنا وجأ اللیل من ھھنا فقد افطر الصائم۔**

جب ادھر سے سورج پورا غروب ہو جائے اور رات آجائے تو سمجھو کہ روزہ پورا ہو چکا۔
(مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۲۶۸"۔ (مسلم اول، ص ۳۵۱ باب بیان وقت انقضاء الصوم)

نماز فجر میں اسفار مستحب ہے:

۱۴۴۔ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ سے نماز صبح میں مروی امام طحاوی بطریق داؤد بن یزید الاودی عن ابیہ روایت فرماتے ہیں۔ **قال کان علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یصلی بنا الفجر و نحن نترأی الشمس مخافۃ ان تکون طلعت۔**
مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ ہمیں نماز صبح پڑھایا کرتے اور ہم سورج کی طرف دیکھا کرتے تھے اس خوف سے کہ کہیں طلوع نہ کر آیا ہو۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۷۱ ۲"۔ (شرح معانی الاثار ۱/۱۰۶ باب وقت الفجر)

نشہ آور چیزوں کی وعید و ممانعت پر ایک حدیث:

۱۴۵۔ طبرانی نے بسند حسن سائب بن یزید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں **من شرب مسکرا ما کان لم تقبل لہ صلاۃ اربعین یوماً**
جو کوئی نشہ کی چیز پئے چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو۔ (یہ وعید مقید بمشیت ہے) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۲۳۶" (کنز العمال، ص ۱۹۱، ج ۵)

امر بالمعروف سے متعلق ایک حدیث:

۱۴۶۔ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں **لان یھدی اللہ بک رجلا خیرلک مما طلعت علیہ الشمس۔**

اللہ تعالی ایک شخص کو تیرے ذریعے سے ہدایت فرمادے تو یہ تیرے لئے تمام روئے زمین کی سلطنت ملنے سے بہتر ہے [illegible] ۳۳ [illegible]" (کنز العمال، ص ۸۹، ج ۱۰)

ترکِ صلاۃ کی وعید پر ایک حدیث:

۱۴۷۔ صحیح حدیث میں ارشاد ہوا (قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) من ترک الصلاۃ متعمداً فقد کفر جھاراً۔

جس نے قصداً نماز ترک کی وہ علانیہ کافر ہو گیا۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۲۲"۔ (کنز العمال، ص ۱۸۳، ج ۷)

موسم گرما میں تاخیر ظہر مستحب ہے:

۱۴۸۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث باب الاذان للمسافر میں ہے کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس تھے موذن نے اذان ظہر دینی چاہی فرمایا بردوقت ٹھنڈا کر دیر کے بعد پھر موذن نے اذان دینی چاہی فرمایا بردوقت ٹھنڈا کر دیر کے بعد موذن نے سہ بارہ اذان کا ارادہ کیا فرمایا ابردوقت ٹھنڈا کر اور یونہی تاخیر کا حکم فرماتے رہے حتی ساوی الظل التلول یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا اس وقت اذان کی اجازت فرمائی اور ارشاد فرمایا گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے، تو جب گرمی سخت ہو تو ظہر ٹھنڈے وقت پڑھو۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۳۵۵"۔ (بخاری اول، ص ۸۷، باب مذکور)

قرآن کریم میں بے انتہا عجائبات ہیں حدیث میں ہے:

۱۴۹۔ الترمذی عن امیر المومنین علی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تنقضی عجائبہ۔

عجائب قرآن فنا نہیں۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۶۳"۔ (ترمذی دوم، ص ۱۱۸، باب ماجاء فی فضل القرآن)

وقت افطار غروب آفتاب کے بعد ہے:

۱۵۰۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و مسند امام احمد میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا اقبل اللیل من ھھنا و ادبر النہار من ھھنا و غربت الشمس فقد افطر الصائم۔

جب ادھر سے رات آئے اور ادھر سے دن پیٹھ دکھائے اور سورج پورا ڈوب جائے تو روزہ دار کا روزہ پورا ہو چکا۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۶۵"۔ (بخاری اول، ص ۲۶۳، ب تعجیل الافطار)

نمازیں قضا کرنا حرام ہے یہاں تک کہ

۱۵۱۔ بزار وابو یعلی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم اور طبرانی اوسط اور ابن مردویہ تفسیر اور بیہقی سنن اور محی السنہ بغوی معالم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال سألت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن قول اللہ تعالیٰ الذین هم عن صلاتهم ساهون قال هم الذین یؤخرون الصلاۃ عن وقتها۔

میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا، کون لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے۔ خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں فرمایا وہ لوگ جو نماز وقت گزار کر پڑھیں۔(السنن الکبری للبیہقی باب الترغیب فی حفظ الصلوۃ لخ بیروت ۲/ ۲۱۴)

۱۵۲۔ بغوی کی روایت یوں ہے عن مصعب بن سعد عن ابیه رضی اللہ تعالیٰ عنهما انه قال سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عن الذین هم فی صلاتهم ساهون قال اضاعة الوقت۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آیت کے بارے میں سوال ہوا فرمایا اس سے مراد وقت کھونا ہے۔ "فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۲۶۹"۔(تفسیر البغوی مع تفسیر الخازن زیر آیت الذین هم عن صلاتهم ساهون۔ البابی مصر ۷/ ۲۹۹)

نماز عصر میں تاخیر مستحب ہے:

۱۵۳۔ دار قطنی سنن اور حاکم صحیح مستدرک میں بطریق عباس بن زریح زیاد بن عبداللہ نخعی سے راوی قال کنا جلوسا مع علی رضی اللہ تعالیٰ عنه فی المسجد الاعظم فجأ المؤذن فقال یا امیر المومنین فقال اجلس فجلس ثم عاد فقال له ذلك فقال رضی اللہ تعالیٰ عنه هذا الكلب یعلمنا السنة فقام علی فصلی بنا العصر ثم انصرفنا فرجعنا الی المكان الذی كنا فیه جلوسا فجثونا للركب لنزول الشمس للغروب فتراها۔

ہم کوفہ کی مسجد جامع میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ بیٹھے تھے موذن آیا اور عرض کی یا امیر المومنین (یعنی نماز عصر کو تشریف لے چلئے) امیر المومنین نے فرمایا بیٹھ وہ بیٹھ گیا پھر دوبارہ حاضر ہوا اور وہی عرض کی مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا یہ کتا ہمیں سنت سکھاتا ہے بعدہ مولیٰ علی کھڑے ہوئے اور ہمیں عصر پڑھائی پھر ہم نماز کا سلام پھیر کر مسجد میں جہاں بیٹھے تھے وہیں آئے تو گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر سورج کو دیکھنے تے اس لئے کہ وہ ڈوبنے کو اتر گیا تھا۔ "فتاوی رضویہ ج ۲، ص [illegible]" (... المعرفت الہ ملتان ۱/ ۲۵۱)

تعارف

حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین

(دو نمازوں کو جمع کرنے کا شرعی حکم)

یکم رجب ۱۳۱۳ھ میں ایک استفتاء آیا کہ سفر شرعی میں دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا بریلوی نے اس کا وہ مبسوط و مفصل جواب لکھا جو اس جلد کے ۱۲۳ صفحات پر پھیلا ہوا ہے آپ آغاز جواب میں رقمطراز ہیں کہ:

اللہ عزوجل نے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشادات سے ہر نماز فرض کا ایک خاص وقت جداگانہ مقرر فرمایا ہے کہ نہ اس سے پہلے نماز کی صحت نہ اس کے بعد تاخیر کی اجازت۔

ظہرین عرفہ و عشائین مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کا قصداً ایک وقت میں جمع کرنا سفراً حضراً ہرگز کسی طرح جائز نہیں قرآن مجید واحادیث صحاح سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی ممانعت پر شاہد عدل ہیں۔

یہی صحابہ و تابعین کا مذہب، پھر تائید مذہب میں ۲۷ صحابہ و تابعین کرام کے اسماء گرامی درج فرمائے ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جمع کی دو صورتیں ہیں جمع صوری[۱] جمع حقیقی[۲]

جمع صوری: یہ ہے کہ ایک نماز اس کے آخری وقت اور دوسری نماز اس کے وقت کی ابتداء میں پڑھی جائے اور یہ بالاتفاق جائز ہے۔

جمع حقیقی: یہ ہے کہ دو نمازیں ایک وقت میں ادا کی جائیں

اس کی بھی دو صورتیں ہیں جمع تقدیم[۱] جمع تاخیر[۲]

جمع تقدیم: مثلاً ظہر اور عصر دونوں ظہر کے وقت میں پڑھی جائیں، ایسی صورت میں عصر کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ اس کا وقت ہی شروع نہیں ہوا۔

جمع تاخیر: مثلاً دونوں عصر کے وقت میں پڑھی جائیں، اس صورت میں ظہر قضا ہوگی نہ کہ ادا۔

ائمہ احناف کے نزدیک یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔ اور یہ رسالہ چار فصلوں پر منقسم ہے

فصل اول: جمع صوری کے اثبات میں

فصل دوم : جمع تقدیم کے شبہات کے ابطال میں

فصل سوم : جمع تاخیر کی تضعیف میں

فصل چہارم : پابندئ اوقات کی ہدایت اور جمع کرنے کی ممانعت میں

دراصل اس مسئلے میں غیر مقلدین کے ہندی امام میاں نذیر حسین دہلوی، معیار الحق میں ائمہ مالکیہ اور شافعیہ سے استفادہ کرتے ہوئے مذہب حنفی کی تردید میں تفصیلی کلام کیا تھا۔

توامام احمد رضا بریلوی نے اس رسالہ میں اس پر سخت تنقید کی اور اس کے ہر ایک شبہے کا جواب اتنے مضبوط و مدلل حوالوں سے دیا ہے کہ مخالفین اس کی حدیث دانی کے دعوے کے باوجود آج تک اس کا جواب دینے کی ہمت نہیں کر سکے۔

میاں نذیر حسین دہلوی کے خلاف موقف جو حدیث نکلی تو اس کے راوی کو انہوں نے کسی نہ کسی اعتبار سے متہم قرار دیا پھر کذاب کہا یا وضاع لکھا۔

امام احمد رضا بریلوی جو فن اسماء الرجال میں مہارت تامہ رکھتے ہیں ان کا ایسا تعاقب فرمایا کہ ان کی حدیث دانی کا بخیہ ادھیڑ دیا مثلاً امام نسائی حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تھا وہ تیزی کے ساتھ سفر کر رہے تھے شفق غروب ہونے والی تھی کہ اتر کر نماز مغرب ادا کی پھر عشاء کی تکبیر اس وقت کہی جب شفق غروب ہو چکی تھی۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حقیقۃً دو نمازیں ایک وقت میں جمع نہیں کیں بلکہ صورۃً اور عملاً جمع کیں، یہ بات میاں صاحب کے موقف کے خلاف تھی اس لئے انہوں نے اس پر اعتراض کر دیا کہ امام نسائی کی روایت میں ایک راوی ولید بن قاسم ہیں اور ان سے روایت میں خطا سرزد ہوتی تھی تقریب میں ہے صدوق یخطی۔

اس اعتراض پر امام احمد رضا نے متعدد وجوہ سے گرفت فرمائی :

ا۔ یہ تحریف ہے، امام نسائی نے ولید کا فقط نام ذکر کیا تھا، میاں صاحب نے ازراہ چالاکی اسی نام اور اسی طبقے کا ایک راوی متعین کر لیا جو امام نسائی کے راویوں میں سے ہے اور جس پر کسی قدر تنقید بھی کی گئی ہے حالانکہ یہ راوی ولید بن قاسم نہیں بلکہ ولید بن مسلم ہیں جو صحیح مسلم کے رجال اور ائمہ ثقات اور حفاظ اعلام میں سے ہیں۔

[illegible] تسلیم کرتے [illegible] مصنف [illegible] دفع فرما رہے ہیں۔

۲۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ ابن قاسم ہی ہیں تاہم وہ مستحق رد نہیں، امام احمد نے ان کی توثیق کی ہے ان سے روایت کی محدثین کو ان سے حدیث لکھنے کا حکم دیا، ابن عدی نے کہا جب وہ کسی ثقہ سے روایت کریں تو ان میں کوئی عیب نہیں ہے۔

۳۔ صحیح بخاری و مسلم میں کتنے راوی وہ ہیں جن کے بارے میں تقریب میں فرمایا صدوق یخطی کیا آپ قسم کھا بیٹھے ہیں کہ صحیحین کی روایات کو بھی رد کر دو گے؟

پھر امام احمد رضا بریلوی نے حاشیہ میں قلم برداشتہ صحیحین کے ۱۳۱ ایسے راویوں کے نام گنوا دیئے جن کے بارے میں اسماء الرجال کی کتابوں میں اخطا یا یخطی الخطا کے الفاظ وارد ہیں۔

۴۔ حسان بن حسان بصری صحیح بخاری کے راوی ہیں ان کے بارے میں تقریب میں ہے صدوق یخطی۔

ان کے بعد حسان بن حسان واسطی کے بارے میں لکھا ابن مندہ نے انہیں وہم کی بناء پر حسان بصری سمجھ لیا حالانکہ حسان واسطی ضعیف ہیں دیکھئے پہلے حسان بصری کو صدوق یخطی کہنے کے باوجود واضح طور پر کہدیا کہ وہ ضعیف نہیں ہیں۔ اسی طرح امام نسائی نے فرمایا تھا اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود عن خالد عن شعبۃ۔

ملا جی نے بے دھڑک حکم لگا دیا کہ اس سے مراد خالد بن مخلد رافضی ہے۔ اس کے جواب میں امام احمد رضا نے پندرہ حوالوں سے یہ ثابت کیا کہ یہاں پر خالد سے مراد خالد بن حارث ہے نہ کہ خالد بن مخلد رافضی۔

یہ محققانہ رسالہ حدیث و اصول حدیث اور اسماء الرجال کے علوم و معارف کا بہتا ہوا سمندر ہے جسے پڑھ کر ارباب علم و فن انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں اور مذہب حنفی کی حقانیت آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے اور اس رسالہ مبارکہ میں ۶۰ احادیث شامل تحقیق ہیں۔

احادیث

حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین

احناف کے نزدیک دو نمازیں صورۃً ملا کر پڑھنا جائز ہے کہ ایک اپنے اخیر وقت میں اور دوسری ابتدائے وقت میں ورنہ سوائے عرفہ و مزدلفہ کے دو نمازیں حقیقۃً جمع کر کے پڑھنا جائز نہیں۔ اسی کے ثبوت میں ۶۳ احادیث جلیلہ۔

۱۵۴۔ ابوداؤد میں بسند صحیح ہے **حدثنا محمد بن عبید المحاربی نا محمد بن فضیل عن ابیه عن نافع وعبدالله بن واقد ان مؤذن ابن عمر قال الصلاة قال سر حتی اذا کان قبل غیوب الشفق نزل فصلی المغرب ثم انتظر حتی غاب الشفق فصلی العشاء ثم قال ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان اذا عجل به امر صنع مثل الذی صنعت فسار فی ذلك الیوم واللیلة مسیرة ثلث۔**

یعنی نافع و عبداللہ بن واقد دونوں تلامذہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مؤذن نے نماز کا تقاضا کیا فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ شفق ڈوبنے سے پہلے اتر کر مغرب پڑھی پھر انتظار فرمایا یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اس وقت عشاء پڑھی پھر فرمایا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب کوئی جلدی ہوتی تو ایسا ہی کرتے جیسا میں نے کیا ابن عمر نے اس دن رات میں تین رات دن کی راہ قطع کی۔ ابوداؤد نے فرمایا رواہ ابن جابر عن نافع نحو هذا باسناده حدثنا ابراهیم بن موسی الرازی انا عیسیٰ عن ابن جابر بهذا المعنی۔ (ابوداؤد اول ص ۱۷۱، باب الجمع بین الصلاتین)

۱۵۵۔ **رواه عبدالله بن العلاء عن نافع قال حتی اذا کان عند ذهاب الشفق نزل فجمع بینهما۔**

یعنی جب شفق ڈوبنے کے نزدیک ہوئی اتر کر دونوں نمازیں جمع کیں۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۸۹" حاجز البحرین (ابوداؤد اول ۱۷۱، باب الجمع بین الصلاتین)

۱۵۶۔ نسائی کی روایت بسند صحیح یوں ہے **اخبرنا محمود بن خالد ثنا الولید ثنا ابن**

جابر ثنی نافع قال خرجت مع عبداللہ بن عمر فی سفر یرید ارضا له فاتاه آتٍ فقال ان صفية بنت ابی عبید لما بها فانظر ان تدرکها فخرج مسرعا ومعه رجل من قریش یسایره وغابت الشمس فلم یصل الصلاة وکان عهدی به وهو یحافظ علی الصلاة فلما ابطاء قلت الصلاة یرحمک اللہ فالتفت الی ومضی حتی اذا کان فی آخر الشفق نزل فصلی المغرب ثم اقام العشاء وقد توارى الشفق فصلی بنا ثم اقبل علینا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان اذا عجل به السیر صنع هکذا۔

یعنی نافع فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر اپنی ایک زمین کو تشریف لیجاتے تھے کسی نے آکر کہا آپ کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید اپنے حال میں مشغول ہیں شاید ہی آپ انھیں زندہ پائیں۔ یہ سن کر بسرعت چلے اور ان کے ساتھ ایک مرد قریشی تھا سورج ڈوب گیا اور نماز نہ پڑھی اور میں نے ہمیشہ ان کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی محافظت فرماتے تھے جب دیر لگائی میں نے کہا نماز، خدا آپ پر رحم فرمائے میری طرف پھر کر دیکھا اور آگے روانہ ہوئے جب شفق کا اخیر حصہ رہا اتر کر مغرب پڑھی پھر عشاء کی تکبیر اس حال میں کہی کہ شفق ڈوب چکی اس وقت عشاء پڑھی پھر ہماری طرف منہ کر کے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا ہی کرتے۔ اسی طرح امام طحاوی نے روایت کی فقال حدثنا ربیع المؤذن حدثنا بشر بن بکر ثنی ابن جابر ثنی فذکرہ۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۲۹۰ حاجز البحرین" (نسائی اول ص ۹۹ باب الوقت الذی یجمع فیه المسافر بین المغرب والعشاء)

۱۵۷۔ نسائی نے بسند حسن بطریق اخبرنا قتیبہ بن سعید حدثنا العطاف اور ابو جعفر نے بطریق حدثنا یزید بن سنان ثنا ابو عامر العقدی ثنا العطاف بن خالد المخزومی اور امام فقیہ نے تج میں بلاواسطہ روایت کی کہ اخبرنا عطاف بن خالد المخزومی المدینی قال اخبرنا نافع قال اقبلنا مع ابن عمر من مکة حتی اذا کان ببعض الطریق استصرخ علی زوجته فقیل له انها فی الموت فاسرع السیر وکان اذا نودی بالمغرب نزل مکانه فصلی فلما کان تلک اللیلة نودی بالمغرب فسار حتی امسینا فظننا انه نسی فقلنا الصلاة فسار حتی اذا کان الشفق قرب ان یغیب نزل فصلی المغرب وغاب الشفق فصلی العشاء ثم اقبل علینا فقال هکذا نصنع مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا جد بنا السیر۔

یعنی امام نافع فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب شفق ڈوبنے کے

قریب ہوئی اتر کر مغرب پڑھی اور شفق ڈوب گئی اب عشاء پڑھی پھر ہماری طرف منہ کر کے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ جب چلنے میں کوشش ہوتی تھی۔ امام عیسیٰ بن ابان نے اسے روایت کر کے فرمایا وھکذا قال ابو حنیفة فی الجمع بین الصلاتین ان یصلی الاولی منھما فی آخر وقتھا الاخری فی اول وقتھا کما فعل عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما ورواہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یعنی دو نمازیں جمع کرنے میں یہی طریقہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے کہ پہلی کو اس کے آخر وقت اور پچھلی کو اس کے اول وقت میں پڑھے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خود کیا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمایا۔" فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۲۹۱، حاجز البحرین "(نسائی اول ص ۹۹، باب الوقت الذی یجمع فیہ المسافر بین المغرب والعشاء)

۱۵۸۔ امام طحاوی نے اور طریق سے یوں روایت کی حدثنا فھد ثنا الحمانی ثنا عبداللہ بن المبارک عن اسامة بن زید اخبرنی نافع وفیہ حتی اذا کان عند غیوبة الشفق فجمع بینھما وقال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصنع ھکذا اذا جد بہ السیر۔

یعنی جب شفق ڈوبنے کے نزدیک ہوئی اتر کر دونوں نمازیں جمع کیں اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یونہی کرتے دیکھا جب حضور کو سفر میں جلدی ہوتی۔ (شرح معانی الآثار ۱/ ۹۷ باب الجمع بین الصلاتین)

۱۵۹۔ صحیح بخاری ابواب التقصیر باب ہل یؤذن اویقیم اذا جمع بین المغرب والعشاء میں یوں ہے حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال اخبرنی سالم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اعجلہ السیر فی السفر یؤخر صلاة المغرب حتی یجمع بینھا وبین العشاء قال سالم وکان عبداللہ یفعلہ اذا اعجلہ السیر یقیم المغرب فیصلیھا ثلثا ثم یسلم ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء فیصلیھا رکعتین الحدیث (بخاری اول ص ۱۴۹، باب مذکور)

۱۶۰۔ اسی کے باب یصلی المغرب ثلثا فی السفر میں بطریق مذکور وکان عبداللہ یفعلہ اذا عجلہ السیر تک روایت کر کے فرمایا وزاد اللیث قال حدثنی یونس عن ابن شہاب قال سالم کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما یجمع بین المغرب والعشاء

بالمزدلفة قال سالم واخر ابن عمر المغرب و كان استصرخ علي امرأة صفية بنت ابي عبيد فقلت له الصلاة فقال سر فقلت له الصلاة فقال سر حتى سار ميلين او ثلثة ثم نزل فصلى ثم قال هكذا رأيت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يصلى اذا اعجله السير. وقال عبدالله رأيت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا اعجله السير (يقيم) يؤخر المغرب فيصليها ثلثا ثم يسلم ثم قلما يلبث حتى يقيم العشاء فيصليها ركعتين. الحديث۔

ان دونوں روایتوں کا حاصل (بطور ترجمہ) یہ کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایام حج میں ذی الحجہ کی دسویں رات مزدلفہ میں مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھتے اور جب اپنی بی بی کی خبر گیری کو تشریف لے گئے تھے تو یوں کیا کہ مغرب کو آخر کیا میں نے کہا نماز فرمایا چلو پھر کہا نماز فرمایا چلو دو تین میل چل کر اترے اور نماز پڑھی پھر فرمایا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا ہی کرتے مغرب اخیر کر کے تین رکعت پڑھتے پھر سلام پھیر کر تھوڑی دیر انتظار فرماتے پھر عشاء کی اقامت فرما کر دو رکعت پڑھتے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۹۳، حاجز البحرین" (بخاری اول ص ۱۴۸ باب مذکور)

۱۶۱۔ نسائی کے یہاں یوں ہے اخبرني محمد بن عبدالله بن زريع حدثنا يزيد بن زريع حدثنا كثير بن قاروندا قال سألت سالم بن عبدالله عن صلاة ابيه في السفر وسألناه هل كان يجمع بين شئي من صلاته في سفره فذكر ان صفية بنت ابي عبيد كانت تحته فكتبت اليه وهو في زراعة له اني في آخر يوم من ايام الدنيا واول يوم من الآخرة فركب فاسرع السير اليها حتى اذا حانت صلاة الظهر قال له المؤذن الصلاة يا ابا عبدالرحمن فلم يلتفت حتي اذا كان بين الصلاتين نزل فقال اقم فاذا سلمت فاقم فصلى ثم ركب حتى اذا غابت الشمس قال له المؤذن الصلاة فقال كفعلك في صلاة الظهر والعصر ثم سار حتى اذا اشتبكت النجوم نزل ثم قال للمؤذن اقم فاذا سلمت فاقم فصلى ثم انصرف فالتفت الينا فقال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا حضر احدكم الامر الذي يخاف فوته فليصل هذه الصلاة۔

خلاصہ یہ کہ جب صفیہ کا خط پہنچا کہ اب میرا دم واپسیں ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شتاباں چلے [illegible] آنے کو اس

وقت ظہر پڑھ کر عصر پڑھی اور مغرب کے لئے اس وقت اترے جب تارے خوب کھل آئے تھے (جس وقت تک بلا عذر مغرب میں دیر لگانی مکروہ ہے) اسے پڑھ کر عشاء پڑھی اور کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کسی کو ایسی ضرورت پیش آئے جس کے فوت کا اندیشہ ہو تو اس طرح نماز پڑھے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۹۳، حاجز البحرین" (نسائی اول ص ۹۸، باب الوقت الذی یجمع فیہ المسافر بین الظہر والعصر)

۱۶۲۔ اسی حدیث میں دوسرے طریق سے یوں زائد کیا اخبرنا عبدة بن عبدالرحیم ثنا ابن شمیل ثنا کثیر بن قاروندا قال سألنا سالم بن عبداللہ عن الصلاۃ فی السفر فقلنا اکان عبداللہ یجمع بین شئی من الصلاۃ فی السفر فقال لا الا یجمع

یعنی ہم نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سوال کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر میں کسی نماز کو دوسری کے ساتھ جمع فرماتے تھے کہا نہ سوا مزدلفہ کے (جہاں کا ملانا سب کے نزدیک بالاتفاق ہے)" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۹۳ حاجز البحرین" (نسائی اول ص ۹۹، باب الوقت الذی یجمع فیہ المسافر بین المغرب والعشاء)

۱۶۳۔ امام اجل احمد بن حنبل مسند اور ابو بکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم مصنف میں بسند حسن بطریق اپنے شیخ وکیع بن الجراح کے اور امام طحاوی معانی الآثار میں بطریق حدثنا فھد حدثنا الحسن بن البشر حدثنا المعافی بن عمر ان کلاھما عن مغیرة بن زیاد الموصلی عن عطا بن ابی رباح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روای قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر یؤخر الظھر ویقدم العصر ویؤخر المغرب ویقدم العشاء۔

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں ظہر کو دیر فرماتے عصر کو اول وقت پڑھتے مغرب کی تاخیر فرماتے عشاء کو اول وقت پڑھتے (شرح معانی الآثار ا ص ۹۷، باب الجمع بین الصلاتین)

۱۶۴۔ ابوداؤد اپنی سنن باب متی یتم المسافر اور ابو بکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف میں بسند حسن جید متصل حضرت عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب وہ اپنے والد ماجد محمد بن عمر بن علی وہ اپنے والد ماجد عمر بن علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کرتے ہیں ان علیا کان اذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی تکاد ان تظلم ثم ینزل فیصلی (فصلی المغرب

ثم ... کان ... اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصنع۔

یعنی امیر المومنین مولی المسلمین علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الاسنی جب سفر فرماتے سورج ڈوبنے پر چلتے رہتے یہاں تک کہ قریب ہوتا کہ تاریکی ہو جائے پھر اتر کر مغرب پڑھتے پھر کھانا منگا کر تناول فرماتے پھر عشاء پڑھ کر کوچ کرتے اور کہتے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔" فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۲۹۴ حاجز البحرین "(ابوداؤد اول ص ۱۷۲ باب مذکور)

۱۶۵۔ طحاوی بطریق ابی خیثمہ عن عاصم الاحول عن ابی عثمان راوی قال وفدت انا وسعد بن مالک ونحن نبادی للحج فکنا نجمع بین الظهر والعصر نقدم من هذه ونؤخر من هذه ونجمع بین المغرب والعشاء نقدم من هذه ونؤخر من هذه حتی قدمنا مکة۔

یعنی میں اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالی عنہما حج کی جلدی میں مکہ معظمہ تک ظہر اور عصر اور مغرب وعشاء کو یوں جمع کرتے گئے کہ ظہر و مغرب دیر کرکے پڑھتے اور عصر وعشاء جلدی۔ (شرح معانی الآثار ۱/۹۹ باب الجمع بین الصلاتین)

۱۶۶۔ نیز امام ممدوح عبدالرحمن بن یزید سے راوی صحبت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه فی حجه فکان یؤخر الظهر ویعجل العصر ویؤخر المغرب ویعجل العشاء ویسفر بصلاة الغداة۔

میں حج میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے ہمراہ رکاب تھا ظہر میں دیر فرماتے اور عصر میں تعجیل مغرب میں تاخیر کرتے عشاء میں جلدی اور صبح روشن کرکے پڑھتے۔ امام ممدوح ان احادیث کو روایت کرکے فرماتے ہیں وجمیع ماذهبنا الیه من کیفیة الجمع بین الصلاتین قول ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد رحمهم اللہ تعالیٰ نمازیں جمع کرنے کا یہ طریقہ جو ہم نے اس باب میں اختیار فرمایا یہ سب امام اعظم وامام ابو یوسف اور امام محمد کا مذہب ہے۔" فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۲۹۵، حاجز البحرین "(شرح معانی الآثار ۱/۹۹، باب الجمع بین الصلاتین)

۱۶۷۔ عبدالرزاق صفوان بن سلیم سے راوی قال جمع عمر بن الخطاب الظهر والعصر فی یوم مطیر

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے مینہ کے دن ظہر وعصر جمع کی۔ (

مصنف عبدالرزاق ۲/۵۵۶ (

۱۶۸۔ طبرانی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء یؤخر ھذہ فی آخر وقتھا ویعجل ھذہ فی اول وقتھا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغرب وعشاء کو جمع فرماتے مغرب کو اس کے آخر وقت میں پڑھتے اور عشاء کو اس کے اول وقت میں۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۱۴ حاجز البحرین"
(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۹۸۸۰، بیروت ۱۰/۴۷)

۱۶۹۔ بطریق لیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان فی غزوۃ تبوک اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظھر حتی یجمعھا الی العصر فیصلیھا جمیعا اذا ارتحل بعد زیغ الشمس صلی الظھر والعصر جمیعا ثم سار وکان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتی یصلیھا مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب جعل العشاء فصلاھا مع المغرب ۔ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاکم والدارقطنی والبیھقی۔ زاد الترمذی بعد قولہ اذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر الی الظھر وصلی الظھر والعصر جمیعا ۔ الحدیث

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر میں دیر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر سے ملاتے تو دونوں کو ساتھ پڑھتے اور جب دوپہر کے بعد کوچ فرماتے تو عصر میں تعجیل کرتے اور ظہر وعصر ساتھ پڑھتے پھر چلتے اور جب مغرب سے پہلے کوچ کرتے مغرب میں تاخیر فرماتے یہاں تک کہ عشاء کے ساتھ پڑھتے اور مغرب کے بعد کوچ فرماتے تو عشاء میں تعجیل کرتے اسے مغرب کے ساتھ پڑھتے۔امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔"فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۱۹ حاجز البحرین" (ابوداؤد اول ص ۱۷۲،باب الجمع بین الصلاتین، ترمذی اول ص ۱۲۳،باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین)

۱۷۰۔ احمد بخاری مسلم ابوداؤد ونسائی طحاوی وغیرہم بطریق عمرو بن دینار عن جابر بن زید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی وھذا لفظ مسلم قال صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثمانیا جمیعا قلت یا ابا الشعثاء اظنہ اخر الظھر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء قال وانا اظن ذلک

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ پوری آٹھ رکعات اور پوری سات رکعات اکٹھی کر کے پڑھی ہیں میں نے کہا اے ابو شعثاء میں سمجھتا ہوں کہ ظہر کو مؤخر اور عصر میں تعجیل فرمائی اور مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجیل کی ابو شعثاء نے کہا کہ مجھے بھی یہ گمان ہو رہا ہے۔ (مولف)" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۱۰ حاجز بحرین" (مسلم اول ص ۲۴۶، باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر)

۱۷۱۔ مالك احمد مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی طحاوی وغیرهم اسی جناب سے بطریق شتی والفاظ عدیدہ راوی وهذا حدیث مسلم بطریق زهیرنا ابو الزبیر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال صلی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الظهر والعصر جمیعا بالمدینة فی غیر خوف ولاسفر قال ابو الزبیر فسألت سعیدا لم فعل ذلك فقال سألت ابن عباس كما سألتنی فقال اراد ان لایحرج احد من امته.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر و عصر دونوں نمازیں ایک ساتھ مدینہ شریف میں بغیر کسی خوف اور غیر حالت سفر کے پڑھیں، ابوزبیر نے کہا کہ میں نے سعید سے سوال کیا کہ حضور نے ایسا کیوں کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے بھی ابن عباس سے تمہاری طرح سوال کیا تھا تو انھوں نے فرمایا تھا کہ حضور نے ایسا اس لئے کیا تھا تاکہ ان کی امت میں کوئی حرج میں نہ پڑ جائے۔ یعنی ظہر کی نماز اخیر وقت اور عصر کی نماز اول وقت میں ادا فرمائی۔ (مولف) (مسلم اول ص ۲۴۶، باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر)

۱۷۲۔ وفی اخری له وللترمذی بطریق حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال جمع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بین الظهر والعصر والمغرب والعشاء بالمدینة فی غیر خوف ولا مطر.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء مدینہ شریف میں بغیر کسی خوف و بارش کے جمع فرمائیں، یہ جمع صوری تھی نہ کہ جمع حقیقی۔ (مولف) (ترمذی اول ص ۲۷، باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین)

۱۷۳۔ وللطحاوی عن صالح مولیٰ التوامة عن ابن عباس فی غیر سفر ولامطر
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دوسری روایت میں ہے کہ بغیر سفر و بارش کے (جمع فرمائیں) (مولف) (شرح معانی الآثار ص ۹۵، باب الجمع بین الصلاتین)

۱۷۴۔ وفی لفظ للنسائی اخبرنا قتیبة حدثنا سفین عن عمرو بن جابر بن زید عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمدینة ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا اخر الظھر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ شریف میں نماز پڑھی، آٹھ رکعات جمع کر کے اور سات رکعات جمع کر کے جن میں ظہر میں تاخیر اور عصر میں تعجیل اور مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجیل فرمائی۔ (مولف) (نسائی اول ص۹۹، باب الوقت الذی یجمع فیہ المقیم)

۱۷۵۔ وفی لفظ لہ عن عمر وبن ھرم عن جابر بن زید عن ابن عباس انہ صلی بالبصرة الاولی والعصر لیس بینھما شئی والمغرب والعشاء لیس بینھما شئی فعل ذلک من شغل وزعم ابن عباس انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمدینة الاولی والعصر ثمان سجدات لیس بینھما شئی۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء بصرہ میں پڑھی جن کے درمیان کچھ نہیں تھا انھوں نے مشغولیت کی وجہ سے اس طرح کیا، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گمان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ شریف میں ظہر وعصر آٹھ رکعتیں پڑھیں جن کے مابین کچھ نہیں تھا۔ (مولف) (نسائی اول ص۹۸ باب الوقت الذی یجمع فیہ المقیم)

۱۷۶۔ ولمسلم بطریق الزبیر بن الخریت عن عبداللہ بن شقیق ان التاخیر کان لاجل خطبة خطبھا۔

عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ یہ تاخیر خطبہ کی وجہ سے تھی۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج۲ ص۳۱۱ حاجز البحرین" (مسلم، ۱/۲۴۶ جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر)

۱۷۷۔ لمسلم بطریق عمر ان بن حدیر عن عبداللہ بن شقیق عن ابن عباس فی القصة قال کنا نجمع بین الصلاتین علی عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

الصلاتین فی السفر)

۱۷۸۔ وللطحاوی من ھذا الوجه قد کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ربما جمع بینهما بالمدینة

کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ شریف میں دو نمازوں کو جمع فرماتے تھے۔

(مولف)"فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۱۱ حاجز البحرین"(شرح معانی الآثار ۱/ ۹۵، باب الجمع بین الصلاتین)

۱۷۹۔ حدیث مسلم انما التفریط علی من لم یصل الصلاۃ حتی یجئی وقت الصلاۃ الاخریٰ

قصور تو اس شخص کے لئے ہے جو نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

(مولف)"فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۱۲ حاجز البحرین"(مسلم ۱/ ۲۳۵، باب قضاء الصلوۃ الفائتۃ الخ)

۱۸۰۔ عبدالرزاق مصنف میں بطریق عمرو بن شعیب راوی قال قال عبداللہ جمع لنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم مقیما غیر مسافر بین الظھر والعصر والمغرب والعشاء فقال رجل لابن عمر لم تری النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فعل ذلك قال لان لاتحرج امته ان جمع رجل.

عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے لئے حالت اقامت میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء جمع فرمائیں ایک آدمی نے ابن عمر سے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا تو ابن عمر نے فرمایا کہ ان کی امت میں اگر کوئی آدمی ایسا کرے تو حرج میں نہ پڑجائے۔(مولف)(مصنف عبدالرزاق حدیث ۴۴۳۷۔ بیروت ۲/ ۵۵۶)

۱۸۲۔ ابن جریر اس جناب سے بایں لفظ راوی خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فکان یؤخر الظھر ویعجل العصر فجمع بینهما ویؤخر المغرب ویعجل العشاء فجمع بینهما۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں تشریف لائے پھر ظہر میں تاخیر اور عصر میں تعجیل فرما کر دونوں کو جمع فرماتے تھے اور مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجیل فرما کر دونوں کو جمع فرماتے تھے۔(مولف)(کنز العمال ۸/ ۲۵۰)

۱۸۳۔ ابن جریر کی دوسری روایت میں اسی جناب سے یوں ہے اذا بادر احدکم الحاجة فشاء ان یؤخر المغرب ویعجل العشاء ثم یصلیهما جمیعا فعل

جب تم میں کسی کو ضرورت پیش آئے تو وہ مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجیل کر کے پڑھنا چاہے تو ایسا کرے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۴۳، حاجز البحرین" (کنز العمال ۷/۳۵۰)

۱۸۴۔ بخاری و مسلم و مالک و دارمی و نسائی و طحاوی و بیهقی بطریق سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهم و مسلم و مالک و نسائی و طحاوی بطریق نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجمع بین المغرب و العشاء اذا جدبه السیر۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر کی عجلت رہتی تو مغرب وعشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۱۴، حاجز البحرین" (مسلم ج ۱، ص ۲۴۵، باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر)

۱۸۵۔ وفی لفظ لمسلم والنسائی من طریق سالم رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اعجله السیر فی السفر یؤخر صلاۃ المغرب حتی یجمع بینهما وبین الصلاۃ العشاء۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر کی جلدی رہتی تو مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ جمع فرماتے تھے۔ (مولف) فرواہ البخاری عن ابی الیمان والنسائی عن بقیة وعثمان کلهم عن شعیب بن ابی حمزۃ ومسلم عن ابن وهب عن یونس والبخاری عن علی بن المدینی ومسلم عن یحیی وقتیبة بن سعید وابی بکر بن ابی شیبة وعمرو الناقد والدارمی عن محمد بن یوسف والنسائی عن محمد بن منصور والطحاوی عن الحمانی ثمانیتهم عن سفین بن عیینة ثلثهم اعنی شعیبا ویونس وسفین عن الزهری عن سالم ومسلم عن یحیی بن یحیی والنسائی عن قتیبة والطحاوی عن ابن وهب کلهم عن مالک والنسائی بطریق عبدالرزاق ثنا معمر عن موسیٰ بن عقبة والطحاوی عن لیث والبیهقی فی الخلافیات من طریق یزید بن هارون عن یحیی بن سعید اربعتهم عن نافع کلاهما عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۱۵ حاجز البحرین" (مسلم اول ص ۲۴۵، باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر)

۱۸۶۔ حدیث معلق بخاری ووصله البیهقی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجمع بین صلاۃ الظهر والعصر

اذا کان علی ظهر سیر ویجمع بین المغرب والعشاء. وهو عند مسلم و آخرین بذکر غزوة تبوك.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع فرماتے۔ امام مسلم اور دوسروں کے نزدیک یہ غزوۂ تبوک کے ذکر میں ہے۔ (مولف) (بخاری اول ص ۱۴۹ باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء)

۱۸۷۔ ولابن ماجة من طریق ابراهیم بن اسمعیل عن عبدالکریم عن مجاهد وسعید بن جبیر وعطاء بن ابی رباح وطاؤس اخبروه عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما انه اخبرهم ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء فی السفر من غیر ان یعجله شئی ولا یطلبه عدو ولا یخاف شیئا.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر عجلت سفر اور بغیر طلب دشمن یا کسی خوف کے مغرب و عشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۱۵ حاجز البحرین" (ابن ماجہ ص ۷۶، باب هل یؤذن او یقیم اذا جمع بین المغرب والعشاء)

۱۸۸۔ بخاری تعلیقا و وصلا و طحاوی و صلا عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یجمع بین هاتین الصلاتین فی السفر یعنی المغرب و العشاء۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں مغرب و عشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

(بخاری اول، ص ۱۴۹ باب هل یؤذن او یقیم اذا جمع بین المغرب و العشاء)

۱۸۹۔ مالك وشافعی ودارمی ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجة وطحاوی مطولا ومختصراً عن عامر بن واثلة ابی الطفیل عن معاذ بن جبل رضی الله تعالیٰ عنهم قال جمع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی غزوة تبوك بین الظهر والعصر وبین المغرب والعشاء قال فقلت ماحمله علی ذلك قال فقال اراد ان لایحرج امته. هذا لفظ مسلم فی الصلاة ومثله للطحاوی وعند الترمذی صدره فقط وهو احدی لفظی الطحاوی.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء جمع

فرمائیں، راوی نے کہا میں نے کہا کہ حضور نے ایسا کیوں کیا فرمایا تا کہ ان کی امت میں کوئی حرج میں نہ پڑ جائے (مولف) (مسلم اول ص ۲۳۶، باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر)

۱۹۰۔ ولمالك ومن طريقه عند مسلم في الفضائل خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عام غزوة تبوك فكان يجمع الصلاة فصلى الظهر والعصر جميعا والمغرب والعشاء جميعا حتى اذا كان يوما اخر الصلاة ثم خرج فصلى الظهر والعصر جميعا ثم دخل ثم خرج بعد ذلك فصلى المغرب والعشاء جميعا. الحديث بطوله.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہم غزوۂ تبوک کے سال نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازوں کو جمع فرماتے تھے تو ظہر وعصر ایک ساتھ اور مغرب وعشاء ایک ساتھ ادا فرمائیں جب دن ہوا تو نماز مؤخر فرمائی پھر تشریف لا کر ظہر وعصر ایک ساتھ پڑھیں پھر تشریف لے گئے اور تشریف لانے کے بعد مغرب وعشاء ایک ساتھ ادا فرمائیں۔ (مولف) (مسلم دوم ص ۲۳۶، باب فی معجزات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

۱۹۱۔ مالك مرسلا ومسندا من طريق داؤد بن الحصين عن الاعرج عن ابى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يجمع بين الظهر والعصر فى سفره الى تبوك.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر تبوک میں ظہر وعصر کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

هكذا روى عن يحيى مسندا وهو عند محمد وجمهور رواة الموطا عن عبدالرحمن بن هرمز مرسلا وعبدالرحمن هو الاعرج۔ (مؤطا مالک ص ۵۰، الجمع بین الصلاتین فی الحضر والسفر)

۱۹۲۔ وهو عندالبزار عن عطاء بن يسار عن ابى هريرة عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يجمع بين الصلاتين فى السفر.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت سفر میں دو نمازوں کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

(مسند احمد ص ۳۵۹ ج ۱)

۱۹۳۔ احمد وابن ابى شيبة بطريق حجاج بن ارطاة مختلف فيه عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده وهو عبدالله بن عمرو بن العاص رضى الله تعالىٰ عنهما قال جمع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بين الصلاتين فى غزوة بنى المصطلق.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ بنی مصطلق میں دو نمازیں جمع فرمائیں۔ (مولف)"فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۱۶ حاجز البحرین" (مسند احمد ص ۳۱۵ ج ۲)

۱۹۴۔ ترمذی فی کتاب العلل حدثنا ابو السائب عن الجریری عن ابی عثمان عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جد بہ السیر جمع بین الظھر والعصر والمغرب والعشاء۔ قال الترمذی سألت محمدا یعنی البخاری عن ھذا الحدیث فقال الصحیح ھو موقوف عن اسامۃ بن زید۔

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب چلنے میں عجلت ہوتی تو ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف) (ترمذی کتاب العلل ص ۲۳۳)

۱۹۵۔ احمد بطریق ابن لھیعۃ عن ابی الزبیر قال سألت جابرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھل جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین المغرب والعشاء قال نعم عام غزونا بنی المصطلق۔

ابو زبیر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کو جمع فرمائی ہیں حضرت جابر نے کہا ہاں غزوۂ بنی مصطلق کے سال جمع فرمائی ہیں۔ (مولف) (مسند احمد ۳/۳۴۸)

۱۹۶۔ ابن ابی شیبۃ و ابو جعفر طحاوی اما الاول فبطریق ابن ابی لیلی عن ھذیل واما الآخر فعن ابی قیس الاودی عن ھذیل بن شرحبیل عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع ولفظ الآخر کان یجمع بین الصلاتین فی السفر وللطبرانی فی معجمیہ الکبیر والاوسط عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین الظھر والعصر والمغرب والعشاء فقیل لہ فی ذلک فقال صنعت ذلک لئلا تحرج امتی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء جمع فرمائیں تو اس کے بارے میں پوچھا گیا حضور نے فرمایا میں نے ایسا اس لئے کیا تاکہ میری امت حرج میں نہ پڑ جائے۔ (مولف) (مسند احمد ص ۸۳ ج ۱)

۱۹۷۔ طبرانی فی المعجم الاوسط عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلاتین فی السفر۔

بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں دو نمازوں کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف) (مسند احمد ص ۳۵۹ ج ۱)

۱۹۸۔ مرسل وبلاغ مالك انه بلغه عن علی بن حسین هو ابن علی رضی الله تعالیٰ عنهم انه كان يقول كان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا اراد ان يسير يومه جمع بين الظهر والعصر واذا اراد ان يسير ليله جمع بين المغرب والعشاء۔

حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دن کو چلنے کا ارادہ فرماتے تو ظہر و عصر کو جمع فرماتے تھے اور جب رات کو چلنے کا ارادہ فرماتے تو مغرب و عشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۱۷ حاجز البحرین" (موطا مالک ص ۵۱، باب الجمع بين الصلاتين فی الحضر والسفر)

۱۹۹۔ عن ابی الطفیل عن معاذ ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم جمع فی غزوة تبوك بين الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء۔ رواه قرة بن خالد وسفيان الثوری ومالك وغير واحد عن ابی الزبير المكی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع فرمایا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۲۰ حاجز البحرین" (ترمذی اول ص ۱۲۳، باب ماجاء فی الجمع بين الصلاتين)

۲۰۰۔ حدیث صحیحین عن ابی جحیفة رضی الله تعالیٰ عنه خرج علينا النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالهاجرة الى البطحاء فتوضأ فصلى لنا الظهر والعصر۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت بطحا تشریف لائے پھر وضو فرما کر ظہر و عصر دونوں ایک ساتھ پڑھائیں۔ (مولف) (مسلم اول ص ۱۹۶، باب سترة المصلی والندب الى الصلاة الخ)

۲۰۱۔ ولفظ البخاری خرج علينا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالهاجرة فصلى بالبطحاء الظهر ركعتين والعصر ركعتين

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت تشریف لائے اور بطحا میں دو رکعت ظہر

اور دو رکعت عصر پڑھائی (مولف)" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۲۲ حاجز البحرین "(بخاری اول ص ۵۰۲، باب صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

۲۰۲۔ صحیح بخاری شریف باب صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطریق شعبة عن الحکم قال سمعت ابا جحیفة قال خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالهاجرة الی البطحاء فتوضأ ثم صلی الظهر رکعتین والعصر رکعتین.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت بطحاء تشریف لائے پھر وضو فرما کر دو رکعت ظہر اور دو رکعت عصر پڑھیں۔ (مولف) (بخاری اول ص ۵۰۲، باب مذکور)

۲۰۳۔ نیز باب مذکور بطریق مالك بن مغول عن عون عن ابیه وفیه خرج بلال فنادی بالصلاة ثم دخل فاخرج فضل وضوء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوقع الناس علیه یأخذون منه ثم دخل فاخرج العنزة وخرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانی انظر الی وبیض ساقیه فرکز العنزة ثم صلی الظهر رکعتین والعصر رکعتین.

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکل کر نماز کی ندا دی پھر جا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لائے تو لوگ اس کو لینے کے لئے جھپٹ پڑے پھر جا کر نیزہ لائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، راوی نے کہا گویا کہ میں حضور کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں پھر نیزہ گاڑ کر دو رکعت ظہر اور دو رکعت عصر پڑھیں۔ (مولف) (بخاری اول ص ۵۰۳ باب مذکور)

۲۰۴۔ صحیح مسلم شریف بطریق سفین ناعون بن ابی جحیفة عن ابیه وفیه فخرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتوضأ واذن بلال ثم رکزت العنزة فتقدم فصلی الظهر رکعتین ثم صلی العصر رکعتین ثم لم یزل یصلی رکعتین حتی رجع الی المدینة.

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لا کر وضو فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی اور نیزہ گاڑ دیا حضور نے دو رکعت ظہر اور دو رکعت عصر پڑھائیں پھر مدینہ شریف کی واپسی تک دو رکعت ہی پڑھتے رہے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۲۷ حاجز البحرین "(مسلم اول ص ۲۶۱ [illegible] الصلاۃ الخ)

۲۰۵۔ احمد وشافعی وعبدالرزاق وبیھقی وھذا حدیث احمد اذ یقول حدثنا عبدالرزاق اخبرنا ابن جریج اخبرنی حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس عن عکرمۃ وکریب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال الا اخبرکم عن صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر قلنا بلی قال کان اذا زاغت الشمس فی منزلہ جمع بین الظھر والعصر قبل ان یرکب واذا لم تزغ لہ فی منزلہ سار حتی اذا کانت العصر نزل فجمع بین الظھر والعصر. واشار الیہ ابوداؤد تعلیقا فقال رواہ ھشام بن عروۃ عن حسین بن عبداللہ عن کریب عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یذکر لفظہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفر میں نماز پڑھنے کے بارے میں بتاؤں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ جب سورج ڈھل جاتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منزل میں قیام پذیر ہوتے تو سوار ہونے سے پہلے ظہر وعصر کو جمع فرماتے، اور جب سورج نہیں ڈھلتا تو چلتے رہتے یہاں تک کہ جب وقت عصر ہونے کو ہوتا تو اتر کر ظہر وعصر کو جمع فرماتے۔ (مولف) اس حدیث کے راوی حسین مذکور ائمہ شان کے نزدیک ضعیف ہیں۔ منہ علیہ الرحمہ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۲۹، حاجز البحرین" (مسند احمد ۱/ ۳۶۷، ابوداؤد ۱/ ۱۷۱، باب الجمع بین الصلاتین)

۲۰۶۔ روایت شافعی یوں ہے اخبرنی ابن ابی یحیی عن حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما فذکر الحدیث وفیہ جمع بین الظھر والعصر فی الزوال.

اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وقت زوال ظہر وعصر جمع فرمائیں۔ (مولف) اس کی سند میں ابن ابی یحییٰ رافضی قدری معتزلی جہمی متروک واقع ہے۔ امام اجل یحیی بن سعید قطان وامام اجل یحییٰ بن معین وامام اجل علی بن مدینی وامام یزید بن ہارون وامام ابوداؤد وغیرہم اکابر نے فرمایا یہ کذاب تھا۔ امام احمد نے فرمایا ساری بلائیں اس میں تھیں، امام مالک نے فرمایا نہ وہ حدیث میں ثقہ ہے نہ دین میں امام بخاری وغیرہ نے فرمایا ائمہ محدثین کے نزدیک متروک ہے۔ منہ علیہ الرحمۃ والرضوان، "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۳۰ حاجز البحرین"۔

۲۰۷۔حدیث دار قطنی حدثنا احمد بن محمد بن سعید ثنا المنذر بن محمد ثنا ابی ثنا محمد بن الحسین بن علی بن الحسین ثنی ابی عن ابیه عن جده عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا ارتحل حین تزول الشمس جمع بین الظھر والعصر فاذا جدبه السیر اخر الظھر وعجل العصر ثم جمع بینھما۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب زوال شمس کے وقت کوچ فرماتے تو ظہر و عصر کو جمع فرماتے پھر جب چلنے کی عجلت رہتی تو ظہر کو مؤخر اور عصر کی تعجیل کرکے دونوں کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف) اس میں سوا عترت طاہرہ کے کوئی راوی ثقہ معروف نہیں عمدۃ القاری میں فرمایا لایصح اسنادہ۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۳۱، حاجز البحرین" (سنن الدار قطنی باب الجمع بین الصلاتین فی السفر۔ ملتان ۱/۳۹۱)

۲۰۸۔حاکم نے اربعین میں بطریق ابی العباس محمد بن یعقوب عن محمد بن اسحٰق الصاغانی عن حسان بن عبداللہ عن المفضل بن فضالہ عن عقیل عن ابن شہاب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظھر والعصر ثم رکب۔

۲۰۹۔فریابی نے بطرو خود اسحٰق بن راہویہ سے روایت کی عن شبابة بن سوار عن اللیث عن عقیل عن الزھری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا کان فی سفر فزالت الشمس صلی الظھر والعصر جمیعا ثم ارتحل۔

۲۱۰۔اوسط طبرانی میں ہے حدثنا محمد بن ابراھیم بن نصر بن شنذر الاصبھانی ثنا ھارون بن عبداللہ الجمال ثنا یعقوب بن محمد الزھری ثنا محمد بن سعد انا ثنا ابن عجلان عن عبداللہ بن الفضل عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان اذا کان فی سفر فزاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظھر والعصر جمیعا۔

ان تینوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور کوچ کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو سوار ہونے سے پہلے ظہر و عصر کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف) روایت اسحٰق پر امام ابوداؤد نے انکار کیا، اسمٰعیل نے اسے معلول بتایا کما فی العمدة وغیرھا منه "فتاویٰ رضویہ [illegible]

الصلاتین فی السفر، بیروت ۲/۱۶۰)

۲۱۱۔ روایت مؤطا امام محمد اخبرنا مالک عن نافع ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حین جمع بین المغرب والعشاء (فی السفر) سار حتی غاب الشفق۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مغرب وعشاء کو جمع فرما کر چلتے تو شفق غائب ہو چکی ہوتی۔ (مولف) (مؤطا امام محمد ص ۱۳۱، باب الجمع بین الصلاتین فی السفر والمطر)

۲۱۲۔ روایت بخاری حدثنا سعید بن ابی مریم اخبرنا محمد بن جعفر قالہ اخبرنی زید ھو ابن اسلم عن ابیہ قال کنت مع عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بطریق مکۃ فبلغہ عن صفیۃ بنت ابی عبید شدۃ وجع فاسرع السیر حتی اذا کان بعد غروب الشفق ثم نزل فصلی المغرب والعتمۃ جمع بینہما فقال انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جد بہ السیر اخر المغرب وجمع بینہما۔

زید نے اپنے باپ سے روایت کر کے کہا کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ مکہ کی راہ میں تھا تو صفیہ بنت ابی عبید کے شدت مرض کی خبر پہنچی تو حضرت ابن عمر نے چلنے میں عجلت فرمائی یہاں تک کہ جب افق کی سرخی غائب ہو گئی تو اتر کر مغرب وعشاء ایک ساتھ ادا فرمائی پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب چلنے کی عجلت رہتی تو مغرب کو مؤخر فرماتے اور مغرب وعشاء دونوں کو جمع فرماتے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۳۷، حاجز البحرین" (بخاری اول ص ۲۴۳، باب المسافر اذا جد بہ السیر الخ)

۲۱۳۔ روایت مسلم حدثنا محمد بن مثنیٰ نا یحییٰ عن عبیداللہ عن نافع ان ابن عمر کان اذا جد بہ السیر جمع بین المغرب و العشاء بعد ان یغیب الشفق و یقول ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا جد بہ السیر جمع بین المغرب و العشاء۔ ورواہ الطحاوی فقال حدثنا ابن ابی داؤد ثنا مسدد ثنا یحییٰ بہ سندا و متنا۔

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب چلنے کی عجلت رہتی تو سرخی غائب ہونے کے بعد مغرب وعشاء کو جمع فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب چلنے کی عجلت رہتی تو مغرب وعشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف) (مسلم اول ص ۲۴۵، باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر)

حمادنا ایوب عن نافع

ان ابن عمر استصرخ علی صفیة وهو بمکة فسار حتی غربت الشمس وبدت النجوم فقال ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان اذا عجل به امر فی سفر جمع بین هاتین الصلاتین فسار حتی غاب الشمس (الشفق) فنزل فجمع بینهما۔

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مکہ میں تھے تو حضرت صفیہ کی فریاد رسی کے لئے چلے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے نکلنے لگے تو فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں کسی معاملہ کی جلدی رہتی تو ان دونوں نمازوں کو جمع فرماتے تھے پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورج کا اجالا (شفق) غائب ہونے تک چلتے رہے پھر اتر کر دونوں نمازوں کو جمع فرماتے (مولف) "فتاویٰ رضویہ ۲ ص ۳۲۷ حاجز البحرین" (ابوداؤد اول ص ۱۷۰ باب الجمع بین الصلاتین)

۲۱۵۔ روایت طحاوی حدثنا ابن مرزوق ثنا عارم بن الفضل ثنا حماد بن زید عن ایوب عن نافع ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما استصرخ علی صفیة بنت ابی عبید وهو بمکة فاقبل الی المدینة فسار حتی غربت الشمس وبدت النجوم وکان رجل یصحبه یقول الصلاة الصلاة وقال له سالم الصلاة فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان اذا عجل به السیر فی سفر جمع بین هاتین الصلاتین وانی ارید ان اجمع بینهما فسار حتی غاب الشفق ثم نزل فجمع بینهما۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مکہ میں تھے صفیہ بنت ابی عبید کی فریاد رسی کے لئے مدینہ کو چل پڑے تو غروب ضیائے شمس اور ستارے چمکنے تک چلتے رہے اور ان کے ساتھ ایک آدمی تھا جو کہہ رہا تھا نماز نماز اور سالم نے بھی ان کو کہا کہ نماز تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں چلنے کی عجلت رہتی تو ان دونوں (مغرب وعشاء) نمازوں کو جمع فرماتے تھے اور میں بھی دونوں نمازوں کو جمع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخی کے غائب ہونے تک چلتے رہے پھر اتر کر دونوں کو جمع فرمائیں۔

(مولف) امام اجل ابو جعفر اس حدیث کو روایت کر کے فرماتے ہیں انما اخبر بذلك من فعل ابن عمر وذکر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الجمع ولم یذکر کیف جمع۔ منه علیه الرحمة۔ (شرح معانی الآثار ۱/۹۶ باب الجمع بین الصلاتین)

۲۱۶۔ روایت ابی داؤد حدثنا عبدالملک بن شعیب ثنا ابن وهب عن اللیث قال

قال ربیعۃ یعنی کتب الیہ حدثنی عبداللہ بن دینار قال غابت الشمس وانا عند عبداللہ بن عمر فسرنا فلما رأیناہ قد امسی قلنا الصلاۃ فسار حتی غاب الشفق وتصوبت النجوم ثم انہ نزل فصلی الصلاتین جمیعا ثم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جدہ السیر صلی صلاتی ہذہ یقول یجمع بینھما بعد لیل۔

عبداللہ بن دینار نے کہا کہ سورج غروب ہوتے وقت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا جب چلے تو دیکھا کہ شام ہونے کو ہے ہم نے کہا نماز پھر بھی غروب شفق اور ستارے چمکنے تک چلتے رہے پھر اتر کر دونوں نمازیں پڑھیں اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب چلنے کی جلدی رہتی یہ دونوں نمازیں یعنی مغرب وعشاء ایک ساتھ ادا فرماتے تھے، راوی کہتے ہیں کہ ایک رات کے بعد دونوں کو جمع فرماتے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج : ۲ ص ۳۳۸، حاجز البحرین" (ابوداؤد اول ص ۱۷۳، باب الجمع بین الصلاتین)

۲۱۷۔ روایت ترمذی حدثنا ھناد نا عبدۃ عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ استغیث علی بعض اھلہ فجد بہ السیر و اخر المغرب حتی غاب الشفق ثم نزل فجمع بینھما ثم اخبر ھم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یفعل ذلک اذا جدبہ السیر قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بعض اہل کی فریاد رسی کے لئے چلنے میں عجلت کی اور مغرب کو غروب شفق تک مؤخر فرمایا پھر اتر کر دونوں نمازیں یعنی مغرب وعشاء جمع فرمائیں اس کے بعد اصحاب کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب عجلت رہتی تو ایسا ہی کرتے تھے۔ (مولف) (ترمذی اول ص ۱۲۳، باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین)

۲۱۸۔ روایت نسائی اخبرنا اسحق بن ابراھیم ثنا سفیان عن ابن ابی نجیح عن اسمعیل بن عبدالرحمن شیخ من قریش قال صحبت ابن عمر الی الحمی فلما غربت الشمس ھبت ان اقول لہ الصلاۃ فسار حتی ذھب بیاض الافق وفحمۃ العشاء ثم نزل فصلی المغرب ثلث رکعات ثم صلی رکعتین علی اثرھما قال ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یفعل۔

تعالیٰ عنہما کے ساتھ رہا جب سورج غروب ہو گیا تو میں نے ان کو کہنا چاہا کہ نماز پھر افق کی سفیدی اور عشاء کی سیاہی جانے تک چلتے رہے پھر اتر کر مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعت پڑھ کر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۳۸، حاجز البحرین" (نسائی اول ص ۹۹، باب الوقت الذی یجمع فیہ المسافر الخ)

او قات نماز کی تعیین پر دس احادیث مبارکہ

۲۱۹۔ جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے صبح اسرا بعد فرضیت نماز او قات نماز معین کرنے اور ان کا اول آخر بتانے کے لئے دوروز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کی پہلے دن ظہر سے فجر تک پانچوں نمازیں اول وقت پڑھیں اور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت اس کے بعد گزارش کی الوقت مابین ھذین الوقتین۔ وقت ان دونوں وقتوں کے بیچ میں ہے۔ اس حدیث میں ابوداؤد و ترمذی و شافعی و طحاوی و ابن حبان و حاکم کے یہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں صلی بی العصر حین کان ظلہ مثلہ فلما کان الغد صلی بی الظھر حین کان ظلہ مثلہ. (جبرئیل نے) مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب شی کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا پھر کل ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب شی کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا۔ (مولف) (ابوداؤد اول ص ۵۶ باب المواقیت)

۲۲۰۔ ترمذی کے لفظیوں ہیں صلی المرۃ الثانیۃ الظھر حین کان ظل کل شئی مثلہ لوقت العصر بالامس.

دوسری بار ظہر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا کل گزشتہ کی نماز عصر کے وقت میں (مولف) (ترمذی اول ص ۳۸، باب ماجاء فی مواقیت الصلاۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

شافعی کے لفظیوں ہیں ثم صلی المرۃ الاخری الظھر حین کان ظل کل شئی قدر ظلہ قدر العصر بالامس. پھر دوسری مرتبہ ظہر اس وقت پڑھی جب کہ ہر چیز کا سایہ گزشتہ عصر کی مقدار کا ہوا۔ (مولف) (اس سے مقصود او قات کی تمیز اور ہر نماز کا اول و آخر وقت جدا جدا بتانا ہے۔ مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۴۲، حاجز البحرین" (الام للشافعی جماع مواقیت

۲۲۱۔ نسائی وطحاوی وحاکم وبزار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایاھذا جبریل جاء کم یعلمکم دینکم وفیہ ثم صلی العصر حین رأی الظل مثلہ ثم جاء ہ الغد ثم صلی بہ الظھر حین کان الظل مثلہ۔

یہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام ہیں تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے ہیں،اور اسی میں ہے کہ پھر عصر اس وقت پڑھی جب شئی کا سایہ اس کے ایک مثل دیکھا پھر کل تشریف لاکر ظہر اس وقت پڑھی جب شئی کا سایہ ایک مثل ہوا۔(مولف) (نسائی اول ص ۸۷،باب آخر وقت الظھر)

۲۲۲۔ بزار کے لفظ یوں ہیں جاء نی فصلی بی العصر حین کان فیئی مثلی ثم جاء نی من الغد فصلی بی الظھر حین کان الفیئ مثلی

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے میرے پاس آکر عصر اس وقت پڑھائی جب میرا سایہ میرے مثل ہوا پھر کل تشریف لاکر ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سایہ دو چند ہو گیا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۳۳ حاجز البحرین" (کشف الاستار عن زوائد البزار، باب ای حین یصلی۔بیروت ۱/ ۱۸۷)

۲۲۳۔ نسائی وامام احمد واسحق بن راہویہ وابن حبان وحاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ان جبریل اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین کان الظل مثل شخصہ فصلی العصر ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصلی الظھر۔

جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عصر اس وقت پڑھی جب سایہ آدمی کے مثل ہوا پھر دوسرے دن حاضر ہو کر ظہر کی نماز اسی وقت پڑھی۔(مولف) (نسائی اول ص ۸۹،باب آخر وقت العصر)

۲۲۴۔ امام اسحق بن راہویہ اپنی مسند میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق حدثنا بشر بن عمرو الزہرانی حدثنی مسلمۃ بن بلال ثنا یحیٰی بن سعید ثنی ابو بکر بن عمرو بن حزم عن ابی مسعود الانصاری،اور بیہقی کتاب المعرفۃ میں بطریق ایوب بن عتبہ ثنا ابو بکر عمرو بن حزم عن عروۃ بن الزبیر عن ابن ابی مسعود عن ابیہ راوی اور یہ لفظ حدیث اسحق ہیں قال جاء جبریل الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال قم فصل وذلک لدلوک الشمس حین مالت فقام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی الظھر اربعا ثم اتاہ حین کان ظلہ مثلہ

فصل فقام فصلی الظھر اربعا۔

حضرت جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے زوال شمس کے وقت بارگاہ رسالت میں آکر عرض کی کہ اٹھئے اور نماز پڑھئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں پھر جب سایہ ایک مثل ہوا تو جبرئیل نے آکر عرض کی کہ نماز پڑھیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر عصر کی چار رکعتیں پڑھیں پھر دوسرے دن جب سایہ ایک مثل ہوا تو آئے اور عرض کی کہ نماز پڑھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ (مولف)

۲۲۵۔ ابن راہویہ مسند میں عبدالرزاق سے اور عبدالرزاق مصنف میں بطریق اخبرنا معمر عن عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال جاء جبریل فصلی بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالناس حین زالت الشمس الظھر ثم صلی العصر حین کان ظلہ مثلہ قال ثم جاء جبریل من الغد فصلی الظھر بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالناس الظھر حین کان ظلہ مثلہ۔

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آکر زوال شمس کے وقت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظہر پڑھائی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کی امامت فرمائی پھر عصر اس وقت پڑھی جب شی کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا راوی نے کہا کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے دوسرے دن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظہر پڑھائی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کی امامت فرمائی جب کہ شی کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا۔ یعنی ظہر میں تاخیر اور عصر میں تعجیل فرمائی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۴۳ ،حاجز البحرین" (مصنف عبدالرزاق، باب المواقیت بیروت ۱/ ۵۳۴)

۲۲۶۔ دار قطنی سنن اور طبرانی معجم کبیر اور ابن عبداللہ تمہید میں بطریق ایوب بن عقبہ عن ابی بکر بن حزم عن عروۃ بن الزبیر حضرت ابو مسعود انصاری و بشیر بن ابی مسعود دونوں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ ان جبریل جاء الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین دلکت الشمس فقال یا محمد صل الظھر فصلی ثم جاء حین کان ظل کل شئی مثلہ فقال یا محمد صل العصر فصلی ثم جاءہ الغد حین کان ظل کل شئی مثلہ فقال صل

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے سورج ڈھلنے کے وقت بارگاہ رسالت میں آکر عرض کی یا رسول اللہ نماز ظہر پڑھئے۔ حضور نے نماز ظہر پڑھی پھر جبریل علیہ السلام اس وقت آئے جب ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہو اور عرض کی نماز عصر پڑھئے حضور نے نماز عصر پڑھی پھر دوسرے دن جبریل امین اس وقت آئے جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا اور عرض کی کہ نماز ظہر پڑھئے۔ یعنی ظہر اول وقت اور عصر آخر وقت میں ادا فرمائی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۴۴ حاجز البحرین" ("المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۷۱۸، بیروت ۱۸/ ۳۶۰)

۲۲۷۔ سائل نے جو خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اوقات نماز پوچھے اور حضور والا نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو دن حاضر رہ کر ہمارے پیچھے نماز پڑھ پہلے دن ہر نماز اپنے اول وقت اور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت پڑھا کر ارشاد ہوا ہے الوقت بین هذین وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔ اس حدیث میں نسائی وطحاوی نے جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی سال رجل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن مواقيت الصلاة فقال صل معي فصلى الظهر حين زاغت الشمس والعصر حين كان فئى كل شئى مثله قال ثم صلى الظهر حين كان فئى الانسان مثله.

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ایک آدمی نے اوقات نماز کے بارے میں پوچھا حضور نے فرمایا میرے ساتھ نماز پڑھو تو ظہر اس وقت پڑھی جب سورج ڈھل گیا اور عصر اس وقت پڑھی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا۔ راوی نے کہا کہ پھر ظہر اس وقت پڑھی جبکہ انسان کا سایہ اس کے قد کے برابر ہوا۔ (اس حدیث میں بھی ظہر کی تاخیر اور عصر کی تعجیل مراد ہے۔) (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۴۴ حاجز البحرین" (نسائی اول ص ۸۸، باب اول وقت العصر)

۲۲۸۔ سنن ابی داؤد میں بسند صحیح ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ حدیث سائل یوں ہے ان سائلا سأل النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فلم يرد عليه شيئا حتى امر بلالا فاقام الفجر حين انشق الفجر وفيه فلما كان من الغد اقام الظهر فى وقت العصر الذى كان قبله وصلى العصر وقد اصفرت الشمس او قال امسى.

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ایک سائل نے سوال کیا تو اس کو کچھ جواب نہیں دیا یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو (اقامت کہنے کا) حکم فرمایا تو انہوں نے فجر کی اقامت اس وقت کہی جب فجر طلوع ہوئی (اور اسی میں یہ ہے کہ) دوسرے دن جماعت ظہر

ویہ دو وقت عصر سے پہلے قائم ہوئی اور عصر پڑھی کہ سورج زرد ہو چکا تھا یا کہا کہ شام ہو گئی۔ (شام سے مراد قریب بغروب)(مولف)" فتاوی رضویہ ج۲ ص۳۴۵ حاجز البحرین "(ابوداؤدا/ ۷۲ کتاب الصلوۃ)

جمع صوری سے متعلق اوردہ احادیث صحیحہ:

۲۲۹۔ امام طحاوی نے روایت فرمائی حدثنا فهد ثنا الحماني ثنا ابن عيينة عن ابن ابی نجيح عن اسمعيل بن ابی ذويب قال كنت مع ابن عمر رضی الله تعالی عنهما فلما غربت الشمس ان نقول الصلاة فسار حتى ذهبت فحمة العشاء ورائينا بياض الافق فنزل فصلى ثلثا المغرب واثنين العشاء وقال هكذا رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يفعل۔

اسماعیل ابن ابی ذویب نے کہا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے ہمراہ تھا اور جب سورج غروب ہو گیا تو ہم نے کہنا چاہا کہ نماز مگر وہ چلتے رہے یہاں تک کہ عشاء کی سیاہی چلی گئی اور ہم نے افق کی سفیدی دیکھی تو اتر کر اس وقت مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اور کہا کہ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کیا۔ (مولف)" فتاوی رضویہ ج۲ ص۳۴۸ حاجز البحرین "(شرح معانی الآثار ۱/ ۹۶، باب الجمع بین الصلاتین)

۲۳۰۔ حدیث انس رضی اللہ تعالی عنہ مروی بطریق عقیل بن خالد عن ابن شہاب عن انس جس کے ایک لفظ میں ہے کہ ظہر کو وقت عصر تک تاخیر فرماتے الشيخان وابوداؤد والنسائی حدثنا قتيبة زاد ابوداؤد وابن موهب المعنى قالا ثنا المفضل ح والبخاری وحده حدثنا حسان الواسطی وهذا لفظه ثنا المفضل بن فضالة عن عقيل عن ابن شهاب عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا ارتحل قبل ان تزيغ الشمس اخر الظهر الى وقت العصر ثم يجمع بينهما واذا زاغت صلى الظهر ثم ركب ولفظ قتيبة ثم نزل فجمع بينهما فان زاغت الشمس قبل ان يرتحل صلى الظهر ثم ركب۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب زوال شمس سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو وقت عصر تک مؤخر فرما کر دونوں کو جمع فرماتے اور جب کوچ سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہوتے۔ (مولف)" فتاوی رضویہ ج۲ ص۳۵۱ حاجز البحرین "(بخاری ۱/ ۱۵۰ باب یوخر الظہر

نی لعصر)

حجۃ الوداع کے مبارک موقع پر منیٰ میں ہر نماز اس کے اپنے وقت پر ادا کی گئی :

۲۳۱۔ حجۃ الوداع میں حدیث طویل سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیح مسلم وغیرہ میں ملاحظہ ہو فرماتے ہیں فلما کان یوم الترویۃ توجھوا الی منی فاھلوا بالحج ترکب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فصلی بھا الظھر والعصر والمغرب والعشاء والفجر

جب آٹھویں ذی الحجہ کی (صبح) ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حج کا احرام باندھ کر منیٰ کو چلے اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوئے تو منیٰ میں ظہر و عصر و مغرب و عشاء اور فجر پانچوں نمازیں پڑھیں۔" فتاوی رضویہ ج۲ ص ۳۲۵ حاجز البحرین " (مسلم اول ص ۳۹۴، باب حجۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)

تعیین اوقات سے متعلق مزید چند حدیثیں :

۲۳۲۔ مسلم و نسائی و ابن ابان و طحاوی کے یہاں ان لفظوں سے ہے ثم اخر الظھر حتی کان قریبا من وقت العصر بالامس

پھر ظہر کی تاخیر فرمائی یہاں تک کہ وقت عصر دیروزہ سے قریب ہو گئی۔ (مسلم اول ص ۲۲۳، باب الصلوات الخمس)

۲۳۳۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وقت الظھر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر۔

ظہر کا وقت اس وقت ہے جب سورج ڈھلے اور سایہ آدمی کا اس کے قد کے برابر ہو جائے جب تک عصر کا وقت نہ آئے۔" فتاوی رضویہ ج۲ ص ۳۲۵ حاجز البحرین " (مسلم اول ص ۲۲۳، باب الصلوات الخمس)

۲۳۴۔ امام طحاوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث امامت جبریل میں راوی حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ نے فرمایا صلی الظھر وفی کل شئی مثلہ۔

ظہر اس وقت پڑھی کہ سایہ ہر چیز کا اس کے برابر ہو گیا۔ جن کے نزدیک ایک مثل کے بعد وقت ظہر ختم ... مثل ... پر عمل کرتے

ہیں۔(شرح معانی الآثار ۱/۸۸، باب مواقیت الصلوٰۃ)

۲۳۵۔ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک روز نماز عصر کو بہت تاخیر کرنا اور عروہ بن زبیر کا آکر حدیث امامت جبریل سنانا۔ صحیح وغیرہا میں مروی ہے جس میں طبرانی کی روایت یوں ہے دعا المؤذن لصلاۃ العصر فامسی عمر بن عبدالعزیز قبل ان یصلیھا۔

یعنی عمر نے شام کردی اور ہنوز نماز عصر نہ پڑھی۔ حدیث کی مراد یہ ہے کہ شام قریب آگئی۔ یہ کہ شام ہی ہوگئی، خود صحیح بخاری کتاب بدء الخلق میں ہے اخر العصر شیئا عمر میں یعنی تاخیر کی، افادہ الحافظ فی فتح الباری۔ (معجم کبیر طبرانی حدیث ۱۴۔ بیروت ۹/۲۵۹، بخاری ۱/۴۵۷، کتاب بدء الخلق)

۲۳۶۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سحری کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے، اس پر صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے قال کان رجلا لاینادی حتی یقال لہ اصبحت اصبحت

وہ اذان نہ دیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان سے کہا جاتا صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔ اس قول کے یہ معنی ہیں صبح قریب آگئی صبح قریب آگئی۔ (بخاری اول ص ۸۶، باب اذان الاعمیٰ الخ)

۲۳۷۔ اسی حدیث میں ارشاد اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے فانہ لایؤذن حتی یطلع الفجر۔

ابن مکتوم اذان نہیں دیتے یہاں تک کہ فجر طلوع کرے۔ ارشاد شافعی کتاب الصوم میں ہے ای حتی یقارب طلوع الفجر یعنی یہاں تک کہ طلوع فجر قریب آئے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۴۹، حاجز البحرین" (بخاری اول ص ۲۵۷، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایمنعکم من سحورکم الخ)

جمع صوری کی اور دو حدیثیں:

۲۳۸۔ مسلم حدثنی عمرو الناقد نا شبابۃ بن سوار المدائنی نا لیث بن سعد عن عقیل فذکر وفیہ اخر الظہر حتی یدخل اول وقت العصر ثم یجمع بینھما۔

ظہر کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ عصر کا اول وقت داخل ہوتا پھر جمع کرتے۔ (مسلم ۱/۲۴۵، باب جواز الجمع بین الصلاتین)

۲۳۹۔ مسلم حدثنی ... قالا انا ابن وہب نی جابر بن

اسماعيل عن عقيل وفيه يؤخر المغرب حتى يجمع بينها وبين العشاء حين يغيب الشفق.
مغرب کو تاخیر کرتے یہاں تک کہ شفق ڈوبنے کے وقت اسے اور عشاء کو ملاتے یا انہیں جمع فرماتے کہ شفق ڈوب جاتی۔" فتاویٰ رضویہ ج۲ ص ۳۵۱، حاجز البحرین" (مسلم ۱/۲۴۵، باب جواز الجمع بین الصلاتین)

اوقات نماز کی تعیین پر اور چند حدیثیں :

۲۴۰۔ حدیث سائل کہ صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و مسند امام احمد و حج امام ابن ابان و مصنف طحاوی میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، اس میں ظہر روز اول کی نسبت مسلم و نسائی کی روایت یوں ہے اقام بالظہر حین زالت الشمس والقائل یقول قد انتصف النهار وهو كان اعلم منهم۔

ظہر سورج ڈھلتے ہی قائم فرمائی اس حال میں کہ کہنے والا کہے ٹھیک دوپہر ہے اور حضور ان سے زیادہ جانتے تھے۔ (مسلم اول ص ۲۲۳، باب اوقات الصلوات الخمس)

۲۴۱۔ ابوداؤد کے یہ لفظ ہیں حتی قال القائل انتصف النهار وهو اعلم۔
یہاں تک کہ کہنے والے نے کہا دوپہر ہوا اور حضور کو حقیقت امر کی خوب خبر تھی۔" فتاویٰ رضویہ ج۲ ص ۳۵۷۔ حاجز البحرین " (ابوداؤد اول ص ۵۷، باب المواقیت)

۲۴۲۔ عیسیٰ احمد و طحاوی کے لفظ یوں ہیں والقائل يقول انتصف النهار اولم وكان اعلم منهم۔
کہنے والا کہتا دوپہر ہے یا ابھی دوپہر بھی نہ ہوا۔ اور حضور کے علموں سے ان کے علموں کو کیا نسبت تھی۔" فتاویٰ رضویہ ج۲ ص ۳۵۸، حاجز البحرین" (شرح معانی الآثار ۱/ ۸۸ باب مواقیت الصلوٰۃ)

۲۴۳۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و کتاب طحاوی میں بارۂ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارۂ انکار جمع بین الصلاتین یہ ہے صلى الفجر يومئذ قبل ميقاتها۔ (بخاری ۱/ ۲۲۸ باب متی یصلی الفجر بجمع)

۲۴۴۔ ابوداؤد کے لفظ یوں ہیں صلى صلاة الصبح من الغد قبل وقتها (ابوداؤد ۱/ ۲۶۷ باب الصلوٰۃ بجمع)

۲۴۵۔ طحاوی کی روایت یوں ہے صلى الفجر يومئذ بغير ميقاتها (شرح معانی الآثار ۱/ ۹۸ باب الجمع بين الصلاتين)

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ مزدلفہ میں صبح کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھی بے وقت پڑھی (یعنی طلوع فجر سے پہلے نہیں بلکہ وقت معتاد سے پہلے۔ مولف)

۲۴۶۔ صحیح بخاری شریف میں عبدالرحمن بن یزید نخعی سے خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت ہے۔ ثم صلی الفجر حین طلع الفجر قائل یقول طلع الفجر وقائل یقول لم یطلع الفجر واولہ قال خرجنا مع عبداللہ الی مکۃ ثم قدمنا جمعا۔ الحدیث۔

یعنی ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ حج کو چلے مزدلفہ پہنچے تو وہاں حضرت عبداللہ نے نماز فجر طلوع ہوتے ہی پڑھی کوئی کہتا فجر ہو گئی ہے کوئی کہتا ابھی نہیں۔

(بخاری اول ص ۲۲۸، باب متی یصلی الفجر بجمع)

۲۴۷۔ امام ابو جعفر طحاوی انہیں عبدالرحمن نخعی سے راوی قال صلی عبداللہ باصحابہ صلاۃ المغرب فقام اصحابہ یتراؤن الشمس فقال ماتنظرون قالوا ننظر اغابت الشمس فقال عبداللہ ھذا واللہ الذی لاالہ الا ھو وقت ھذہ الصلاۃ۔ الحدیث۔

یعنی عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے اصحاب کو نماز مغرب پڑھائی ان کے اصحاب اٹھ کر سورج دیکھنے لگے فرمایا کیا دیکھتے ہو عرض کی یہ دیکھتے ہیں کہ سورج ڈوبا یا نہیں فرمایا قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں یہی عین وقت اس نماز کا ہے۔" فتاوٰی رضویہ ج ۲ ص ۳۵۸ حاجز البحرین" (شرح معانی الآثار ۱/ ۹۲ باب مواقیت الصلوٰۃ)

سحری اور نماز فجر کے درمیان کچھ فاصلہ ہونا چاہئے:

۲۴۸۔ بخاری مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ طحاوی بطریق انس رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال تسحرنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم قمنا الی الصلاۃ قلت کم کان قدر ما بینھما قال خمسین آیۃ۔

ہم نے حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز فجر کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے پوچھا بیچ میں کتنا فاصلہ دیا کہا پچاس آیت پڑھنے کا۔ (مسلم اول ص ۳۵۰، باب فضل السحور الخ)

۲۴۹۔ بخاری و نسائی بطریق ... بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ان

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وزید بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورهما قام نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الصلاۃ فصلی قلت لانس کم کان بین فراغهما من سحورهما ودخولهما فی الصلاۃ قال قدر مایقرأ الرجل خمسین آیۃ۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سحری تناول فرمائی جب کھانے سے فارغ ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح کے لئے کھڑے ہو گئے نماز پڑھی میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا سحری سے فارغ اور نماز میں داخل ہوتے میں کتنا فصل ہوا کہا اس قدر کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۵۹ ، تاخیر السحور"

بخاری اول ص ۸۲ ، وقت السحور)

انتہائے وقت سحر ابتدائے وقت فجر ہے۔

۲۵۰۔ نسائی و طحاوی زر بن حبیش سے راوی قال قلنا لحذیفۃ ای ساعۃ تسحرت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال هو النهار الا ان الشمس لم تطلع۔

ہم نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کس وقت سحری کھائی تھی کہا دن ہی تھا مگر یہ کہ سورج نہ چمکا تھا۔ (نسائی ۱/ ۳۰۳ تاخیر السحور)

۲۵۱۔ امام طحاوی کی روایت میں یوں صاف تر ہے۔ قلت بعد الصبح قال بعد الصبح غیر ان الشمس لم تطلع

میں نے کہا بعد صبح کے کہا ہاں بعد صبح کے مگر آفتاب نہ نکلا تھا۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رائے فقیر میں ان روایات کا عمدہ محمل یہی ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علم نبوت کے مطابق حقیقی منتہائے لیل پر سحری تناول فرمائی کہ فراغ کے ساتھ ہی صبح چمک آئی، حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گمان ہوا کہ سحری دن میں کھائی بعد صبح، اور واقعی جو شخص سحری کا پچھلا نوالہ کھا کر آسمان پر نظر اٹھائے تو صبح طالع پائے وہ سوا اس کے کیا گمان کر سکتا ہے۔ (شرح معانی الآثار ۱/ ۳۲۳ کتاب الصیام)

وقت زوال ہی ابتدائے ظہر ہے:

۲۵۲۔ ابوداؤد نے اپنی سنن میں باب وضع کیا باب المسافر یصلی وهو یشك فی الوقت اور اس میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی قال کنا اذا کنا مع رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر فقلنا ازالت الشمس اولم تزل صلی الظھر ثم ارتحل۔

جب ہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب سفر میں ہوتے ہم کہتے سورج ڈھلا یا ابھی ڈھلا نہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت نماز ظہر پڑھ کر کوچ فرماتے۔ (ابوداؤد اول، ص ۱۷۰، باب مذکور)

۲۵۳۔ ابوداؤد اسی باب میں اور نیز نسائی وطحاوی انہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا نزل منزلا لم یرتحل حتی یصلی الظھر فقال لہ رجل وان کان نصف النھار قال وان کان نصف النھار۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی منزل میں اترتے بے ظہر پڑھے کوچ نہ فرماتے کسی نے کہا اگرچہ دوپہر کو فرمایا اگرچہ دوپہر کو۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۶۰، حاجز البحرین" (ابوداؤد اول، ص ۱۷۰، باب مذکور)

۲۵۴۔ نسائی کے لفظ یوں ہیں فقال رجل وان کانت بنصف النھار قال وان کانت بنصف النھار۔

یعنی کسی نے پوچھا اگرچہ وہ نماز دوپہر میں ہوتی فرمایا اگرچہ دوپہر میں ہوتی۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۶۱، حاجز البحرین" (نسائی اول ص ۷۸، باب تعجیل الظھر فی السفر)

گرمی میں تاخیر ظہر مستحب ہے:

۲۵۵۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان شدۃ الحر من فیح جھنم گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے تو اس میں نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۶۱، حاجز البحرین" (بخاری ۱/۷۷، باب الابراد بالظھر فی السفر)

مغرب وعشاء کے درمیان جمع صوری کے بارے میں ایک حدیث:

۲۵۶۔ فی سنن ابی داؤد حدثنا احمد بن صالح نا یحیی بن محمد الجاری وفی سنن نسائی اخبرنا المؤمل بن اھاب قال حدثنی یحیی بن محمد الجاری وفی مصنف الطحاوی حدثنا علی بن عبدالرحمن حدثنا نعیم بن حماد قالا ناعبدالعزیز بن محمد (زاد نعیم) الدراوردی عن مالک عن ابی الزبیر عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غابت لہ الشمس بمکۃ فجمع بینھما بسرف۔ (زاد نعیم) یعنی الصلاۃ ولفظ المؤمل غابت الشمس ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بمکۃ

فجمع بین الصلاتین بسرف قال ابوداؤد حدثنا محمد بن هشام جار احمد بن حنبل نا جعفر بن عون عن هشام بن سعد قال بینهما عشرۃ امیال یعنی بین مکۃ وسرف۔

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں آفتاب ڈوبا پس مغرب و عشاء موضع سرف میں جمع فرمائیں۔ ابوداؤد نے ہشام بن سعد سے نقل کی کہ مکہ و سرف میں دس میل کا فاصلہ ہے۔ (نسائی ۱/ ۶۹، الوقت الذی یجمع المقیم الخ، ابوداؤد ۱/ ۱۷ اسباب الجمع بین الصلاتین الخ)

۲۵۷۔ مؤطائے امام مالک میں بسند صحیح علی شرط الشیخین ہے عن یحیی بن سعید انہ قال سالم بن عبداللہ ما اشد ما رایت اباک اخر المغرب فی السفر فقال سالم غربت الشمس ونحن بذات الجیش فصلی المغرب بالعقیق۔

یعنی یحییٰ بن سعید انصاری نے امام سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا آپ نے اپنے والد ماجد کو سفر میں مغرب کی تاخیر زیادہ سے زیادہ کس قدر کرتے فرمایا ذات الجیش میں ہمیں سورج ڈوبا اور مغرب عقیق میں پڑھی۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۷۰ ۳ حاجز البحرین" (مؤطا مالک ص ۱۵، قصر الصلاۃ فی السفر)

ملل سے سرف تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لے جاتے کے بارے میں ایک حدیث

۲۵۸۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے اصبح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بملل ثم راح وتعشی بسرف

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملل میں صبح ہوئی پھر تشریف لے چلے اور شام کا کھانا سرف میں تناول فرمایا۔ ملل مدینہ طیبہ سے سترہ میل ہے۔

پابندئ وقت کے ساتھ نماز پنجگانہ کی محافظت کرنے والا داخل جنت ہوگا اس پر چند احادیث کریمہ

۲۵۹۔ امام احمد بسند صحیح حضرت حنظلہ کاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من حافظ علی الصلوات الخمس رکوعھن وسجودھن ومواقیتھن وعلم انھن حق من عنداللہ دخل الجنۃ او قال وجبت لہ الجنۃ او قال حرم علی النار۔

یعنی [illegible] یانچوں نمازوں

کی ان کے رکوع وسجود و اوقات پر محافظت اور یقین جانے کہ وہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہیں جنت میں جائے، یا فرمایا جنت اس کے لئے واجب ہو جائے یا فرمایا دوزخ پر حرام ہو جائے۔ (مسند احمد ص ۳۳۲ ج ۵)

۲۶۰۔ ابوداؤد سنن اور طبرانی معجم میں بسند جید ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں خمس من جاء بهن مع ایمان دخل الجنة من حافظ علی الصلوات الخمس علی وضوئهن ورکوعهن وسجودهن ومواقیتهن . الحدیث

پانچ چیزیں ہیں کہ جو انہیں ایمان کے ساتھ بجالائے گا جنت میں جائے گا جو پنجگانہ نمازوں کی ان کے وضو ان کے رکوع ان کے سجود ان کے اوقات پر محافظت کرے اور روزہ وحج وزکوٰۃ و غسل جنابت بجالائے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۷۶ حاجز البحرین" (کنز العمال ص ۳۱۸ ج ۲۰)

۲۶۱۔ امام مالک و ابوداؤد و نسائی و ابن حبان اپنی صحاح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خمس صلوات افترضهن اللہ تعالیٰ من احسن وضوئهن وصلاهن لوقتهن واتم رکوعهن وخشوعهن کان له علی اللہ عهدا ان یغفر له ومن لم یفعل فلیس له علی اللہ عهد ان شاء غفرله وان شاء عذبه

پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیں ہیں جو ان کا وضو اچھی طرح کرے اور انہیں ان کے وقت پر پڑھے اور ان کا رکوع و خشوع پورا کرے اس کے لئے اللہ عزوجل پر عہد ہے کہ اسے بخش دے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ پر کچھ نہیں چاہے بخشے چاہے عذاب کرے۔ ھذا لفظ ابی داؤد۔ (ابوداؤد اول ص ۶۱، باب المحافظة علی الصلوات)

۲۶۲۔ ابوداؤد طریق ابن الاعرابی میں حضرت قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے انی فرضت علی امتك خمس صلوات وعهدت عندی عهدا انه من جاء یحافظ علیهن لوقتهن ادخلته الجنة ومن لم یحافظ علیهن فلا عهد له عندی

میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کیں اور اپنے پاس عہد مقرر کر لیا کہ جو ان کے وقتوں پر ان کی محافظت کرتا آئے گا اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو محافظت نہ کرے گا اس کے لئے میرے پاس کچھ عہد نہیں (کنز العمال ص ۲۸۲ ج ۷)

۲۶۳۔ دارمی حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب جل وعلا سے روایت فرماتے ہیں وہ ارشاد کرتا ہے من صلی الصلاۃ لوقتھا فاقام حدھا کان لہ علی عھد ادخلہ الجنۃ ومن لم یصل الصلاۃ لوقتھا ولم یقم حدھ لم یکن لہ عندی عھد ان شئت ادخلتہ النار وان شئت ادخلتہ الجنۃ

جو نماز اس کے وقت میں ٹھیک ٹھیک ادا کرے اس کے لئے مجھ پر عہد ہے کہ اسے جنت میں داخل فرماؤں اور جو وقت میں نہ پڑھے اور ٹھیک ادا نہ کرے اس کے لئے میرے پاس کوئی عہد نہیں چاہوں اسے دوزخ میں لیجاؤں اور چاہوں تو جنت میں۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۷۷ ۳ حاجز البحرین"
(سنن الدارمی باب استحباب الصلوۃ فی اول الوقت۔ ملتان ا / ۲۲۳)

۲۶۴۔ طبرانی بسند صالح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ایک دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے عرض کی خدا اور رسول خوب دانا ہیں فرمایا جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے عرض کی خدا ورسول خوب دانا ہیں فرمایا جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے عرض کی خدا اور رسول خوب دانا ہیں فرمایا تمہارا رب جل وعلا فرماتا ہے۔ وعزتی وجلالی لا یصلیھا احد لوقتھا الا ادخلتہ الجنۃ ومن صلاھا لغیر وقتھا ان شئت رحمتہ وان شئت عذبتہ.

مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم جو شخص نماز وقت پر پڑھے گا اسے جنت میں داخل فرماؤں گا اور جو اس کے غیر وقت میں پڑھے گا چاہوں اس پر رحم کروں چاہوں عذاب۔ (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۰۵۵۵ بیروت ۱۰ / ۲۸۱)

۲۶۵۔ طبرانی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من صلی الصلوات لوقتھا واسبغ لھا وضوءھا واتم لھا قیامھا وخشوعھا ورکوعھا وسجودھا خرجت وھی بیضاء مسفرۃ تقول حفظک اللہ کما حفظتنی ومن صلاھا لغیر وقتھا ولم یسبغ لھا وضوءھا ولم یتم خشوعھا ولا رکوعھا ولاسجودھا خرجت سوداء مظلمۃ تقول ضیعک اللہ کما ضیعتنی حتی اذا کانت حیث شاء اللہ لفت کما یلف الثوب الخلق ثم ضرب بھا وجھہ.

جو پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقتوں پر پڑھے ان کا وضو وقیام وخشوع ورکوع وسجود پورا کرے وہ نماز سپید روشن [illegible] جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور

جو غیر وقت پر پڑھے اور وضو خشوع اور رکوع و سجود پورا نہ کرے وہ نماز سیاہ تاریک ہو کر یہ کہتی نکلے کہ اللہ تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا یہاں تک کہ جب اس مقام پر پہنچے جہاں تک اللہ عزوجل چاہے پرانے چیتھڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر ماری جائے۔" فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۳۷۸ بحوالہ البحرین"۔(مجمع الزوائد باب فی المحافظۃ علی الصلوۃ لوقتہا ۱/ ۳۰۲)

۲۶۶۔ ابوداؤد حضرت فضالہ زہرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکان فیما علمنی و حافظ علی الصلوات الخمس۔

مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسائل دین تعلیم فرمائے ان میں یہ بھی تعلیم فرمایا کہ نماز پنجگانہ کی محافظت کر۔(ابوداؤد اول، ص ۶۱، باب المحافظۃ علی الصلوات)

۲۶۷۔ بخاری مسلم ترمذی نسائی دارمی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای العمل احب الی اللہ قال الصلاۃ علی وقتہا۔

میں نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا سب میں زیادہ کیا عمل اللہ عزوجل کو پیارا ہے فرمایا نماز اس کے وقت پر ادا کرنا۔(بخاری اول، ص ۷۶، باب فضل الصلاۃ لوقتہا)

۲۶۸۔ بیہقی شعب الایمان میں بطریق عکرمہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال جاء رجل فقال یا رسول اللہ ای شیء احب الی اللہ فی الاسلام قال الصلاۃ لوقتہا و من ترک الصلاۃ فلا دین لہ و الصلاۃ عماد الدین۔

ایک شخص نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ اسلام میں سب سے زیادہ کیا چیز اللہ تعالیٰ کو پیاری ہے فرمایا نماز وقت پر پڑھنی جس نے نماز چھوڑی اس کے لئے دین نہ رہا نماز دین کا ستون ہے۔(شعب الایمان حدیث ۲۸۰۷، بیروت ۳/ ۳۹)

تین چیزوں کی حفاظت کرنے والا سچا ولی ہے:

۲۶۹۔ طبرانی معجم اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلث من حفظہن فہو ولی حقا و من ضیعہن فہو عدو حقا الصلاۃ و الصیام و الجنابۃ۔

تین چیزیں کہ جو ان کی حفاظت کرے ... وہ پکا دشمن

نماز اور روزے اور غسل جنابت۔" فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۳۷۹ حاجز البحرین"۔(مجمع الزوائد باب فرض الصلوٰۃ بیروت ۱/ ۲۹۳)

عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے عاملوں کو حفاظت نماز کی تاکید کی اس پر ایک حدیث :

۲۷۰۔ امام مالک مؤطا میں نافع سے راوی ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه کتب الی عماله ان اهم امر کم عندی الصلاة فمن حفظها و حافظ علیها حفظ دینه و من ضیعها فهو ما سواها۔ الحدیث۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے عاملوں کو فرمان بھیجے کہ تمہارے کاموں میں مجھے زیادہ فکر نماز کی ہے جو اسے حفظ اور اس پر محافظت کرے اس نے اپنے دین کی حفاظت کرلی اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اور کاموں کو زیادہ تر ضائع کرے گا۔(مؤطا مالک، ص ۳، وقوت الصلوٰۃ)

تعیین اوقات کا حکم شارع کی جانب سے ہوا ہے اس پر چند حدیثیں :

۲۷۱۔ بخاری و مسلم صحاح اور امام مالک و امام ابن ابی ذئب مؤطا اور ابو محمد عبداللہ دارمی مسند میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی جبریل نے بعد تعیین اوقات عرض کی بهذا امرت

اسی کا حضور کو حکم دیا گیا۔(بخاری اول، ص ۷۵، باب مواقیت الصلاۃ و فضلها)

۲۷۲۔ ابن ابی ذئب کے لفظ یوں ہے عن ابن شهاب انه سمع عروة بن الزبیر یحدث عمر بن عبدالعزیز عن ابی مسعود الانصاری ان المغیرة بن شعبة اخر الصلاة فدخل علیه ابو مسعود فقال ان جبریل نزل علی محمد صلی الله تعالی علیه وسلم فصلی و صلی و صلی وصلی و صلی ثم صلی ثم صلی ثم صلی ثم صلی ثم صلی ثم قال هکذا امرت۔

یعنی جبریل امین نے دونوں روز امامت سے تعیین اوقات کر کے عرض کی ایسا ہی حضور کو حکم ہے۔(شرح الزرقانی علی المؤطا باب وقوت الصلوٰۃ مصر ۱/ ۱۵)

۲۷۳۔ مسند امام ابن راہویہ میں مطول و مفصل ہے فی آخره ثم قال جبریل ما بین هذین وقت صلاۃ۔

پھر جبریل نے عرض کی ان دونوں کے درمیان وقت نماز ہے۔(مجمع الزوائد باب بیان،

الوفت بیروت ۱/ ۳۰۵)

۲۷۴۔ دار قطنی و طبرانی و ابو عمرو بن عبد البر ابو مسعود بشیر بن ابی مسعود دونوں صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جبریل نے عرض کی مابین ھذین وقت یعنی امس و الیوم۔

کل اور آج کے وقتوں کے درمیان ہر نماز کا وقت ہے۔ "فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۳۸۰، حاجز البحرین"۔ (التمہید حدیث ثالث و عشرون لاہور ۳/ ۳۳۱)

۲۷۵۔ ابو داؤد و ترمذی شافعی طحاوی ابن حبان حاکم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جبریل نے گزارش کی الوقت مابین ھذین الوقتین۔

وقت وہ ہے جو ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔ (ابو داؤد، اول ص ۵۶، باب المواقیت)

۲۷۶۔ نسائی و طحاوی و حاکم و بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے عرض کی الصلاۃ مابین صلاتک امس و صلاتک الیوم۔

نماز دیروزہ و امروزہ کے بیچ میں نماز ہے۔ (نسائی اول، ص ۸۷، باب آخر وقت الظہر)

۲۷۷۔ بزار کے یہاں ہے ثم قال ما بین ھذین وقت

ان دو کے اندر وقت ہے۔ (نسائی اول، ص ۹۲، باب اول وقت العشاء)

۲۷۸۔ نسائی و احمد و اسحاق و ابن حبان و حاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جبریل نے گزارش کی مابین ھاتین الصلاتین وقت۔

ان دو نمازوں کے اندر وقت ہے۔ (نسائی اول، ص ۸۹، باب آخر وقت العصر)

۲۷۹۔ طحاوی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے گزارش کی الصلاۃ فیما بین ھذین الوقتین۔

نماز ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔ (شرح معانی الآثار، ۱/ ۸۸ باب مواقیت الصلوٰۃ)

۲۸۰۔ مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ طحاوی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وقت صلاتکم بین ما رأیتم۔

تمہاری نماز کا وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا۔ (مسلم اول، ص ۲۲۳، باب اوقات الصلوات الخمس)

۲۸۱۔ مسلم کے دوسرے طریق میں ہے۔ ما بین ما رأیت وقت۔

اے سائل جو تو نے دیکھا اس کے اندر وقت ہے۔ (مسلم اول، ص ۲۲۳، باب اوقات

الصلوات الخمس)

۲۸۲۔ ترمذی کے یہاں یوں ہے۔ مواقیت الصلاۃ کما بین ھذین۔

نماز کے وقت ایسے ہیں جیسے ان دو کے درمیان۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۸۱۔۳، حاجز البحرین" (ترمذی اول، ص ۴۰، ابواب الصلوۃ باب منہ)

۲۸۳۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ابان، طحاوی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الوقت بین ھذین

وقت ان دو کے درمیان ہے۔ (مسلم اول، ص ۲۲۳، باب اوقات الصلوات الخمس)

۲۸۴۔ طحاوی بطریق عطا بن ابی رباح بعض صحابہ یعنی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور امام عیسیٰ بن ابان بلفظ عن عطأ بن ابی رباح قال بلغنی ان رجلاً اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راوی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بین صلاتی فی ھذین الوقتین وقت کلہ۔

جن دو وقتوں پر میں نے نمازیں پڑھیں ان کے اندر اندر سب وقت ہے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۸۱۔۳، حاجز البحرین"۔ (شرح معانی الآثار، ۱/ ۱۸۶، باب مواقیت الصلوٰۃ)

۲۸۵۔ و لفظ الحجج ثم قال ما بینھما وقت۔

ان دونوں کے درمیان وقت ہے۔ (مجمع الزوائد باب بیان الوقت بیروت ۱/ ۳۰۵)

۲۸۶۔ مالک، نسائی و بزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ما بین ھذین وقت۔

ان دو کے درمیان وقت ہے۔ وفیہ الاقتصار علی ذکر الفجر فکانہ مختصر قلت فقد رواہ الدار قطنی فی سننہ من حدیث قتادۃ عن انس مطولا۔ (نسائی، ۱/ ۹۲ کتاب المواقیت)

آخری زمانے میں کچھ امراء ہوں گے جو غیر وقت میں نماز پڑھیں گے اس مضمون پر تین حدیثیں۔

۲۸۷۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، احمد، دارمی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ضرب فخذی کیف انت اذا بقیت فی قوم یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا قال قلت ما تأمرنی قال صل الصلاۃ لوقتھا۔ الحدیث۔

[illegible] کر فرمایا تم اکیا حال

ہوگا جب تو ایسے لوگوں میں رہ جائیگا جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کریں گے میں نے عرض کی حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تو وقت پر پڑھ لینا۔ (مسلم اول، ۲۳۰۔۲۳۱، باب کراھۃ تاخیر الصلاۃ عن وقتھا الخ)

۲۸۸۔ احمد ابوداؤد وابن ماجہ بسند صحیح عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سیکون علیکم بعدی امراء تشغلھم اشیاء عن الصلاۃ لوقتھا حتی یذھب وقتھا فصلوا الصلاۃ لوقتھا الحدیث۔

میرے بعد تم پر کچھ حاکم ہوں گے کہ ان کے کام وقت پر انھیں نماز سے روکیں گے یہاں تک کہ وقت نکل جائے گا تم وقت پر نماز پڑھنا۔" فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۳۸۲ حاجز البحرین "(ابوداؤد اول ص ۶۲ باب اذا اخر الامام الصلاۃ عن الوقت)

۲۸۹۔ ابوداؤد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف بکم اذا اتت علیکم امراء یصلون الصلاۃ لغیر میقاتھا قلت فما تأمرنی اذا ادرکنی ذلک یا رسول اللہ قال صل الصلاۃ لمیقاتھا و اجعل صلاتک معھم سبحۃ۔

مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم پر وہ حکام آئیں گے کہ غیر وقت پر نماز پڑھیں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ جب میں ایسا وقت پاؤں تو حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا نماز وقت پر پڑھ اور ان کے ساتھ نفل کی نیت سے شریک ہو جا۔ (ابوداؤد اول، ص ۶۲ باب اذا اخر الامام الصلاۃ عن الوقت)

ظہر و مغرب کے آغاز و انتہا کا بیان۔

۲۹۰۔ ترمذی و طحاوی بسند صحیح بطریق محمد بن فضیل عن الاعمش عن ابی صالح ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان للصلاۃ اولا و آخرا و ان اول وقت صلاۃ الظھر حین تزول الشمس و آخر وقتھا حین یدخل وقت العصر و فیہ ان اول وقت المغرب حین تغرب الشمس و ان آخر وقتھا حین یغیب الشفق۔

بیشک نماز کے لئے اول و آخر ہے اور بیشک آغاز وقت ظہر کا سورج ڈھلے سے اور ختم وقت ظہر کا وقت عصر آنے پر ہے اور بیشک ابتداء وقت مغرب کی سورج چھپے ہے اور بیشک انتہا اس کے

وقت کی شفق ڈوبے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۸۳ حاجز البحرین"۔ (ترمذی اول، ص ۳۹، ابواب الصلاۃ باب منہ)

۲۹۱۔ مسلم وابوداؤد ونسائی وعیسیٰ بن ابان حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **وقت الظهر مالم يحضر العصر و وقت المغرب مالم يسقط ثور الشفق۔**

ظہر کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آئے اور مغرب کا جب تک ہے کہ شفق نہ ڈوبے۔ **هذا مختصر**۔ (مسلم اول، ص ۲۲۳، باب اوقات الصلوات الخمس)

نماز اس حد تک مؤخر کرنا کہ دوسری کا وقت آجائے حرام وگناہ ہے:

۲۹۲۔ مسلم واحمد وابوداؤد وابن ماجہ وطحاوی وابن حبان حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **ليس في النوم تفريط و انما التفريط في اليقظة ان تؤخر صلاة حتى يدخل وقت صلاة اخرىٰ۔**

سوتے میں کچھ تقصیر نہیں تقصیر تو جاگتے میں ہے کہ تو ایک نماز کو اتنا پیچھے ہٹائے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔ یہ حدیث خود حالت سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی حین فاتتهم صلاة الصبح ليلة التعريس و هو عند ابی داؤد و ابن ماجة من دون قوله ان تؤخر۔ یہ حدیث نص صریح ہے کہ ایک نماز کی یہاں تک تاخیر کرنی کہ دوسری کا وقت آجائے تقصیر وگناہ ہے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۸۳ حاجز البحرین" (ابوداؤد، اول ص ۶۳۔ باب فیمن نام عن صلاۃ او نسیہا)

۲۹۳۔ بزار ومحی السنہ بغوی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی **قال سألت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن قول الله عزوجل الذين هم عن صلاتهم ساهون، قال هم الذين يؤخرون الصلاة عن وقتها۔**

میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل قرآن مجید میں فرماتا ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں ارشاد فرمایا وہ لوگ جو نماز کو اس کے وقت سے ہٹا کر پڑھیں۔ (کشف الاستار عن زوائد البزار باب فی الذین یؤخرون الصلاۃ طبع بیروت ۱ / ۱۹۸)

۲۹۴۔ بغوی کی روایت [illegible] عبداللہ الصالحی (فسائق سندہ) عن

مصعب بن سعید عن ابیہ رضی اللہ تعالی عنهما انہ قال سئل رسول الله صلی الله تعالی علیہ وسلم عن الذین هم فی صلاتهم ساهون قال اضاعة الوقت۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوا فرمایا اس سے مراد وقت کھونا ہے۔ (شرح السنۃ للامام البغوی باب مراعاۃ الوقت بیروت ۱/ ۲۳۶)

اوقات نماز کی ابتدا اور انتہا کا بیان:

۲۹۵۔ امام ابن ابان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے راوی قال وقت الظهر الی العصر ووقت العصر الی المغرب ووقت المغرب الی العشاء و العشاء الی الفجر۔

ظہر کا وقت عصر تک ہے اور عصر کا وقت مغرب تک اور مغرب کا عشا اور عشا کا فجر تک۔ (السنن الکبری للبیہقی کتاب الصلوۃ بیروت ۱/ ۳۶۶)

غیر وقت میں نماز پڑھنا گناہ ہے:

۲۹۶۔ امام طحاوی شرح معانی الآثار میں راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے سوال ہوا ماالتفریط فی الصلاۃ

نماز میں تفریط کیا ہے فرمایا ان تؤخر حتی یجئ وقت الاخری۔ یہ کہ تو ایک نماز کی تاخیر کرے یہاں تک کہ دوسری کا وقت آجائے۔ (شرح معانی الآثار، ۱/ ۹۸، باب الجمع بین الصلاتین)

۲۹۷۔ نیز اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال لاتفوت صلاۃ حتی یجئ وقت الاخری۔

نماز فوت نہیں ہوتی جب تک دوسری کا وقت نہ آجائے، یعنی جب دوسری کا وقت آیا پہلی قضا ہو گئی۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۸۳۔۳۸۵۔ حاجز البحرین"۔ (شرح معانی الآثار، ۱/ ۹۸، باب الجمع بین الصلاتین)

دو نمازیں حقیقۃً جمع کر کے پڑھنا گناہ کبیرہ ہے:

۲۹۸۔ مؤطا امام محمد میں ہے قال محمد بلغنا عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ انہ کتب فی الآفاق ینهاهم ان یجمعوا بین الصلاۃ و اخبرهم (یخبرهم) ان الجمع بین الصلاتین فی وقت واحد کبیرة من الکبائر۔ اخبرنا بذلک الثقات عن العلاء بن الحارث عن مکحول۔

یعنی امیر المومنین امام العادلین ناطق بالحق والصواب عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام آفاق میں فرمان واجب الاذعان نافذ فرمائے کہ کوئی شخص دو نمازیں جمع نہ کرنے پائے اور ان میں ارشاد فرمادیا کہ ایک وقت میں دو نمازیں ملانا گناہ کبیرہ ہے۔" فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۹۳ حاجز البحرین "۔ (موطا امام محمد، ص ۱۳۲۔ باب الجمع بین الصلاتین فی السفر و المطر)

اوقات ظہر و عصر کے بارے میں چار حدیثیں:

۲۹۹۔ حدیث جبریل بروایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نسائی کے یہاں یوں ہے۔ ان جبریل اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین کان الظل مثل شخصہ فصلی العصر ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصلی الظھر۔ (نسائی ۱/۸۹، آخر وقت العصر)

۳۰۰۔ دوسری روایت میں ہے ثم مکث حتی اذا کان فیء الرجل مثلہ جاءہ للعصر فقال قم یا محمد فصل العصر ثم جاءہ من الغد حین کان فیء الرجل مثلہ فقال قم یا محمد فصل فصلی الظھر۔ (نسائی، ۱/۹۱، اول وقت العشاء)

۳۰۱۔ مسند اسحاق میں بروایت ابی مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہے اتاہ حین کان ظلہ مثلہ فقال قم فصل فقام فصلی العصر اربعا ثم اتاہ من الغد حین کان ظلہ مثلہ فقال لہ قم فصل فقام فصلی الظھر اربعا۔ (دار قطنی باب امامۃ جبریل ملتان ۱/۲۶۰)

۳۰۲۔ دار قطنی و طبرانی و ابو عمر کے یہاں بروایت عقبہ بن عمرو و بشیر بن عقبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما یوں ہے۔ جاءہ حین کان ظل کل شیء مثلہ فقال یا محمد صل العصر فصلی ثم جاءہ الغد حین کان ظل کل شیء مثلہ فقال صل الظھر فصلی۔ (دار قطنی باب امامۃ جبریل ملتان ۱/۲۵۶)

یہ سب حدیثیں تصریح صریح ہیں کہ روح امین علیہ الصلاۃ والتسلیم ظہر کے لئے حاضر اس وقت ہوئے جب سایہ ایک مثل کو پہنچ چکا تھا اس وقت نماز پڑھنے کے لئے عرض کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی۔" فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۸۷۔ حاجز البحرین "۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب و عشا جمع فرمائی:

۳۰۳۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و مصنف طحاوی میں بطرق عدیدہ مجملہ و مفصلہ مختصرہ و مطولہ

مروی و هذا لفظ البخاری حدثنا عمر بن حفص بن غیاث ثنا ابی ثنا الاعمش حدثنی عمارة عن عبد الرحمن عن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنه قال مارأیت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صلی صلاة لغیر میقاتها الا صلاتین جمع بین المغرب و العشاء و صلی الفجر قبل میقاتها۔ (بخاری اول، ص ۲۲۸، باب متی یصلی الفجر بجمع)

۳۰۴۔ و لمسلم حدثنا یحییٰ بن یحییٰ و ابوبکر بن ابی شیبة و ابو کریب جمیعا عن ابی معویة قال یحییٰ اخبرنا ابومعویة عن الاعمش عن عمارة عن عبدالرحمن بن یزید عن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنه قال مارأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صلی صلاة الا لمیقاتها الاصلاتین صلاة المغرب و العشاء بجمع و صلی الفجر یومئذ قبل میقاتها۔ (مسلم اول، ص ۴۱۷، باب استحباب زیادة التغلیس الخ)

۳۰۵۔ وحدثناه عثمان بن ابی شیبة و اسحاق بن ابراهیم جمیعاً عن جریر عن الاعمش بهذا الاسناد قال قبل وقتها بغلس (مسلم ۱؍۴۱۷ باب استحباب زیادة التغلیس الخ)

یعنی حضرت حاضر سفر و حضر و مصاحب و ملازم جلوت و خلوت سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سابقین اولین فی الاسلام و ملازمین خاص حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے تھے بوجہ کمال قرب بارگاہ الجیت رسالت سے سمجھے جاتے اور سفر و حضر میں خدمت والا منزلت منزلت بستر گستری و مسواک و مطہرہ داری و کفش برداری محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معزز و ممتاز رہتے ارشاد فرماتے ہیں میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز اس کے غیر وقت میں پڑھی ہو مگر دو نمازیں کہ ایک ان میں سے نماز مغرب ہے جسے مزدلفہ میں عشا کے وقت پڑھا تھا اور وہاں فجر بھی روز کے معمولی وقت سے پیشتر تاریکی میں پڑھی۔ "فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۳۹۱ حاجز البحرین"۔

۳۰۶۔ سنن ابی داؤد میں ہے حدثنا قتیبة ناعبدالله بن نافع عن ابی مودود عن سلیمان بن ابی یحییٰ عن ابن عمر رضی الله تعالے عنهما قال ماجمع رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم بین المغرب و العشاء قط فی السفر الامرة.

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی سفر میں مغرب و عشاء ملا کر نہ پڑھی سوا ایک بار کے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۹۲، حاجز البحرین" (ابو داؤد، [illegible] جمع بین الصلاتین)

تین باتیں گناہ کبیرہ ہیں:

۳۰۷۔ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آثار ماثورۂ کتاب الحج عیسیٰ بن ابان میں روایت فرماتے ہیں **اخبرنا اسمٰعیل بن ابراھیم البصری عن خالد الحذاء عن حمید بن ھلال عن ابی قتادۃ العدوی قال سمعت قراۃ کتاب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثلث من الکبائر الجمع بین الصلاتین و الفرار من الزحف و النھبۃ۔**

یعنی حضرت ابو قتادہ عدوی کہ اجلہ اکابر و ثقات تابعین سے ہیں بلکہ بعض نے انہیں صحابہ میں گنا، فرماتے ہیں میں نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نشتہ و فرمان سنا کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں دو نمازیں جمع کرنا اور جہاد میں کفار کے مقابلے سے بھاگنا اور کسی کا مال لوٹ لینا۔ یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے اس کے سب رجال اسمٰعیل بن ابراہیم بن علیہ سے آخر تک ائمہ ثقات عدول رجال صحیح مسلم سے ہیں۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۹۳ حاجز البحرین"۔ (کنزالعمال، باب الجمع بین الصلاتین حدیث ۲۲۷۶۵۔ ۸/۲۴۶)

عرفات و مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین جائز ہے اس کے علاوہ کہیں جائز نہیں:

۳۰۸۔ سنن نسائی کتاب المناسک باب الجمع بین الظھر و العصر بعرفۃ میں ہے۔ **اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود عن خالد عن شعبۃ عن سلیمان عن عمارۃ بن عمیر بن عبدالرحمن بن یزید عن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی الصلاۃ لوقتھا الا بجمع و عرفات۔**

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے تھے مگر مزدلفہ و عرفات میں۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۴۰۱۔ حاجز البحرین"۔ (نسائی دوم، ص ۴۳، باب مذکور)

۳۰۹۔ **حدیث النسائی ایضا فی المناسک باب جمع الصلاتین بالمزدلفۃ اخبرنا القاسم بن زکریا ثنا مصعب بن المقدام عن داؤد عن الاعمش عن عمارۃ عن عبدالرحمن بن یزید عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع بین المغرب و العشاء بجمع۔**

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو جمع فرماتے تھے۔ (مولف)

"فتاوی ر[illegible] مذکور)

۳۱۰۔ حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے مخرج مروی صحیح بخاری و سنن نسائی سے سیدنا امام محمد نے آثار مرویہ کتاب الحج میں بسند جلیل و صحیح روایت فرمائی اخبرنا سلام بن سلیمان الحنفی عن ابی اسحاق السبیعی عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ بن قیس و الاسود بن یزید قال کان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لا جمع بین الصلاتین الا بعرفۃ الظھر و العصر۔

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جمع بین الصلاتین جائز نہیں مگر عرفہ میں ظہر و عصر۔ (ظہرین عرفہ و عشائین مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کا قصداً ایک وقت میں جمع کرنا سفراً حضراً ہرگز کسی طرح جائز نہیں احادیث مذکورہ اس کی ممانعت پر شاہد عدل ہیں۔ (مولف)

"فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۰۳ حاجز البحرین"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت پر چند احادیث کریمہ:

۳۱۱۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت حدیث میں ہے، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمسکوا بعھد بن ام عبد (مسعود)

ان کے عہد کو لازم پکڑو۔ رواہ الترمذی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (ترمذی دوم، ص ۲۲۱، مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۳۱۲۔ یہ وہی ابن مسعود ہیں جنہیں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ان اشبہ الناس دلا و سمتا وھدیا برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابن ام عبد۔

بیشک چال ڈھال روش میں سب سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ عبداللہ بن مسعود ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رواہ البخاری و الترمذی و النسائی۔ (بخاری اول، ص ۵۳۱ مناقب عبداللہ بن مسعود) (ترمذی دوم، ص ۲۲۱ مناقب عبداللہ بن مسعود)

۳۱۳۔ وہی ابن مسعود ہیں جنہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کنیف ملیٔ علما۔

ایک گٹھری ہیں علم سے بھری ہوئی۔ (مستدرک علی الصحیحین کتاب معرفۃ الصحابۃ کلمات دعا ابن مسعود۔ بیروت ۳/ ۳۱۸)

۳۱۴۔ [illegible] ضیت لامتی

مارضي لها ابن م عبد و كرهت لامتي ما كره لها ابن ام عبد۔

میں نے اپنی امت کے لئے پسند فرمالیا جو کچھ عبداللہ بن مسعود اس کے لئے پسند کرے اور اپنی امت کے لئے ناپسند کیا جو اس کے لئے عبداللہ بن مسعود ناپسند کرے۔ رواہ الحاکم بسند صحیح۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۱۲۔ ۳۱۳، حاجز البحرین"۔ (کنز العمال، ص ۲۸۶، ج ۱۲)

احادیث

فتاویٰ رضویہ جلد دوم

انتظار صلاۃ اور تاخیر جماعت کے بارے میں ایک حدیث:

۳۱۵۔ حدیث میں سنت اقدس یوں مروی ہے کہ جب لوگ جلد حاضر ہوتے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلد نماز پڑھ لیتے اور حاضری میں دیر ملاحظہ فرماتے تو تاخیر فرماتے اور کبھی سب لوگ حاضر ہو جاتے اور تاخیر فرماتے یہاں تک کہ ایک بار نماز عشا میں تشریف آوری کا بہت انتظار طویل صحابۂ کرام نے کیا بہت دیر کے بعد مجبور ہو کر امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے در اقدس پر عرض کی عورتیں اور بچے سو گئے اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر آمد ہوئے اور فرمایا روئے زمین پر تمہارے سوا کوئی نہیں جو اس نماز کا انتظار کرتا اور تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے انتظار میں رہو۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۲۶" (بخاری اول، ص ۸۱، باب وقت العشاء الی نصف اللیل)

فجر میں اسفار مستحب ہے:

۳۱۶۔ ترمذی ابوداؤد و نسائی دارمی ابن عدی طبرانی حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر۔**

یعنی صبح کو خوب روشن کرو کہ اسفار میں اجر زیادہ ہے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۳۸" (ترمذی اول، ص ۴۰۔ ماجاء بالاسفار بالفجر)

۳۱۷۔ **و لفظ الطبرانی فکلما اسفرتم بالفجر فانہ اعظم للاجر۔** (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث رافع بن خدیج ۔ مصر۔ ۴/۲۵۱)

۳۱۸۔ **و لفظ ابن حبان کلما اصبحتم بالصبح فانہ اعظم لاجورکم۔**

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان کتاب الصلاۃ شیخوپورہ ۳/۲۳)

ان الفاظ کا حاصل یہ ہے کہ جس قدر اسفار میں مبالغہ کرو گے ثواب زیادہ پاؤ گے۔

۳۱۹۔ طبرانی وابن عدی نے انھیں صحابی سے روایت کیاقال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم لبلال یا بلال ناد بصلاۃ الصبح الفجر حتی یبصر القوم مواقع نبلهم من الاسفار.

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بلال سے ارشاد فرمایااے بلال فجر کی اذان اس وقت دیا کرو جب لوگ اپنے تیر گرنے کی جگہیں دیکھ لیں بسبب روشنی کے۔(مجمع الزوائد باب وقت صلاۃ الصبح بیروت ۱/۳۱۶)

۳۲۰۔ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور امام طحاوی شرح معانی الآثار میں بسند صحیح حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں ما اجتمع اصحاب رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم علی شی کما اجتمعوا علی التنویر.

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایسا کسی بات پر اتفاق نہ کیا جیسا تنویر واسفار پر۔ حدیث صحیحین سے ثابت کہ نماز فجر اول وقت پڑھنا سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عادت شریفہ کے خلاف تھا۔(شرح معانی الاثار ۱/۱۰۹ باب وقت الفجر)

مغرب وفجر کے بارے میں ایک حدیث:

۳۲۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے مزدلفہ میں حضور کے مغرب کو بوقت عشااور فجر کو اول وقت پڑھنے کی نسبت فرمایا۔ ان هاتین الصلاتین حولتا عن وقتیهما فی هذا المکان.

یعنی یہ دونوں نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی گئیں۔"فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۳۹"(بخاری ۱/۲۲۸ کتاب الصلوۃ متی یصلی الفجر بجمع)

گرمیوں میں تاخیر ظہر مستحب ہے:

۳۲۲۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔اذا اشتد الحر فابردوا بالظهر فان شدة الحر من فیح جهنم۔ متفق علیہ۔

جب گرمی سخت ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کرو کہ شدت گرمی وسعت دم دوزخ سے ہے۔(مسلم اول ۲۱۷۔ باب استحباب الابراد بالظهر الخ)

۳۲۳۔ بخاری ونسائی انس رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی و اللفظ للنسائی قال کان رسول الله ...

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب گرمی ہوتی نماز ٹھنڈی کرتے اور جب سردی ہوتی تعجیل فرماتے۔(نسائی اول،ص ۸۷۔تعجیل الظهر فی البرد)

۳۲۴۔بخاری مسلم ابوداؤد ابن ماجہ نے سیدنا ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی قال اذن مؤذن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الظھر فقال ابرد ابرد او قال انتظر انتظر و قال شدة الحر من فیح جھنم فاذا اشتد الحر فابردوا عن الصلاة حتی رأینا فی التلول.

یعنی مؤذن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان ظہر دی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر یا فرمایا انتظار کر انتظار کر اور تحقیق گرما جہنم کی وسعت نفس سے ہے تو جب گرمی زائد ہو نماز ٹھنڈی کرو یہاں تک کہ ہم نے دیکھا ٹیلوں کا سایہ۔" فتاویٰ رضویہ،ج ۲،ص ۳۳۲"(بخاری ۱/۷۶باب الابراد بالظهر فی شدة الحر) (ابوداؤد ۱/۵۸باب وقت صلوة الظهر)

امامت جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں ایک حدیث :

۳۲۵۔اخرج ابوداؤد و الترمذی عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم امنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی بی الظهر حین زالت الشمس و کان قدر الشراك. الحدیث.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام نے بیت اللہ کے پاس دوبار میری امامت کی ظہر کی نماز زوال شمس کے وقت پڑھائی اور سورج کا سایہ پشت قدم پر تھا۔زوال شمس کے بعد وقت ظہر شروع ہو جاتا ہے۔(مولف)" فتاویٰ رضویہ،ج ۲،ص : ۳۳۳"
(ابوداؤد اول،ص ۵۶۔باب المواقیت)

بیجا سوال پوچھنا منع ہے :

۳۲۶۔حدیث میں ہے نهی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عن نقل المسائل۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیادہ اور بے جا سوال پوچھنے سے منع فرمایا ہے۔" فتاویٰ رضویہ،ج ۲،ص ۳۴۵"(کنز العمال،ص ۱۶۵،ج ۱۰)

مستورات کے لئے زیارت قبور کرنا منع ہے :

۳۲۷۔لعن رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم زائرت القبور و المتخذین علیها مساجد(مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیارت قبول کرنے والی عورتوں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۴۵۲" (مشکوٰۃ اول، ص ۷۱۔ باب المساجد و مواضع الصلاۃ فصل الثانی)

قبر کے سامنے نماز پڑھنا منع ہے :

۳۲۸۔ رواہ وکیع بن الجراح فی مصنفه فیما حکاہ ابن حزم عن سفین بن سعید عن حمید عن انس قال رأنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه اصلی الی قبر فنهانی فقال القبر امامك.

۳۲۹۔ قال و عن معمر عن ثابت عن انس قال رأني عمر اصلي عند قبر فقال لي القبر لا تصل اليه قال ثابت فكان انس يأخذ بيدى اذا اراد ان يصلى فيتنحى عن القبور۔

۳۳۰۔ ورواہ ابو نعیم قال البخاری عن حریث بن السائب قال سمعت الحسن يقول بينا انس رضی اللہ تعالی عنه يصلی الی قبر فناداہ عمر القبر القبر و ظن انه يعنی القمر فلما رأی انه يعنی القبر تقدم و صلی و جاز القبر۔

ان حدیثوں کا حاصل یہ کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر کی طرف نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ کر فرمایا قبر قبر تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت نماز ہی میں آگے بڑھ گئے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۴۵۴"۔

نماز نفل گھر میں پڑھنا بہتر ہے :

۳۳۱۔ حدیث میں ہے اجعلوا فی بیوتکم من صلاتکم و لا تتخذوھا قبورا.

نوافل میں سے کچھ اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۴۵۵" (بخاری ار ۱۵۸ باب التطوع فی البیت)

نماز فجر کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے :

۳۳۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم لاصلاۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز فجر کے بعد ارتفاع شمس تک کوئی نفل نماز نہیں ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۶۱"۔ (بخاری اول، ص ۸۳۔ باب لاتتحری الصلاۃ قبل غ ۔ ب)

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اذان دینا ثابت ہے۔ حدیث میں ہے:

۳۳۳۔ اخرج الترمذی انه صلی الله تعالی علیه وسلم اذن فی سفر و صلی باصحابه.

نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر میں اذان دی اور صحابہ کی امامت فرمائی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۶۷"

نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں اور جنازہ کی مشروعیت مدینہ طیبہ میں ہوئی:

۳۳۴۔ اخرج الحاکم فی المستدرك و الطبرانی و البیهقی فی سننه عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال آخر ما کبر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی الجنازة اربع تکبیرات و کبر عمر علی ابی بکر اربعاً و کبر ابن عمر علی عمر اربعاً و کبر الحسن بن علی علی علی اربعاً و کبر الحسین بن علی علی الحسن بن علی اربعاً و کبرت الملئکة علی آدم اربعاً و لم تشرع فی الاسلام الا فی المدینة المنورة.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سب سے اخیر میں نماز جنازہ چار تکبیروں سے پڑھی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی نماز جنازہ چار تکبیروں سے پڑھی، اور ابن عمر نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی چار تکبیروں سے، اور حسن بن علی نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی چار تکبیروں سے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی چار تکبیروں سے اور فرشتوں نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ چار تکبیروں سے پڑھی اور اسلام میں سب سے پہلے جنازہ مدینہ منورہ ہی میں مشروع ہوا۔ (مولف)" فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۳۶۷" (المستدرك للحاکم التکبیر علی الجنائز اربع بیروت ۱/ ۳۸۶)

تاخیر ظہر کے استحباب پر دو حدیثیں:

۳۳۵۔ (بخاری مسلم ابوداؤد وغیرہ) کے دوسرے طریق میں ہے۔ کنا مع النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فی السفر(سفر) فاراد المؤذن ان یؤذن الظهر فقال النبیٌ صلی الله تعالی علیه وسلم ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال له ابرد حتی رأینا فئی التلول. الحدیث.

ہم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے مؤذن نے ارادہ کیا کہ ظہر کی اذان

دے حضور نے ارشاد فرمایا ٹھنڈا کر پھر چاہا کہ اذان دے پھر فرمایا ٹھنڈا کر یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھے۔" فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۴۴۲" ۔(ابوداؤد ۱ر ۵۸ وقت صلوۃ الظہر)

۳۳۶۔ ابوداؤد و نسائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں۔قال کان قدر صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الظہر فی الصیف ثلثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام۔

گرمی میں نماز حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مقدار تین قدم سے پانچ قدم تک ہے۔ یعنی جب سایہ ہر چیز کا اس کے ساتویں حصہ کے تین یا پانچ مثل ہو جاتا تو حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نماز ادا فرماتے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۴۴۳" ۔(نسائی اول، ص ۸۸، باب الابراد بالظہر)

تعمیر مسجد سے متعلق ایک حدیث جلیل :

۳۳۷۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جب مسجد مدینہ طیبہ بنا فرمائی وہ ایک نخلستان تھا جس میں مشرکین دفن ہوتے تھے فامر بقبور المشرکین

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مشرکوں کی قبریں کھود دیں۔ اور وہ نجس مٹی پھینک دی گئی پھر وہاں مسجد کریم تعمیر فرمائی۔ کما فی صحیح البخاری وغیرہ۔ "فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۴۴۶" (بخاری ۱ر ۶۱، باب ھل ینبش قبور مشرکین الخ)

جہاں کوئی تقصیر واقع ہو وہاں سے ہٹ کر نماز پڑھنی چاہئے :

۳۳۸۔ سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے قوم ثمود کی جائے ہلاک میں نماز نہ پڑھی کہ وہاں عذاب نازل ہوا تھا۔

۳۳۹۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے شب تعریس جب نماز فجر سوتے میں قضا ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو حکم فرمایا کہ نماز آگے چل کر پڑھو کہ یہاں تمہارے پاس شیطان حاضر ہوا تھا۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۴۴۷"

قبر کے سامنے نماز پڑھنا منع ہے :

۳۴۰۔ صحیح بخاری شریف میں ہے رأی عمر رضی اللہ تعالی عنہ انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ یصلی عند قبر فقال القبر القبر ولم یأمرہ بالاعادۃ۔

امیر المومنین عمر فاروق ... انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کو قبر

کی طرف نماز پڑھتے دیکھا فرمایا قبر قبر وہ نماز ہی میں آگے بڑھ گئے اور اعادہ کا حکم نہیں فرمایا۔
"فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۴۵۲" (بخاری ۱/ ۶۱ باب تنبش قبور مشرکی الجاهلیة الخ)

الصلاۃ خیر من النوم سے متعلق حدیث میں ہے کہ

۳۴۱۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان فجر میں الصلاۃ خیر من النوم مقرر کرنیکی اجازت عطا فرمائی۔ اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر عن سیدنا بلال رضی الله تعالیٰ عنه۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۴۵۸" (المعجم الکبیر للطبرانی عن بلال بن رباح۔ بیروت ۱/ ۳۵۵)

مؤذن تکبیر کہنے کا زیادہ مستحق ہے :

۳۴۲۔ مسند امام احمد و سنن اربعہ و شرح معانی الآثار میں زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی میں نے اذان کہی تھی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکبیر کہنی چاہی فرمایا یقیم اخو صداء فان من اذن فهو یقیم۔

قبیلۂ صدا کا بھائی اقامت کہے گا کہ جو اذان دے وہی تکبیر کہے۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۴۶۱"
(ترمذی اول ص ۵۰ باب ما جاء ان من اذن الخ) (شرح معانی الآثار ۱/ ۸۵ باب اقامة المؤذن وغیرہ)

آغاز اذان کے بارے میں ایک حدیث پاک :

۳۴۳۔ حدیث میں ایک بار کا یہ ذکر آیا ہے کہ جب عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں اذان دیکھی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ارشاد ہوا بلال کو سکھادو کہ ان کی آواز بلند تر ہے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی جب تکبیر کہنی چاہی عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نادم ہوئے اور عرض کی خواب تو میں نے دیکھا تھا میں تکبیر کہنا چاہتا ہوں فرمایا تو تمہیں کہو انھوں نے تکبیر کہی۔ رواہ الامام احمد وابوداؤد و الطحاوی عنه رضی الله تعالیٰ عنه۔ (یعنی افضل یہ ہے کہ مؤذن ہی تکبیر کہے۔ مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۴۶۲"
(ابوداؤد ۱/ ۷۶ الرجل یؤذن ویقیم آخر)

شرعی اصول سے جو باتیں متصادم ہوں وہ مردود بدعت سیئہ ہیں حدیث میں ہے :

۳۴۴۔ قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا لیس منه فهو رد۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین میں جو نئی چیز نکالا وہ مردود ہے۔

(مولف) (اخرجه البخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجة عن ام المومنین الصدیقه رضی الله تعالی عنها)" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۷۸ "(مسلم دوم ص ۷۷، باب نقض الاحکام الباطلة الخ، ابن ماجہ ۱/ ۳، باب اتباع سنة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم)

تعلیم اذان کے بارے میں دو حدیثیں:

۳۴۵۔ مسند احمد و سنن ابی داؤد وغیرہما میں عبدربّ بن زید بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث تعلیم اذان میں ہے فرشتے نے کہا یوں کہا کرو الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لااله الاالله اشهد ان محمد رسول الله اشهد ان محمد رسول الله حی علی الصلاة حی علی الصلاة حی علی الفلاح حی علی الفلاح الله اکبر الله اکبر لااله الا الله.

عبداللہ بن زید نے فرمایا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی حضور نے فرمایا ان هذه لرؤیا حق انشاء الله تعالیٰ ثم امر بالتاذین فکان بلال مولیٰ ابی بکر یؤذن بذلك.

ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خواب بے شک حق ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال مولی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ وہ اس طور مذکور پر اذان دیا کرتے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۷۴ "(ابوداؤد اول ص ۷۲، باب کیف الاذان)

۳۴۶۔ صحیح مسلم و سنن نسائی وغیرہما میں ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اذان تعلیم فرمائی اس میں بھی شہادتین کے بعد یوں ہے حی علی الصلاة حی علی الصلاة حی علی الفلاح حی علی الفلاح الله اکبر الله اکبر لااله الا الله." فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۷۴ "(مسلم اول ص ۱۶۵، باب بدء الاذان)

نیکی کی طرف بلانا بھی نیکی ہے حدیث میں ہے:

۳۴۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعا الی هدی فله اجره واجر من تبعه۔

جو کسی نیک بات کی طرف بلائے اس کے لئے اس کا خود اپنا اجر ہے اور جتنے اس نیک فعل میں شریک ہوں ان سب کا ثواب ہے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۷۵ "

مسلم ... ۳۴ ...

اخطب ... مسجد ...

... عن السائب بن یزید رضی الله

تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں۔ اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو، اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لئے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ص ۳۸۹" (ابوداؤد اول ص ۱۵۵، باب وقت الجمعۃ)

قطع صف ممنوع ہے:

۳۴۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **من قطع صفا قطعہ اللہ**

جو صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کردے۔ رواہ النسائی والحاکم بسند صحیح عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ص ۳۹۱" (نسائی اول ص ۱۳۱من وصل صفا)

سنتوں کا زندہ کرنے والا جنتی ہے:

۳۵۰۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ۔**

جس نے میری سنت زندہ کی بیشک اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ رواہ السجزی فی الابانۃ والترمذی بلفظ من احب (ترمذی دوم ص ۹۲، باب الاخذ بالسنۃ الخ)

۳۵۱۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **من احیا سنۃ من سنتی فقد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بھا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا۔**

جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے اس پر عمل کریں سب کے برابر اسے ثواب ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجۃ عن عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ص ۳۹۲" (ترمذی دوم ص ۹۲، باب الاخذ بالسنۃ الخ)

کسی مٹی ہوئی سنت پر عمل کرنے والے کو سو شہیدوں کے برابر اجر ملے گا:

۳۵۲۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید۔

جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے۔ رواہ البیهقی فی الزهد "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۹۳" (مشکوۃ اول ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، کتاب الزهد الکبیر للبیهقی، دار القلم لکویت ص ۱۵۱)

کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے حدیث میں ہے:

۳۵۳۔ قوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لاتقوموا حتی ترونی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک مجھے آتے ہوئے نہ دیکھو تو کھڑے نہ ہو۔ (مولف) (کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے وہ اس کے تمام تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے یہاں تک کہ مکبر حی علی الفلاح تک پہنچے اس وقت کھڑا ہو، یہ اس صورت میں ہے کہ امام بھی وقت تکبیر مسجد میں ہو اور اگر وہ حاضر نہیں تو مؤذن جب تک اسے آتا نہ دیکھے تکبیر نہ کہے نہ اس وقت تک کوئی کھڑا ہو۔ منہ) "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۴۷۳" (مسلم ۱/۲۲۰، باب متی یقوم الناس للصلوۃ)

بقدر استطاعت نہی عن المنکر پر ایک حدیث:

۳۵۴۔ قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من رأی منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و ذلك اضعف الایمان۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں جو شخص کوئی بری بات دیکھے تو اسے چاہئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرے پھر اگر زبان سے منع نہ کر سکے تو دل سے ضرور برا جانے اور یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۴۹۷" (مسلم اول ص ۵۱، باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان الخ)

نماز عید کے لئے اذان و اقامت کچھ نہیں ہے:

۳۵۵۔ روی مسلم عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه ان لا اذان للصلاة یوم الفطر ولا اقامة ولا نداء ولاشئی۔

مسلم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ عید الفطر کے دن نہ اذان ہے نہ اقامت نہ نداء نہ اور کچھ۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۰۶" (مسلم اول ص ۲۹۰، کتاب صلاة العیدین)

امام کے علاوہ اگر کوئی تکبیر کہے تو اجازت مؤذن کے بغیر نہ کہے:

۳۵۶۔ حدیث میں ہے **المؤذن املك بالاذان والامام املك بالاقامة**
مؤذن اذان کا مالک ہے اور امام تکبیر کا۔ یعنی تکبیر امام کی اجازت سے کہی جائے۔ (مولف)
"فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۵۰۸" (کنزالعمال ۷/ ۳۴۸)

مسجد میں گمشدہ شئی تلاش کرنا یا دریافت کرنا منع ہے:

۳۵۷۔ صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **من سمع رجلا ينشد ضالة في المسجد فليقل لا ردها الله عليك فان المساجد لم تبن لهذا.**
جو گمی ہوئی چیز کو مسجد میں دریافت کرے اس سے کہو اللہ تیری گمی چیز تجھے نہ ملائے کہ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۵۰۲" (مسلم اول ص ۲۱۰، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد)

عیدین میں الصلاۃ جامعۃ کہنا جائز ہے:

۳۵۸۔ **روى الامام الشافعي عن الزهري قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يأمر المؤذن في العيدين فيقول الصلاة جامعة.**
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدین میں مؤذن کو حکم فرماتے کہ الصلاۃ جامعۃ پکارے۔
"فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۵۰۶" (الام للشافعي من قال لا اذان للعيدين بيروت ۱/ ۲۳۵)

امام و مؤذن کے بارے میں ایک حدیث:

۳۵۹۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **الامام ضامن والمؤذن مؤتمن.**
امام ذمہ دار ہے اور مؤذن امین ہے رواہ ابوداؤد والترمذی وابن حبان والبیهقی عن ابی هريرة واحمد عن ابی امامة رضی الله تعالىٰ عنهما بسند صحيح۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۵۱۵" (ترمذی اول ص ۵۱، باب ماجاء ان الامام ضامن الخ)

تعارف

منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین
(انگوٹھے چومنے کا مفصل بیان)

۱۳۰۱ھ میں سوال آیا کہ اذان میں کلمہ اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ

حضور پر نور شفیع یوم النشور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم، اور اگر خود کوئی دلیل خاص نہ بھی ہوتی تو شرع سے منع وارد نہ ہونا ہی جواز کے لئے کافی تھا پھر یہاں تو حدیث و فقہ وارشاد علماء عمل قدیم سلف صلحا سب کچھ موجود ہے۔

امام احمد رضا بریلوی نے اس رسالہ میں امام علامہ شمس الدین سخاوی کی کتاب "المقاصد الحسنة فی الاحادیث الدائرة علی الالسنة" سے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانے کے ثبوت میں آٹھ حدیثیں پیش کی ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ یہ بلا شبہ جائز و مستحسن اور سنت صدیقی ہے۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کے لئے کافی ہے کہ صدیق سے کسی شئی کا ثبوت بعینہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے۔ اگرچہ بالخصوص حدیث مرفوع درجۂ صحت تک مرفوع نہ ہو۔

اور امام احمد رضا نے اس رسالے میں حدیث و اصول حدیث پر کلام کرتے ہوئے قیمتی افادات ارقام فرمائے اور ثابت کیا کہ حدیث ضعیف بھی باب فضائل میں قابل حجت اور لائق عمل ہے اور حدیث موضوع کب قرار پاتی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ

٭ محدثین کرام کا کسی حدیث کو فرمانا کہ صحیح نہیں، اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ غلط و باطل ہے بلکہ صحیح ان کی اصطلاح میں ایک اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے جس کے شرائط کافی سخت اور دشوار ہیں، محدثین کے نزدیک جب بھی ان شرائط میں کچھ کمی ہوتی ہے تو فرما دیتے ہیں کہ حدیث صحیح نہیں یعنی یہ حدیث اس درجہ علیا کو نہ پہنچی۔

اس سے دوسرے درجہ کی حدیث کو حسن کہتے ہیں یہ باآنکہ صحیح نہیں پھر بھی اس میں کوئی قباحت نہیں ہوتی ورنہ حسن ہی کیوں کہلاتی فقط اتنا ہوتا ہے کہ اس کا پایہ بعض اوصاف میں اس بلند مرتبے سے جھکا ہوتا ہے۔

☆ کسی حدیث کی سند میں راوی کا مجہول ہونا اگر اثر کرتا ہے تو صرف اس قدر کہ اسے ضعیف کہا جائے نہ کہ باطل و موضوع۔

☆ اسی طرح سند کا منقطع ہونا مستلزم وضع نہیں، ہمارے ائمہ کرام اور جمہور علماء کے نزدیک تو انقطاع سے صحت وجیت ہی میں کچھ خلل نہیں آتا۔

☆ انقطاع تو ایک امر سہل ہے، جسے صرف بعض نے طعن جانا، علماء فرماتے ہیں حدیث کا مضطرب بلکہ منکر ہونا بھی موضوعیت سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا۔

☆ جس حدیث میں راوی بالکل مبہم ہو وہ بھی موضوع نہیں کہ یہ صرف مورث ضعف ہے نہ کہ موجب وضع۔

☆ ضعف راویان کے باعث حدیث کو موضوع کہہ دینا ظلم وجزاف ہے۔

☆ راوی ایسا غافل ہو کہ حدیث میں دوسرے کی تلقین قبول کرلے اس کی حدیث بھی موضوع نہیں، مثلاً راوی کی اپنی مرویات میں ایسی غفلت کہ دوسرے کی تلقین قبول کرلے یعنی دوسرا جو بتادے کہ تو نے یہ سنا تھا وہی مان لے۔

کسی راوی پر غفلت کا طعن فسق سے بدتر اور جہالت سے چار درجہ زیادہ سخت ہے۔

پھر امام احمد رضا نے نخبۃ الفکر کے حوالے سے اسباب طعن کی دس قسمیں بیان فرمائیں۔

(۱) کذب، (۲) تہمت، (۳) کثرت غلط، (۴) غفلت، (۵) فسق، (۶) وہم، (۷) مخالفت ثقات، (۸) جہالت، (۹) بدعت، (۱۰) سوء حفظ اور تصریح فرمائی کہ ہر پہلا دوسرے سے سخت تر ہے۔

☆ منکر الحدیث کی حدیث بھی موضوع نہیں۔

☆ متروک کی حدیث بھی موضوع نہیں کہ ضعیفوں میں سب سے بدتر درجہ متروک کا ہے جس کے بعد صرف متہم بالوضع یا کذاب دجال کا مرتبہ ہے۔

پھر موضوعیت حدیث کس طرح ثابت ہوتی ہے؟ اس سلسلے میں امام احمد رضا رقمطراز ہیں

۱۔ قرآن عظیم، ۲۔ یا سنت متواترہ، ۳۔ یا اجماع قطعی قطعیات الدلالۃ ۴۔ یا عقل صریح۔

۵۔ یا حسن صریح ۶۔ یا تاریخ یقینی کے ایسا مخالف ہو کہ تاویل و تطبیق کا احتمال نہ رہے۔ ۷۔ یا معنی شنیع وقبیح ہوں جن کا صدور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول نہ ہو جیسے معاذ اللہ کسی فساد یا ظلم یا عبث یا سفہ یا مدح باطل یا ذم حق پر مشتمل ہونا۔

۸۔ یا ایک جماعت جس کا عدد حد تواتر کو پہنچے اور ان میں احتمال کذب یا ایک دوسرے کی تقلید کا نہ رہے اس کے کذب و بطلان پر گواہی مستند الی الحس دے۔

۹۔ یا خبر کسی ایسے امر کی ہو کہ اگر واقع ہوتا تو اس کی نقل و خبر مشہور و مستفیض ہو جاتی مگر اس روایت کے سوا اس کا کہیں پتہ نہیں۔

۱۰۔ یا کسی حقیر فعل کی مدحت اور اس پر وعدہ وبشارت یا صغیر امر کی مذمت اور اس پر وعید وتہدید میں ایسے لمبے چوڑے مبالغے ہوں جنہیں کلام معجز نظام نبوت سے مشابہت نہ رہے۔ یہ دس صورتیں تو صریح ظہور و وضوح وضع کی ہیں۔

۱۱۔ یا یوں حکم وضع کیا جاتا ہے کہ لفظ رکیک وسخیف ہوں جنہیں سمع دفع اور طبع منع کرے اور ناقل مدعی ہو کہ یہ بعینہا الفاظ کریمہ حضور افصح العرب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یا وہ محل ہی نقل بالمعنی کا نہ ہو۔

۱۲۔ یا ناقل رافضی حضرات اہل بیت کرام علی سیدھم وعلیھم الصلاۃ والسلام کے فضائل میں وہ باتیں روایت کرے جو اس کے غیر سے ثابت نہ ہوں جیسے حدیث لحمك لحمی ودمك دمی (تیرا گوشت میرا گوشت تیرا خون میرا خون)۔

۱۳۔ یا قرائن حالیہ گواہی دے رہے ہوں کہ یہ روایت اس شخص نے کسی طمع سے یا غضب وغیرھما کے باعث ابھی گڑھ کر پیش کر دی ہے جیسے حدیث سبق میں زیادت جناح اور حدیث ذم معلمین اطفال۔

۱۴۔ یا تمام کتب و تصانیف اسلامیہ میں استقرائے تام کیا جائے اور اس کا کہیں پتہ نہ چلے۔ یہ صرف اجلہ حفاظ ائمہ شان کا کام تھا جس کی لیاقت صدہا سال سے معدوم۔

۱۵۔ یا راوی خود اقرار وضع کردے خواہ صراحۃً خواہ ایسی بات کہے جو بمنزلہ اقرار ہو، مثلاً ایک شیخ سے بلا واسطہ بدعوی سماع روایت کرے پھر اس کی تاریخ وفات وہ بتائے کہ اس کا اس سے سننا معقول نہ ہو۔

موضوعیت حدیث کے ثبوت کی یہ تمام صورتیں رقم کرنے کے بعد امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ :

یہ پندرہ باتیں ہیں شاید اس جمع و تلخیص کے ساتھ ان سطور کے سوا نہ ملیں۔ جو حدیث ان پندرہ دلائل سے منزہ ہو محدث اگر اس پر حکم وضع کرے تو اس سے نفس حدیث پر حکم لازم نہیں بلکہ صرف اس سند پر عائد ہوگا جو اس وقت اس کے پیش نظر ہے۔

بالجملہ اس قدر پر اجماع محققین ہے کہ حدیث جب ان دلائل و قرائن قطعیہ و غالبہ سے خالی ہو اور اس کا مدار کسی متہم بالکذب پر نہ ہو تو ہر گز کسی طرح اسے موضوع کہنا ممکن نہیں۔

☆ حدیث اگر متعدد طریقوں سے روایت کی جائے اور وہ سب ضعف رکھتے ہوں تو ضعیف ضعیف مل کر بھی قوت حاصل کر لیتے ہیں بلکہ اگر ضعف غایت شدت و قوت پر نہ ہو تو جبر نقصان ہو کر حدیث درجہ حسن تک پہنچتی اور مثل صحیح خود احکام حلال میں حجت ہو جاتی ہے۔

☆ حصول قوت کے لئے کچھ بہت سے ہی طرق کی حاجت نہیں صرف دو بھی مل کر قوت پا جاتے ہیں۔

☆ اہل علم کے عمل کر لینے سے بھی حدیث قوت پاتی ہے اگرچہ سند ضعیف ہو۔

جن باتوں کا ثبوت حدیث سے پایا جائے وہ تین قسم ہیں۔

ا۔ عقائد میں حدیث احاد اگرچہ صحیح ہو کافی نہیں۔ کہ یہ اصول عقائد اسلامیہ ہیں جن میں خاص یقین درکار اور یہ حدیث احاد کا افادہ نہیں بلکہ اس کے لئے حدیث متواتر و مشہور کی ضرورت ہے۔

۲۔ دربارۂ احکام حدیث ضعیف کافی نہیں۔ ثبوت احکام کے لئے حدیث کا صحیح لذاتہ یا حسن لذاتہ خواہ لغیرہ، ہو ہونا ضروری ہے۔

۳۔ فضائل و مناقب میں باتفاق علماء حدیث ضعیف مقبول و کافی ہے۔ یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

اس عظیم و جلیل رسالے میں علم حدیث و اصول حدیث سے متعلق امام احمد رضا بریلوی نے جو تحقیقات بازغہ حوالہ قلم کی ہیں وہ یقیناً انہیں کا حصہ ہیں۔ اور بڑے سائز کے ۱۰۷ صفحات پر پھیلا ہوا یہ گرانقدر رسالہ امام احمد رضا کی حذاقت فی الحدیث کا واضح ثبوت ہے اس رسالہ مبارکہ میں ستر احادیث کریمہ ذکر کی گئی ہیں

احادیث

منیر العین فی حکم تقبیل الا بھا مین

حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز ہے اس کے ثبوت میں آٹھ احادیث و آثار

۳۶۰۔ امام سخاوی المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الدائرۃ علی الالسنہ میں فرماتے ہیں۔ مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلھما عند سماع قول المؤذن اشھد ان محمد رسول اللہ مع قولہ اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نبیا۔ ذکرہ الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ انہ لما سمع قول المؤذن اشھد ان محمد رسول اللہ قال ھذا و قبل باطن الانملتین السبابتین و مسح عینیہ فقال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی۔ و لایصح۔

یعنی مؤذن سے اشھد ان محمد رسول اللہ سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نبیا۔ اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ جب اس جناب نے مؤذن کو اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے سنا یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔ اور یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت نام رکھتے ہیں۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۱۹، منیر العین"

(المقاصد الحسنہ حرف المیم حدیث ۱۰۲۱۔ بیروت، ص ۳۸۴۔)

۳۶۱۔ پھر فرمایا و کذا ما اوردہ ابو العباس احمد بن ابی بکر الردادالیمانی المتصوف فی کتابہ "موجبات الرحمۃ و عزائم المغفرۃ" بسند فیہ مجاھیل مع

انقطاعه عن الخضر علیہ السلام انہ قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشھد ان محمد رسول اللہ مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یقبل ابھامیہ و یجعلھما علی عینیہ لم یرمدا ابدا

یعنی ایسے ہی وہ حدیث کہ حضرت ابوالعباس احمد بن ابی بکر رداد یمنی صوفی نے اپنی کتاب "موجبات الرحمہ وعزائم المغفرۃ" میں ایسی سند سے جس میں مجاہیل ہیں اور منقطع بھی ہیں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے روایت کی کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص مؤذن سے اشھد ان محمد رسول اللہ سن کر مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔ (المقاصد الحسنہ حرف المیم حدیث ۱۰۲۱۔ بیروت، ص ۳۸۴)

۳۶۲۔ پھر فرمایا ثم روی بسند فیہ لم اعرفہ عن اخی الفقیہ محمد بن البابا فیما حکی عن نفسہ انہ ھبت ریح فوقعت منہ حصاۃ فی عینہ و اعیاہ خروجھا المہ اشد الالم وانہ لما سمع المؤذن یقول اشھد ان محمد رسول اللہ قال ذلک فخرجت الحصاۃ من فورہ قال الرداد رحمۃ اللہ تعالیٰ و ھذا یسیر فی جنب فضائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

یعنی پھر ایسی سند کے ساتھ جس کے بعض رواۃ کو میں نہیں پہچانتا۔ فقیہ ابن البابا کے بھائی سے روایت کی کہ وہ اپنا حال بیان کرتے تھے ایک بار ہوا چلی ایک کنکری ان کی آنکھ میں پڑ گئی نکالتے تھک گئے ہر گز نہ نکلی اور نہایت سخت درد پہنچایا انہوں نے مؤذن کو اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے ہوئے یہی کہا فوراً نکل گئی رداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کے حضور اتنی بات کیا چیز ہے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۲۰۔ منیر العین" (المقاصد الحسنہ حدیث ۱۰۲۱۔ بیروت، ص ۳۸۴)

۳۶۳۔ پھر فرمایا و حکی الشمس محمد بن صالح المدنی امامھا و خطیبھا فی تاریخہ عن المجد احد القدماء من المصریین انہ سمع یقول من صلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سمع ذکر فی الاذان و جمع اصبعہ المسبحۃ و الابھام و قبلھما و مسح بھما عینیہ لم یرمدا ابدا.

یعنی شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد کریم کے امام و خطیب نے اپنی تاریخ میں مجد مصری

سے کہ سلف صالح میں تھے نقل کیا کہ میں نے انہیں فرماتے سنا جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں سن کر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا ملائے اور انہیں بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔" فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۲۱۔ منیر العین"۔(المقاصد الحسنہ حدیث ۱۰۲۱۔ بیروت، ص ۳۸۴)

۳۶۴۔ پھر فرمایا قال ابن صالح و سمعت ذلك ایضا من الفقیہ محمد بن الزرندی عن بعض شیوخ العراق و العجم و انه یقول عندما یمسح عینیه صلی الله علیك یا سیدی یا رسول الله یا حبیب قلبی و یانور بصری و یا قرة عینی و قال لی کل منهما مذفعلته لم ترمد عینی۔

یعنی ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرندی سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق یا عجم سے راوی تھے اور ان کی روایت میں یوں ہے کہ آنکھوں پر مس کرتے وقت یہ درود عرض کرے صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی و نور بصری و یا قرۃ عینی۔ اور دونوں صاحبوں یعنی شیخ مجدد و فقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرتے ہیں ہماری آنکھیں نہ دکھیں۔ (المقاصد الحسنہ حدیث ۱۰۲۱۔ بیروت، ص ۳۸۴)

۳۶۵۔ پھر فرمایا قال ابن صالح و انا ولله الحمد و الشکر منذ سمعة منهما استعمله فلم ترمد عینی و ارجو ان عافیتهما تدوم وانی اسلم من العمر انشاء الله تعالیٰ۔

یعنی امام ابن صالح ممدوح نے فرمایا اللہ کے لئے حمد و شکر ہے جب سے میں یہ عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (المقاصد الحسنہ حدیث ۱۰۲۱۔ بیروت، ص ۳۸۴)

۳۶۶۔ پھر فرمایا قال روی عن الفقیہ محمد بن سعید الخولانی قال اخبرنی الفقیہ العالم ابو الحسن علی بن محمد بن حدید الحسینی اخبرنی الفقیہ الزاهد البلالی عن الحسن رضی الله تعالی عنه انه قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشهد ان محمد رسول الله مرحبا بحبیبی و قرة عینی محمد بن عبدالله صلی الله تعالی علیه وسلم و یقبل ابهامیه و یجعلهما علی عینیه لم یعم ولم یرمد۔

فقیہ عالم ابوالحسن علی بن محمد بن حدید حسینی نے خبر دی کہ مجھے فقیہ زاہد بلالی نے حضرت امام حسن علی جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والسلام سے خبر دی کہ حضرت امام نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کو اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے سن کر یہ دعا پڑھے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہو نہ آنکھیں دکھیں۔" فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۲۱۔ منیر العین" (المقاصد الحسنہ حدیث ۱۰۲۱۔ بیروت، ص ۳۸۴)

۳۶۷۔ پھر فرمایا وقال الطاؤسی انه سمع من الشمس محمد بن نصر البخاری خواجه حدیث من قبل عند سماعه من المؤذن کلمة الشهادة ظفری ابهامیه و مسهما علی عینیه و قال عند المس اللهم احفظ حدقتی و نورهما ببرکة حدقتی محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و نورهما لم یعم۔

یعنی طاؤسی فرماتے ہیں انہوں نے خواجہ شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے ملے اور یہ دعاء پڑھے۔ اللهم احفظ حدقتی و نورهما ببرکة حدقتی محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و نورهما اندھا نہ ہو۔" فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۲۲۔ منیر العین"۔ (المقاصد الحسنہ حدیث ۱۰۲۱، بیروت، ص ۳۸۵)

کھڑے ہو کر جوتے پہننا منع ہے:

۳۶۸۔ کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ینهی ان ینتعل الرجل قائما۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (مولف)۔" فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۵۲۵۔ منیر العین"۔ (کنز العمال، ص ۲۹۳، ج ۱۹)

مسلمان کی عمر کے حساب سے بلائیں دور اور درجات میں ترقی ہوتی ہے:

۳۶۹۔ موضوعات ابوالفرج میں یہ حدیث کہ جب مسلمان کی عمر چالیس برس کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جنون وجذام وبرص کو اس سے پھیر دیتا ہے اور پچاس سال والے پر حساب میں نرمی اور ساٹھ برس والے کو توبہ وعبادت نصیب ہوتی ہے ہفتاد سالہ کو اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے دوست رکھتے ہیں اسی برس والے کی نیکیاں قبول اور برائیاں معاف نوے برس والے کے سب اگلے پچھلے گناہ مغفور ہوتے ہیں وہ زمین میں اللہ عزوجل کا قیدی کہلاتا ہے اور اپنے گھر والوں کا شفیع کیا جاتا ہے۔" فتاوی رضویہ

اون کا لباس استعمال کرنے سے ایمان کی حلاوت ملتی ہے۔

۱۰۷۰۔ حدیث ابی امامة رضی الله تعالی عنه علیکم بلباس الصوف تجدوا حلاوة الایمان فی قلوبکم. الحدیث بطوله۔

اونی لباس استعمال کرو اپنے دلوں میں ایمان کی لذت و حلاوت پاؤ گے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۳۳۔ منیر العین"۔ (کنزالعمال، ص ۲۱۹، ج ۱۹)

مرد کو سرخ رنگ کے استعمال سے بچنا چاہئے:

۱۰۷۱۔ کتاب الاصابه فی تمیز الصحابه میں حدیث ہے۔ ان الشیطان یحب الحمرة فایاکم و الحمرة و کل ثوب فیه شهرة.

بیشک شیطان سرخ رنگ کو پسند کرتا ہے تو تم سرخی اور ہر اس کپڑے سے بچو جس میں نمود و شہرت ہو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۳۱۔ منیر العین"۔

مریض کی عیادت سنت ہے مگر تین امراض میں عیادت نہیں ہے حدیث میں ہے۔

۱۰۷۲۔ ابن علی ختلی نے مرفوعاً حدیث روایت کی ثلثة لیس لهم عیادة الرمد و الدمل و الضرس.

تین مرض ہیں جن میں عیادت نہیں ہے آشوب چشم، پھوڑا پھنسی اور دانت کا درد۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۴۱۔ منیر العین"۔

حصول علم کی تاکید پر ایک حدیث:

۱۰۷۳۔ اطلبوا العلم و لو بالصین.

علم دین طلب کرو اگر چہ چین جانا پڑے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۴۲ منیر العین"۔ (کنزالایمان ج: ۱۰، ص: ۷۹)

قریش کے ایک عالم دین کی فضیلت:

۱۰۷۴۔ حدیث میں ہے عالم قریش یملوء الارض علما۔ (زرقانی شرح مواهب)

قریش کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۴۳، منیر العین"۔ (شرح الزرقانی علی المواهب ال... الثانی فی انبائه بالاشباء المغیبات العامرہ مصر ۷/ ۲۵۹)

۳۷۵۔حدیث صلاۃ بسواک خیر من سبعین صلاۃ بغیر سواک۔

مسواک کے ساتھ نماز بے مسواک کی ستر نمازوں سے بہتر ہے۔ابو نعیم نے کتاب السواک میں دو جید و صحیح سندوں سے روایت کی، امام ضیاء نے اسے صحیح مختارہ اور حاکم نے صحیح مستدرک میں داخل کیا اور کہا شرط مسلم پر صحیح ہے امام احمد و ابن خزیمہ و حارث بن ابی اسامہ و ابو یعلی و ابن عدی و بزار و حاکم و بیہقی و ابو نعیم وغیرہم اجلۂ محدثین نے بطرق عدیدہ و اسانید متنوعہ احادیث ام المومنین صدیقہ و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمرو و جابر بن عبد اللہ و انس بن مالک و ام الدرداء وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تخریج کی۔ (مسند احمد، ۲/۲۷۲، مسند عائشہ)

داد و دہش کرنے والی خاتون کے بارے میں ایک حدیث:

۳۷۶۔حدیث حسن صحیح مروی سنن ابی داؤد و نسائی و صحیح مختارہ و غیرھا صحاح و سنن ان رجلاً اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال ان امرأتی لاتدفع ید لامس فقال طلقھا قال انی احبھا قال استمتع بھا

ایک مرد نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر عرض کی کہ میری بیوی کسی کا سوال رد نہیں کرتی ہے فرمایا طلاق دے دو اس نے عرض کی میں اس سے محبت کرتا ہوں حضور نے فرمایا تو اس سے فائدہ حاصل کرو۔ (مولف) (ای کل من سألھا شیأ من طعام او مال اعطتہ و لم ترد ھذا ھو الراجح عندنا فی معنی الحدیث و اللہ تعالیٰ اعلم) یعنی جو شخص بھی اس عورت سے کھانا یا مال وغیرہ کا سوال کرتا وہ دے دیتی اور کسی کا سوال رد نہیں کرتی، حدیث کا یہی معنی ہمارے نزدیک راجح ہے۔ منہ حاشیہ۔"فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۴۲۳۔ منیر العین" (ابو داؤد اول، ص ۲۸۰، باب فی تزویج الابکار) (نسائی دوم، ۷۱، باب تزویج الزانیۃ)

تین اولاد میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھنا جہالت و نادانی ہے:

۳۷۷۔حدیث میں ہے لیث عن مجاھد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ولد لہ ثلثۃ اولاد فلم یسم احدھم محمدا فقد جھل۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کے تین اولاد ہوں اور اس نے کسی کا نام محمد نہیں رکھا تو جہالت و نادانی کا کام کیا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۴۷۔ منیر العین"۔(کنز العمال، ص ۴۵۔ ج ۲۲)

دنبہ یا بکری جنتی جانور ہے اس لئے اس کا اکرام کرو :

۳۷۸۔ حدیث میں ہے۔ اکرموا المعزی و امسحوا برغامها فانها من دواب الجنة.
دنبہ یا بکری کا اکرام کرو اور اس کی رینٹ پونچھ دو کہ یہ جنت کے جانوروں میں سے ہے۔
(مولف) (الجامع الصغیر مع فیض القدیر حدیث ۱۳۲۱۔ بیروت، ۲/۹۱)

اکرام علماء پر ایک حدیث۔

۳۷۹۔ جامع صغیر میں ہے اکرموا العلماء فانهم ورثة الانبیاء.
علماء کی تعظیم کرو کہ یہ انبیاء کے وارث ہیں۔ (مولف) (ابن عساکر و الخطیب فی التاریخ)" فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۳۸۔ منیر العین"۔ (الجامع الصغیر مع فیض القدیر حدیث ۱۳۲۸ بیروت ۲/ ۹۳)

وضو کے بعد تولیہ سے پانی صاف کرنا جائز ہے حدیث میں ہے :

۳۸۰۔ روت عائشة رضي الله تعالیٰ عنها قالت كان للنبي صلی الله تعالی عليه وسلم خرقة يتنشف بها بعد الوضوء . رواه الترمذی وهو ضعيف و لكن يجوز العمل بالضعيف في الفضائل.

ترمذی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وضو کے بعد رومال سے اعضائے مبارک صاف فرماتے۔ یہ حدیث ضعیف ہے مگر فضائل میں ضعیف پر عمل روا۔" فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۵۳۔ منیر العین" (ترمذی، ۱/۹ باب المندیل بعد الوضوء)

کسی فضیلت والی بات پر شرعاً عمل کرنا جائز ہے اور فضیلت پانے کی دلیل ہے اس پر چند احادیث کریمہ :

۳۸۱۔ حسن بن عرفہ اپنے جزوء حدیثی اور ابوالشیخ مکارم الاخلاق میں سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہما اور دار قطنی اور موہبی کتاب فضل العلم میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما اور کامل جحدری اپنے نسخہ میں اور عبداللہ بن محمد بغوی ان کے طریق سے اور ابن حبان اور ابو عمر بن عبدالبر کتاب العلم اور ابو احمد ابن عدی کامل میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ و علیہم اجمعین فرماتے ہیں من بلغه عن الله عزوجل شيء فيه فضيلة فاخذ به ايمانا به و رجاء ثوابه

اعطاہ اللہ تعالیٰ ذلک و ان لم یکن کذلک۔

جسے اللہ تبارک و تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور اس ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا فرمائے اگرچہ خبر ٹھیک نہ ہو۔ یہ لفظ حسن کے ہیں۔ (کنز العمال، بیروت، ۱۵؍ ۷۹۱)

۳۸۲۔ اور دار قطنی کی حدیث میں یوں ہے۔ **اعطاہ اللہ ذلک الثواب و ان لم یکن مابلغہ حقا۔**

اللہ تعالیٰ اسے وہ ثواب عطا کرے اگرچہ جو حدیث پہنچی حق نہ ہو۔ (کتاب الموضوعات باب من بلغہ ثواب الخ بیروت ۳؍ ۱۵۳)

۳۸۳۔ ابن حبان کی حدیث میں یہ لفظ ہیں **کان منی او لم یکن۔**

چاہے وہ حدیث مجھ سے ہو یا نہ ہو۔ (کتاب الموضوعات باب من بلغہ الخ بیروت ۳؍ ۱۵۳)

۳۸۴۔ ابن عبداللہ کے لفظ یوں ہے **و ان کان الذی حدثہ کاذبا۔**

اگرچہ اس حدیث کا راوی جھوٹا ہو۔ "فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۵۵۹۔ منیر العین"۔

۳۸۵۔ امام احمد و ابن ماجہ و عقیلی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **ماجاء کم عنی من خیر قلتہ اولم اقلہ فانی اقولہ و ماجاء کم عنی من شر فانی لا اقول الشر۔**

تمہیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی ہو یا نہ فرمائی ہو میں اسے فرماتا ہوں اور جس بری بات کی خبر پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا۔ (مسند احمد ۲؍ ۳۶۷ مرویات ابی ھریرہ)

۳۸۶۔ ابن ماجہ کے لفظ یہ ہیں۔ **ماقیل من قول حسن فانا قلتہ۔**

جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی جائے وہ میں نے فرمائی ہے۔ (ابن ماجہ اول، ص ۳ باب اتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

۳۸۷۔ عقیلی کی روایت یوں ہے **خذوا بہ حدثت بہ او لم احدث بہ۔**

اس پر عمل کرو چاہے وہ میں نے فرمائی ہو یا نہیں۔ و فی الباب عن ثوبان مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (کنز العمال، ص ۲۳۳، ج ۱۰)

۳۸۸۔ خلعی اپنے فوائد میں حمزہ بن عبدالمجید رحمۃ اللہ تعالیٰ سے راوی رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النوم فی الحجر فقلت بابی انت و امی یا رسول اللہ انہ

قد بلغنا عنك انك قلت من سمع حديثا فيه ثواب فعمل بذلك الحديث رجاء ذلك الثواب اعطاه الله ذلك الثواب و ان كان الحديث باطلا فقال اى ورب هذا البلد انه لمنى و انا قلته.

میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں حطیم کعبہ معظمہ میں دیکھا عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہمیں حضور سے حدیث پہنچی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو کوئی حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اس حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عزوجل اسے وہ ثواب عطا فرمائے اگرچہ حدیث باطل ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم اس شہر کے رب کی بیشک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے فرمائی ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۵۷۔ منیر العین"۔

۳۸۹۔ ابو یعلیٰ اور طبرانی معجم اوسط میں سیدنا ابی حمزہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من بلغه عن الله تعالىٰ فضيلة فلم يصدق بها لم ينلها.

جسے اللہ تعالیٰ سے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ مانے اس فضل سے محروم رہے۔ ابو عمر بن عبدالبر نے حدیث مذکور روایت کر کے فرمایا اهل الحديث بجماعتهم يتساهلون فى الفضائل فيروونها عن كل و انما يتشددون فى احاديث الاحكام. تمام علمائے محدثین احادیث فضائل میں نرمی فرماتے ہیں انہیں ہر شخص سے روایت کر لیتے ہیں ہاں احادیث احکام میں سختی کرتے ہیں۔ "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۵۵۷۔ منیر العین"۔ (مسند ابو یعلی انس بن مالک حدیث ۳۳۳۰۔ جلد ۳/ ۳۸۷)

بندے کے گمان کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ جزا مرتب فرماتا ہے اس پر تین حدیثیں:

۳۹۰۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل وعلا سے روایت فرماتے ہیں کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے انا عند ظن عبدى بى۔

میں اپنے بندہ کے ساتھ وہ کرتا ہوں جو بندہ مجھ سے گمان رکھتا ہے۔ رواہ البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجة عن ابی هريرة و الحاكم بمعناه عن انس بن مالك۔

(... ۳ ... صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ۔ باب منه)

اب جیسا چاہے مجھ پر گمان کرے۔ اخرجه الطبرانی فی الکبیر و الحاکم عن واثلة بن الاسقع رضی الله تعالیٰ عنه بسند صحیح۔(المستدرك علی الصحیحین للحاکم کتاب التوبة بیروت ۴/۲۴۰)

۳۹۲۔ تیسری حدیث میں یوں زیادت ہے۔ ان ظن خیرا فله و ان ظن شرا فله۔ اگر بھلا گمان کرے گا تو اس کے لئے بھلائی اور برا گمان کرے گا تو اس کے لئے برائی۔ رواه الامام احمد عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه بسند حسن علی الصحیح و نحوه الطبرانی فی الاوسط و ابو نعیم فی الحلیة عن واثلة رضی الله تعالی عنه۔" فتاوی رضویہ ج ۲، ص ۵۵۸ منیر العین"۔(کنز العمال، ص ۸۰، ج ۳)

درود پاک کی فضیلت و برکت پر ایک حدیث جلیل:

۳۹۳۔ کشف الغمة عن جمیع الامة میں ارشاد فرمایا کان صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول من صلی علی طهر قلبه من النفاق کما یطهر الثوب بالماۤ و کان صلی الله تعالی علیه وسلم یقول من قال صلی الله علی محمد فقد فتح علی نفسه سبعین بابا من الرحمة و القی الله محبته فی قلوب الناس فلا یبغضه الا من فی قلبه نفاق. قال شیخنا رضی الله تعالی عنه هذا الحدیث و الذی قبله رویناهما عن بعض العارفین عن الخضر علیه الصلاة و السلام عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وهما عندنا صحیحان فی اعلی درجات الصحة و ان لم یثبتهما المحدثون علی مقتضی اصطلاحهم.

حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے جو مجھ پر درود بھیجے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہو جائے جیسے کپڑا پانی سے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے جو کہے صلی اللہ علی محمد اس نے ستر دروازے رحمت کے اپنے اوپر کھول لئے اللہ عزوجل اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ اس سے بغض نہ رکھے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق ہوگا۔ ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ حدیث اور اس سے پہلی ہم نے بعض اولیاء سے روایت کی ہیں انہوں نے سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام انہوں نے حضور پر نور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ واکمل السلام سے یہ دونوں حدیثیں ہمارے نزدیک اعلی درجہ کی صحیح ہیں اگرچہ محدثین اپنی اصطلاح کی بنا پر انہیں ثابت نہ کہیں "فتاوی رضویہ [illegible] (کشف الغمة عن جمیع الامة

فصل فی الامر بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بیروت ۱؍۳۴۵)

عقبہ بن حارث نے جس عورت سے نکاح کیا وہ اس کی رضاعی بہن تھی اس کی گواہی جب ان کی رضاعی ماں نے دی تو عقبہ نے انکار کیا اس پر

۳۹۴۔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا **کیف و قد قیل۔**

کیوں کر نہ مانے گا حالانکہ کہا تو گیا۔ (اس کے بعد دونوں میں تفریق کردی گئی) رواہ البخاری عن عقبۃ بن الحارث النوفلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بخاری ۱؍۱۹ باب الرحلۃ فی المسألۃ النازلۃ)

شبہات سے بچنے کے بارے میں دو حدیثیں :

۳۹۵۔قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دع ما یریبک الی مالا یریبک۔

جس میں شبہ پڑتا ہو وہ کام چھوڑ دے اور ایسے کی طرف آ جس میں کچھ دغدغہ نہیں۔ رواہ الامام احمد و ابوداؤد الطیالسی و الدارمی والترمذی و قال حسن صحیح والنسائی و ابن حبان و الحاکم و صححاہ و ابن قانع فی معجمہ عن الامام بن الامام سیدنا الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما بسند قوی و ابونعیم فی الحلیۃ و الخطیب فی التاریخ بطریق مالک بن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما ۔"فتاویٰ رضویہ، ج۲، ص ۵۶۳ منیر العین"(مسند احمد، ۱؍۲۰۰) (ترمذی دوم، ص۷۸۔ ابواب القیمۃ)

۳۹۶۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **من اتقی الشبہات فقد استبرأ لدینہ و عرضہ و من وقع فی الشبہات وقع فی الحرام کالراعی حول الحمیٰ یوشک ان یرتع فیہ الا و ان لکل ملک حمی الا و ان حمی اللہ محارمہ۔**

جو شبہات سے بچے اس نے اپنے دین و آبرو کی حفاظت کرلی اور جو شبہات میں پڑے حرام میں پڑجائے گا جیسے رمنے کی گرد چرانے والا نزدیک ہے کہ رمنے کے اندر چرائے سن لو ہر بادشاہ کا ایک رمنا ہوتا ہے سن لو اللہ عزوجل کا رمنا وہ چیزیں ہیں جو اس نے حرام فرمائیں۔ رواہ الشیخان عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ "فتاویٰ رضویہ، ج۲، ص ۵۶۳ منیر العین"۔(مسلم دوم، ص ۲۸ باب اخذ الحلال و ترک الشبہات)

اذان میں ترسیل اور اقامت میں حدر کرے اور اذان و اقامت کے درمیان کچھ فاصلہ رکھے :

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... ل اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیه وسلم قال لبلال (یابلال) اذا اذنت فترسل (فی اذانك) و اذا اقمت فاحدر و اجعل بین اذانك و اقامتك قدر ما یفرغ الآكل من اكله فی غیر المغرب و الشارب من شربه و المعتصر اذا دخل لقضاء حاجته۔

ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اذان ٹھہر ٹھہر کر کہا کرو اور تکبیر جلد جلد اور دونوں میں اتنا فاصلہ رکھو کہ کھانے والا کھانے اور پینے والا پینے اور ضرورت والا قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۶۳ منیر العین"۔ (ترمذی اول، ص ۲۸، باب ماجاء فی الترسیل فی الاذان)

نشتر لگانے کے بارے میں ایک حدیث:

۳۹۸۔ ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن پچھنے لگانے سے ممانعت آئی ہے کہ من احتجم یوم الاربعاء ویوم السبت فاصابه برص فلایلومن الا نفسه

جو بدھ یا ہفتہ کے روز پچھنے لگائے پھر اس کے بدن پر سفید داغ ہو جائے تو اپنے ہی آپ کو ملامت کرے۔ (مراسیل ابوداؤد ص ۱۸، ماجاء فی الطب)

حدیث کو ضعیف سمجھ کر عمل نہ کرنے سے برص میں مبتلا ہو جانے کے بارے میں تین روایتیں:

۳۹۹۔ امام سیوطی لآلی و تعقبات میں مسند الفردوس دیلمی سے نقل فرماتے ہیں سمعت ابی یقول سمعت ابا عمرو محمد بن جعفر بن مطر النیشا پوری قال قلت یوما ان هذا الحدیث لیس بصحیح فافتصدت یوم الاربعاء فاصابنی البرص فرأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی النوم فشكوت الیه حالی فقال ایاك والاستهانة بحدیثی فقلت تبت یا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فانتبهت وقدعافانی الله وذهب ذلك عنی۔

ایک صاحب محمد بن جعفر بن مطار نیشاپوری کو فصد کی ضرورت تھی بدھ کا دن تھا خیال کیا کہ حدیث مذکور تو صحیح نہیں فصد لے لی فوراً برص ہو گئی خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے حضور سے فریاد کی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار میری حدیث کو ہلکا نہ سمجھنا انھوں نے توبہ کی آنکھ کھلی تو اچھے تھے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۶۵ منیر العین"۔

۴۰۰۔ آلی میں ہے اخرج ابن عساکر فی تاریخه من طریق ابی علی مهران بن

هارون الحافظ الرازی قال سمعت ابا معین الحسین بن الحسن الطبری یقول اردت الحجامة یوم السبت فقلت للغلام ادع لی الحجام فلما ولی الغلام ذکرت خبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاصابہ وضح فلا یلومن الا نفسہ قال فدعوت الغلام ثم تفکرت فقلت ھذا حدیث فی اسنادہ بعض الضعف فقلت للغلام ادع الحجام لی فدعاہ فاحتجمت فاصابنی البرص فرأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النوم فشکوت الیہ حالی فقال ایاك والاستھانة بحدیثی فنذرت للہ نذرا لئن اذھب اللہ مابی من البرص لم اتھاون فی خبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیحا کان اوسقیما فذھب اللہ عنی ذلك البرص۔

ابن عساکر روایت فرماتے ہیں ابو معین حسین بن حسن طبری نے پچھنے لگانے چاہے ہفتہ کا دن تھا غلام سے کہا حجام کو بلا لا جب وہ چلا حدیث یاد آئی پھر کچھ سوچکر کہا حدیث میں تو ضعف ہے غرض لگالئے برص ہوگئی خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کی فرمایا دیکھ میری حدیث کا معاملہ آسان نہ جاننا، انھوں نے منت مانی اللہ تعالیٰ اس مرض سے نجات دے تو اب کبھی حدیث کے معاملہ میں سہل انگاری نہ کروں گا صحیح ہو یا ضعیف۔ اللہ عزوجل نے شفا بخشی۔

"فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۲۶ منیر العین"

۳۰۱۔ وردالنھی عنہ (عن تقلیم الاظفار) یوم الاربعاء وانہ یورث البرص وحکی عن بعض العلماء انہ فعلہ فنھی منہ فقال لم یثبت ھذا فلحقہ البرص من ساعة فرأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی منامہ فشکی الیہ فقال لہ الم تسمع نھی عنہ فقال لم یصح عندی فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکفیك انہ سمع ثم مسح بدنہ بیدہ الشریفة فذھب مابہ فتاب عن مخالفة ما سمع۔

ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن ناخن کتروانے کو آیا کہ مورث برص ہوتا ہے بعض علماء نے کتروائے کسی نے بربنائے حدیث منع کیا فرمایا حدیث صحیح نہیں فوراً مبتلا ہوگئے خواب میں زیارت جمال بے مثال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت کی حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اس سے نہی فرمائی ہے عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی تھی ارشاد ہوا تمہیں اتنا کافی [illegible] کان تک پہنچی یہ فرماکر حضور

مبرئ الاکمہ والابرص محی الموتی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ دوجہاں ودستگیر بیکساں ہے ان کے بدن پر لگایا فوراً اچھے ہوگئے اور اسی وقت توبہ کی اب کبھی حدیث سن کر مخالفت نہ کروں گا۔ (از علامہ شہاب الدین خفاجی مصری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی نسیم الریاض شرح امام قاضی عیاض)" فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۵۶۷ منیر نعیں"۔ (نسیم الریاض شرح الشفا فصل و اما نظافۃ جسمہ، بیروت ۱/ ۳۳۳)

ستر ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ جو پڑھے اور جس کے لئے پڑھے دونوں کی مغفرت ہو جائے گی:

۳۰۲۔ قال الشیخ محی الدین ابن العربی انہ بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ من قال لا الہ الا اللہ سبعین الفا غفر اللہ تعالیٰ لہ ومن قیل لہ غفر لہ لہ ایضاً فکنت ذکرت التھلیلۃ بالعدد المروی من غیر ان انوی لاحد بالخصوص فحضرت طعاما مع بعض الاصحاب وفیھم شاب مشھور بالکشف فاذا ھو فی اثناء الاکل اظھر البکاء فسألتہ عن السبب فقال اری امی فی العذاب فوھبت فی باطنی ثواب التھلیلۃ المذکورۃ لھا فضحک وقال انی اراھا الآن فی حسن المآب فقال الشیخ فعرفت صحۃ الحدیث بصحۃ کشفہ وصحۃ کشفہ بصحۃ الحدیث۔

سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی تھی کہ جو شخص ستر ہزار بار لا الہ الا اللہ کہے اس کی مغفرت ہو اور جس کے لئے پڑھا جائے اس کی مغفرت ہو میں نے لا الہ الا اللہ اتنے بار پڑھا تھا اس میں کسی کے لئے خاص نیت نہ کی تھی اپنے بعض رفیقوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا ان میں ایک جوان کے کشف کا شہرہ تھا کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا میں نے سبب پوچھا کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا فوراً جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اسے اچھی جگہ دیکھتا ہوں، امام محی الدین قدس سرہ فرماتے ہیں تو میں نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف کی صحت سے پہچانی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے جانی۔ امام سیوطی تعقبات میں امام بیہقی سے ناقل تداولھا الصالحون بعضھم عن بعض وفی ذلک تقویۃ للحدیث المرفوع اسے صالحین نے ایک دوسرے سے اخذ کیا اور ان کے اخذ میں حدیث مرفوع کی تقویت ہے۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۵۳۸ منیر العین"

سفید مرغ کے بارے میں ایک حدیث:

۳۰۳۔ حدیث الدیك الابیض صدیقی وصدیق صدیقی وعدو عدو اللہ وکان

رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یبیته معه فی البیت.

مرغ سفید میرا خیر خواہ اور میرے دوست کا خیر خواہ اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کا دشمن ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے شب کو مکان خوابگاہ اقدس میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ابو بکر برقی نے ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۸۳ ۵ منیر العین"

سترہ کے لئے اگر لکڑی وغیرہ نہ ہو تو خط کھینچ دے:

۴۰۴۔ سنن ابی داؤد وابن ماجة میں بطریق ابو عمر یا ابو محمد بن محمد بن حریث عن جده حریث رجل عن بنی عذرة عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن ابی القاسم صلی الله تعالیٰ علیه وسلم دربارۂ سترہ نمازی مروی ہوا فان لم یکن معه عصا فلیخطط خطا

اگر اس کے پاس لکڑی نہ ہو اپنے سامنے ایک خط کھینچ لے۔ امام ابوداؤد نے کہا امام سفیان بن عیینہ نے فرمایا لم نجد شیئا نشد به هذا الحدیث ولم یجئ الا من هذا الوجه. ہم نے کوئی چیز نہ پائی جس سے اس حدیث کو قوت دیں اور اس سند کے سوا دوسرے طریق سے نہ آئی۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۲۳۱ منیر العین" (ابوداؤد اول ص ۱۰۰، باب الخط اذا لم یجد عصا)

زیور کی زکوۃ سے متعلق ایک حدیث

۴۰۵۔ حدیث صحیح زکوۃ حلی مروی سنن ابی داؤد ونسائی امرأة اتت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ومعها ابنتها وفی ید بنتها مسکتان غلیظتان من ذهب فقال تعطین زکوة هذا قالت لا قال ایسرك ان یسورك الله بهما یوم القیمة سوارین من نار قال فخلعتهما فالقتهما الی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقالت هما لله ورسوله.

یعنی ایک بی بی خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں ان کی بیٹی ان کے ساتھ تھیں دختر کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی زکوۃ دی گئی عرض کی نہ، فرمایا کیا تجھے پسند ہے کہ اللہ عزوجل قیامت میں ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے ان بی بی نے اتار کر ڈال دیئے اور عرض کی یہ اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے ہیں جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جسے امام ابوالحسن ابن القطان وامام ابن الملقن وعلامہ سید میرک نے کہا اسناد صحیح اس کی سند ہے۔ امام عبدالعظیم منذری نے مختصر میں فرمایا اسنادہ لا مقال فیہ [illegible] فرمایا لا شبهة فی صحته اس کی

صحت میں کچھ شبہ نہیں، امام ترمذی جامع میں روایت کر کے فرمایا لایصح فی ھذا الباب عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شئی اس باب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ صحیح نہ ہوا، امام منذری نے فرمایا لعل الترمذی قصد الطریقین اللذین ذکرھما والافطریق ابی داؤد لامقال فیہ۔ شاید ترمذی ان دو طریق کو کہتے ہیں جو انھوں نے ذکر کئے ورنہ سند ابی داؤد میں اصلاً جائے گفتگو نہیں، ابن القطان نے فرمایا انما ضعف ھذا الحدیث لان عندہ فیہ ضعفین ابن لھیعۃ والمثنی بن الصباح۔ انھوں نے اس وجہ سے تضعیف کی کہ ان کے پاس اس کی سند میں دو راوی ضعیف تھے ذکرہ الامام المحقق فی الفتح ثم العلامۃ القاری فی المرقاۃ۔" فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۳۳ منیر العین" (نسائی اول ص ۳۴۳، باب زکوۃ الحلی) (ابوداؤد ۲۱۸، باب الکنز ماھو)

حضرت کعب بن مالک نے قبولیت توبہ کے بعد اپنا سارا مال صدقہ کر دیا:

۳۰۶۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم نے حدیث توبہ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں روایت کیا کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی عرض کی یا رسول اللہ ان من (تمام) توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ والی رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

یارسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے صدقہ کردوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا۔" فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۳۵ منیر العین" (بخاری اول ص ۱۹۲، باب لاصدقۃ الا عن ظھر غنی الخ)

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مشہور معجزہ:

۳۰۷۔ حدیث رد شمس کہ حضور پر نور سید الانوار ماہ عرب مہر عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا یہاں تک کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا کی۔ جسے طحاوی و امام قاضی عیاض و امام مغلطائی و امام قطب خیضری و امام حافظ الشان عسقلانی و امام خاتم الحفاظ سیوطی وغیرہم اجلۂ کرام حسن و صحیح کہا، کما ھو مفصل فی الشفاء وشروحہ والمواھب وشرحھا۔" فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۶۳۴، منیر العین" (شفا شریف ج ۱ ص ۱۸۵ فصل فی انشقاق القمر وحبس الشمس من الباب الرابع)

جو طواف کعبہ کے بعد مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھے پھر آپ زمزم پئے تو وہ گناہ سے پاک ہو جائے:

۳۰۸۔ موضوعات کبیر میں حدیث ہے من طاف بالبیت اسبوعا ثم اتی مقام ابراھیم

فرکع عنده رکعتین ثم اتی زمزم فشرب من مائها اخرجه الله من ذنوبه کیوم ولدته امه.

جو سات پھیرے طواف کر کے مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھے پھر زمزم شریف پر جاکر اس کا پانی پیے اللہ عزوجل اسے گناہوں سے ایسا پاک کر دے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں حیث اخرجه الواحدی فی تفسیره والجندی فی فضائل مکة والدیلمی فی مسنده لایقال انه موضوع غایته انه ضعیف۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۳۱ منیر العین" (الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة حرف المیم بیروت ص ۲۳۶)

صحابہ ستاروں کے مثل ہیں:

۴۰۹۔ میزان مبارک میں حدیث ہے اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کسی کی تم نے پیروی کی ہدایت یاب ہو جاؤ گے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۶۰ منیر العین" (المیزان الکبریٰ فصل فان ادعی احد من العلماء الخ البابی مصر ۱/۳۰)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھوڑے کو لحیف کہتے ہیں:

۴۱۰۔ البخاری یقول فی صحیحه حدثنا علی بن عبدالله بن جعفر ثنا معن بن عیسی ثنا ابی بن عباس بن سهل عن ابیه عن جده قال کان للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی حائطنا فرس یقال له اللحیف.

ابی بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا ہمارے باغ میں رہتا تھا جسے لحیف کہا جاتا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۷۳ منیر العین" (بخاری ۱/۴۰۰، باب اسم الفرس والحمار)

امت مرحومہ بارش کی مانند ہے:

۴۱۱۔ امام ابن حجر نے فرمایا مسند ابی یعلیٰ میں ایک حدیث ہے حدثنا جویریة بن اشرس قال اخبرنا عقبة بن ابی الصهباء الباهلی قال سمعت الحسین یقول سمعت علیا یقول قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مثل امتی مثل المطر لایدری اوله خیر ام آخره.

نہیں جانا جاتا ہے کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۶۰۵ منیر العین" (ترمذی دوم ص ۱۴۰ باب)

مریض کی عیادت نہ کرنے اور بھوکوں کو کھانا نہیں کھلانے سے اللہ تعالیٰ روز قیامت بندے سے پوچھے گا حدیث میں ہے :

۳۱۲۔ مسلم عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان الله عزوجل یقول یوم القیمة یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی الحدیث وفیه یا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمنی قال یا رب کیف اطعمك وانت رب العالمین قال اما علمت انه استطعمك عبدی فلان فلم تطعمه اما علمت انك لو اطعمته لوجدت عندی یا ابن آدم استقیتك فلم تسقنی. الحدیث المعروف.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے ابن آدم میں مریض ہو گیا تھا تم نے میری عیادت نہ کی، اسی میں ہے کہ اے ابن آدم میں نے تم سے کھانا طلب کیا تھا تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب میں کیسے کھانا کھلاتا تو تو رب العالمین ہے رب فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تم سے کھانا مانگا تھا تو تم نے کھانا نہیں کھلایا تھا سن لو اگر تم اس کو کھانا کھلاتے تو آج میرے پاس پاتے، اے ابن آدم میں نے تم سے پانی مانگا تھا تو تم نے نہیں پلایا تھا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۶۱۱، منیر العین" (مسلم دوم ص ۳۱۸، باب فضل عیادۃ المریض)

نماز میں سترہ بالکل سامنے نہ رکھے بلکہ کچھ ادھر رکھے :

۳۱۳۔ روی ابوداؤد من حدیث ضباعة بنت المقداد بن الاسود عن ابیها رضی الله تعالیٰ عنه قال ما رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یصلی الی عود ولا عمود ولا شجرة الا جعله علی حاجبه الایمن او الایسر ولایصمد له صمدا.

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی لکڑی یا ستون یا درخت کی طرف بالکل سیدھا نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہاں دائیں یا بائیں ابرو کی جانب کر لیتے اور سترہ کو سیدھا اپنے سامنے نہیں رکھتے تھے۔ "فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۱ منیر العین" (ابوداؤد ... باب اذا صلی الی ساریة او نحوها الخ)

رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کے بارے میں ایک حدیث :

۳۱۴۔ عن ابراھیم عن علقمة عن عبدالله عن امه انها قالت رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قنت فی الوتر قبل الرکوع کما فی المیزان۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے دیکھا ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۳۷، منیر العین"۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب کو دیکھنے کے بارے میں ایک حدیث :

۳۱۵۔ حدیث میں ہے رأیت ربی فی صورة شاب له وفرة. صحیح محمول علی رویة المنام اوموؤل۔

میں نے اپنے رب کو ایک جوان کی شکل میں دیکھا جو اس کے لئے مکمل تھی۔ یہ صرف تعبیر کے لئے ہے ورنہ وہ شکل و صورت سے پاک ہے۔ (مولف) (کنزالعمال ص ۲۰۳ ج ۱)

مومن کی خصلت سے متعلق ایک حدیث :

۳۱۶۔ حدیث میں ہے المومن غر کریم والمنافق خب لئیم موضوع (اخرجه ابوداؤد والترمذی والحاکم عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه بلفظ الفاجر مکان المنافق۔ حاشیه)

مومن بھولا سخی ہوتا ہے اور منافق کمینہ بخیل۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۳۲، منیر العین" (ترمذی دوم ص ۷ اباب ماجاء فی البخل)

کسی کو کافر کہا جائے اور وہ عند الشرع کافر نہ ہو تو قائل کافر ہو جائے گا اس پر تین حدیثیں

۳۱۷۔ حدیث ماشهد رجل علی رجل بکفر الاباء احدهما۔ ضعیف

جب کوئی آدمی کسی پر کفر کی شہادت دے تو دونوں میں سے ایک کی طرف ضرور رجوع ہو۔ (مولف)

۳۱۸۔ وللبخاری عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه رفعا من قال لاخیه یا کافر فقد باءبها احدهما۔

جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے تو ان دونوں میں ایک کی رجوع اس طرف

۳۱۹۔ ولابن حبان عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح مرفوعا ما کفر رجل رجلا قط الا باء بھا احدھما۔

یعنی کبھی ایسا نہ ہوا کہ ایک شخص دوسرے کی تکفیر کرے اور وہ دونوں اس سے نجات پا جائیں بلکہ ان میں سے ایک پر ضرور گرے گی۔ (مولف) (کنز العمال ص ۲۶۱ ج ۳)

ضروریات دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے:

۳۲۰۔ حدیث میں ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم طرقھا واھیۃ والصحیح انہ لاینزل عن الحسن

علم دین کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (مولف) (ابن ماجہ اول ص ۲۰، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم) (کیمیائے سعادت مترجم ص ۱۲۷ بیان طلب علم)

خیر کی تعلیم دینے والا عابد محض سے افضل ہے:

۳۲۱۔ حدیث میں ہے من ادی الفریضۃ وعلم الناس الخیر کان فضلہ علی العابد۔ الحدیث ضعیف اسنادہ لکنھم یتساھلون فی الفضائل۔

جس نے فرائض ادا کئے اور لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دی تو وہ عابد سے افضل ہے۔ (مولف)

"فتاوٰی رضویہ ج ۲ ص ۶۳۲ منیر العین"

وضو رہنے کے باوجود وضو کرنا نور علی نور ہے:

۳۲۲۔ حدیث میں ہے الوضوء علی الوضوء نور علی نور۔ لم یوجد۔

وضو پر وضو کرنا زیادتی نور کا سبب ہے۔ (مولف)

نماز کو ستون دین کہا گیا ہے:

۳۲۳۔ حدیث میں ہے الصلاۃ عماد الدین ضعیف۔

نماز دین کا ستون ہے (مولف)

سخی اور بخیل کے کھانے سے متعلق ایک حدیث:

۳۲۴۔ حدیث، طعام الجواد دواء وطعام البخیل داء۔ فی المقاصد رجالہ ثقات وفی المختصر منکر۔

سخی کا کھانا شفا ہے اور بخیل کا کھانا بیماری۔ (مولف) (کنز العمال ص ۲۵۶ ج ۳)

آب زمزم کے فوائد:

۳۲۵۔ [illegible] ضعیف/ لکنہ لہ شاھد۔

آب زمزم اسی بات کے لئے ہے جس کے لئے پیا جائے۔ (مولف) (ابن ماجہ دوم ص ۲۲۶ باب الشرب من زمزم)

مجدد کے بارے میں ایک حدیث جلیل:

۳۲۶۔ فی مسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا . صححہ الحاکم ورواہ ابوداؤد۔

بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے ختم پر اس امت کے لئے ایک مجدد بھیجے گا کہ امت کے لئے اس کا دین تازہ کرے گا۔ (مولف) (ابوداؤد دوم ص ۵۸۹ کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المائۃ)

تین نفوس قدسیہ کی تخلیق ایک مٹی سے ہوئی حدیث میں ہے:

۳۲۷۔ فی الوجیز. انا وابوبکر وعمر خلقنا من تربۃ واحدۃ. فیہ مجاھیل لہ طریق ولہ شاھد.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ (مولف)

آخری زمانے کے خلفاء سے متعلق ایک حدیث:

۳۲۸۔ حدیث میں ہے یکون فی آخر الزمان خلیفۃ لایفضل علیہ ابوبکر ولاعمر۔

آخر زمانے میں ایک خلیفہ ایسا ہوگا کہ اس پر نہ ابو بکر کو فضیلت دی جائے گی نہ عمر کو۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۴۳، منیر العین"

تعارف

منج السلامة فی حکم تقبیل الابهامین فی الاقامة

(اقامت کے دوران انگوٹھے چومنے کا شرعی حکم)

۲۶؍ جمادی الآخر ۱۳۳۳ھ کو فتاویٰ امدادیہ معروف فتاویٰ اشرفیہ سے منقول مع جواب کے ایک سوال آیا کہ جس وقت موذن اقامت میں اشہد ان محمد رسول اللہ کہے تو سننے والا دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھے یا نہیں؟

اور رکھنا کیسا ہے؟ اور یہ کہ اذان پر قیاس کر کے جواب تحریر نہ کریں۔

صاحب فتاویٰ اشرفیہ نے جو جواب تحریر کیا ہے وہ یہ ہے کہ

"اول اذان ہی میں انگوٹھے چومنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اور کچھ بعض لوگوں نے اس بارے میں روایت کیا ہے وہ محققین کے نزدیک ثابت نہیں، مگر اقامت میں تو کوئی ٹوٹی پھوٹی روایت بھی موجود نہیں پس اقامت میں انگوٹھے چومنا اذان کے وقت سے بھی زیادہ بدعت و بے اصل ہے اسی واسطے فقہاء نے اس کا بالکل انکار کیا ہے۔"

امام احمد رضا بریلوی نے سوال و جواب دونوں کا جواب دلائل ساطعہ سے اس طرح لکھا ہے کہ

مسلمان اگر وقت اقامت بھی تقبیل کرے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں، اور اسے شرعاً ناجائز نہ کہے گا مگر وہ کہ شرع پر افترا کرنا یا نام و اکرام سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے جلتا ہے۔

اسی طرح نماز و استماع قرآن مجید و استماع خطبہ جن میں حرکت منع ہے اور ان کے امثال مواضع لزوم محذور کے سوا جہاں کہیں بھی یہ فعل بنظر تعظیم و محبت حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ ہو جیسا کہ بعض محبان سرکار سے مشہور ہے بہر حال محبوب و محمود ہے۔

اور نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا آنکھوں سے لگانا عرفاً دلیل تعظیم و محبت ہے۔

پھر امام احمد رضا نے صاحب فتاویٰ اشرفیہ کے جواب ناصواب کی تیس (۳۰) وجوہات

سے تردید کی اور اخیر میں لکھا کہ

بالجملہ منکرین کے پاس کوئی دلیل نہیں، اور ادعائے بے دلیل سے بدتر کوئی شئی دلیل نہیں۔

دربارۂ اذان تو احادیث وارد اور اس کا استحباب کتب فقہ میں مصرح تو انکار نہیں مگر جہل مبین اور بے منع شرعی منع کرنا ظلم مبین، کہ منع کا ادنی درجہ کراہت ہے اور کراہت کے لئے دلیل خاص کی حاجت ہے اور بے دلیل شرعی ادعائے منع شریعت پر افترا و تہمت ہے۔

اقامت میں انگوٹھے چومنے کی تحقیق پر مشتمل ۱۲ صفحے کے اس رسالہ جلیلہ میں آٹھ حدیثیں شامل ہیں۔

احادیث

نہج السلامۃ فی حکم تقبیل الابہامین فی الاقامۃ

انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا سنت صدیق ہے

۳۲۹۔ مسند الفردوس کی حدیث میں بروایت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ انہوں نے اذان میں نام سن کر انگلیوں کے پوروں کو بوسہ دیکر آنکھوں پر پھیرا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من فعل مثل مافعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی۔

جو ایسا کرے جیسا میرے اس پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔
(المقاصد الحسنہ حرف المیم حدیث ۱۰۲۱ بیروت ص ۳۸۴)

۳۳۰۔ جامع الرموز و کنز العباد وغیرہا میں ہے فانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکون لہ قائدا الی الجنۃ

جو ایسا کرے گا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے جائیں گے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۵۵ نہج السلامۃ" (جامع الرموز باب الاذان ایران ۱/ ۱۲۵)

سنت کا انکار کرنے والا ملعون ہے حدیث میں ہے:

۳۳۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ستۃ لعنتھم لعنھم اللہ و کل نبی مجاب (الی قولہ) والتارک لسنتی. رواہ الترمذی عن ام المومنین والحاکم عنہا وعن علی والطبرانی بلفظ سبعۃ لعنتھم و کل نبی مجاب عن عمرو بن شغوی رضی اللہ تعالیٰ عنھم بسند حسن.

کچھ لوگ ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے ازانجملہ ایک وہ کہ میری سنت کا منکر ہو۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۵۶ نہج السلامۃ" (مشکوٰۃ اول ص ۲۲، باب الایمان بالقدر)

صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء کی تاکید پر ایک حدیث:

۳۳۲۔ حدیث میں ارشاد فرمایا اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر

ان دو کی پیروی کرو جو میرے بعد والی امت ہوں گے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ رواہ احمد والترمذی وحسنہ وابن ماجۃ والرویانی والحاکم وصححہ وابن حبان فی صحیحہ عن حذیفۃ والترمذی والحاکم عن ابن مسعود وابن عدی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۵۶، نہج السلامۃ "(ترمذی اول ص ۲۰۷ مناقب ابوبکر صدیق)

جہاد وروزہ اور حج کے بارے میں ایک حدیث:

۴۳۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اغزوا تغنموا وصوموا تصحوا وسافروا تستغنوا وفی حدیث حجوا تستغنوا۔

جہاد کرو غنیمت پاؤ گے اور روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے اور حج کرو غنی ہو جاؤ گے۔ روی الاولی الطبرانی فی الاوسط بسند صحیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والاخری عبدالرزاق عن صفوان بن سلیم مرسلا ووصلہ فی مسند الفردوس۔ (کنزالعمال ص ۳ ج ۵ الروایۃ الاخری) (مجمع الزوائد باب اغزوا تغنموا الخ بیروت ۵/۳۲۴)

اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگنا اس کے غضب کا باعث ہے اس پر تین احادیث کریمہ:

۴۳۴۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من لم یدع اللہ غضب علیہ۔ رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (کنزالعمال ص ۳۲ ج ۲)

۴۳۵۔ وبلفظ من لم یسأل اللہ یغضب علیہ احمد والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجۃ والبزار وابن حبان والحاکم وصححاہ

دونوں حدیثوں کا حاصل یہ کہ جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے گا۔ (مولف) (ترمذی دوم، ص ۱۷۵ باب ماجاء فی فضل الدعاء)

۴۳۶۔ وللعسکری عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی المواعظ بسند حسن عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال قال اللہ تعالیٰ من لایدعونی اغضب علیہ۔

جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا۔ (مولف)" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۶۰، نہج السلامۃ "(کنزالعمال ص ۳۹ ج ۲)

تعارف

ایذان الاجر فی اذان القبر

(دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کا ثبوت)

محرم الحرام ۱۳۰۷ھ میں استفتاء پیش ہوا کہ دفن کے وقت قبر پر اذان کہنا جائز ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا نے اس کے جواب میں فرمایا کہ:

بعض علمائے دین نے میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنت فرمایا اور حق یہ کہ اذان مذکور فی السوال کا جواز یقینی ہے ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرمائے اصلا ممنوع نہیں ہو سکتا، قائلان جواز کے لئے اسی قدر کافی ہے جو ممانعت کا مدعی ہو دلائل شرعیہ سے اپنا دعوی ثابت کرے۔

پھر بھی مقام تبرع میں امام احمد رضا بریلوی نے پندرہ دلیلوں سے ثابت کیا کہ اذان دافع بلا اور دافع شیطان ہے۔ اور حدیث وفقہ سے ثابت ہے کہ میت کے پاس حالت نزع میں کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ کہتے رہیں کہ اسے سن کر یاد ہو کیونکہ اس وقت شیطان اس کے پاس آکر بھلا دینے کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح سوال نکیرین کے وقت بھی اسے کلمہ پاک سکھانے کی حاجت ہے کہ بعون اللہ تعالی جواب یاد ہو جائے۔ اور شیطان رجیم کے بہکانے میں نہ آئے، اور بے شک اذان میں یہی کلمہ لاالہ الا اللہ تین جگہ موجود ہیں بلکہ اس کے تمام کلمات جواب نکیرین بتاتے ہیں، ان کے سوال تین ہیں۔

من ربک تیرا رب کون ہے۔ مادینک تیرا دین کیا ہے۔ ماکنت تقول فی ھذا الرجل تو اس مرد یعنی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟

اب اذان کی ابتداء میں اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اور آخر میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ، من ربک کا جواب سکھائیں گے ان کے سننے سے یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ ہے۔ اور اشھد ان محمد رسول اللہ اشھد ان

محمد رسول اللہ ، سوال ماکنت تقول فی ھذا الرجل کا جواب تعلیم کریں گے کہ میں انھیں اللہ کا رسول جانتا تھا۔ اور حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح جواب مادینک کی طرف اشارہ کریں گے کہ میرا دین وہ تھا جس میں نماز رکن وستون ہے کہ الصلوۃ عماد الدین تو بعد دفن اذان دینا اس ارشاد کی تعمیل ہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث صحیح متواتر مذکور میں فرمایا۔

آپ نے اس کے علاوہ اور بھی دلائل کثیرہ سے ثابت فرمایا کہ تدفین میت کے بعد قبر پر اذان کہنا یا تکبیر ودعا کہنا جائز ومسنون ہے پھر امام احمد رضا نے اس رسالے کے اخیر میں اذان کی بدولت ۲۲ فوائد ومنافع رقم کیے ہیں جو مردوں اور زندوں کو حاصل ہوتے ہیں۔

اذان قبر کے ثبوت میں جہازی سائز کے ۱۵ صفحات پر مشتمل اس رسالۂ نافعہ میں ۳۵ احادیث مبارکہ شامل بحث ہیں۔

احادیث

ایذان الاجر فی اذان القبر

جب بندہ قبر میں رکھا جاتا اور سوال نکیرین ہوتا ہے تو شیطان رجیم وہاں بھی خلل انداز ہوتا ہے اور جواب میں بہکاتا ہے اس پر ایک حدیث

۴۳۷۔ امام ترمذی محمد بن علی نوادرالاصول میں امام اجل سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں ان المیت اذا سئل من ربک ترای له الشیطان فیشیر الی نفسه انی انا ربک ، فلهذا ورد سوال التثبیت له حین یسئل۔

یعنی جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے شیطان اس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں اس لئے حکم آیا کہ میت کے لئے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعاء کریں۔ "فتاوی رضویہ ج۲ ص ۶۶۶ ایذان الاجر" (نوادرالاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الاصل التاسع والاربعون الخ بیروت ص ۳۲۳)

اذان شیطان کو دفع کرتی ہے:

۴۳۸۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا اذن المؤذن ادبر الشیطان وله حصاص۔

جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں بھاگتا ہے۔ (مسلم اول ص ۱۶۷، باب فضل الاذان الخ)

۴۳۹۔ صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح کہ چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے۔ (مسلم اول ۱۶۷، باب فضل الاذان الخ)

۴۴۰۔ اور خود حدیث میں آیا جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا۔ اخرجه الامام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی فی اوسط معاجمه عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت رحمت کے سبب تنگی قبر دور ہو گئی۔

۴۳۱۔ امام احمد و طبرانی و بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روای قال لما دفن سعد بن معاذ (زاد فی روایۃ) وسوی علیہ سبح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسبح الناس معہ طویلا ثم کبر وکبر الناس ثم قالوا یا رسول اللہ لم سبحت (زاد فی روایۃ) ثم کبرت قال لقد تضایق علی ھذا الرجل الصالح قبرہ حتی فرج اللہ تعالیٰ عنہ۔

یعنی جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیر تک سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ فرماتے رہے اور صحابۂ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ کہا کئے پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے ارشاد فرمایا اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف دور کی اور قبر کشادہ فرمادی۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۲۷، ایذان الاجر" (مسند احمد ص ۳۵۹ ج ۳)

میت کے پاس حالت نزع میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہتے رہیں کہ اسے سن کر یاد ہو۔

۴۳۲۔ حدیث متواتر میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ۔

اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ۔ رواہ احمد ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی سعید الخدری وابن ماجۃ کمسلم عن ابی ھریرۃ وکالنسائی عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۲۸ ایذان الاجر" (مسلم اول ۳۰۰، کتاب الجنائز)

تکبیر سے آگ خاموش ہو جاتی ہے:

۴۳۳۔ ابویعلیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اطفئوا الحریق بالتکبیر۔

آگ کو تکبیر سے بجھاؤ۔ (مجمع الزوائد باب مایقول عند الحریق بیروت ۱۰/۱۳۸)

۴۳۴۔ ابن عدی حضرت عبداللہ بن عباس اور وہ اور ابن السنی وابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا رأیتم الحریق فکبروا فانہ یطفئ النار

جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۶۹ ایفان الاجر" (الکامل فی الضعفاء الرجال عبداللہ بن لهیعه سانگلہ ہل ۴ / ۱۴۶۹)

دفن میت کے بعد دعا کرنے کے بارے میں چند حدیثیں:

۴۴۵۔ ابن ماجہ و بیہقی سعید بن مسیب سے راوی قال حضرت ابن عمر فی جنازة فلما وضعها فی اللحد قال بسم الله وفی سبیل الله فلما اخذ فی تسویة اللحد قال اللهم اجرها من الشیطان ومن عذاب القبر ثم قال سمعته من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم هذا مختصر۔

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسے لحد میں رکھا کہا بسم اللہ وفی سبیل اللہ جب لحد برابر کرنے لگے کہا الٰہی اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے پھر فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔" فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۶۷۰ ایفان الاجر" (ابن ماجہ ص ۱۱۳، باب ماجاء فی ادخال المیت القبر)

۴۴۶۔ اثر امام ترمذی حکیم قدس سرہ الکریم بسند عمرو بن مرہ تابعی سے روایت کرتے ہیں کانوا یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقولوا اللهم اعذه من الشیطان الرجیم۔

یعنی صحابۂ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میت لحد میں رکھا جائے تو دعا کریں الٰہی اسے شیطان رجیم سے پناہ دے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۶۷۰ ایفان الاجر" (نوادر الاصول الفصل التاسع الاربعون، بیروت ص ۳۲۳)

۴۴۷۔ اثر، ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف میں خیثمہ سے راوی کانوا یستحبون اذا دفن المیت ان یقولوا بسم الله وفی سبیل الله وعلی ملة رسول الله اللهم اجره من عذاب القبر وعذاب النار ومن شر الشیطان الرجیم۔

مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں یوں کہیں اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملت پر الٰہی اسے عذاب قبر و عذاب دوزخ اور شیطان ملعون کے شر سے پناہ بخش (مصنف ابن ابی شیبة ماقالوا اذا وضع المیت فی قبره۔ کراچی ۳ / ۳۲۹)

۴۴۸۔ ابوداؤد و حاکم و بیہقی امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه و قال استغفروا

لاخیکم وسلوا (واسألوا) له بالتثبیت فانه الآن یسأل.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور ارشاد کرتے اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے جواب نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔ (ابوداؤد دوم، ص ۴۵۹، باب الاستغفار عند القبر للمیت)

۴۴۹۔ سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقف علی القبر بعد ماسوی علیه فیقول اللهم نزل بك صاحبنا وخلف الدنیا خلف ظهره اللهم ثبت عند المسئلة نطقه ولا تبتله فی قبره بما لاطاقة له به.

یعنی جب مردہ دفن ہو کر قبر درست ہو جاتی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتے الٰہی ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا الٰہی سوال کے وقت اس کی زبان درست رکھ اور قبر پر اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۷۱ ایذان الاجر" (الدر المنثور زیر آیت ویثبت الله الذین آمنوا الخ قم ایران ۴/ ۸۳)

دعا سے متعلق دو حدیثیں:

۴۵۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں افضل الدعاء الحمد لله سب دعاؤں سے افضل دعاء الحمد للہ ہے اخرجه الترمذی وحسنه والنسائی وابن حبان والحاکم وصححه عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنهما (ترمذی دوم ص ۱۷۶، باب ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة)

۴۵۱۔ صحیحین میں ہے ایک سفر میں لوگوں نے بآواز بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو انکم لاتدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا بصیرا

تم کسی بہرے یا غائب سے دعا نہیں کرتے سمیع وبصیر سے دعا کرتے ہو۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۷۶ ایذان الاجر" (بخاری دوم ص ۹۴۳، باب الدعاء اذا علا عقبة)

دو دعائیں قبول ہوتی ہیں حدیث میں ہے:

۴۵۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثنتان لاترد الدعاء عند النداء وعند البأس۔

دو دعائیں رد نہیں ہوتیں ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفار سے لڑائی شروع ہو۔(ابوداؤد اول ص ۳۴۳ باب الدعاء عند اللقاء)

۴۵۳۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا نادی المنادی فتحت ابواب السماء واستجیب الدعاء۔

جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے اخرجه ابویعلی والحاکم عن ابی امامة الباهلی وابوداؤد الطیالسی و ابویعلی والضیاء فی المختارة بسند حسن عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنهما۔(کنزالعمال ص ۶۳ ج ۴)

حاجی کی دعا اس کے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے قبول ہوتی ہے:

۴۵۴۔ امام احمد مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا لقیت الحاج فسلم علیه و صافحه ومره ان یستغفر لك قبل ان یدخل بیته فانه مغفور له۔

جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور کہہ اس سے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اس سے اپنے لئے استغفار کرا کہ وہ مغفور ہے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۷۳ ایذان الاجر "(مسند احمد ص ۱۸۱ ج ۲)

اذان باعث مغفرت ہے اور مؤذن مغفور ہے حدیث میں ہے:

۴۵۵۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یغفر للمؤذن منتهی اذانه ویستغفر له کل رطب ویابس سمعه۔

اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے مؤذن کے لئے اتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے اور جس تر وخشک چیز کو اس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کے لئے استغفار کرتی ہے۔ اخرجه الامام احمد بسند صحیح واللفظ له والبزار والطبرانی فی الکبیر عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما ونحوه عند احمد وابی داؤد والنسائی وابن ماجة وابن خزیمة وابن حبان من حدیث ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه وصدره عند احمد والنسائی بسند حسن جید عن البراء بن عازب والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامة وله فی الاوساط عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنهم۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۷۳ ایذان الاجر" (مسند احمد ص ۴۹۸ ج ۲)

ذکر اللہ سے عذاب الٰہی دفع ہوتا ہے اس کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اس پر تمن

احادیث مبارکہ :

۴۵۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مامن شئی انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ

کوئی چیز ذکر خدا سے زیادہ عذاب خدا سے نجات بخشنے والی نہیں۔ رواہ الامام احمد عن معاذ بن جبل و ابن ابی الدنیا و البیھقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۷۴۳، ایذان الاجر" (مسند احمد مرویات معاذ بن جبل ۵ / ۲۳۹)

۴۵۷۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح حدیث میں ذکر کرنیوالوں کی نسبت فرماتے ہیں حفتھم الملئکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ۔

انھیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ اور چین اترتا ہے۔ رواہ مسلم والترمذی عن ابی ھریرۃ وابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ (مسلم دوم ص ۳۴۵، باب فضل الاجتماع علی تلاوت القرآن)

۴۵۸۔ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ

نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی اترتی ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین الفائدۃ الثانیۃ التخلص بالعزلۃ الخ بیروت ۶ / ۳۵۰)

اذان دافع وحشت اور باعث اطمینان خاطر ہے :

۴۵۹۔ ابو نعیم وابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں نزل آدم بالھند واستوحش فنزل جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام فنادی بالاذان۔ الحدیث

جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنت سے ہندوستان میں اترے انھیں گھبراہٹ ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام نے اتر کر اذان دی۔ (حلیۃ الاولیاء، مرویات عمرو بن قیس ص ۲۹۹ بیروت ۲ / ۱۰۷)

بیکس مسلمان کی اعانت اللہ عزوجل کو نہایت پسند ہے حدیث میں ہے :

۴۶۰۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ۔

اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد میں ہے۔ رواہ

مسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔"فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵ ۷ ۶ ایذان الاجر" (مسلم دوم ص ۳۴۵ باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن)

اذان دافع غم والم ہے:

۳۶۱۔ مسند الفردوس میں حضرت جناب امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی قال رأنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حزینا فقال یا ابن ابی طالب انی اراک حزینا فمر بعض اھلک یؤذن فی اذنک فانہ درء للھم۔

یعنی مجھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا اے علی میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے اذان غم وپریشانی کی دافع ہے۔ مولی علی اور مولی علی تک جس قدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا فجربتہ فوجدتہ کذلک۔

ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔ ذکرہ ابن حجر کما فی المرقاۃ (مرقاۃ المفاتیح باب الاذان ۲/ ۱۴۹ ملتان)

جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور فرمائے گا حدیث میں ہے:

۳۶۲۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم فرج اللہ عنہ بہا کربۃ من کرب یوم القیمۃ۔

جو اپنے مسلمان بھائی کے کام میں ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں ہو اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے اللہ تعالیٰ اس کے عوض قیامت کی مصیبتوں سے ایک مصیبت اس پر سے دور فرمائے۔ رواہ الشیخان وابوداؤد عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (بخاری ۱/ ۳۳۰ باب لایظلم المسلم المسلم الخ) (ابوداؤد دوم ص ۶۷۰ باب المواخاۃ)

مسلمان کا دل خوش کرنا عبادت ہے:

۳۶۳۔ طبرانی معجم کبیر و معجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ بعد الفرائض ادخال السرور علی المسلم۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ مسلمان کا دل خوش کرنا ہے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۷۶۲ ایذان الاجر" (معجم اوسط ۳۶۹/ ج ۲)

۴۶۴۔ طبرانی معجم کبیر و معجم اوسط میں حضرت امام ابن الامام سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان من موجبات المغفرۃ ادخالک السرور علی اخیک المسلم

بے شک موجبات مغفرت سے ہے تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا۔" فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۷۶ ایذان الاجر" (کنزالعمال ص ۲۶۸ ج ۶)

بکثرت ذکر الٰہی کرنے کی ترغیب پر چار احادیث کریمہ:

۴۶۵۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون

اللہ کا ذکر اس درجہ بکثرت کرکہ لوگ مجنون بتائیں۔ اخرجہ احمد و ابویعلی وابن حبان والحاکم والبیہقی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (مسند احمد ۸۳ ج ۳)

۴۶۶۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذکروا اللہ عند کل حجر وشجر

ہر سنگ و شجر کے پاس اللہ کا ذکر کر۔ اخرجہ الامام احمد فی کتاب الزہد والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن (المعجم الکبیر مرویات معاذ بن جبل حدیث ۳۳۱ بیروت ۲۰/۱۵۹)

۴۶۷۔ اثر۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں لم یفرض اللہ علی عبادہ فریضۃ الا جعل لہا حدا معلوما ثم عذر اہلہا فی حال العذر غیر الذکر فانہ لم یجعل لہ حدا انتہی الیہ ولم یعذر احدا ترکہ الا مغلوبا علی عقلہ وامرہم بہ فی الاحوال کلہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی فرض مقرر نہ فرمایا مگر یہ کہ اس کے لئے ایک حد معین کردی پھر عذر کی حالت میں لوگوں کو اس سے معذور رکھا سوا ذکر کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے کوئی حد نہ رکھی جس پر انتہا ہو اور نہ کسی کو اس کے ترک میں معذور رکھا مگر وہ جس کی عقل سلامت نہ رہے اور بندوں کو تمام احوال میں ذکر کا حکم دیا۔ (تفسیر البغوی المعروف بہ معالم التنزیل مع تفسیر خازن البابی مصر ۵/۲۶۵)

۴۶۸۔ اثر۔ ان کے شاگرد امام مجاہد فرماتے ہیں الذکر الکثیر ان لایتناہی ابدا۔

ذکر کثیر ... "فتاویٰ رضویہ ج ۲۰

ص ۶۷۷ ایذان الاجر" (تفسیر بغوی مصر ۵ / ۲۶۵)

مسلمان کو نفع پہنچانا کار ثواب ہے حدیث میں ہے:

۲۶۹۔ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔

تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہنچائے تو لازم ومناسب ہے کہ پہنچائے۔ رواہ احمد ومسلم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (مسند احمد ص ۴۵۶ ج ۳) (مسلم ۲ / ۲۲۴ باب استحباب الرقیۃ من العین الخ)

مومن کی نیت صادق اس کے عمل سے افضل ہے حدیث میں ہے:

۲۷۰۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں نیۃ المؤمن خیر من عملہ مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ رواہ البیہقی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۸۰ ایذان الاجر" (کنز العمال ص ۲۳۹ ج ۳)

جہاں اذان کہی جاتی ہے وہ جگہ اس دن عذاب سے مامون ہو جاتی ہے:

۲۷۱۔ طبرانی معاجیم ثلثہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا اذن فی قریۃ امنہا اللہ من عذابہ فی ذلک الیوم وشاھدہ عندہ۔ فی الکبیر من حدیث معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب کسی گاؤں میں اذان ہو اللہ تعالیٰ اس کو اس دن اپنے عذاب سے محفوظ رکھے گا اور اسے اپنے مشاہدۂ قربت میں رکھے گا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۷۳ ایذان الاجر" (المعجم الکبیر مرویات ابن مالک حدیث ۷۳۶، بیروت ۱ / ۲۵۷)

تعارف

فتاویٰ رضویہ جلد سوم

فقہی مسائل کا خزانہ "فتاویٰ رضویہ جلد سوم" امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت واصابت رائے کی زندۂ جاوید تصویر ہے۔ اس جلد میں مندرجہ ذیل میں ابواب وفصول پر مدلل و جامع بحث کی گئی ہے۔

باب شروط الصلوة، باب اماکن الصلوة، باب صفة الصلوة، باب القراءة، باب الامامة، باب الجماعة، فصل المسبوق، فصل الاستخلاف، باب مفسدات الصلوة، باب مکروھات الصلوة، باب الوتر والنوافل، باب احکام المسجد، باب ادراك الفریضة، باب قضاء الفوائت، باب سجود السھو، باب سجود التلاوة، باب صلاة المسافر، باب الجمعة، باب العیدین، باب الکسوف والاستسقاء۔

ان ابواب وفصول کے علاوہ اس جلد میں مندرجہ ۳۶ موضوعات پر بھی ضمناً ہزاروں مسائل مذکور ہیں۔

او قات[۱]، اذان واقامت[۲]، مسائل لقمہ[۳]، اعتکاف[۴]، احکام قبور[۵]، تفسیر وعلوم قرآن[۶]، فوائد حدیثیہ[۷]، فوائد فقہیہ[۸]، فوائد اصولیہ[۹]، رسم المفتی[۱۰]، اسماء الرجال[۱۱]، عقائد وکلام[۱۲]، مسئلہ تقلید[۱۳]، مناظرہ[۱۴]، رد بدمذہباں[۱۵]، بیع وشراء[۱۶]، وقف[۱۷]، اجارہ[۱۸]، غصب[۱۹]، قسم[۲۰]، حدود[۲۱]، حظر واباحت[۲۲]، هدایات[۲۳]، نفقات[۲۴]، رضاعت[۲۵]، حیلۂ اسقاط[۲۶]، ذکر الٰہی[۲۷]، آداب دعاء[۲۸]، تمدن[۲۹]، سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم[۳۰]، فضائل ومناقب[۳۱]، تاریخ وتذکرہ[۳۲]، تصوف واخلاق[۳۳]، منطق[۳۴]، لغت[۳۵]، ہندسہ وریاضی[۳۶]۔

اس کے علاوہ انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات وتدقیقات پر مشتمل سولہ رسائل بھی پیش نظر جلد میں شامل ہیں ان میں سے میں نے ۱۳ رسائل سے احادیث کا استخراج کیا ہے جن کا تعارف ان کے اصل مقام پر آئے گا اور ۳ رسالوں میں حدیث کا استعمال نہیں ہوا ہے وہ تین رسالے یہ ہیں۔

نعم الزاد لروم الضاد (ضاد پڑھنے کا بہترین طریقہ)

۔ رسالہ فارسی [illegible] میں ہے اس میں امام احمد رضا بریلوی نے حروف کے مخارج وصفات پر

محققانہ گفتگو کی ہے خصوصاً حرف ضاد کا مخرج متعین کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

اس حرف کو اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند پیدا کیا ہے کہ کوئی حرف بھی اس کا قریبی گردانا نہیں جاسکتا، اور یہ کہ تمام حروف آپس میں متبائن اور ان کے مخارج الگ الگ ہیں لہذا ضاد کا کسی بھی حرف کے ساتھ بدل کر پڑھنا مردود اور ناجائز ہے۔

۲۔القطوف الدانیة لمن احسن الجماعة الثانیة (جماعت ثانیہ کے ثبوت میں)

امام احمد رضا نے اس رسالے میں جماعت ثانیہ کے ثبوت میں نادر تحقیقات قلمبند کی ہیں اور ایک ضابطہ تحریر کیا ہے کہ جب جماعت اولیٰ اہل مسجد یا اہل مذہب کی نہ ہو یا اپنے مذہب میں فاسدہ یا مکروہہ ہو تو جماعت ثانیہ کی مطلقاً اجازت ہے۔ پھر تکرار جماعت کے جواز و افضلیت کی بارہ صورتیں رقم کی ہیں جن میں نزاع کی اصلا گنجائش نہیں۔

۳۔ازهار الانوار من صبا صلوة الاسرار (نماز غوثیہ سے متعلق اہم نکات اور اس کے پڑھنے کا طریقہ)

اس رسالے میں متعدد طریقوں سے اسلاف علماء وصلحاء کرام سے منقول ہے کہ حضرت محبوب سبحانی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے کسی مصیبت میں میرا وسیلہ دیا تو اس کی مصیبت ختم ہو گی، اور جس نے اپنی حاجت کے لئے مجھ سے مدد مانگی تو اس کی حاجت پوری ہو گی اور جس نے نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھ کر صلاۃ وسلام پڑھا اور پھر عراق کی جانب گیارہ قدم میرا نام کہتے ہوئے چلا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا۔

امام احمد رضا نے یہ رسالہ مبارکہ خالص عربی زبان میں تالیف فرمایا اور دلائل کثیرہ اور اقوال سلف سے ثابت کیا کہ نماز غوثیہ بزرگان دین کے معمولات میں سے ہے۔

اور مندرجہ ذیل گیارہ رسائل دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس جلد میں شامل نہیں ہو سکے ہیں۔

۱۔حسن البراعة فی تنفیذ حکم الجماعة۔ (جماعت اولیٰ کے بیان میں)

۲۔جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلوة فی النعال۔ (جوتے پہن کر نماز پڑھنے کے بیان میں)

۳۔ ازین کافل لحکم القعدة فی المکتوبة والنوافل۔ (نماز فرض و نفل میں قعدہ کا کیا حکم ہے)

۴۔الطرة فی ستر العورۃ۔ (ستر عورت کے بیان میں)

۵۔شمامۃ العنبر فی النداء بازاء المنبر۔ (اذان جمعہ بیرون مسجد محاذی منبر ہونی چاہیئے۔

۶۔ لوامع البہا فی المصر للجمعۃ والاربع عقبیھا۔ (جمعہ کے لئے شہر شرط ہونے اور احتیاطی ظہر کے بیان میں)

۷۔ احسن المقاصد فی بیان ماتنزہ عنہ المساجد۔(مسجد میں کیا کیا کام ناروا ہیں)

۸۔ رعایۃ المنۃ فی ان التہجد نفل او سنۃ۔ (نماز تہجد نفل ہے یا سنت)

۹۔ ما یحلی الاصر عن تحدید المصر (شہر کی تعریف اور جمعہ وعیدین کہاں جائز ہیں)

۱۰۔الرد الاشد البہی فی ھجر الجماعۃ الگنگہی۔ (گنگوہی کا رد جماعت ثانیہ کے بیان میں)

۱۱۔ وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید۔ (نماز عید کے بعد معانقہ کے جائز ہونے کا بیان)

اور اس جلد کے حاشیہ پر کہیں کہیں اہم علمی فوائد و نکات بھی مندرج ہیں۔
جہازی سائز کے ۸۱۵ صفحات پر مشتمل اس جلد میں ۱۰۳۶ سوالوں کے جوابات کے ضمن میں کثیر مسائل فقہیہ اور فوائد نافعہ کے علاوہ مکررات کو چھوڑ کر ۵۶۲ حدیثیں شامل ہیں۔

تعارف

هداية المتعال فی حد الاستقبال

(استقبال قبلہ کی تعیین میں اللہ جل شانہ کی رہنمائی)

۲۴رذی الحجہ ۱۳۲۴ھ کو سوال آیا کہ ہندوستان میں قبلہ کی صحیح سمت کیا ہے؟
امام احمد رضا نے اس کے جواب میں پانچ افادات ذکر کرنے کے بعد جہت قبلہ کی تعیین وتحدید کے چند طریقے تحریر کئے۔

۱۔ جب تک مشارق ومغارب نہ بدلیں جہت نہ بدلے گی۔

۲۔ علماء کتب میں شہرت وافیہ رکھتا ہے کہ اتنا پھر سکتا ہے جس میں منہ یعنی وجہ کا کوئی حصہ مقابل کعبہ معظمہ رہے دو مسطح چیزوں میں مقابلہ تھوڑے انحراف سے زائل ہو جاتا ہے مگر قوس کا مقابلہ بے انحراف کثیر زائل نہ ہوگا، اور حق جل وعلانے انسان کا چہرہ مقوس بنایا ہے تو جب تک کوئی حصہ رخ مقابل رہے گا استقبال بالوجہ حاصل رہے گا۔

۳۔ وسط راس مقابل ہر دو چشم سے ایک زاویہ بنائے آنکھوں پر گزرتے دو خط نکلیں یہ جہاں تک پھیلیں کعبہ جب تک ان کے اندر ہے جہت باقی ہے اور دونوں سے باہر واقع ہو تو نہیں۔

۴۔ کعبہ کی جہت یہ کہ نمازی کی جبین سے نکلنے والا خط کعبہ پرسے گزرنے والے خط سے سیدھا اس طرح ملے کہ اس سے دو قائمہ زاویے حاصل ہو جائیں۔

۵۔ نمازی کے چہرہ کی طرف زاویہ قائمہ پر سیدھا خط افق کی طرف فرض کیا جائے تو وہ خط کعبہ یا ہوائے کعبہ پر سے گزرے۔

۶۔ اہل مشرق کا قبلہ مغرب ہے، اہلِ مغرب کا مشرق، اہل جنوب کا شمال، اہل شمال کا جنوب، تو جب تک ایک جہت دوسرے سے نہ بدلے مثلاً ربع مغرب میں قبلہ ہے یہ ربع شمال یا ربع جنوب کی طرف منہ کرے جہت قبلہ باقی رہے گی۔

اس لئے ہندوستان میں ستارۂ قطب واہنے شانے پر لیا گیا اور قدیم سے عام مساجد اسی سمت پر بنیں کہ بین المغربین کا اوسط مغرب اعتدال تھا اسی کی طرف توجہ میں قطب سیدھے ہی

شانے پر ہوتا ہے۔

اور ہندوستان کے طول و عرض کے متعلق امام احمد رضا نے ایک لطیف بات تحریر کی ہے کہ:

ہندوستان آٹھ درجے عرض شمالی سے پینتیس درجے تک آباد ہے، اور طول شرقی چھیاسٹھ درجے سے بانوے تک، یہ بھی ہندوستان کی خوش نصیبی ہے کہ ۶۶ عدد ہیں اسم جلالت اللہ کے، اور ۹۲ نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔

اور سوال میں صرف ہندوستان کی سمت قبلہ مطلوب تھی، مگر امام احمد رضا نے جیسا کہ ان کا طریقہ استدلال اور وطیرۂ تحقیق و تدقیق ہے کہ اس کے کسی بھی گوشہ کو قلم انداز نہیں کرتے ہیں، ہندوستان کی جہت قبلہ متعین کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر کثیر ممالک کے سمت قبلہ کی بھی تعیین و تشریح کی ہے مثلاً:

بخارا، سمرقند، نسف، ترمذ، بلخ، مرو، سرخس وغیرہا کا قبلہ مسقط راس العقرب بتایا۔

بیت المقدس، حلب، دمشق، رملہ، نابلس وغیرہا تمام ملک شام کا قبلہ ستارۂ قطب کو پس پشت لینا ٹھہرایا وغیر ذلک۔

متعدد کتب اور اقوال ائمہ کے حوالوں سے مزین ۲۷ صفحے کے اس محققانہ رسالے میں چھ حدیثیں موجود ہیں۔

احادیث

هداية المتعال فی حد الاستقبال

نماز عیدین میں سترہ نصب کرنے کے بارے میں تین احادیث کریمہ

۱۔ صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ان النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم کان ترکز الحربة قدامه یوم الفطر والنحر ثم یصلی۔

بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نیزہ نصب کیا جاتا پھر حضور نماز پڑھتے تھے۔ (مولف) (بخاری اول ص ۱۳۳، باب الصلاة الی الحربة یوم العید)

۲۔ انہیں کی دوسری روایت میں ہے قال کان النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم یغدو الی المصلیٰ والعنزة بین یدیه تحمل وتنصب بالمصلی بین یدیه فیصلی الیها۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدگاہ تشریف لے جاتے اور نیزہ حضور کے سامنے لے چلایا جاتا اور عیدگاہ میں حضور کے سامنے نصب کر دیا جاتا پھر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے سترہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ (مولف) (بخاری اول ص ۱۳۳، باب حمل العنزة او الحربة)

۳۔ سنن ابن ماجة وصحیح ابن خزیمة مستخرج اسماعیلی میں زائد کیا وذلك لان المصلیٰ کان فضاء لیس فیه شئی یستر به۔

یعنی عیدگاہ میں اس لئے نصب کرتے کہ عیدگاہ کھلا میدان ہوتی اس میں سترہ کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۶، هداية المتعال" (ابن ماجہ ص ۹۳، باب ماجاء فی الحربة یوم العید)

ستِ قبلہ سے متعلق دو حدیثیں:

۴۔ ترمذی وابن ماجہ وحاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے حاکم نے کہا بر شرط بخاری ومسلم صحیح ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایامابین المشرق والمغرب قبلة

مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ امام مالک مؤطا اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور عبد الرزاق مصنفات اور بیہقی سنن اور ابو العباس اصم اپنے جزو حدیثی میں راوی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایامابین المشرق والمغرب قبلة۔ (ترمذی اول ص ۷۹، باب ماجاء ان بین المشرق والمغرب قبلة)

۵۔ جامع ترمذی میں یہ قول متعدد صحابہ کرام مثل امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ وحضرت عبد اللہ بن عباس وغیر ہمار ضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہونا بیان کیااور کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

اذا جعلت المغرب عن یمینک والمشرق عن یسارک فما بینهما قبلة اذا استقبلت القبلة

جب تو مغرب کو اپنے ہاتھ پر لے اور مشرق کو بائیں پر تو ان دونوں کے اندر قبلہ ہے اس وقت روبقبلہ ہو لیا۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۱ ھدایۃ المتعال" (ترمذی اول ص ۷۹، باب ماجاء ان بین المشرق والمغرب قبلة)

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کا استقبال واستدبار منع ہے:

۶۔ امام احمد و بخاری و مسلم وابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ وغیرہم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا اتی احدکم الغائط فلا یستقبل القبلة ولا یولها ظهره ولکن شرقوا او غربوا۔

جب تم میں کوئی شخص پاخانے کو جائے تو نہ قبلہ کو منہ کرے نہ پیٹھ ہاں پورب پچھم منہ کرو۔ مدینہ طیبہ کا قبلہ جانب جنوب ہے لہذا شرقاً غرباً منہ کرنا فرمایا۔ ہمارے بلاد میں جنوباً شمالاً ہو گا۔

"فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص: ۳۲ ھدایۃ المتعال" (بخاری اول ص ۲۶، باب لا تستقبل القبلة بغائط الخ)

احادیث

فتاوی رضویہ جلد سوم

عورت پر پردہ واجب ہے مگر گٹوں سے نیچے ناخن تک دونوں ہاتھ اصلا عورت نہیں

حدیث میں ہے:

۷۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الجاریۃ اذا حاضت لم یصلح ان یری منھا الا وجھھا ویدیھا الی المفصل. ابوداؤد مرسلا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ لڑکی کو جب حیض آئے تو نہیں لائق ہے کہ اس کا جسم دکھے بجز چہرے اور گٹوں تک ہاتھوں کے یعنی لڑکی جب بالغ ہو جائے تو اس پر پردہ واجب ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳ ص:" (مراسیل ابوداؤد ص ۱۸ باب ماجاء فی اللباس)

قطع صف ممنوع ہے حدیث میں ہے:

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطع صفا قطعہ اللہ۔

جو صف ملائے اللہ اسے ملائے اور جو صف قطع کرے اللہ اسے کاٹ دے۔ (مولف)

"فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۱۲" (نسائی اول ص ۳۱ باب من وصل صفا)

مرد تکبیر تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں:

۹۔ روی ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ قال حدثنا وکیع عن موسیٰ بن عمیر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلاۃ تحت السرۃ

علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد گرامی سے راوی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے دست راست کو دست چپ پر نماز میں ناف کے نیچے رکھے ہیں۔ مردوں کیلئے سنت ہے کہ وہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں۔ (مولف)

(مصنف ابن ابی شیبۃ وضع الیمین علی الشمال من کتاب الصلوۃ کراچی ۱/۳۹۰)

عورت تحریمہ کے بعد سینے پر ہاتھ باندھیں

۱۰۔ ابن خزیمة عن وائل بن حجر رضی الله تعالیٰ عنه قال صلیت مع رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فوضع یده الیمنٰی علی یده الیسریٰ علی صدره

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو دیکھا کہ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینہ کے اوپر رکھے ہیں۔ عورتوں کے لیے سنت ہے کہ وہ سینہ کے اوپر ہاتھ باندھیں۔ (مولف) "فتاوٰی رضویہ ج ۳، ص: ۳۶" (صحیح ابن خزیمة باب وضع الیمین علی الشمال الخ بیروت ۱/ ۲۴۳)

مردوں کی پہلی صف بہتر ہے اور عورتوں کی آخری اس پر ایک حدیث:

۱۱۔ حدیث خیر صفوف الرجال اولها وشرها آخرها وخیر صفوف النساء آخرها وشرها اولها اخرجه الستة الا البخاری عن ابی هریرة والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامة وعن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهم

مردوں کی بہترین صف پہلی صف ہے اور خیر سے خالی صف آخری صف ہے اور عورتوں کی بہترین صف آخری صف ہے اور بھلائی سے خالی پہلی صف ہے۔ (مولف) (مسلم اول ص ۱۸۲، باب تسویة الصفوف و اقامتها)

عورت کو گوشۂ تنہائی میں نماز ادا کرنا بہتر ہے:

۱۲۔ حدیث میں ہے صلاة المرأة فی بیتها افضل من صلاتها فی حجرتها وصلاتها فی مخدعها افضل من صلاتها فی بیتها اخرجه ابوداؤد عن ابی مسعود والحاکم عن ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها بسند صالح

عورت کی نماز گھر میں اس کے چھوٹے کمرے سے مخصوص مکان میں افضل ہے اور مکان سے کوٹھری میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ اہتمام پردہ کے لحاظ سے یہ حکم ہے۔ (مولف) (ابوداؤد اول، ص: ۸۴، باب التشدید فی ذلك)

عورتوں کی صف سب سے آخر میں ہوتی تھی:

۱۳۔ عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه فرموده اخروهن من حیث اخرهن الله اخرجه عبدالرزاق فی المصنف وعن طریقه الطبرانی فی المعجم.

[illegible] (مولف) (مصنف،

عبدالرزاق باب شهود النساء والجماعة بیروت ۳ /۱۴۹)

عورتیں حالت نماز میں پیٹ کو رانوں سے ملائیں حدیث میں ہے :

۱۴۔ ابوداؤد فی المراسیل عن یزید بن حبیب ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم مر علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی بعض الارض

یزید بن حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں فرمایا جب تم سجدہ کرو تو جسم کے بعض حصہ کو زمین سے ملاؤ۔

(مولف)(مراسیل ابوداؤد ص۸ باب ماجاء فیمن نام عن الصلاۃ)

۱۵۔رواہ الامام ابوحنیفة عن نافع عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما وفی الباب عن علی کرم الله تعالیٰ وجهه قال اذا صلت المرأة فلتحتفز

حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ نے فرمایا کہ جب عورت نماز پڑھے تو تورک کرے یعنی سرین پر بیٹھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص: ۴۷" (الصحاح باب الزاء فصل الحاء بیروت ۳/ ۸۷۴)

صف کے بیچ میں ستون وغیرہ حائل نہ ہو کہ اس سے صف قطع ہو جاتی ہے :

۱۶۔ سنن ابن ماجہ میں ہے عن معویة بن قرة عن ابیه رضی الله تعالیٰ عنه قال کنا ننهی ان نصف بین السواری علی عهد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ونطرد عنها طردا

یعنی قرہ بن ابی ایاس مزنی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیں دو ستونوں کے بیچ میں صف باندھنے سے منع فرمایا جاتا اور وہاں سے دھکے دیکر ہٹائے جاتے تھے۔(ابن ماجہ طول ص۷۱ باب الصلاۃ بین السواری فی الصف)

۱۷۔ مسند امام احمد و سنن ابی داؤد وجامع ترمذی و سنن نسائی و صحیح حاکم میں ہے۔ عن عبدالحمید بن محمود قال صلینا خلف امیر من الامراء فاضطرنا الناس فصلینا بین الساریتین فلما صلینا قال انس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه کنا نتقی علی عهد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم

یعنی ایک تابعی کہتے ہیں ہم نے ایک امیر کے پیچھے نماز پڑھی لوگوں نے ہمیں مجبور کیا کہ

ہمیں دو ستونوں میں نماز پڑھنی ہوئی انس بن مالک نے فرمایا ہم زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس سے بچتے تھے۔ (ترمذی اول ص ۵۳ باب ماجاء فی کراھیۃ الصف الخ)

۱۸۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں من قبیل باب الصلاۃ الی الراحلۃ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ انھوں نے فرمایا لاتصفوا بین الاساطین واتموا الصفوف۔

ستونوں کے بیچ میں صف نہ باندھو اور صفیں پوری کرو۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص: ۴۲"

(عمدۃ القاری شرح البخاری ۳/ ۲۸۶: باب الصلوۃ بین السواری الخ)

تنہا ایک آدمی دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھ سکتا ہے:

۱۹۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کعبہ معظمہ میں تشریف لے گئے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔ کما ثبت فی الصحاح عن ابن عمر عن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۳"

التحیات میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنے کے بارے میں چار حدیثیں:

۲۰۔ اخرج مسلم فی صحیحہ عن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال فیہ وضع (یرید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کفہ الیمنیٰ علی فخذہ الیمنیٰ وقبض اصابعہ کلھا واشار باصبعہ التی تلی الابھام۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھا اور سب انگلیاں بند کر کے انگوٹھے کے پاس کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ (مسلم اول ص ۲۱۶، باب صفۃ الجلوس فی الصلاۃ الخ)

۲۱۔ اخرج ابن السکن فی صحیحہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاشارۃ بالاصبع اشد علی الشیطان من الحدید

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر دھار دار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے۔ (مسند احمد ۲/ ۱۱۹، مسند عبداللہ بن عمر)

۲۲۔ وعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایضاً عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ھی مذعرۃ للشیطان

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والا

ہے۔ (کنزالعمال ص۳۰۹ ج ۷)

۲۳۔ اخرج ابوداؤد والبیھقی وغیرھما عن سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عقد فی جلوس التشھد الخنصر والبنصر ثم حلق الوسطی بالابھام واشار بالسبابۃ

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جلسہ تشہد میں چھوٹی انگلی اور اس کی برابر والی کو بند کیا پھر بیچ کی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ حلقہ بنایا اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔ وبمعناہ اخرج ابن حبان فی صحیحہ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۸" (السنن الکبریٰ للبیھقی باب من روی فی تحلیق الوسطی الخ بیروت ۲/۱۳۱)

صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بارے میں ایک حدیث

۲۴۔ سنن ابی داؤد و سنن نسائی و جامع ترمذی وغیرہا میں ایسی سند سے ہے جس کے رجال صحیح مسلم ہیں بطریق عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی قال الا اخبرکم بصلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد۔

یعنی انھوں نے فرمایا کہ میں تمہیں خبر نہ دوں کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے یہ کہہ کر نماز کو کھڑے ہوئے تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے۔ حدیث ابن مسعود حدیث حسن۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۹" (نسائی اول ص ۱۵۸، باب رفع الیدین للرکوع الخ)

عمامہ اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت و برکت سے متعلق چند احادیث کریمہ:

۲۵۔ اخرج الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان اللہ عزوجل وملئکتہ یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعۃ۔

یعنی بے شک اللہ اور اس کے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔

اقتصر الحافظان العراقی والعسقلانی فی تخریجی احادیث الاحیاء والرافعی علی تضعیفہ قالہ السیوطی فی اللآلی و اورد الحدیث فی جامعہ الصغیر ملتزما ان لایورد فیہ من [illegible]

۲۶۔ ابن عساکر والدیلمی وابن النجار عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول صلاۃ تطوع اوفریضۃ بعمامۃ تعدل خمس وعشرین صلاۃ بلا عمامۃ وجمعۃ بعمامۃ تعدل سبعین جمعۃ بلاعمامۃ

یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کی برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بے عمامہ کے ہمسر۔ اوردہ السیوطی فی الجامع الصغیر (کنزالعمال ص ۲۲۳ ج :۱۹)

۲۷۔ الدیلمی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الصلاۃ فی العمامۃ تعدل بعشرۃ آلاف حسنۃ

یعنی عمامہ میں نماز دس ہزار نیکیوں کی برابر ہے۔ "فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۳" (مسند الفردوس حدیث ۳۸۰۵ بیروت ۲/۳۰۶)

۲۸۔ سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں رکانہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۸ باب العمائم ، ترمذی قول ص ۳۰۸ ، باب من ابواب اللباس)

۲۹۔ یہی حدیث باوردی نے ان لفظوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا العمامۃ علی القلنسوۃ فصل ما بیننا وبین المشرکین یعطی بکل کورۃ یدور علی راسہ نورا۔

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔ (کنزالعمال ۱۹/۲۳۲)

۳۰۔ قضاعی شہاب میں امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ سے اور دیلمی مسند الفردوس میں مولی علی و عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں العمائم تیجان العرب۔

عمامے عرب کے تاج ہیں۔ (کنزالعمال ص ۲۲۳ ج ۱۹)

۳۱۔ مسند الفردوس میں ... رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم فرماتے ہیں العمائم تیجان العرب فاذا وضعوا العمائم وضعوا عزھم وفی لفظ وضع اللہ

عمامے عرب کے تاج ہیں جب وہ عمامہ چھوڑیں تو اپنی عزت اتار دیں گے۔ (کنزالعمال ص ۲۲۲ ج ۱۹)

۳۲۔ ابن عدی امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایتوا المساجد حسرا و معصبین فان العمائم تیجان المسلمین

مسجدوں میں حاضر ہو سر برہنہ اور عمامے باندھے اس لئے کہ عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔ (کنزالعمال ص ۲۲۳ ج ۱۹)

۳۳۔ طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اعتموا تزدادو احلما۔

عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔ (کنزالعمال، ص ۲۲۲ ج ۱۹)

۳۴۔ ابن عدی کامل و بیہقی شعب الایمان میں اسامہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اعتموا تزدادو احلما و العمائم تیجان العرب۔

عمامہ باندھو وقار زیادہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔ (کنزالعمال، ص ۲۲۲ ج ۱۹)

۳۵۔ دیلمی عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں العمائم وقار المؤمن و عز العرب فاذا وضعت العرب عمائمھا وضعت عزھا۔

عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں اپنی عزت اتار دیں گے۔ "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۷۷" (کنزالعمال، ص ۲۲۳۔ ج ۱۹)

۳۶۔ وہی رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتزال امتی علی الفطرۃ مالبسوا العمائم علی القلانس۔

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔ (کنزالعمال، ص ۲۲۳، ج ۱۹)

۳۷۔ ابو بکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابوداؤد طیالسی و ابن منیع مسانید اور بیہقی سنن میں امیر

المومنین مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ امدنی یوم بدر و حنین بملئکة یعتمون ھذہ العمة ان العمامة حاجزة بین الکفر و الایمان۔

بیشک اللہ عزوجل نے بدر و حنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں بیشک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۷۷ " (کنزالعمال، ص ۲۲۳، ج ۱۹)

۳۸۔ دیلمی مسند الفردوس میں عبدالاعلیٰ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ھکذا فاعتموا فان العمامة سیمآ الاسلام وھی حاجزة بین المسلمین و المشرکین۔

اسی طرح عمامے باندھو کہ عمامہ اسلام کی نشانی ہے اور وہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فارق ہے۔ (کنزالعمال، ص ۴۵، ج ۲۰)

۳۹۔ ابن شاذان اپنی مشیخت میں مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ھکذا تکون تیجان الملئکة۔

فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (کنزالعمال، ص ۴۵، ج ۲۰)

۴۰۔ طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عمر اور بیہقی شعب میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم بالعمائم فانھا سیماء الملئکة و ارخوالھا خلف ظھورکم۔

عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پس پشت چھوڑو۔ (کنزالعمال، ص ۲۲۲، ج ۱۹)

۴۱۔ ابو محمد بن وضاح فضل لباس العمائم میں خالد بن معدان سے مرسلاً راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ اکرم ھذہ الامة بالعصائب۔ الحدیث۔

بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔ (کنزالعمال، ص ۲۲۳، ج ۱۹)

۴۲۔ بیہقی شعب الایمان میں انہیں سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اعتموا خالفوا علی الامم قبلکم۔

عمامہ باندھو اگلی امتوں یعنی یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو کہ وہ عمامہ نہیں باندھتے۔ (کنزالعمال، ص ۲۲۳، ج ۱۹)

۴۳۔ رامہرمزی کتاب الامثال میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں العمائم تیجان العرب فاعتموا تزدادوا حلما و من اعتم فله بکل کورة حسنة فاذا حط فله بکل حطة حطها خطیئة۔

عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی ہے اور جب (بلا ضرورت یا ترک کے قصد پر) اتارے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب (بضرورت بلا قصد ترک بلکہ بارادۂ معاودت) اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔ دونوں معنی محتمل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم و الحدیث اشد ضعفا فیه ثلثة متروکون متهمون عمر و بن الحصین عن ابی علاثة عن ثوبو۔ (کنزالعمال، ص ۲۲۳، ج ۱۹)

۴۴۔ مسند الفردوس میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں رکعتان بعمامة خیر من سبعین رکعة بلاعمامة۔

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۸۷ "(کنزالعمال، ص ۲۲۳، ج ۱۹)

۴۵۔ ابن عساکر نے تاریخ دمشق اور ابن النجار نے تاریخ بغداد اور دیلمی مسند الفردوس میں بطریق عدیدہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ابن عساکر بطریق احمد بن محمد الرقی ثنا عیسیٰ بن یونس حدثنا العباس بن کثیر ح والدیلمی بطریق الحسنین بن اسحاق العجلی حدثنا اسحاق بن یعقوب القطان حدثنا سفین بن زیاد المخرمی حدثنا العباس بن کثیر القرشی حدثنا یزید بن ابی حبیب عن میمون بن مهران قال دخلت علی سالم بن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهم فحدثنی علیا ثم التفت الی فقال یا ابا ایوب الا اخبرك بحدیث تحبه و تحمله عنی و تحدث به قلت بلی قال دخلت علی عبدالله بن عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنهما وهو یتعمم فلما فرغ التفت فقال اتحب العمامة قلت بلی قال احبها تکرم ولایراك الشیطان الاولیٰ سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول صلاة تطوع او فریضة بعمامة تعدل خمسا و عشرین صلاة بلاعمامة و جمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة بلاعمامة ای بنی اعتم فان الملئکة یشهدون یوم الجمعة معتمین فیسلمون علی اهل العمائم حتی

یعنی سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں میں اپنے والد ماجد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو میں نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعوں کی برابر ہے پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اے فرزند عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۷۔ ۷۹"۔ (کنز العمال، ص ۳۲۲، ج ۱۹) (لسان المیزان حرف العین حیدر آباد ۳، ۲۴۴)

۴۶۔ ابو نعیم نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاینظر اللہ الی قوم لایجعلون عمائمھم تحت ردائھم یعنی فی الصلاۃ۔

اللہ تعالیٰ اس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی چادروں کے نیچے نہیں کرتے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۱۸"۔ (کنز العمال ۳۲۰، ج ۷)

قرآن پڑھنا لیکن نماز نہ پڑھنا باعث لعنت ہے:

۴۷۔ حدیث میں ہے رب تالی القرآن و القرآن یلعنہ۔

بہتیرے قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت کرتا ہے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۲"

ترتیب قرآت و تلاوت پر ایک حدیث:

۴۸۔ نماز ہو یا تلاوت بطریق معہود ہو دونوں میں لحاظ ترتیب واجب ہے اگر عکس کرے گا گنہگار ہوگا، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص (جو بے ترتیب قرآن پڑھتا ہے) خوف نہیں کرتا کہ اللہ عزوجل اس کا دل الٹ دے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۷"

مقتدی کو قرأت کرنا جائز نہیں اس پر چند حدیثیں:

۴۹۔ صحیح مسلم شریف میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا و اذا قرأ فانصتوا

یعنی جب تم نماز پڑھو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں کوئی امامت کرے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت شروع کرے تم چپ رہو۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۸۸"۔

(مسلم ۴۳ ۷ باب التشہد فی الصلوٰۃ) (کنزالعمال، ص ۳۸۹، ج ۷)

۵۰۔ ابوداؤد و نسائی اپنی اپنی سنن میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا اذا قرأ فانصتوا۔ هذا الفظ النسائی۔

یعنی امام تو اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی کہو اور جب قرأت کرے تم خاموش رہو۔ امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی صحیح میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح ہے۔ (نسائی اول، ص ۱۴۶۔ تاویل قوله عزوجل و اذا قرئ الخ)

۵۱۔ ترمذی اپنی جامع میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی من صلی رکعة لم یقرأ فیها بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام۔

یعنی جو کوئی رکعت بے سورہ فاتحہ کے پڑھی اس کی نماز نہ ہوئی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔ هکذا رواہ مالك فی مؤطاہ موقوفا اور امام ابو جعفر احمد بن سلامہ طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معانی الآثار میں اسے روایت کیا اور ارشادات سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرار دیا۔

(مؤطا امام مالک، ص ۲۸۔ ماجاء فی ام القرآن) (ترمذی اول، ص ۷۱۔ باب ماجآء فی ترك القرأة الخ)

۵۲۔ ابو حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنه عن حماد عن ابراهیم ان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه لم یقرأ خلف الامام لا فی الرکعتین الاولیین و لا فی غیرهما۔

یعنی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کی نہ پہلی دو رکعتوں میں نہ ان کے غیر میں۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۸۹"۔ (مؤطا امام محمد، ص ۱۰۰، باب القرأة فی الصلوٰۃ خلف الامام)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرمایا:

۵۳۔ مسند امام الائمہ مالک الازمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے حدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والاسود عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان لا یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلاة ثم لا یعود لشئ من ذلك

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف نماز کے شروع میں رفع یدین فرماتے پھر کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے۔ (مسند امام اعظم مترجم ص ۹۰)(موطا محمد ص ۹۸ باب القراۃ فی الصلاۃ خلف الامام)

بعض وقت حضور علیہ السلام نے رفع یدین فرمایا مگر بیشتر اوقات کی نماز میں حضور نے تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہیں فرمایا لہٰذا احناف کے نزدیک رفع یدین والی حدیثیں منسوخ ہیں

۵۴۔ امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں حدثنا ابی بکرۃ حدثنا مؤمل ثنا سفیان عن المغیرۃ قال قلت لابراھیم حدیث وائل انہ رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدیہ اذا افتتح الصلاۃ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع فقال ان کان وائل رآہ مرۃ یفعل ذلک فقد رآہ عبداللہ خمسین مرۃ لایفعل ذلک۔

یعنی مغیرہ کہتے ہیں میں نے ابراہیم نخعی سے حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت دریافت کیا کہ انھوں نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے نماز شروع کرتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرمایا، ابراہیم نے فرمایا کہ وائل نے اگر ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس بار دیکھا کہ حضور نے رفع یدین نہ کیا۔ (شرح معانی الآثار ۱/ ۱۳۲ باب التکبیر عند الرکوع الخ)

رفع یدین کی ممانعت پر ایک حدیث:

۵۵۔ صحیح مسلم شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا (اسکتوا) فی الصلاۃ۔

کیا ہوا کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گویا تمہارے ہاتھ چنچل گھوڑوں کی دمیں ہیں قرار سے رہو نماز میں۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۰" (ابوداؤد اول، ص ۱۴۳ باب فی السلام، مسلم ۱/ ۱۸۱، باب الامر بالسکون الخ)

سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہے حدیث میں ہے:

۵۶۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و نسائی و ابن ماجہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں امرت ان اسجد علی سبعۃ اعظم علی الجبھۃ والیدین والرکبتین واطراف القدمین

مجھے میرے رب نے حکم فرمایا کہ سات استخوانوں پر سجدہ کروں پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں پاؤں کے پنجے۔" فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۱" (نسائی اول ص ۱۶۶، باب السجود علی الیدین)

کپڑا اور بچھونا تہہ کر کے رکھنے کے بارے میں تین حدیثیں:

۵۷۔ ابن عساکر نے تاریخ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الشیاطین یستعملون ثیابکم فاذا نزع احدکم ثوبه فلیطوه حتی ترجع الیها انفاسها فان الشیطان لایلبس ثوبا مطویا

شیطان تمہارے کپڑے اپنے استعمال میں لاتے ہیں تو کپڑا اتار کر تہہ کر دیا کرو کہ اس کا دم راست ہو جائے کہ شیطان تہہ کئے کپڑے کو نہیں پہنتا (کنز العمال ص ۲۱۸ ج ۱۹)

۵۸۔ معجم اوسط طبرانی کے لفظ یہ ہیں اطووا ثیابکم حتی ترجع الیها ارواحها فان الشیطان اذا وجد ثوبا مطویا لم یلبسه وان وجده منشورا لبسه

کپڑے لپیٹ دیا کرو کہ ان کی جان میں جان آجائے اس لئے کہ شیطان جس کپڑے کو لپٹا ہوا دیکھتا ہے اسے نہیں پہنتا اور جسے پھیلا ہوا پاتا ہے اسے پہنتا ہے۔ (کنز العمال ص ۲۱۸ ج ۱۹)

۵۹۔ ابن ابی الدنیا نے قیس بن حازم سے روایت کی قال مامن فراش یکون مفروشا لاینام علیه احد الا نام علیه الشیطان

جہاں کوئی بچھونا بچھا ہو جس پر کوئی سوتا نہ ہو اس پر شیطان سوتا ہے۔" فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۵"

مقتدی کو قرأت کی کچھ ضرورت نہیں امام کا پڑھنا اس کے لئے کفایت کرتا ہے اس مضمون پر پندرہ حدیثیں

۶۰۔ سیدنا امام الائمہ مالک الازمۃ سراج الامۃ کاشف الغمۃ امام اعظم ابوحنیفۃ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن مقلدیہ باحسان روایت فرماتے ہیں حدثنا ابوالحسن موسیٰ بن ابی عائشۃ عن عبداللہ بن شداد بن الھاد عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ قال من صلی خلف الامام فان قرأۃ الامام له قرأۃ

یعنی حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص امام کے

پیچھے نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اس کے رجال سب رجال صحاح ستہ ہیں ورواہ محمد ھکذا مرفوعا من طریق آخر۔" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۸۹ "(مؤطا امام محمد ص ۹۸، باب القرأۃ فی الصلاۃ خلف الامام، مسند امام اعظم مترجم ص ۱۰۳)

۶۱۔ رواہ الامام تارۃ اخریٰ قال صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بالناس فقرأ رجل خلفہ فلما قضیٰ الصلاۃ قال ایکم قرأ خلفی ثلث مرات قال رجل انا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلی خلف الامام فان قرأۃ الامام لہ قرأۃ

خلاصۂ مضمون یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی ایک شخص نے حضور کے پیچھے قرأت کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کس نے میرے پیچھے پڑھا تھا لوگ بسبب خوف حضور کے خاموش رہے یہاں تک کہ تین بار مکرر یہی فرمایا آخر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ارشاد ہوا کہ جو امام کے پیچھے ہو اس کے لئے امام کا پڑھنا کافی ہے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۸۹ "(مسند امام اعظم مترجم ص ۱۰۳)

۶۲۔ محمد فی مؤطاہ من طریق سفیان عن منصور بن المعتمر وقال الثوری نا منصور وھذا لفظ ابن عیینۃ عن منصور بن المعتمر عن ابی وائل قال سئل ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن القرأۃ خلف الامام قال انصت فان فی الصلاۃ لشغلا سیکفیک ذلک (ذاک) الامام

خلاصہ یہ کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دربارۂ قرأت مقتدی سوال ہوا فرمایا خاموش رہ کہ نماز میں مشغولی ہے یعنی بے کار باتوں سے باز رہنا عنقریب تجھے امام اس بات کی کفایت کردے گا یعنی نماز میں تجھے لاطائل باتوں میں مشغول ہونا روا نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اعلیٰ درجۂ صحاح میں ہے اس کے سب رواۃ ائمہ کبار ورجال صحاح ستہ ہیں (مؤطا محمد ص ۱۰۰، باب القرأۃ فی الصلاۃ خلف الامام)

۶۳۔ واما حدیث الامام عن ابن مسعود فوصلہ محمد انا محمد بن ابان بن صالح القرشی عن حماد عن ابراھیم النخعی عن علقمۃ بن قیس ان عبداللہ بن مسعود کان لایقرأ خلف الامام فیما یجھر وفیما یخافت فیہ فی الاولیین ولا فی

الآخرين واذا صلی وحده قرأ فی الاولین بفاتحة الکتاب وسور ولم یقرأ فی الآخرین شیئا۔

حاصل یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے تو کسی نماز میں جہریہ ہو یا سریہ کچھ نہ پڑھتے تھے نہ پہلی رکعتوں میں نہ پچھلی میں ہاں جب تنہا ہوتے تو صرف پہلیوں میں الحمد و سورت پڑھتے۔ (مؤطا امام محمد ص ۱۰۰ باب القراۃ فی الصلاۃ خلف الامام)

۶۴۔ ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم انه قال لم یقرأ خلف الامام حرفا لا فیما یجهر فیه القرأة ولا فیما لا یجهر فیه ولا قرأ فی الآخرین بام الکتاب ولا غیرها خلف الامام ولا اصحاب عبدالله جمیعا

یعنی علقمہ بن قیس کہ کبار تابعین و اعظم مجتہدین اور افقہ تلامذہ سیدنا ابن مسعود ہیں امام کے پیچھے ایک حرف نہ پڑھتے چاہے جہری قراءۃ ہو چاہے آہستہ کی اور نہ پچھلی رکعتوں میں فاتحہ پڑھتے اور نہ اور کچھ جب امام کے پیچھے ہوتے اور نہ کسی نے حضرت کے اصحاب عبداللہ بن مسعود سے قرأت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (کتاب الآثار ص ۶۳ باب القراۃ خلف الامام)

۶۵۔ محمد فی المؤطا اخبرنا بکیر بن عامر ثنا ابراهیم النخعی عن علقمة بن قیس قال لان اعض علی جمرة احب الی من ان اقرأ خلف الامام

یعنی حضرت علقمہ بن قیس فرماتے ہیں البتہ آگ کی چنگاری منہ میں لینا مجھے اس سے زیادہ پیاری ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کروں۔ (مؤطا محمد ص ۱۰۰ باب القراۃ فی الصلاۃ خلف الامام)

۶۶۔ محمد ایضا اخبرنا اسرائیل بن یونس ثنا منصور عن ابراهیم قال ان اول من قرأ خلف الامام رجل متهم (اتهم)

یعنی ابراہیم بن سوید نخعی نے کہ رؤسائے تابعین و ائمہ دین متین سے ہیں تحدیث و فقاہت ان کی آفتاب نیمروز ہے فرمایا پہلے جس شخص نے امام کے پیچھے پڑھا وہ ایک مرد متہم تھا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں رجال اس حدیث کے رجال صحیح مسلم ہیں۔ (مؤطا محمد ص ۱۰۰ باب القراۃ فی الصلاۃ الخ)

۶۷۔ امام مالک اپنی مؤطا میں اور امام حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں وہذا سیاق مالک عن نافع ان عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما کان اذا سئل هل یقرأ احد خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبه قرأة الامام واذا صلی

وحدہ فلیقرأ قال و کان عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما لا یقرأ خلف الامام۔

سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو دربارۂ قرأت مقتدی سوال ہوتا فرماتے جب کوئی تم میں امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے قرأت امام کافی ہے اور جب اکیلا پڑھے تو قرأت کرے، نافع کہتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود امام کے پیچھے قرأت نہ کرتے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غایت درجہ کی صحیح الاسناد ہے حتی کہ مالک عن نافع عن ابن عمر کو بہت محدثین نے صحیح ترین اسانید کہا۔"فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۹۰"

(مؤطامالک ص ۲۹ ،ترک القراۃ خلف الامام فیما جھر فیہ)

۶۸۔محمد اخبرنا عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال من صلی خلف الامام کفتہ قرأتہ

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں مقتدی کو امام کا پڑھنا کافی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ سند بھی مثل سند سابق کے ہے اور اس کے رجال بھی رجال صحاح ستہ ہیں بلکہ بعض علمائے حدیث نے روایات نافع عن عبیداللہ بن عمر کو امام مالک پر ترجیح دی۔(مؤطا محمد ۹۷ ،باب القراۃ فی الصلاۃ خلف الامام)

۶۹۔ محمد اخبرنا عبدالرحمن بن عبداللہ المسعودی اخبرنی انس بن سیرین عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ سئل عن القرأۃ خلف الامام قال تکفیک قرأۃ الامام

یعنی سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دربارۂ قرأت استفتاء ہوا فرمایا تجھے امام کا پڑھنا بس کرتا ہے۔(مؤطا محمد ص ۹۸ ،باب القرأۃ فی الصلاۃ خلف الامام)

۷۰۔امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ معانی لآثار میں روایت کرتے ہیں حدثنا ابن وھب فساق باسنادہ عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمعہ یقول لایقرأ المؤتم خلف الامام فی شئی من الصلاۃ

یعنی سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مقتدی امام کے پیچھے کسی نماز میں قرأت نہ کرے یعنی نماز جہریہ ہو یا سریہ۔(کنز العمال ص ۳۹۸ ،ج ۷)

۷۱۔محمد اخبرنا [illegible] محمد بن زید عن موسیٰ بن سعد

بن زید بن ثابت الانصاری یحدثہ عن جدہ انہ قال من قرأ خلف الامام فلا صلاۃ لہ۔

یعنی حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص امام کے پیچھے پڑھے اس کی نماز جاتی رہی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور دار قطنی نے بطریق طاؤس اسے مرفوعاً روایت کیا۔ (مؤطا محمد ص ۱۰۲، باب القراۃ فی الصلاۃ خلف الامام)

۷۲۔ الحافظ بن علی بن عمر الدار قطنی عن ابی حاتم بن حبان ثنی ابراھیم بن سعد عن احمد بن علی بن سلیمان الدوری عن عبدالرحمن المخزومی عن سفیان بن عیینۃ عن ابن طاؤس عن ابیہ عن زید بن ثابت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من قرأ خلف الامام فلا صلاۃ لہ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں امام کے پیچھے (قرآن) پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔ (مؤطا محمد ص ۱۰۲، باب القراۃ فی الصلاۃ خلف الامام)

۷۳۔ محمد ایضا اخبرنا داؤد بن قیس الفراء المدنی اخبرنی بعض ولد سعد بن ابی وقاص انہ ذکرلہ ان سعدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ جمرۃ

یعنی سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ افاضل صحابہ وعشرہ مبشرہ مقربان بارگاہ سے ہیں منقول ہے انھوں نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے منہ میں انگارہ ہو۔ (مؤطا محمد ص ۱۰۱، باب القراۃ فی الصلاۃ خلف الامام)

۷۴۔ محمد ایضا اخبرنا داؤد بن قیس الفراء حدثنا محمد بن عجلان ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا

یعنی حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاش امام کے پیچھے جو شخص قرأت کرے اس کے منہ میں پتھر ہو۔ (مؤطا محمد ص ۱۰۲، باب القراۃ فی الصلاۃ الخ)

سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص ہوگی یہ اس صورت میں ہے کہ مصلی مقتدی نہ ہو ورنہ احناف کے نزدیک مقتدی کے لئے مطلقاً قرأۃ ممنوع ہے۔

۷۵۔ حدیث مسلم۔ من صلی صلاۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فھی خداج ھی خداج ھی خداج۔

حاصل یہ کہ جس نے کوئی نماز بے فاتحہ کے پڑھی وہ ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے۔" فتاوی

رضویہ ج ۳ ص ۹۱" (مسلم اول ص ۱۶۹، باب وجوب قراۃ الفاتحۃ الخ)

۷۶۔ حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاتفعلوا الا بام القرآن

امام کے پیچھے اور کچھ نہ پڑھو سوائے فاتحہ کے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ "فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۹۲" (مسند احمد ۵ / ۳۲۲ حدیث عبادہ بن صامت)(کنز العمال ص ۲۸۳ ج ۷)

عورتوں کی جماعت مکروہ ہے اور اگر جماعت کرنا چاہیں تو امام بیچ میں کھڑی ہوں حدیث میں ہے

۷۷۔ قال الامام محمد فی الآثار اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم النخعی ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کانت تؤم النساء فی شھر رمضان فتقوم وسطا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرتیں تو وسط میں کھڑی ہوتی تھیں۔ (مولف) (کتاب الآثار للشیبانی ص ۲۰۳ باب المرأۃ تؤم النساء الخ)

۷۸۔ عبدالرزاق فی المصنف والدار قطنی ثم البیھقی فی سننھا واللفظ لعبدالرزاق عن ریطۃ الحنفیۃ ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا امتھن وقامت بینھن فی صلاۃ مکتوبۃ . وفی الباب عن ام سلمۃ وابن عباس رضی اللہ تعالی عنھم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک فرض نماز میں عورتوں کی امامت کی تو وسط میں کھڑی ہوئیں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۴" (مصنف عبدالرزاق، باب المرأۃ تؤم النساء الخ بیروت ۳ / ۱۴۱)

عورت مکمل عورت ہے:

۷۹۔ الترمذی بسند حسن عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المرأۃ عورۃ

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عورت "عورت" ہے (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۴" (ترمذی ۱ / ۱۴۰، ابواب الرضاع، مشکوۃ دوم بحوالہ ترمذی ص ۲۶۹، باب النظر الی المخطوبۃ الفصل الثانی)

صف میں خوب مل کر کھڑے ہونے کے بارے میں دو حدیثیں:

یلزق کعبه بکعب صاحبه

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ نماز میں ایک دوسرے کے ٹخنے سے ٹخنے ملاتے ہیں۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۵" (بخاری ۱/ ۱۰۰ باب الزاق المنکب بالمنکب الخ)

۸۱۔ حدیث اصح انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنهما کان احدنا یلزق منکبه بمنکب صاحبه وقدمه بقدم صاحبه

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک مونڈھے سے مونڈھا اور قدم سے قدم ملاتا تھا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۶" (بخاری ۱/ ۱۰۰ باب الزاق المنکب الخ)

امام کے ساتھ ساتھ مقتدی بھی آہستہ آمین کہیں۔

۸۲۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین فان الامام یقولها

جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ امام بھی کہے گا۔ (مولف) (کنزالعمال ص ۲۸۹ ج ۷)

تملۂ رسالت کے بعد حضرت عمر کی ایجادات حضور علیہ السلام کو محبوب ہیں اور وہ بدعت حسنہ ہیں مثلاً ۲۰ رکعات تراویح وغیرہ

۸۳۔ حدیث میں ہے انه یحدث بعدی اشیاء و ان من احبها الی لما احدث عمر میرے بعد کچھ چیزیں نئی ایجاد ہوں گی اور ان میں کی محبوب چیز میرے نزدیک وہ ہوگی جس کو عمر نے ایجاد کیا ہوگا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۶۳" (کنزالعمال ۱۲/ ۸۶)

بعد نماز عشاء اشعار پڑھنے کے بارے میں ایک حدیث:

۸۴۔ اورد الحافظ ابو الفرج ابن الجوزی حدیث قزعة بن سوید عن عاصم بن مخلد عن ابی الاشعث الصنعانی عن شداد بن اوس رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من قرض بیت شعر بعد العشاء الاخرة لم تقبل له صلاة تلك اللیلة

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز عشاء کے بعد کوئی بیت یا شعر پڑھا تو اس کی اس رات کی نماز نفل قبول نہیں ہوگی۔ (بیت سے مراد گانے وغیرہ اور کلمات

فاحشہ پر مشتمل اشعار ہیں۔)(مولف)" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۷۹ "(کنزالعمال ج ۷ ص ۵۲۱)

نماز سے سلام پھیرنے کے بعد دعاء سے متعلق چند حدیثیں:

۸۵۔ ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و احمد و دارمی و بزار و طبرانی و ابن السنی جرہمہ از ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روایت کنند قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا انصرف (اذا اراد ان ینصرف) من صلاتہ استغفر ثلثا وقال اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے انصراف فرماتے تھے تو تین بار استغفار کے بعد کہتے اللھم انت السلام الخ (مولف)" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۸۳ "(ترمذی اول ص ۶۶، باب مایقول اذا سلم)

۸۶۔ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیہ ودعا۔ الحدیث

اسود عامری نے اپنے باپ سے روایت کر کے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز فجر پڑھی جب حضور نے سلام پھیرا تو انصراف قبلہ فرمایا اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا فرمائی۔ (مولف)" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۸۵ "(مصنف ابن ابی شیبہ من کان یستحب اذا سلم الخ کراچی ۱/ ۳۰۲)

۸۷۔ بخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابوبکر ابن السنی وابوالقاسم طبرانی از مغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بزار وطبرانی از عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونیز بزار از جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کنند وھذا حدیث المغیرۃ واللفظ للنسائی قال کتب معویۃ الی مغیرۃ بن شعبۃ اخبرنی بشئی سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا قضی الصلاۃ قال لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر اللھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منک الجد۔

حضرت معویہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ مجھے وہ چیز بتایئے جس کو آپ

نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے مغیرہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز مکمل فرما لیتے تو کہتے لا الہ الا اللہ وحدہ الخ (مولف) (بخاری دوم ص ۹۳۷، باب الدعاء بعد الصلاۃ، مسلم اول ص ۲۱۸، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ)

۸۸۔ در سنن نسائی از عطاء بن ابی مروان از پدرش مروی ست ان کعبا حلف له باللہ الذی فلق البحر لموسیٰ انا لنجد فی التوراۃ ان داؤد نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا انصرف من صلاتہ قال اللھم اصلح لی دینی الذی جعلتہ لی عصمۃ واصلح لی دنیای التی جعلت فیھا معاشی اللھم انی اعوذ برضاك من سخطك واعوذ یعنی بعفوك من نقمتك واعوذ بك منك لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منك الجد قال وحدثنی کعب ان صھیبا حدثہ ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقولھن عند انصرافہ من الصلاۃ (صلاتہ)

بے شک کعب احبار نے خدا کی قسم کھائی جس نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کو پھاڑ دیا کہ میں توریت میں پاتا ہوں کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام جب نماز سے پھرتے تو فرماتے اللھم اصلح لی الخ اور صہیب نے بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نماز سے پھرنے کے بعد اس دعا کو کہتے تھے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۸۳" (نسائی اول ص ۱۹۷، نوع آخر من القول عند انقضاء الصلاۃ)

سلام پھیرنے کے بعد حضور علیہ السلام بعض وقت جانب یمین انصراف فرماتے:

۸۹۔ در صحیح مسلم از براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت است گفت کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احببنا ان نکون عن یمینہ یقبل علینا بوجھہ قال فسمعتہ یقول رب قنی عذابك یوم تبعث او تجمع عبادك

ہم جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو یہ پسند کرتے کہ ہم حضور کے داہنے طرف ہوں تاکہ روئے مبارک ہماری طرف کریں اور ہم نے فرماتے ہوئے سنا ہے اے رب اپنے عذاب سے محفوظ رکھ جس دن تو اٹھائے گا یا یہ فرمایا کہ جس دن تو اپنے بندوں کو جمع فرمائے گا۔ (مولف) (مسلم اول ص ۲۴۷، باب استحباب یمین الامام)

فراغت نماز کے بعد دعا سے متعلق ایک حدیث:

۹۰۔ در مسند بزار و طبرانی در معجم کبیر وابن السنی در کتاب عمل الیوم

والليلة وخطيب بغدادی در تاریخ از انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت دارند کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی وفرغ من صلاتہ مسح بیمینہ علی رأسہ وقال بسم اللہ الذی لا الہ ھو الرحمن الرحیم اللھم اذھب عنی الھم والحزن

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو دست راست سر انور پر پھیرتے اور فرماتے بسم اللہ الذی الخ (مؤلف)

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۳۱)

فرض نمازوں کے بعد دعا میں قبول ہونے کی امید ہے:

۹۱ حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحق ابن السنی در کتاب عمل الیوم واللیلۃ می آورد حدثنی احمد بن الحسن حدثنا ابواسحق یعقوب بن خالد بن یزید البالسی حدثنا عبدالعزیز بن عبدالرحمن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال ما من عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلاۃ ثم یقول اللھم الھی والہ ابراھیم واسحق ویعقوب والہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتک فانی مذنب وتنفی عنی الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ عزوجل ان لا یرد یدیہ خائبتین

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو بندہ ہر فرض نماز کے بعد ہتھیلیوں کو پھیلا کر کہتا ہے اے اللہ اے میرے معبود اور ابراہیم و اسحٰق و یعقوب علیہم الصلاۃ والسلام کے معبود اور جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے معبود میں تجھ سے قبولیت دعا کا سوال کرتا ہوں کہ میں مضطرب ہوں اور مجھے گناہوں سے بچا کہ میں مبتلا ہوں اور رحمت عطا فرما کہ میں گنہگار ہوں اور میرا فقر دور فرمادے میں محتاج و مسکین ہوں تو اللہ عزوجل پر یہ حق ہے کہ بندے کے ہاتھوں کو محروم نہیں لوٹائے گا۔ (مؤلف)" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۸۳" (عمل الیوم واللیلۃ ص ۳۹)

تعارف

الجام الصاد عن سنن الضاد

(ضاد کی سنتوں سے روکنے والے کے منہ میں لگام دینا)

۱۰ ر جمادی الآخر ۱۳۱۷ھ میں استفتاء آیا کہ جو ضاد کا صحیح مخرج ادا نہ کر سکے اور جو ضاد کو قصداً زا یا ظا یا ذال پڑھے تو ان کی نماز ہو گی یا نہیں؟

امام احمد رضا نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

ض۔ظ۔ذ۔ز۔ معجمات سب حروف متباینہ متغائرہ ہیں، ان میں کسی کو دوسرے سے تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اسے پڑھنا نماز میں ہو خواہ بیرون نماز حرام قطعی وگناہ عظیم افترا علی اللہ و تحریف کتاب کریم ہے۔ اور قاری سے بے قصد تبدیل اگر ض مشابہ دبلکہ عین د ہو اتو اس پر مطلقاً فساد نماز کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

اور اس رسالے میں تجوید و قرات کے احکام و قواعد پر جامع اور مدلل بحث کی گئی ہے اور یہ تصریح کی گئی ہے کہ قراءت بے تجوید کو علماء لحن بتاتے ہیں اور لحن سب کے نزدیک حرام ہے۔

اس لئے ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہے تو اس کی تصحیح و تعلم میں اس پر کوشش واجب ہے اگر کوشش نہ کرے گا معذور نہ رکھیں گے اور نماز نہ ہو گی، بلکہ جمہور علماء نے اس سعی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ تاعمر شبانہ روز ہمیشہ جہد کئے جائے کبھی اس کے ترک میں معذور نہ ہو گا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ یعنی اسقدر تجوید کہ ہر حرف دوسرے سے ممتاز اور تبدیل و تلبیس سے احتراز ہو ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اور اس رسالے میں مخرج ضاد کے ثبوت میں دلائل قاہرہ کے علاوہ مکررات کو چھوڑ کر صرف ایک حدیث پاک ہے۔

حدیث

الجام الصاد عن سنن الضاد

نماز میں اگر کسی کو اونگھ آئے تو وہ سو جائے پھر بعد میں نماز پڑھے:

۹۲۔ صحیح حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا نعس احدکم وھو یصلی فلیرقد حتی یذھب عنه النوم فان احدکم اذا صلی وھو ناعس لایدری لعله یذھب لیستغفر فیسب نفسه۔

جب تم میں کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو سو رہے یہاں تک کہ نیند چلی جائے کہ اونگھتے میں پڑھے گا تو کیا معلوم شاید اپنے لئے دعائے مغفرت کرنے چلے اور بجائے دعاء بددعا نکلے۔ رواہ مالك والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجة عن ام المومنین الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۱۶۔ الجام الصاد عن سنن الضاد" (بخاری ۱/۳۴، باب الوضوء من النوم، ترمذی اول ص ۸۱، باب ماجاء فی الصلاۃ عن النعاس، مؤطا مالک ص ۳۱، ماجاء فی صلاۃ اللیل)

احادیث

فتاویٰ رضویہ جلد سوم

نماز صبح کے بعد اللھم اجرنی الخ کہنے کے فوائد:

۹۳۔ امام احمد در مسند و نسائی در مجتبیٰ و ابن حبان در صحیح از حارث بن مسلم و ابو داؤد در سنن از پدرش مسلم بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو الصواب کما افاد الحافظ المنذری فی الترغیب۔ روایت کنند سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرا اورا فرمود اذ صلیت الصبح فقل قبل ان تتکلم من الناس اللھم اجرنی من النار سبع مرات فانک ان مت من یومک ذلک کتب اللہ لک جوارا من النار۔

مسلم بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز صبح کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے اللھم اجرنی من النار سات مرتبہ کہو اگر اسی دن مر گئے تو اللہ تعالیٰ آتش جہنم سے آزادی لکھ دے گا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۵"۔ (مسند احمد، ص ۲۷۸، ج ۵)

نماز کا سلام پھیرنے کے بعد مناجات کرنا جائز و درست ہے اس پر دو حدیثیں:

۹۴۔ مسلم و الترمذی عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایقعد الا بمقدار مایقول اللھم انت السلام الخ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد سلام صرف اللھم انت السلام الخ کہنے کی مقدار نشست فرماتے تھے۔ (مولف) (ترمذی اول، ص ۶۶، باب مایقول اذا سلم)

۹۵۔ روی مسلم وغیرہ عن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سلم من صلاتہ قال بصوتہ الاعلیٰ لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک و لہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر و لاحول و لاقوۃ الا باللہ و لانعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل و لہ الثناء الحسن لاالہ الا اللہ مخلصین لہ

الدین و لو کرہ الکافرون۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو بلند آواز سے فرماتے لاالٰہ الا اللہ وحدہ الخ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۸۷" (مسلم اول، ص ۲۱۸ باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ)

رعایت تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے سے متعلق ایک حدیث :

۹۶۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کو قرآن عظیم پڑھا رہے تھے اس نے انما الصدقٰت للفقراء کو بغیر مد کے پڑھا فرمایا ماھکذا اقرأنیھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں نہ پڑھایا عرض کہ آپ کو کیا پڑھایا فرمایا انما الصدقٰت للفقرآء۔ مد کے ساتھ ادا کرکے بتایا۔ رواہ سعید بن منصور فی سننہ و الطبرانی فی الکبیر بسند صحیح۔ "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۱۰۳"

منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ اور ایسی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے۔ جب تک منہ صاف نہ کرلے اور دوسرے نمازی کو ایذا پہنچانی حرام ہے اور دوسرا نمازی نہ بھی ہو تو بدبو سے ملائکہ کو ایذا پہنچتی ہے۔

۹۷۔ حدیث میں ہے۔ ان الملئکۃ تتاذی بما یتأذی بہ بنو آدم۔

فرشتوں کو ان چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جن چیزوں سے بنی آدم کو تکلیف ہوتی ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۱۲۴" (مسلم اول، ص ۲۰۹۔ باب نہی من اکل ثوما الخ)

کوئی گناہ بعد توبہ باقی نہیں رہتا :

۹۸۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں التائب من الذنب کمن لاذنب لہ۔

گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کے مثل ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۵۴"۔ (ابن ماجہ، ۳۲۳۔ باب ذکر التوبۃ)

دوسرے کے یہاں جاکر بے اجازت و رضا خود امامت کے لئے بڑھنا منع ہے اس پر ایک حدیث :

۹۹۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایؤمن الرجل فی

سلطانہ. رواہ احمد و مسلم عن ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کوئی شخص دوسرے کے مقام اقتدار میں بلا اجازت ہرگز اس کی امامت نہ کرے۔ (مولف)

(مسلم اول، ص ۲۳۶۔ باب من احق بالامامۃ)

مہمان سے زیادہ میزبان مستحق امامت ہے:

۱۰۰۔ دوسری حدیث میں ہے من زار قوما فلا یؤمھم ولیؤمھم رجل منھم. رواہ احمد و ابوداؤد و الترمذی و النسائی عن مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو کسی قوم کی زیارت کو جائے تو وہ ان کی امامت نہ کرے بلکہ انھیں میں سے کوئی آدمی امامت کرے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۵۰"۔ (ابوداؤد اول، ص ۸۸ باب امامۃ الزائر)

بحالت جنابت صبح کرنے سے روزے میں کوئی خلل یا نقص نہیں آتا:

۱۰۱۔ احمد و بخاری و مسلم ام المومنین صدیقہ و ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصبح جنبا من الجماع ثم یغتسل و یصوم، زاد فی روایۃ فی رمضان۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں حالت جنابت میں صبح فرماتے پھر بعد میں غسل فرماتے اور روزہ دار رہتے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۵۲"۔ (بخاری ۱/ ۲۵۸ باب الصائم یصبح جنبا) (مسلم اول، ص ۳۵۴۔ باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات الخ)

تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی، اس پر ایک حدیث:

۱۰۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے بالشت بھر اوپر نہیں اٹھتی یعنی مردود ہے قبول بارگاہ کی طرف بلند نہیں کی جاتی۔ واحد منھم من ام قوما و ھم لہ کارھون۔

ان میں ایک وہ جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ ناراض ہوں۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۴۷"۔ (مصنف عبدالرزاق باب الآبق من سیدہ بیروت ۱۱/ ۲۴۷)

۱۰۳۔ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لایقبل اللہ منھم صلاۃ من تقدم قوما وھم لہ کارھون۔

تین شخص ہیں جن کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ایک وہ جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ

عنهما و فی الباب عن ابن عباس و عن عمرو بن حارث و عن جنادة بن امیة و عن ابی امامة الباهلی رضی الله تعالیٰ عنهم۔ (ابوداؤد اول، ص ۸۸، باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون)

زیادہ علم والے کی موجودگی میں کم علم والے کو امامت کرنا مکروہ ہے :

۱۰۴۔ حدیث میں ہے۔ ان سرکم ان تقبل صلاتکم فلیؤمکم علماء کم۔

اگر تمہیں اپنی نماز مقبول ہونا منظور ہے تو چاہئے کہ تمہارے علماء تمہاری امامت کریں۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن مرثد الغنوی رضی الله تعالیٰ عنه و فی الباب عن ابی عمرو عن ابی امامة الباهلی رضی الله تعالیٰ عنه۔ (کنزالعمال، ص ۳۸۳، ج ۷)

۱۰۵۔ دوسری حدیث میں ہے من ام قوما و فیهم اقراء منه لکتاب الله و اعلم لم یزل فی سفال الی یوم القیٰمة۔

جو کسی قوم کی امامت کرے اور ان میں وہ شخص موجود ہو جو اس سے زیادہ قاری قرآن وذی علم ہے وہ قیامت تک پستی و خواری میں رہے گا۔ اخرجه العقیلی عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۴۹"۔ (کنزالعمال، ص ۳۷۹، ج ۷)

بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام اور اس پر جری ہونا باعث عذاب ہے :

۱۰۶۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اجرؤکم علی الفتیا اجرؤکم علی النار۔

جو تم میں فتویٰ پر زیادہ بیباک ہے آتش دوزخ پر زیادہ جری۔ اخرجه الدارمی عن عبیدالله بن ابی جعفر مرسلا۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۵۳"۔ (کنزالعمال، ص ۱۰۶، ج ۱۰)

فاسق و فاجر کی امامت مکروہ تحریمی ہے :

۱۰۷۔ سنن ابن ماجہ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایؤمن فاجر مومنا الا ان یقهره بسلطانه یخاف سیفه او سوطه۔

ہرگز کوئی فاجر کسی مومن کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ وہ اسے اپنی سلطنت کے زور سے، مجبور کر دے کہ اس کی تلوار یا تازیانہ کا ڈر ہو۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۵۵"۔ (ابن ماجہ ا ر ۷۷، باب،

اندھے عالم کی امامت جائز ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے ابن ام مکتوم کو نیابت امامت عطا فرمائی:

۱۰۸۔ اخرج احمد و ابوداؤد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استخلف ابن ام مکتوم علی المدینۃ مرتین یصلی بھم وھو اعمیٰ۔

یعنی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سفر کو تشریف لے جاتے) دوبار مدینہ طیبہ پر نیابت عطا فرمائی کہ باقی ماندہ لوگوں کی امامت کرتے۔ "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۱۶۲"۔ (ابوداؤد اول، ص ۸۸۔ باب امامۃ الاعمیٰ)

تین شخص لعنت الٰہی کے مستحق ہیں:

۱۰۹۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لعنھم اللہ من تقدم قوما وھم لہ کارھون و امراۃ باتت و زوجھا علیھا ساخط و رجل سمع حی علی الصلاۃ و حی علی الفلاح فلم یجب۔

تین شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ایک وہ کہ لوگوں کی امامت کو کھڑا ہو جائے اور وہ اس سے ناخوش ہوں دوسری وہ عورت کہ رات گزارے اس حالت میں کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہے تیسرا وہ شخص کہ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح سنے اور نماز کو حاضر نہ ہو۔ رواہ الحاکم فی المستدرک۔ "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۱۶۳"۔ (ترمذی اول، ص ۸۳، باب ماجاء من ام قوما وھم لہ کارھون)

فجر و ظہر میں طوال مفصل، عصر و عشاء میں اوساط کا پڑھنا اگرچہ سنت ہے کما نص علیہ فی المتون مگر نہ ایسا ضروری کہ عذر سے بھی ترک نہ کیا جائے:

۱۱۰۔ صحیح حدیث سے ثابت کہ ایک بچہ جس کی ماں شریک جماعت تھیں، اس کے رونے کی آواز سن کر حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز صرف معوذتین سے پڑھائی۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۶۷"۔ (کنز العمال ۷/۳۸۱) (بخاری ۱/۹۸ باب من اخف الصلوٰۃ الخ)

ترتیب سے قرآن پڑھنے کے بارے میں ایک حدیث:

۱۱۱۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا ابتدأت سورۃ فاتمھا علی نحوھا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب کوئی سورت شروع کرو تو اس کو اسی ترتیب سے پوری کرو، ایک مرتبہ حضرت بلال رات کی نفل میں بے ترتیب قرآن پڑھ رہے تھے تو حضور نے سن کر یہ فرمایا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۹۹" رواہ ابو داؤد کما فی فتح القدیر۔

قرآن عظیم ٹھہر ٹھہر کر آہستگی تلاوت کرے کہ سامع چاہے تو ہر کلمے کو جدا جدا گن سکے، صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرأت مبارکہ ایسی ہی ہوتی تھی حدیث میں ہے۔

۱۱۲۔ روی ابو داؤد وغیرہ عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نعتت قراءۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مفسرۃ حرفا حرفا۔ الخ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرأت بہت عمدہ ہوتی اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ ہوتا (مولف) (ترمذی دوم، ص ۱۲۰، باب ماجآء کیف کان قراۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ترتیل وترسیل اور مدو وقف کی رعایت کے بغیر قرآن پڑھنا منع ہے:

۱۱۳۔ حدیث میں ہے لا تنثروہ نثر الدقل و لا تھذوہ ھذا الشعر قفوا عند عجائبہ حرکوہ بہ القلوب ولایکن ھم احدکم آخر السورۃ۔

یعنی قرآن کو سوکھے چھواروں کی طرح نہ جھاڑو (جس طرح ڈالیاں ہلانے سے خشک کھجوریں جلد جلد جھڑ جھڑ پڑتی ہیں) اور شعر کی طرح سے گھاس نہ کاٹو عجائب کے پاس ٹھہرتے جاؤ اور اپنے دلوں کو اس سے تدبر سے جنبش دو اور یہ نہ ہو کہ سورت شروع کی تو اب دھیان اسی میں لگا ہے کہ کہیں جلد اسے ختم کریں۔ رواہ ابوبکر الاجری فی کتاب حملۃ القرآن و عن طریقۃ البغوی فی المعالم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قولہ والدیلمی مثلہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و العسکری فی المواعظ من حدیث امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ انہ سئل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن قولہ ورتل القرآن ترتیلا قال فذکرہ۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۰۳"

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باجازت حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قوم کی امامت فرماتے۔

۱۱۴۔ ... محمود بن الربیع

الانصاری حدثه ان عتبان بن مالك وهو من اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ممن شهد بدرا من الانصار انه اتی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال یا رسول الله انی قد انکرت بصری و انا اصلی لقومی. الحدیث۔

حضرت عتبان بن مالک انصاری وہ صحابی رسول ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے انہوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ میری آنکھیں جاچکی ہیں اور میں اپنی قوم کی امامت کرتا۔ (ل۔ پھر آگے حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ یارسول اللہ بارش وغیرہ ہو جائے تو میرا حاضر ہونا مشکل ہو جاتا ہے لہذا آپ تشریف لے چلیں تاکہ میں آپ کی جائے سجدہ کو مصلیٰ بنالوں۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۱۶۱"۔ (بخاری اول، ص ۶۰، باب المساجد فی البیوت)

فرض اور سنت نمازوں کے درمیان کچھ نہ کچھ فاصلہ ہونا چاہئے حدیث میں ہے:

۱۱۵۔ اخرج الامام ابو داؤد فی سننه و الحاکم فی المستدرك عن ابی رمثة رضی الله تعالیٰ عنه قال صلیت هذه الصلاة اومثل هذه الصلاة مع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال و کان ابوبکر و عمر یقومان فی الصف المقدم عن الامام و کان رجل قد شهد التکبیرة الاولیٰ من الصلاة یشفع فوثب الیه عمر فاخذ بمنکبیه فهزه ثم قال اجلس فانه لم یهلك اهل الکتاب الا انهم لم یکن بین صلاتهم فصل فرفع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بصره فقال اصاب الله بك یا ابن الخطاب۔

حضرت ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ یہ نماز یا اس کے مثل نماز پڑھی اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اگلی صف میں تھے اور ایک آدمی تکبیر اولیٰ میں شریک تھا بعد میں دو رکعت نماز کے لئے فوراً کھڑا ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر ان کا مونڈھا پکڑ کر ہلایا اور فرمایا بیٹھ جاؤ کیونکہ اہل کتاب اس لئے ہلاک ہوئے کہ وہ نماز کے درمیان فصل نہیں کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نگاہ رحمت اٹھا کر فرمایا اے عمر تجھے اللہ تعالیٰ نے درستگی دی ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۱۷۸"۔ (ابوداؤد اول، ص ۱۴۴، باب فی الرجل یتطوع فی مکانه)

جماعت میں جو شخص افضل و بہتر ہو وہ امامت کرے حدیث میں ہے:

۱۱۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان سرکم ان یقبل الله صلاتکم

فلیؤمکم خیار کم فانھم وفد کم فیما بینکم و بین ربکم. رواہ الحاکم فی المستدرک۔

اگر تمہیں خوش آئے کہ خدا تمہاری نماز کو قبول کرے تو چاہئے کہ تمہارے بہتر تمہاری امامت کریں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۷۲"۔ (کنز العمال، ص ۳۸۳۔ ج ۷)

ذوالوجہین کو قیامت میں آگ کی زبانیں دی جائیں گی:

۱۱۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ذوالوجھین (یعنی جو سنیوں میں سنی اور وہابیوں میں وہابی اور رافضیوں میں رافضی بنے وغیرہ) کو قیامت میں دو زبانیں آگ کی دی جائیں گی۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۷۳"

نشہ والی چیزیں حرام ہیں:

۱۱۸۔ صحیح حدیث میں ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز کہ نشہ لائے اور ہر چیز کہ عقل میں فتور ڈالے حرام فرمائی۔ رواہ الامام احمد وابوداؤد عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۸۱"۔ (ابوداؤد دوم، ص ۵۱۹۔ باب ماجاء فی السکر)

بدمذہبوں کی صحبت سے بچنے کی تاکید پر ایک حدیث:

۱۱۹۔ صحیح مسلم شریف میں ہے۔ ایاکم وایاھم لایضلونکم و لا یفتنونکم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایسے شخص کی صحبت سے دور بھاگو اسے اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دے فتنہ میں نہ ڈال دے۔ (مسلم اول، ص ۱۰، باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ)

ہر حاکم سے اس کے محکوم کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائیگا حدیث میں ہے۔

۱۲۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ۔

تم سب اپنے متعلقین کے سردار و حاکم ہو اور ہر حاکم سے روز قیامت اس کی رعیت کے باب میں سوال ہوگا۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۸۸"۔ (بخاری دوم، ص ۱۰۵۷ کتاب الاحکام باب قول اللہ اطیعوا اللہ الخ)

مظلم فاسق فاجر اور مرتکب کبیرہ ہے۔

۱۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ملعون من یعمل عمل قوم لوط۔ ملعون ہے جو قوم لوط کا کام کرے۔ رواہ احمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۱۹۰"۔ (کنزالعمال، ص ۵۸، ج ۲۱)

چور کے بارے میں ایک حدیث:

۱۲۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یسرق السارق حین یسرق وھو مومن۔

چور چوری کرتے وقت ایمان سے الگ ہوتا ہے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۱۹۳" (بخاری ۲/ ۸۳۶ کتاب الاشربۃ)

علماء نائبین انبیاء ہیں:

۱۲۳۔ صحاح کی حدیث ہے العلماء ورثۃ الانبیاء۔

علماء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۱۹۵"۔ (ابن ماجہ، ص ۲۰ باب فضل العلماء و الحث علی طلب العلم)

جہنمیوں کے کتے:

۱۲۴۔ حدیث میں ہے اصحاب البدع کلاب اھل النار۔

بدمذہب لوگ جہنمیوں کے کتے ہیں۔ دار قطنی۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۱۹۶"۔ (کنزالعمال، ص ۱۹۵، ج ۱)

جزاء سیئہ سے متعلق ایک حدیث:

۱۲۵۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کما تدین تدان۔

جیسا تو اوروں کے ساتھ کرے گا ویسا ہی اللہ تیرے ساتھ کرے گا۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۱۷"۔ (کنزالعمال، ص ۱، ج ۲۱)

اللہ و رسول اور مسلمانوں کے خائن کے بارے میں ایک حدیث:

۱۲۶۔ حاکم صحیح مستدرک میں ہے اور ابن عدی و عقیلی و طبرانی و خطیب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استعمل رجلاً من عصابۃ و فیھم من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ و المومنین۔

جس نے کسی جماعت سے ایک شخص کو کام پر مقرر کیا اور ان میں وہ شخص موجود تھا جو اس سے زیادہ اللہ کو پسند ہے تو اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کی خیانت کی۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۱۲"۔ (کنز العمال، ص ۱۲ اج ۶) (الترغیب و الترهیب ۳/۹۷ الترهیب من ولی شیا الخ)

جس امام سے مقتدی اس کے کسی عیب کی وجہ سے ناراض ہوں اس کی نماز قبول نہیں ہوتی :

۱۲۷۔ حدیث میں ارشاد فرمایا۔ ثلثة لاترفع صلاتهم فوق آذانهم شبرا وعدمنهم من ام قوماوهم له كارهون۔

تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے بالشت بھر بھی اونچی نہیں ہوتی یعنی بارگاہ عزت تک تو رسائی بڑی چیز ہے ایک وہ جو کچھ لوگوں کی امامت کرے اور وہ لوگ اس سے ناراض ہوں یعنی اس میں کسی قصور شرعی کے سبب۔" فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۲۲۴"۔ (ابن ماجہ ۱/۶۹ باب من ام قوما وهم الخ)

کسی کو ایسے گناہ پر عار دلانا جائز نہیں جس سے وہ توبہ کر چکا ہے :

۱۲۸۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من عير اخاه بذنب لم يمت حتى يعمله و فی رواية بذنب تاب منه وبه فسر ابن منيع۔

جو کسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب لگانے والا نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ رواه الترمذی و حسنه عن معاذ بن جبل رضی الله تعالیٰ عنه۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۲۵"۔ (ترمذی دوم، ص ۷۷، باب من ابواب صفة القيمة)

متشابہات میں تکلم گمراہی ہے، بوجہ اندیشہ بدمذہبی صبیغ نامی شخص سے مسلمانوں کو ترک تعلق کا حکم فاروقی :

۱۲۹۔ امیر المومنین غیظ المنافقین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب صبیغ سے جس پر بوجہ بحث متشابہات بدمذہبی کا اندیشہ تھا بعد ضرب شدید توبہ لی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان بھیجا کہ مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھیں اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو نہ جائیں مر جائے تو اس کے جنازے پر حاضر نہ ہوں۔ بتعمیل حکم احکم ایک مدت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا سب متفرق ہو جاتے جب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرضی بھیجی کہ اب اس کا حال اچھا ہو گیا اس

وقت اجازت فرمائی۔

اخرج نصر المقدسی فی کتاب الحجۃ و ابن عساکر عن ابی عثمان النہدی عن صبیغ انہ سأل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن المرسلات و الذاریات و النازعات فقال لہ عمر الق ماعلی راسک فاذا لہ ضفیرتان قال لو وجدتک محلوقا لضربت الذی فیہ عیناک ثم کتب الی اہل البصرۃ ان لاتجالسوا صبیغا قال ابوعثمن فلو جاء و نحن مائۃ تفرقنا عنہ۔

صبیغ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے المرسلات، والذاریات اور والنازعات کے بارے میں پوچھا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ جو تمہارے سر پر ہے اسے ڈال دو یعنی سر ننگا کر کے دکھاؤ جب اس نے سر ننگا کیا تو اس کے سر پر دو زلفیں تھیں یہ دیکھ کر حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر تیرا سر منڈا ہوا پاتا تو تیری گردن مار دیتا۔ (کیونکہ اس سے تیری شناخت ہو جاتی کہ تو اس گمراہ فرقہ سے ہے جس کی حضور نے خبر دی ہوئی ہے) پھر اہل بصرہ کو لکھا کہ صبیغ سے میل جول نہ کریں، ابو عثمان نے کہا کہ اگر ہم لوگ سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا تو سب متفرق ہو جاتے۔ (مولف)

بد مذہبی کا اندیشہ بھی موجب ترک مجالست و ترک انفاق و احسان ہے:

۱۳۰۔ اخرج ابوبکر بن الانباری فی کتاب المصاحف و ابن عساکر عن محمد بن سیرین قال کتب عمر بن الخطاب الی ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان لاتجالسوا صبیغا و ان یحرم عطاؤہ و رزقہ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ صبیغ سے مجالست نہ کریں وہ عطیہ و وظیفہ جو دیتے ہو اس سے محروم کر دیا جائے۔ (مولف)

۱۳۱۔ اخرج المقدسی فی الحجۃ عن اسحاق بن بشر القریشی قال اخبرنا ابن اسحاق او ابواسحاق قال کتب ای امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی ابی موسیٰ اما بعد فان الاصبغ بن علیم التمیمی تکلف ما کفی وضیع ما ولی فاذا جاء ک کتابی ھذا فلا تبا یعوہ و ان مرض فلا تعودوہ و ان مات فلا تشھدوہ قال فکان الاصبغ یقول قدمت البصرۃ فاقمت بھا خمسۃ و عشرین یوما و ما من غائب احب الی ان [illegible] فاتیت ابا موسیٰ وھو علی

المنبر فسلمت عليه فاعرض عنی فقلت ایها المعرض انه قد قبل التوبة من هو خیر منك و من عمر وانی اتوب الی الله عزوجل مما اسخط امیر المومنین و عامة المسلمین فكتب بذلك الی عمر فقال صدق اقبلوا من اخیكم۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ اصبغ بن علیم تیمی نے تکلف کیا جو اسے کافی تھا اور اسے ضائع کر دیا جو اس کے قریب تھا جب میرا یہ خط تم کو مل جائے تو اس سے خرید و فروخت نہ کرنا، وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرنا، اور اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں حاضر نہ ہونا، راوی نے کہا کہ اصبغ کہا کرتا تھا کہ میں بصرہ آیا وہاں پر پچیس دن رہا تو ان ایام سے میرے لئے موت بہتر تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے توبہ کی توفیق دی اور اس کے دل میں ڈال دیا تو ابو موسیٰ اشعری کے پاس آکر انہیں سلام کیا جب کہ وہ منبر پر تھے انہوں نے مجھ سے اعراض کیا میں نے کہا اے روگردانی کرنے والے بیشک اس نے توبہ قبول کرلی ہے جو تم سے اور عمر سے بہتر ہے اور میں توبہ کرتا ہوں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس جرم سے جس سے امیر المومنین اور عامہ مسلمان ناراض ہیں اس کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر کو یہ واقعہ لکھا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا اب اپنے بھائی کی بات قبول کر دیا اب اپنے بھائی کی طرف التفات کرو۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۱۳"

۱۳۲۔ واخرج الدارمی و نصرو الاصبهانی كلاهما فی الحجة و ابن الانباری فی المصاحف واللالكائی فی السنة و ابن عساكر فی التاریخ عن سلیمان بن یسار ان رجلاً من بنی تمیم یقال له صبیغ بن عسل قدم المدینة و كان عنده كتب فكان یسأل عن متشابه القرآن فبلغ ذلك عمر رضی الله تعالیٰ عنه فبعث الیه وقد اعدله اعراجین النخل فلما دخل علیه قال من انت قال انا عبدالله صبیغ قال عمر رضی الله تعالیٰ عنه و انا عبدالله عمر و اؤما الیه فجعل یضربه بتلك العراجین فما زال یضربه حتی شجه و جعل الدم یسیل علی وجهه فقال حسبك یا امیر المومنین والله فقد ذهب الذی اجد فی راسی۔

بنو تمیم کا ایک آدمی جس کو صبیغ بن عسل کہا جاتا تھا مدینہ منورہ آیا اس کے پاس کچھ کتابیں تھیں اور وہ متشابہات قرآن کے بارے میں سوال کرتا تھا جب یہ خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے اس کو بلا بھیجا اور اس کے لئے کھجور کی شاخوں کا ایک گچھا تیار کیا جب صبیغ حضرت عمر کے حضور [illegible] تو کون ہے اس نے کہا میں اللہ کا بندہ

صبیغ ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اور میں اللہ کا بندہ عمر ہوں اور اس کی طرف اشارہ کیا پھر شاخہائے کھجور سے مارتے رہے یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گیا اور اس کے چہرے پر سے خون بہنے لگا تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین بس کیجئے بخدا میں جو اپنے دماغ میں پاتا تھا وہ جا چکا۔

(مولف) (سنن الدارمی باب من هاب الفتیاء و کره الخ ملتان ۱/ ۵۱)

۱۳۳۔ واخرج الدارمی و ابن عبدالحکیم و ابن عساکر عن مولیٰ ابن عمر ان صبیغ العراقی جعل یسأل عن اشیاء عن القرآن فی اجناد المسلمین (وساق الحدیث الی ان قال) فارسل عمر الی یطلب الجرید فضربه بها حتی ترك ظهره و برة ثم ترکه حتی بریٔ ثم عادله ثم ترکه حتی بریٔ ثم دعا به لیعود به فقال صبیغ یا امیرالمومنین ان کنت ترید قتلی فاقتلنی قتلا جمیلا و ان کنت ترید تداوینی فقد والله برأت فاذن له الی ارضه و کتب له الی ابی موسیٰ الاشعری ان لایجالسه احد من المسلمین فاشتد ذلك علی الرجل فکتب ابوموسیٰ الاشعری الی عمر ان قد حسنت هیأته فکتب انا ایٔذن للناس فی مجالسته۔

صبیغ عراقی قرآن کی کچھ آیتوں کے بارے میں جماعت مسلمین سے سوال کیا کرتا تھا، مولیٰ ابن عمر نے کہا کہ حضرت عمر نے مجھے کھجور کی ٹہنی ڈھونڈنے کے لئے بھیجا پھر اس سے مارتے رہے یہاں تک اس کی پیٹھ پر آبلے پڑ گئے پھر اسے اچھا ہونے تک چھوڑے رکھا پھر دوبارہ مارا اور اچھا ہونے تک چھوڑے رکھا پھر سہ بارہ مارنے کے لئے بلایا تو صبیغ نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ مجھے قتل کر دینا چاہتے ہیں تو مجھے یکدم قتل کر دیں اور اگر میرا علاج چاہتے ہیں تو بخدا میں اچھا ہو گیا ہوں اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے ملک میں جانے کی اجازت دے دی اور ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص اس کے پاس نہ بیٹھے یہ بات اس آدمی پر شاق ہوئی اور ابو موسیٰ اشعری نے عمر فاروق کو لکھا کہ اب اس کی حالت اچھی ہو گئی ہے تو حضرت عمر نے لکھا کہ اب میں لوگوں کو اس سے مجالست کی اجازت دیتا ہوں۔

(مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۲۱۳"۔ (سنن الدارمی باب من هاب الفتیا و کره الخ ملتان ۱/ ۵۱)

بد گمانی حرام ہے حدیث میں ہے:

۱۳۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بئس مطیة الرجل زعموا۔ رواہ احمد و ابوداؤد عن حذیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آدمی کی کتنی بری بربادی یعنی گنہگاری ہے زعموا کہنا (یعنی بے ثبوت شرعی افواہ پر اعتماد کرکے کسی کے متعلق غلط رائے قائم کرلینا موجب گناہ ہے)۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۳۰"۔ (ابوداؤد دوم، ص ۶۷۹۔ باب فی الرجل یقول زعموا)

تین شخصوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتی ہیں:

۱۳۵۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثة لاترفع صلاتهم فوق رؤسهم شبرا رجل ام قوما وهم له كارهون و امراة باتت و زوجها عليها ساخط و اخوان متصارمان۔ رواه ابن ماجة و ابن حبان عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما بسند حسن۔

تین شخصوں کی نماز ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی، ایک وہ آدمی جو ایسی قوم کی امامت کرے جو اس کو برا جانے اور ایک وہ عورت کہ جس نے رات گزاری اس حال میں کہ اس کا شوہر ناخوش رہا اور آپس میں قطع تعلق کرنے والے دو بھائی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۳۲"۔ (ابن ماجہ، ص ۶۹۔ باب من ام قوما و هم له كارهون)

۱۳۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثة لا يقبل الله منهم صلاة من تقدم قوما و هم له كارهون و رجل ياتي (اتى) الصلاة دبارا و الدبار ان ياتيها بعد ان تفوته۔ و رجل اعتبد محررا (محرره) رواه ابوداؤد و ابن ماجة عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما۔

تین آدمیوں کی نماز قبول بارگاہ نہیں ہوتی ایک وہ جو ایسے لوگوں کی امامت کرے اس کو جو برا جانیں اور ایک آدمی وہ جو نماز قضا کرکے پڑھے اور ایک وہ شخص جو آزاد آدمی کو غلام بنائے۔

"فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۳۳"۔ (ابوداؤد اول، ص ۸۸، باب الرجل يؤم القوم و هم له كارهون)

قرب قیامت لوگ جاہلوں کو سردار اور مفتی بنالیں گے۔ حدیث میں ہے:

۱۳۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اتخذ الناس رؤسا جهالا فاسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا و اضلوا۔

لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے وہ بے علم فتویٰ دیں گے آپ بھی گمراہ ہوئے اوروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ رواه الائمة احمد و البخاري و مسلم و الترمذي و ابن ماجة عن عبدالله بن عمرو رضي الله تعالىٰ عنهما۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۳۳"۔ (بخاری اول، ص [illegible] باب کیف یقبض العلم)

ظالم کی امداد واعانت حرام ہے حدیث میں ہے:

۱۳۸۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من مشی مع ظالم وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام۔

جو دانستہ کسی ظالم کی مدد کو چلے وہ اسلام سے نکل جائے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر و الضیأ فی صحیح المختارۃ عن اوس بن شرحبیل الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔" فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۳۴"۔ (کنز العمال، ص ۲۸۳، ج ۳)

محبوب شی کا ذکر زیادہ ہوتا ہے حدیث میں ہے:

۱۳۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب شیأ اکثر من ذکرہ۔

جو کسی سے محبت رکھتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ رواہ ابونعیم ثم الدیلمی عن مقاتل بن حیان عن داؤد بن ابی ھند عن الشعبی عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ثلاثتہم من رجال مسلم و الاربعۃ۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۲۰"۔ (کنز العمال، ص ۳۸۱، ج ۱)

کفار و مشرکین اور بدمذہبوں کی تردید جائز ہے:

۱۴۰۔ صحیح بخاری میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد کریم مدینہ طیبہ میں منبر بچھاتے کہ وہ اس پر کھڑے ہو کر مشرکین کا رد فرماتے۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۵۱" (بخاری ۲/ ۹۰۹ باب ھجأ المشرکین)

بے وجہ شرعی تین دن سے زیادہ مسلمانوں سے قطع تعلق حرام ہے۔ حدیث میں ہے:

۱۴۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایحل للرجل ان یھجر اخاہ فوق ثلث لیال یلتقیان فیعرض ھذا و یعرض ھذا و خیرھما الذی یبدأ بالسلام۔

آدمی کو حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے راہ میں ملیں تو یہ ادھر منہ پھیر لے وہ ادھر منہ پھیر لے اور ان میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے یعنی ملنے کی پہل کرے۔ رواہ الشیخان عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بخاری دوم، ص ۸۹۷ باب الھجرۃ)

۱۴۲۔ دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یحل لمومن ان یھجر مومنا فوق ثلث فان مرت بہ ثلث فلیلقہ فلیسلم علیہ فان رد علیہ السلام فقد اشترکا فی الاجر فان لم یرد علیہ فقد باء بالاثم و خرج المسلم من الھجرۃ۔

کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ کسی مسلمان سے تین رات سے زیادہ قطع تعلق کرے جب

تین راتیں گزر جائیں تو لازم ہے کہ اس سے ملے اور اسے سلام کرے اگر سلام کا جواب دے تو دونوں ثواب میں شریک ہوں گے اور وہ جواب نہ دے گا تو سارا گناہ اسی کے سر رہا یہ سلام کرنے والا قطع کے وبال سے نکلے گا۔ رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(ابوداؤد دوم، ص ۶۷۳۔باب فی ھجرۃ الرجل اخاہ)

۱۴۳۔ تیسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلث فمن ھجر فوق ثلث فمات دخل النار۔

مسلمان کو حرام ہے کہ مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے جو تین رات سے زیادہ چھوڑے اور اسی حالت میں مرے وہ جہنم میں جائے گا۔" فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۲۵۲"۔(ابوداؤد دوم، ص ۶۷۳ باب فی ھجرۃ الرجل اخاہ)

صرف پائجامہ یا لنگی پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے:

۱۴۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایصلین احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقہ منہ شیء۔

ہرگز تم میں کوئی شخص ایک ہی کپڑا پہن کر نماز نہ پڑھے کہ کندھے پر اس کا کوئی حصہ نہ ہو۔ رواہ الشیخان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(بخاری اول، ص ۵۲۔باب اذا صلی فی الثوب الواحد الخ)

۱۴۵۔ خطیب بغدادی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الصلاۃ فی السراویل۔

یعنی فقط پائجامہ سے نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ (کنز العمال، ص ۲۱۷، ج ۷)

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے حدیث میں ہے:

۱۴۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاصلاۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب۔

یعنی بے سورہ فاتحہ کے نماز ناتمام ہے۔ رواہ الائمۃ احمد و الستۃ عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔"فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۸۰"۔(مسلم اول، ص ۱۶۹۔باب وجوب قرآۃ الفاتحۃ الخ)

۱۴۷۔ حدیث میں ہے۔ امر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ببناء المساجد فی الدور و ان تنظف و تطیب۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محلوں بستیوں میں مسجدیں بنانے اور صاف ستھری رکھنے کا حکم فرمایا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۹۶"۔ (ابوداؤد اول، ص ۶۶، باب اتخاذ المساجد فی الدور)

مسلمان سے بے وجہ شرعی کینہ و بغض رکھنا حرام ہے:

۱۴۸۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتباغضوا و لا تحاسدوا و لاتدابروا و کونوا عباداللہ اخوانا۔

آپس میں نہ بغض و حسد رکھو اور نہ ایک دوسرے کو پشت دو بلکہ اللہ کے مخلص بندے اور آپس میں بھائی ہو جاؤ۔ (مولف) (بخاری دوم، ص ۸۹۶ باب قولہ یاایھاالذین آمنوا و اجتنبوا الخ)

مومن فحش گو نہیں ہوتا ہے:

۱۴۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس المؤمن بالطعان و لاالفحاش۔

مسلمان نہیں ہوتا بہت طعنہ کرنے والا نہ بے حیا فحش گو۔ (مولف) یعنی مسلمان کو ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ (ترمذی دوم، ص ۱۸ باب ماجاء فی اللعنۃ)

حیا ایمان کی نشانی ہے:

۱۵۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الحیاء من الایمان و البذاء من النفاق۔

حیا جزو ایمان ہے اور بے ہودہ اور فحش گوئی جزو نفاق۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۱۱"۔ (ترمذی دوم، ص ۲۲، باب ماجاء فی العی)

تین شخصوں کی نمازیں قبول نہ ہونے پر تین حدیثیں:

۱۵۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایما رجل ام قوما وھم لہ کارھون لم تجز صلاتہ اذنیہ. رواہ الطبرانی فی الکبیر عن طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو آدمی کچھ لوگوں کی امامت کرے اور وہ لوگ اس سے ناراض ہوں تو اس کی نماز اس کے

کانوں سے متجاوز نہیں ہوتی ۔ یعنی جب کہ ناگواری و ناراضی بوجہ شرعی ہو۔ **(مولف)**
(کنزالعمال، ص ۷۸ ۳، ج ۷)

۱۵۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **ثلثة لایقبل الله منهم صلاة و لاتصعد الى السمأء و لا تجاوز رؤسهم رجل ام قوما وهم له كارهون و رجل صلى على جنازة و لم يؤمر و امرأة دعاها زوجها من الليل فابت عليه. رواه ابن خزيمة عن عطأ بن دينار و بسند آخر عن انس بن مالك متصلا رضى الله تعالىٰ عنه۔**

تین آدمیوں کی نماز نہ قبول ہوتی ہے نہ آسمان پر چڑھتی ہے اور نہ اس کے سروں سے متجاوز ہوتی ہے ایک وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کرے اور لوگوں کو اس کی امامت ناگوار ہو۔ اور ایک وہ آدمی جو بغیر اجازت کے نماز جنازہ پڑھائے اور ایک وہ عورت کہ اس کا شوہر رات کو اسے بلائے اور وہ انکار کر دے۔ (مولف) (کنزالعمال، ص ۳۸، ج ۲۱)

۱۵۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **ثلثة لا تجاوز صلاتهم اذانهم العبد الأبق حتى يرجع و امرأة باتت و زوجها عليها ساخط و امام قوم وهم له كارهون.** رواه الترمذى عن ابى امامة رضى الله تعالىٰ عنه و قال حسن غريب۔

تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے متجاوز نہیں ہوتی بھاگے ہوئے غلام کی یہاں تک کہ وہ واپس آجائے اور ایک وہ عورت جس پر اس کا شوہر رات بھر ناراض رہے اور قوم کا وہ امام جسے وہ لوگ برا جانیں۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۳۳"۔ (ترمذی اول، ص ۸۳، باب ماجأ من ام **قوما وهم له كارهون)**

ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں ہوتا :

۱۵۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **الولد للفراش و للعاهر الحجر۔**
بچہ بچھونے والے کا اور زانی کے لئے پتھر۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۴۲" (بخاری اول، ص ۲۷۶، باب تفسير المشبهات الخ)

اپنے گھر کے قریب جو مسجد ہو اس میں نماز پڑھی جائے :

۱۵۵۔ حدیث میں ہے۔ لاصلاة لجار المسجد الا فى المسجد۔

یعنی پڑوس کی مسجد میں نماز پڑھی جائے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۶۳"۔

تعارف

النهی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید

(دشمن تقلید کے پیچھے نماز ادا کرنا سخت منع ہے)

۱۰، شوال ۱۳۰۵ھ کو سوال پیش ہوا کہ غیر مقلد کی اقتداء میں نماز درست ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ :-

بلا شبہ غیر مقلد کے پیچھے نماز مکروہ و ممنوع اور لازم الاحتراز ہے، انہیں باختیار خود امام کرنا تو ہرگز کسی سنی و محب سنت کار بدعت کا کام نہیں، اور جہاں وہ امام ہوں اور منع پر قدرت نہ ہو تو سنی کو چاہئے کہ دوسری جگہ صحیح العقیدہ امام کی اقتداء کرے حتی کہ جمعہ میں بھی جب کہ اور جگہ مل سکے۔ اور اگر مجبوری ان کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد حال کھلا تو نماز پھیر لے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اگرچہ مدت گزر چکی ہو۔

پھر پانچ دلیلوں سے اس مسئلہ کو روشن و مبرہن کیا ہے۔

اور اس رسالے میں ایک مقدمہ قائم کیا گیا ہے جس میں غیر مقلدین کی بدعات و خرافات کا اجمالی طور پر جائزہ لیا گیا ہے اور غیر مقلدیت کی تاریخ و تولید اور اس کے مظالم و فتنے پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ یہ فرقہ ضالہ مضلہ ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن رہا، حقائق اور صداقتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے مسلمانان عالم پر کفر و شرک کا حکم عائد کیا اور ان کا قتل عام کیا، جب کہ ابن عبدالوہاب نجدی کی کوکھ سے جنم لینے والا یہ فرقہ باطلہ خود بحکم حدیث و فقہ گمراہ و گمراہ گر، بدعتی اور جہنمیوں کے کتے بلکہ کافر و مرتد ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس رسالے میں مقصود یہی ظاہر کرنا ہے کہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز ناروا ہے، اس کے ضمن میں ان کے بعض عقائد و احوال، مکائد و مظالم اور دیگر فوائد نافعہ بھی سلک تحریر میں آئے ہیں۔

اور یہ رسالہ جہازی سائز کے ۳۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور اس میں ساٹھ حدیثیں زینت

تحریر ہیں۔

احادیث

النہی الاکید عن الصلوٰۃ و راء عدی التقلید

اولیاء اللہ سے متعلق چند احادیث کریمہ :

۱۵۶۔ حدیث بخاری فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصر به و یده التی یبطش بها و رجله التی یمشی بها (الی قوله تعالیٰ) و ما ترددت عن شیء انا فاعله ترددی عن قبض نفس المؤمن یکره الموت و انا اکره مسأته۔

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جب میں کسی بندے کو محبوب رکھتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (یہاں تک فرمایا) اور کسی کام میں مجھے تردد نہیں ہوتا جس کو میں کرتا ہوں مگر مومن کی موت کو برا سمجھنے میں کیونکہ میں اس کے اس برا سمجھنے کو برا جانتا ہوں۔ (مولف) (بخاری دوم، ص ۹۶۳، باب التواضع)

۱۵۷۔ حدیث مشہور۔ قم الی امش الیك و امش الی اهرول الیك. اخرجه احمد عن رجل من الصحابة و البخاری بمعناه عن انس و عن ابی هریرة والطبرانی فی الکبیر عن سلمان رضی الله تعالیٰ عنهم۔

تو میری جانب کھڑا ہو میں تیری طرف چلوں گا اور تو میری طرف چل کر آ میں تیری طرف لپک کر آؤں گا۔ (مولف) (مسند احمد، ص ۵۲۶، ج ۳)

۱۵۸۔ حدیث۔ و اذا احب الله عبدا لم یضره ذنب. اخرجه الدیلمی و الامام الاجل القشیری وابن النجار فی التاریخ عن انس رضی الله تعالیٰ عنه۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے تو کوئی گناہ اس کو ضرر نہیں دیتا ہے۔ (مولف) (گناہ ضرر نہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جب خدا کا محبوب ہو جاتا ہے تو اس سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوتا۔ (الرسالة القشیریة باب التوبة البابی. مصر، ص ۴۵)

۱۵۹۔ حدیث۔ الدنیا والاخرة حرام علی اهل الله. اخرجه فی مسند الفردوس

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اللہ والے پر دنیاو آخرت حرام ہے۔ یعنی وہ دنیاو عقبیٰ سے بے خبر ہو کر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اور اس کا دھیان وجود باری کے علاوہ کسی دوسری طرف نہیں رہتا۔ (مولف) (مسند الفردوس بما ثور الخطاب۔ حدیث۔ ۳۱۱۔ بیروت ۲/۲۳۰)

قرآن سات قرأت پر نازل ہوا۔

۱۶۰۔ حدیث میں ہے۔ انزل القرآن علی سبعة احرف لکل حرف منها ظهر و بطن و لکل حرف حد و لکل حد مطلع. اخرجه الطبرانی فی اکبر معاجیمه عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه۔

قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہر حرف کا ظاہر و باطن ہے اور ہر حرف کے لئے حد ہے اور ہر حد کے لئے مطلع۔ (مولف) (مشکوۃ اول، ص ۳۵، کتاب العلم الفصل الثانی)

عظمت اولیاء پر دو حدیثیں۔

۱۶۱۔ حدیث۔ قوله عزوجل اعطیهم من حلمی و علمی. اخرجه احمد و الطبرانی فی الکبیر و الحاکم فی المستدرک و البیهقی فی شعب باسناد صحیح عن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اولیاء کو اپنے حلم اور علم میں سے عطا فرماؤں گا۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں تمہارے بعد ایک ایسی امت کو پیدا کروں گا جب اسے بھلائی پہنچے گی تو اللہ کا شکر کرے گی اور اگر برائی پہنچے تو صبر کرے گی لیکن ان کے اندر نہ بردباری ہو گی نہ عقل تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا اے رب میرے جب اس کو بردباری اور عقل نہیں ہو گی تو ایسا کس طرح ہو گا یعنی وہ صبر اور شکر کس طرح کرے گی تو رب عزوجل نے فرمایا کہ میں انہیں اپنا حلم اور علم فرماؤں گا۔ (مولف) (مشکوۃ اول، ص ۱۵۲۔ باب البکاء علی المیت الفصل الثالث)

۱۶۲۔ حدیث۔ من زهد فی الدنیا علمه الله بلا تعلم و هداه بلا هدایة و جعله بصیرا و کشف عنه العمیٰ. اخرجه ابونعیم فی حلیة الاولیاء عن سید الاولیاء امیرالمومنین علی کرم الله تعالیٰ وجهه۔

جو دنیا سے بے رغبت ہو اللہ تعالیٰ اس کو بغیر سیکھے علم دیتا ہے اور بغیر ظاہری ہدایت کے

ہدایت دیتا ہے اور اس کو بصیر بنا دیتا ہے اور اس سے حجاب ہٹا دیتا ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۸۲۔ النہی الاکید"۔ (کنز العمال، ص ۱۱۳، ج ۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک حدیث:

۱۲۶۳۔ حدیث۔ دع عنك معاذا فان الله يباهي به الملئكةقاله لرجل قال له معاذ بن جبل رضى الله تعالىٰ عنه تعال حتى نؤمن ساعة فشكاه الرجل النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و قال اوما نحن بمومنين فقال له رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ذلك. اخرجه سيدى محمد بن على الترمذى عن معاذ رضى الله تعالىٰ عنه۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ معاذ کو چھوڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے فرشتوں میں مباہات فرماتا ہے جب کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے کہا کہ آؤ تاکہ تھوڑی دیر ایمان کی بات کریں تو اس آدمی نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی اور عرض کی کیا ہم مومن نہیں ہیں؟ تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آدمی سے یہ فرمایا، کہ معاذ کو چھوڑو کہ اللہ تعالیٰ ان سے فرشتوں میں مباہات فرماتا ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۸۳ النہی الاکید"۔ (نوادر الاصول الاصل الثانی و السبعون بیروت، ص ۱۰۱)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک حدیث:

۱۲۶۴۔ حدیث۔ كان عبدالله بن رواحة رضى الله تعالىٰ عنه اذا لقى الرجل من اصحاب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال تعال نؤمن بربنا ساعة فقال ذات يوم لرجل فغضب الرجل فجأ الى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال يا رسول الله الاترى الى ابن رواحة يرغب عن ايمانك الى ايمان ساعة فقال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يرحم الله ابن رواحة انه يحب المجالس التى يباهى به الملئكة. رواه احمد بسند حسن عن انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی صحابی رسول سے ملتے تو کہتے آؤ تاکہ تھوڑی دیر ایمان باللہ کی بات کریں لہذا عبداللہ بن رواحہ نے یہی بات ایک دن ایک صاحب سے کہی تو انہوں نے غصہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر عرض کی یا رسول اللہ آپ ابن رواحہ کو ملاحظہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ایمان سے ایمان ساعت کی طرف

روگردانی کر رہے ہیں تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابن رواحہ پر رحم فرمائے وہ تو ایسی مجلسوں کو محبوب رکھتا ہے جن پر فرشتے فخر و مباہات کرتے ہیں۔ (مولف)
(مسند احمد، ص۱۶۶، ج۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو طرح کے علوم و معارف حاصل کئے یعنی ظاہری و باطنی:

۱۶۵۔ حدیث ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعائین فاما احدھما فبثتہ و اما الاخری فلو بثتہ قطع ھذا البلعوم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو برتن محفوظ کئے یعنی علم اور ان میں سے ایک کو تو پھیلایا لیکن اگر دوسرا پھیلادوں تو میرا حلق کاٹ دیا جائے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج۳، ص ۲۸۴" "النھی الاکید۔ (بخاری اول، ص ۲۳، باب حفظ العلم)

خیار جماعت کو امام بنایا جائے اس پر ایک حدیث:

۱۶۶۔ حاکم مستدرک اور طبرانی معجم میں مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان سرکم ان تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم۔

اگر تمہیں اپنی نماز کا قبول ہونا خوش آتا ہو تو چاہئے جو تم میں اچھے ہوں وہ تمہارے امام ہوں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں۔ تمہارے اور رب کے مابین۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج۳، ص ۳۱۲۔ النھی الاکید"۔ (کنز العمال، ۷ / ۳۸۳)

گروہ وہابیہ نجد سے نکلا ہے اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجد کے لئے دعا نہیں فرمائی بلکہ صرف شام و یمن کے لئے دعا فرمائی۔

۱۶۷۔ صحیح بخاری شریف میں ہے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ و فی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل و الفتن و بھا یطلع قرن الشیطان۔

یعنی حضور سید عالم ... نے دعا فرمائی الٰہی ہمارے لئے برکت دے

ہمارے شام میں الٰہی ہمارے لئے برکت دے ہمارے یمن میں صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ اور ہمارے نجد میں، حضور نے دوبارہ وہی دعا کی الٰہی ہمارے لئے برکت کر ہمارے شام میں الٰہی ہمارے لئے برکت بخش ہمارے یمن میں، صحابہ نے پھر عرض کی یارسول اللہ اور ہمارے نجد میں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے گمان میں تیسری دفعہ پر حضور نے نجد کی نسبت فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے نکلے گی سنگت شیطان کی۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۸۵ النہی الاکید"۔ (بخاری اول، ص ۱۴۱، باب ماقیل فی الزلازل و الایات)

ایمان والوں کی موجودگی میں قیامت نہیں آئے گی بلکہ نرے کافروں پر قیامت آئے گی:

۱۶۸۔ حدیث صحیح مسلم۔ لایذھب اللیل و النھار حتی یعبد اللات و العزیٰ (الی قولہ) یبعث اللہ ریحا طیبۃ فتوفی کل من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان فیبقی من لا خیر فیہ فیرجعون الی دین آبائھم۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمانہ فنا نہ ہوگا جب تک لات و عزیٰ کی پرستش نہ ہو اور وہ یوں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھا لے گی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا انتقال کرے گا جب زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری ہو جائے گی۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۸۶ النہی الاکید"۔ (مسلم دوم، ص ۳۹۳ کتاب الفتن و اشراط الساعۃ)

قرب قیامت کے کچھ بے ایمان لوگوں کی نشانیاں:

۱۶۹۔ خیر البریہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یاتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من قول خیر البریۃ یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ لایجاوز ایمانھم حناجرھم۔

آخر زمانہ میں کچھ لوگ حدیث السن سفیہ العقل آئیں گے کہ اپنے زعم میں قرآن یا حدیث سے سند پکڑیں گے اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے ایمان ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ اخرجہ البخاری و مسلم و غیرھما عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ و اللفظ للبخاری فی فضائل القرآن من الجامع الصحیح۔ (بخاری دوم، ص ۷۵۶۔ باب من رایا بقراۃ القرآن۔ الخ)

کسی مومن و مسلم کی موجودگی میں قیامت نہیں آئے گی:

۱۷۰۔ احمد و مسلم و ترمذی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیا سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لاتقوم الساعۃ حتی لایقال فی الارض اللہ اللہ۔

قیامت نہ آئے گی جب تک کہ زمین میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے۔ (ترمذی دوم، ص ۴۳، باب ماجاء فی اشراط الساعۃ)

حدیثیں گڑھنے والا جہنم میں جائے گا:

۱۷۱۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متواتر حدیث میں ارشاد فرمایا من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۸۷ النہی الاکید"۔ (بخاری اول، ص ۲۱، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مسلم اول، ص ۷ باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہلاک کریں گے پھر امن واماں ہوگا اس کے بعد کافر، بدکار پر نفخ صور ہو کر قیامت آئے گی:

۱۷۲۔ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخرج الدجال فیمکث اربعین فیبعث اللہ عیسیٰ بن مریم فیھلکہ ثم یمکث فی الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوۃ ثم یرسل اللہ ریحا باردۃ من قبل الشام فلا یبقی علی وجہ الارض احد من فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیر او ایمان الاقبضتہ حتی لو ان احدکم دخل فی کبد جبل لدخلتہ حتی تقبضہ قال فیبقی شرار الناس فی خفۃ الطیر و احلام السباع لایعرفون معروفا و لاینکرون منکرا فیتمثل لھم الشیطٰن فیقول لاتستحیون فیقولون ماتأمرنا فیامرھم بعبادۃ الاوثان ثم ینفخ الصور۔ (رواہ مسلم)

یعنی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دجال نکل کر چالیس (راوی نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن فرمایا یا مہینے یا برس اور دوسری حدیث میں چالیس دن کی تصریح ہے پہلا دن سال بھر کا دوسرا ایک مہینہ کا تیسرا ایک ہفتہ کا باقی دن عام دنوں کی طرح۔ رواہ مسلم عن النواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل۔ منہ) تک ٹھہرے گا پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہم الصلاۃ والسلام کو بھیجے گا وہ اسے ہلاک کریں گے پھر سات برس تک لوگوں میں اس طرح تشریف رکھیں گے کہ کوئی دو شخص آپس میں عداوت نہ رکھتے ہوں گے اس کے بعد اللہ

تعالٰی شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا کہ روئے زمین پر جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا اس کی روح قبض کرلے گی یہاں تک کہ اگر تم میں کوئی پہاڑ کے جگر میں چلا جائے گا تو وہ ہوا وہاں جاکر بھی اس کی جان نکال لے گی اب بدترین خلق باقی رہ جائیں گے۔ فسق و شہوت میں پرندوں کی طرح ہلکے سبک اور ظلم و شدت میں درندوں کی طرح گراں و سخت جو اصلاً نہ کبھی بھلائی سے آگاہ ہوں گے نہ کسی بدی پر انکار کریں گے۔ شیطان ان کے پاس آدمی کی شکل بن کر آئے گا اور کہے گا تمہیں شرم نہیں آتی یہ کہیں گے پھر تو ہمیں کیا حکم کرتا ہے وہ انہیں بت پرستی کا حکم دے گا اس کے بعد نفخ صور ہو گا۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۸۶۔ النہی الاکید"۔ (مسلم دوم، ص ۴۰۳۔ باب ذکر الدجال)

امت مرحومہ ہرگز شرک اور غیر خدا کی پرستش نہ کرے گی:

۱۷۳۔ امام احمد مسند اور ابن ماجہ سنن اور حاکم مستدرک اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی امت کی نسبت فرماتے ہیں **اما انهم لايعبدون شمسا ولاقمرا ولاحجرا ولا وثنا ولكن يراؤن اعمالهم**

خبردار ہو بے شک وہ نہ سورج کو پوجیں گے نہ چاند کو نہ پتھر کو نہ بت کو ہاں یہ ہو گا کہ دکھاوے کے لئے اعمال کریں گے۔" فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۲۸۸، النہی الاکید"۔ (ابن ماجہ اوّل ص ۳۲۰، باب الریا والسمعۃ)

مومنین اہل عرب کے لئے خاص مژدہ ارشاد ہوا ہے کہ وہ ہرگز شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہوں گے اس مضمون پر چار احادیث طیبہ:

۱۷۴۔ امام احمد و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں **ان الشيطان قد يئس (ایس) ان يعبده المصلون في جزيرة العرب ولكن في التحريش بينهم**

بیشک شیطان اس سے ناامید ہو گیا ہے کہ جزیرۂ عرب کے نمازی اسے پوجیں ہاں ان میں جھگڑے اٹھانے کی طمع رکھتا ہے۔ (مسلم دوم ص ۳۷۶، باب تحریش الشیطان وبعثہ الخ)

۱۷۵۔ ابویعلی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں **ان الشيطان قد يئس ان تعبد الاصنام في ارض العرب**

ولکنه سیرضی منکم بدون ذلك بالمحقرات. الحدیث

یعنی شیطان یہ امید نہیں رکھتا کہ اب زمین عرب میں بت پوجے جائیں مگر وہ اس سے کم درجہ گناہ تم سے کرادینے کو غنیمت جانے گا جو حقیر و آسان سمجھے جاتے ہیں۔ واصله عند احمد والطبرانی بسند حسن (کنز العمال ص ۲۶۲ ج ۱۳)

۱۷۶۔ بیہقی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تذکیراً اور حضرت عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تقریراً راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وداع کرتے وقت ارشاد فرمایا **ان الشیطان قد یئس ان یعبد فی جزیرتکم هذه ولکن یطاع فیما تحتقرون من اعمالکم فقد رضی بذلك**

یعنی شیطان کو یہ امید نہیں کہ اب تمہارے جزیرے میں اس کی عبادت ہو گی ہاں ان اعمال میں اس کی اطاعت کرو گے جنہیں تم حقیر جانو گے وہ اسی قدر کو غنیمت سمجھتا ہے۔ (کنز العمال ص ۲۶۲ ج ۱۳)

۱۷۷۔ امام احمد حضرت عبادہ بن صامت و ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معاً راوی حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **ان الشیطان قد یئس ان یعبد فی جزیرة العرب.**

بیشک شیطان اس سے مایوس ہے کہ جزیرۂ عرب میں اس کی پرستش ہو۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۸۹ النهی الاکید" (مسلم دوم ص ۳۷۶، باب تحریش الشیطان وبعثه الخ) (کنز العمال ص ۲۶۲ ج ۱۳)

حجاز یعنی حرمین طیبین اور ان کے مضافات کی عظمت و برکت پر ایک حدیث:

۱۷۸۔ جامع ترمذی میں عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیة الی جحرها ولیعقلن الدین من (فی) الحجاز معقل الاروية (الاودیة) من (راس) الجبل.**

بیشک دین حجاز کی طرف ایسا سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بانبی کی طرف اور بیشک دین حرمین طیبین کو ایسا مسکن و مامن بنائے گا جیسے پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی کو (ترمذی دوم ص ۹۱، باب ماجاء ان الاسلام بدء غریبا الخ)

مدینہ امینہ دین متین کا اول و آخر ماویٰ و ملجا ہے

۱۷۹۔ [illegible] ان الایمان لیارز الی المدینة کما تارز الحیة الی جحرها

بیشک ایمان مدینے کی طرف یوں سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بانبی کی طرف۔ رواہ الائمۃ احمد و البخاری و مسلم و ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ وفی الباب عن سعد بن ابی وقاص وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۸۹ النھی الاکید" (بخاری اول ص ۲۵۲، باب الایمان یارز الی المدینۃ)

منافق و فاسق کو سردار وغیرہ کلمات تعظیم سے یاد کرنا منع ہے:

۱۸۰۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لاتقولوا للمنافق یا سید فانہ ان یکن سیدا فقد اسخطتم ربکم عزوجل**

منافق کو اے سردار کہہ کر نہ پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا۔ رواہ ابوداؤد والنسائی بسند صحیح۔ (ابوداؤد دوم ص ۶۸۰، باب لایقول المملوک ربی و ربتی)

۱۸۱۔ حاکم کے لفظ یہ ہیں **اذا قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربہ عزوجل**

جب کوئی شخص منافق کو اے سردار کہہ کر پکارے تو وہ بیشک اپنے رب عزوجل کو غضب میں لایا۔ قلت وھکذا اخرجہ البیھقی فی شعب الایمان۔ (کنز العمال ص ۳۲۶ ج ۳)

بدعتی کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی کہ وہ اسلام سے خارج ہے:

۱۸۲۔ بیہقی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لایقبل اللہ لصاحب بدعۃ صلاۃ ولا صوما ولا صدقۃ ولاحجا ولاعمرۃ ولا جھادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین۔**

اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ فرض نہ نفل بدمذہب اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال (کنز العمال ص ۱۹۷ ج ۱)

۱۸۳۔ امام دار قطنی و ابو حاتم محمد بن عبدالواحد اپنے جزو حدیثی میں ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **اصحاب البدع کلاب اھل النار**

اہل بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں (کنز العمال ص ۱۹۵، ج ۱)

قدریہ کے ساتھ مجالست اور ابتدا بالسلام جائز نہیں:

راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لاتجالسوا اهل القدر ولاتفاتحوهم**
قدریوں کے پاس نہ بیٹھو نہ ان سے سلام کلام کی ابتداء کرو۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۳ النهی الاکید" (ابوداؤد دوم ص ۶۳۹، باب فی ذراری المشرکین)

امام سردار ہوتا ہے اور مقتدی اس کے پیرو:

۱۸۵۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **انما جعل الامام لیؤتم به**
امام تو اسی لئے مقرر ہوا کہ اس کی پیروی کی جائے۔ رواه الائمة احمد والبخاری ومسلم وغیرهم عن ام المومنین الصدیقة وعن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنهما۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۲ النهی الاکید" (بخاری ۱/ ۹۵-۹۶، باب انما جعل الامام الخ)

آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو اہلبیت کو برا کہیں گے:

۱۸۶۔ عقیلی و ابن حبان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **ان الله اختارنی واختار لی اصحابا واصهارا وسیأتی قوم یسبونهم وینتقصونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولاتواکلوهم ولاتناکحوهم۔**
بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب و اصہار چن لئے اور قریب ایک قوم آئے گی کہ انھیں برا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ پانی پینا نہ کھانا کھانا نہ شادی بیاہت کرنا۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۳ النهی الاکید" (کتاب الضعفاء الکبیر (۱۵۳) احمد بن عمران الاخنسی بیروت ۱/ ۱۲۶)

خارجیوں نے کفار کے بارے میں اتری ہوئی آیتوں کو مومنین پر چسپاں کر دیں

۱۸۷۔ صحیح بخاری شریف میں تعلیقا اور شرح السنۃ امام بغوی و تہذیب الآثار امام طبری میں موصولا وارد **وکان ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما یری الخوارج شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المومنین**
یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو بدترین خلق اللہ جانتے کہ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں اتریں اٹھا کر مسلمانوں پر رکھ دیں۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۸۵ النهی الاکید" (بخاری دوم ص ۱۰۲۴، باب قتال الخوارج والملحدین الخ)

فاسقوں کی دوری سے اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہوتی ہے

۱۸۸۔ [illegible] مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تقربوا الی اللہ ببغض اھل المعاصی والقوھم بوجوہ مکفہرۃ والتمسوا رضا اللہ بسخطھم وتقربوا الی اللہ بالتباعد عنھم۔

اللہ کی طرف تقرب کرو فاسق کے بغض سے اور ان سے ترش رو ہو کر ملو اور اللہ کی رضامندی انکی خفگی میں ڈھونڈو اور اللہ کی نزدیکی ان کی دوری سے چاہو۔" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۳ النھی الاکید" (کنزالعمال ص ۹۳ ج ۳)

اہل اسلام کو گالی دینا فسق ہے:

۱۸۹۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث مشہور میں فرماتے ہیں سباب المسلم فسوق۔

مسلمان کو سب وشتم کرنا فسق ہے۔ اخرجہ احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والحاکم عن ابن مسعود والطبرانی فی الکبیر عنہ وعن عبداللہ بن مغفل وعن عمرو بن النعمان بن مقرون وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ وعن سعد بن ابی وقاص والدار قطنی فی الافراد عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین (بخاری دوم ص ۸۹۳، باب ما ینھی عن السباب واللعن)

تین شخصوں کی تعظیم وتوقیر کے بارے میں ایک حدیث

۱۹۰۔ طبرانی کبیر میں بسند حسن ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لایستخف بھم الا منافق ذو الشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم وامام مقسط۔

تین شخص ہیں جن کی تحقیر نہ کرے گا مگر منافق ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا، دوسرا ذی علم، تیسرا امام عادل (کنزالعمال ص ۲۰ ج ۲۱)

بڑے چھوٹے اور عالم کے حق کے بارے میں ایک حدیث:

۱۹۱۔ احمد بسند حسن واللفظ لہ اور طبرانی وحاکم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ

میری امت سے نہیں جو ہمارے بڑے کی تعظیم اور ان کے چھوٹوں پر رحم نہ کرے

اور عالم کا حق نہ پہچانے (مسند احمد ص ۳۲۱ ج ۶)

عالم دین کی شان میں گستاخی کرنا سبب ہلاکت ہے :

۱۹۲۔ مسند الفردوس میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں العالم سلطان الله فی الارض فمن وقع فیه فقد هلك

عالم اللہ کی سلطنت ہے اس کی زمین میں تو جو ان کی شان میں گستاخی کرے ہلاک ہو جائے۔

"فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۶، النهی الاکید" (کنز العمال ۱۰ / ۷۷)

اہل عرب کو سب وشتم کرنا باعث نفاق ہے

۱۹۳۔ طبرانی معجم کبیر میں بسند حسن صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بغض العرب نفاق

جو اہل عرب سے عداوت رکھے منافق ہے (المعجم الکبیر حدیث ۱۱۳۱۲ بیروت ۱۱/۱۳۶)

۱۹۴۔ بیہقی شعب الایمان میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سب العرب فاولئك هم المشركون

جو اہل عرب کو سب وشتم کریں وہ خاص مشرک ہیں۔ (کنز العمال ص ۳۶ ج ۱۳)

اہل مدینہ کی فضیلت پر چند احادیث کریمہ :

۱۹۵۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایکید اهل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء

کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ بداندیشہ نہ کرے گا مگر یہ کہ ایسا گل جائے گا جیسے نمک پانی میں اخرجه الشیخان عن سعد بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه (بخاری اول ص ۲۵۲، باب اثم من کاد اهل المدینة)

۱۹۶۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اراد اهل المدینة بسوء اذا به الله کما یذوب الملح فی الماء

جو اہل مدینہ کے ساتھ کسی طرح کا برا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے ایسا گلادے جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔ اخرجه احمد ومسلم وابن ماجة عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه۔

"فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۷ النهی" باب فضل المدینة)

۱۹۷۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **من اذی اهل المدینة اذاه الله وعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین لایقبل منه صرف ولا عدل**

جو مدینہ والوں کو ایذا دے اللہ اسے مصیبت میں ڈالے اور اس پر خدا اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا نفل قبول کرے نہ فرض۔ اخرجه الطبرانی فی الکبیر عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنهما۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۷ النهی الاکید "(کنزالعمال ص ۲۰۶، ج ۱۳)

حیات انبیاء علیہم السلام پر دو جلیل حدیثیں:

۱۹۸۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں **ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء**

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔ اخرجه احمد وابوداؤد والنسائی وابن ماجة وابن حبان والحاکم وابونعیم کلهم عن اوس بن اوس الثقفی رضی الله تعالیٰ عنه (ابوداؤد اول ص ۲۱۳، باب فی الاستغفار، نسائی اول ص ۲۰۴، باب اکثار الصلاة علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوم الجمعة)

۱۹۹۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **من کلمه روح القدس لم یؤذن للارض ان تاکل من لحمه**

جس سے جبریل نے کلام کیا زمین کو اجازت نہیں کہ اس کے گوشت میں کچھ تصرف کرے۔ اخرجه الزبیر بن بکار فی اخبار المدینة وابن زبالة عن الحسن مرسلا

امام ابوالعالیہ تابعی نے کہا **ان لحوم الانبیاء لاتبلیها الارض ولا تاکلها السباع۔**

انبیاء کا گوشت زمین نہیں گلاتی نہ درندے گستاخی کر سکیں۔ اخرجه الزبیر والبیهقی۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۸، النهی الاکید" (الدر المنثور زیر آیت وایدناه بروح القدس قم ایران ۱/۸۷)

اولیاء سے عداوت ودشمنی اللہ تعالیٰ سے جنگ کے مماثل ہے:

۲۰۰۔ (حدیث قدسی) حضرت حق عزجلالہ فرماتا ہے **من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب**

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں نے اعلان دیدیا اس سے لڑائی کا۔ اخرجه البخاری [illegible] (بخاری دوم

ص ۹۶۳ باب التواضع)

۲۰۱۔ حضور پرنور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من عادی اولیاء اللہ (للہ ولیا) فقد بارز اللہ بالمحاربۃ

جس نے اولیاء اللہ سے عداوت کی وہ سر میدان خدا کے ساتھ لڑائی کو نکل آیا۔ اخرجہ ابن ماجۃ والحاکم والبیہقی فی الزھد عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابن ماجہ دوم ص ۲۹۶، باب من ترجی لہ السلامۃ من الفتن)

لوگوں کی خبر ہلاکت مشہور کرنے والے کے بارے میں ایک حدیث:

۲۰۲۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا سمعت الرجل یقول ھلک الناس فھو اھلکھم۔

جب تو کسی کو یوں کہتے سنے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اخرجہ احمد والبخاری فی الادب المفرد ومسلم وابوداؤد وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۲۹۹ النھی الاکید" (مسند احمد ص ۲۲۹ ج ۳، مشکوۃ دوم ص ۴۱۱، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم الفصل الاول)

جسے کافر کہا گیا اگر وہ حقیقۃً کافر نہیں ہے تو قائل کافر ہو جائے گا:

۲۰۳۔ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بھا احدھما

جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو لو کافر کہے تو ان دونوں میں ایک کی رجوع اس طرف بیشک ہو۔ (کنزالعمال ص ۳۶۲ ج ۳)

۲۰۴۔ امام احمد و بخاری و مسلم حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ ولا یرمی رجل رجلا بالفسق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک

جو شخص کسی کو کافر یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہ ہو یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعن نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ اسی پر الٹا پھرے گا اگر جس پر طعن کیا تھا ایسا نہ ہوا۔ "فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۲۰۸ النھی الاکید" (مسلم اول ... مسند احمد ص ۲۰۹ ج ۶)

ثبوت کفر قطعی کے بغیر اہل قبلہ کی تکفیر حرام ہے :

۲۰۵۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کفوا عن اهل لا اله الا الله لاتکفروهم بذنب فمن اکفر اهل لا اله الا الله فهو الی الکفر اقرب

یعنی لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو جو لا الہ الا اللہ کہنے والے کو کافر کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔ اخرجه الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۱۰ النهی الاکید" (کنز العمال ص ۳۶۱ ج ۳)

کلمہ گو کی تکفیر حرام ہے اور کوئی مسلمان گناہ کبیرہ کے سبب کافر نہیں ہوتا :

۲۰۶۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لااله الا الله ولایکفر بذنب لایخرجه من الاسلام بعمل ، الحدیث

یعنی اصل ایمان سے ہے یہ بات کہ لا الہ الا اللہ کہنے والے سے زبان روکی جائے اسے کسی گناہ کے سبب کافر نہ کہیں اور کسی عمل پر دائرہ اسلام سے خارج نہ بتائیں۔ اخرجه ابوداؤد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۱۰ النهی الاکید" (کنز العمال ص ۲۶۹ ج ۲۰)

اسلام ہمیشہ غالب رہے گا :

۲۰۷۔ فرماتے ہیں صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الاسلام یعلو ولایعلی

اسلام غالب ہے مغلوب نہیں اخرجه الدار قطنی والبیهقی والضیاء عن عائذ بن عمر المدنی رضی اللہ تعالیٰ عنه۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۱۰ ، النهی الاکید" (سنن الدار قطنی باب المهر ، ملتان ۳ / ۲۵۲) (بخاری ۱ / ۱۸۰ باب اذا اسلم الصبی الخ)

اہل قبلہ کی تکفیر ممنوع ہے :

۲۰۸۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاتکفروا احدا من اهل القبلة

اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو۔ اخرجه العقیلی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنه۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۱۱ النهی الاکید" (کنز العمال ص ۱۹۳ ج ۱)

اہل بدعت وفساق کی صحبت ومخالطت کی ممانعت پر دو حدیثیں :

۲۰۹۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما مثل الجلیس الصالح وجلیس السوء کحامل المسك ونافخ الکیر اما ان تبتاع منه واما ان تجد منه

نیک ہم نشین اور بد جلیس کی مثال یوں ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور وہ دوسرا دھونکنی دھونکتا ہے مشک والا یا تو تجھے مشک ہبہ کرے گا یا تو اس سے خریدے گا اور کچھ نہ ہو تو خوشبو تو آئے گی اور وہ دوسرا یا تیرے کپڑے جلائے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔ رواه الشيخان عن ابی موسی الاشعری رضی الله تعالیٰ عنہ۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۱۱ النھی الاکید "(مسلم دوم ص ۲۳۰، باب لاعدوی ولاطیرۃ)

۲۱۰۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مثل جليس السوء كمثل صاحب الكير ان لم يصبك من سواده اصابك من دخانه

یعنی بد کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں جب بھی پہنچے گا۔ رواه عنه ابوداؤد والنسائی (ابوداؤد دوم ص ۶۶۳ باب من یؤمر ان یجالس)

انقلاب قلب کے بارے میں ایک حدیث:

۲۱۱۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما سمی القلب من تقلبه انما مثل القلب مثل ريشة الفلاة تعلقت فی اصل شجرة تقلبها الرياح ظهر البطن

دل کو قلب اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ انقلاب کرتا ہے دل کی کہاوت ایسی ہے جیسے جنگل میں کسی پیڑ کی جڑ سے ایک پر لپٹا ہے کہ ہوائیں پلٹا دے رہی ہیں کبھی سیدھا کبھی الٹا۔ رواه الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابی موسیٰ الاشعری رضی الله تعالیٰ عنه ولفظه عند ابن ماجة مثل القلب مثل الريشة تقلبها الرياح بفلاة اسناده جيد۔ (کنز العمال ص ۲۱۵ ج ۱) (ابن ماجہ ص ۱۰ باب فی القدر)

زمین کی معرفت اس کے نام سے اور دوست کی معرفت اس کے ہم نشین سے ہوتی ہے

۲۱۲۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعتبروا الارض باسمائها واعتبروا الصاحب بالصاحب

زمین کو اس کے ناموں پر قیاس کر اور آدمی کو اس کے ہم نشین پر۔ اخرجه ابن عدی عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه والبيهقی عنه فی الشعب موقوفا۔ (کنز العمال ص ۸۵ ج ۱)

صحبت اثر کر جاتی اس پر ایک حدیث:

۲۱۳۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ... السوء فانك به تعرف۔

بڑے مصاحب سے بچ کہ تو اسی سے پہچانا جائے گا۔ رواہ ابن عساکر عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کنزالعمال ص ۲۳ ج ۹)

اپنے سے افضل کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی فضیلت پر دو حدیثیں

۲۱۴۔ امام بخاری تاریخ میں اور ابن عساکر ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان سرکم ان تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم

اگر تمہیں پسند آتا ہو کہ تمہاری نماز قبول ہو تو چاہئے کہ تمہارے نیک تمہاری امامت کریں۔ (کنزالعمال ۷ / ۳۸۳)

۲۱۵۔ دار قطنی و بیہقی اپنی سنن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم۔

اپنے نیکوں کو اپنا امام کرو کہ وہ تمہارے وسائط ہیں درمیان تمہارے اور تمہارے رب عزوجل کے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۱۲ النہی الاکید" (کنزالعمال ۷ / ۳۸۳)

احادیث

فتاوی رضویہ جلد سوم

نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے ورنہ نماز مکمل نہ ہوگی جب کہ مصلی مقتدی نہ ہو:

۲۱۶۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **من صلی صلاۃ لم یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب فھی خداج۔**

یعنی جو نماز بے سورہ فاتحہ کے ہو وہ ناقص ہے۔ رواہ احمد و مسلم و ابوداؤد و الترمذی و النسائی عن ابی ھریرۃ و احمد و ابن ماجۃ عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا۔ (مسلم اول، ص ۱۷۰۔ باب وجوب قرأۃ الفاتحۃ الخ)

۲۱۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے **ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرہ ان یخرج فینادی لاصلاۃ الا بقرأۃ فاتحۃ الکتاب فما زاد۔**

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ باہر جاکر منادی کردیں کہ سورۂ فاتحہ اور کچھ زائد قرأت کی نماز ناقص ہے۔ (ابوداؤد اول، ص ۱۱۸۔ باب من ترک القرأۃ فی صلاتہ)

۲۱۸۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **لا تجزئ صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب و معھا غیرھا۔**

نماز کام نہیں دیتی بے فاتحہ اور اس کے ساتھ اور قرأت کرے۔ رواہ الامام الاعظم ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن سیدنا ابی سعید الخدری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ و معناہ نحوہ عند الترمذی و ابن ماجۃ۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۸۱" (مسند امام اعظم مترجم، ص ۹۶۔ کتاب الآثار، ص ۷ باب الوضوء)

صفیں سیدھی اور خوب مل کر کھڑا ہوتے اور فرجات بند کرنے کے بارے میں نو احادیث جلیلہ۔

۲۱۹۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکمیل صف کا نہایت اہتمام فرماتے اور اس میں کسی جگہ فرجہ چھوڑنے کو سخت ناپسند فرماتے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کو ارشاد ہوتا

اقیموا صفوفکم و تراصوا فانی ارٰنکم من وراء ظھری۔

اپنی صفیں سیدھی کرواور ایک دوسرے سے خوب مل کر کھڑے ہو کہ بیشک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ اخرجہ البخاری و النسائی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (بخاری اول، ص ۱۰۰، باب اقبال الامام علی الناس عند تسویۃ الصفوف)

۲۲۰۔ و مسلم بلفظ اتموا الصفوف فانی ارٰنکم خلف ظھری۔

صفوں کو پوری کرو کہ میں پشت کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (مسلم اول، ص ۱۸۲، باب تسویۃ الصفوف الخ)

۲۲۱۔ دوسری حدیث میں ہے۔ سدوا الخلل فان الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلۃ الحذف۔

یعنی صفیں چھدری نہ رکھو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی وضع پر اس چھوٹی ہوئی جگہ میں داخل ہوتا ہے۔ رواہ الامام احمد عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (مسند احمد، ۵/۲۶۲، حدیث ابی امامۃ الباھلی)

۲۲۲۔ امام احمد بسند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں راصوا الصفوف فان الشیطن یقوم فی الخلل۔

یعنی صفیں خوب گھنی رکھو جیسے رانگ سے درزیں بھر دیتے ہیں کہ فرجہ رہتا ہے تو اس میں شیطان کھڑا ہوتا ہے۔ (مسند احمد، ص ۲۲۶، ج ۳)

۲۲۳۔ نسائی کی روایات صحیحہ میں ہے راصوا صفوفکم و قاربوا بینھا و حاذوا بالاعناق فوالذی نفسی (نفس محمد) بیدہ انی لاری الشیاطین تدخل من خلل الصف کانھا الحذف۔

اپنی صفیں خوب گھنی اور پاس پاس کرو اور گردنیں ایک سیدھ میں رکھو کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک میں شیاطین کو رخنہ صف میں داخل ہوتے دیکھتا ہوں گویا وہ بھیڑ کے بچے ہیں۔ (نسائی اول، ص ۱۳۱، باب حث الامام علی رص الصفوف الخ)

۲۲۴۔ ابوداؤد طیالسی کی روایت میں یوں ہے اقیموا صفوفکم و تراصوا فوالذی نفسی بیدہ انی لاری الشیاطین بین صفوفکم کانھا غنم عفر۔

فائدہ: بھیڑ بکری کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اکثر دیکھا ہے کہ جہاں چند آدمی کھڑے دیکھے اور دو شخصوں کے بیچ میں کچھ فاصلہ پایا وہ اس فرجہ میں داخل ہو کر ادھر سے ادھر نکلتے ہیں یوں ہی شیطان جب صف میں جگہ خالی پاتا ہے دلوں میں وسوسہ ڈالنے کو آگھستا ہے، اور بھیڑ بکری کی تخصیص شاید اس لئے ہے کہ [illegible] وقت اسی شکل پر متشکل ہوتے۔ منہ۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۳۱۵"۔ (مسند ابوداؤد الطیالسی، حدیث ۲۱۰۷۔ بیروت، ص ۲۸۳)

۲۲۵۔ حدیث میں تاکید شدید سے ارشاد فرمایا اقیموا الصفوف فانما یصفون بصف الملئکۃ و حاذوا بین المناکب و سدوا الخلل و لینوا بایدی اخوانکم و لاتذروا فرجات للشیاطین و من وصل صفا وصلہ اللہ و من قطع صفا قطعہ اللہ۔

یعنی صفیں درست کرو کہ تمہیں تو ملائکہ کی سی صف بندی چاہئے اور اپنے شانے سب ایک سیدھ میں رکھو اور صف کے رخنے بند کرو اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور صف میں شیطان کے لئے کھڑکیاں نہ چھوڑو اور جو صف کو وصل کرے اللہ اسے وصل کرے اور جو صف قطع کرے اللہ اسے قطع کرے۔ رواہ الامام احمد و ابوداؤد و الطبرانی فی الکبیر و الحاکم و ابن خزیمۃ و صححاہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و عند النسائی و الحاکم عنہ بسند صحیح الفصل الاخیر اعنی من قولہ من وصل الحدیث۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۳۱۵"۔ (ابوداؤد اول، ص ۹۷۔ باب تسویۃ الصفوف)

۲۲۶۔ ملائکہ کی صف بندی کا دوسری حدیث میں خود بیان آیا۔ خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال الا تصفون کما تصف الملئکۃ عند ربہا فقلنا یا رسول اللہ کیف تصف الملئکۃ عند ربہا قال یتمون الصف الاول و یتراصون فی الصف۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باہر تشریف لا کر ارشاد فرمایا ایسے صف کیوں نہیں باندھتے جیسے ملائکہ اپنے رب کے سامنے صف بستہ ہوتے ہیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ملائکہ اپنے رب کے حضور کیسی صف باندھتے ہیں فرمایا اگلی صف کو پورا کرتے ہیں اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اخرجہ احمد و مسلم و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجۃ عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابوداؤد اول، ص ۹۷۔ باب تسویۃ الصفوف) (مسلم اول، ص ۱۸۱۔ باب الامر

بالسکون فی الصلاۃ الخ)

۲۲۷۔ حدیث میں ہے۔ من نظر الی فرجۃ فی الصف فلیسدھا بنفسہ فان لم یفعل فمر مار فلیتخط علی رقبتہ فانہ لاحرمۃ لہ۔

یعنی جسے صف میں فرجہ نظر آئے وہ خود وہاں کھڑا ہو کر اسے بند کردے اگر اس نے نہ کیا اور دوسرا آیا تو وہ اس کی گردن پر قدم رکھ کر چلا جائے کہ اس کے لئے حرمت نہ رہی۔ اخرج الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (کنز العمال ص ۳۰۸۔ ج ۲)

نمازی کے آگے سے گزرنا سخت منع ہے اس پر تین حدیثیں:

۲۲۸۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیہ لکان ان یقف اربعین خیرا لہ من ان یمر بین یدیہ۔

اگر نمازی کے سامنے گزرنے والا جانتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو چالیس برس کھڑا رہنا اس گزر جانے سے اس کے حق میں بہتر تھا۔ اخرجہ الائمۃ احمد و الستۃ عن ابی جہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال الحافظ فی بلوغ المرام و وقع فی البزار من وجہ آخر اربعین خریفا قلت و الاحادیث یفسر بعضھا بعضا۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۱۶" (بخاری اول، ص ۷۳، باب اثم المار بین یدی المصلی)

۲۲۹۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو یعلم احدکم مالہ فی ان یمر بین یدی اخیہ معترضا فی الصلاۃ کان لان یقیم مائۃ عام خیر لہ من الخطوۃ التی خطاھا۔

اگر تم میں سے کوئی یہ جانتا کہ نمازی بھائی کے سامنے سے گزرنے میں کتنا گناہ ہے تو اس کے لئے اس ایک قدم چلنے سے سو برس کھڑا رہنا بہتر ہوتا۔ (مولف) رواہ احمد و ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (ابن ماجہ اوّل، ص ۶۸، باب المرور بین یدی المصلی)

۲۳۰۔ حدیث میں ہے لو یعلم المار بین یدی المصلی لاحب ان یکسر فخذہ و لایمر بین یدیہ۔

اگر نمازی کے آگے گزرنے والا دانش رکھتا تو چاہتا اس کی ران ٹوٹ جائے مگر نمازی کے سامنے سے نہ گزرے۔ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن عبدالحمید بن عبدالرحمن

سترہ نصب کرنے کے بارے میں ایک حدیث :

۲۳۱۔ ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی احدکم الی شئ یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ھو شیطان۔

جب تم میں سے کوئی شخص سترہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور کوئی سامنے سے گزرنا چاہے تو اسے : دفع کرے اگر نہ مانے تو اس سے قتال کرے کہ وہ شیطان ہے۔ (احمد [illegible] و [illegible] و مسلم و ابوداؤد و النسائی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فتاویٰ رضویہ [illegible] ص ۳۱"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۳[illegible] [illegible] مطبوعہ [illegible])

تعارف

القلادة المرصعة فی نحر الاجوبة الاربعة
(مولوی اشرف علی تھانوی کے چار فتوؤں کا رد بلیغ)

۱۶ صفر ۱۳۱۲ھ کو چار سوالات پر مشتمل ایک استفتاء آیا اور یہ کہ ان سوالوں کے جواب کانپور سے مولوی اشرف علی اور مراد آباد سے مولوی قاسم علی دے چکے تھے مگر دونوں کے جوابات میں تخالف و تضاد ہونے کے سبب سے سائل نے استصواب رائے کے لئے یہ استفتاء امام احمد رضا کی بارگاہ علم و دانش میں ارسال کیا۔

چاروں سوالات کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

معذور یا غیر معذور شخص کے لئے ترک جماعت کی رخصت ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی ادائے تہجد کے خیال سے قیلولہ اس طرح کرے کہ ظہر کی جماعت فوت ہو جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ان جوابات کا بلیغ رد کرتے ہوئے جو محققانہ جواب مرحمت فرمایا اس کا ماحصل یہ ہے کہ معذور سے وجوب جماعت ساقط ہے لیکن اسے کسی کو شامل کر کے قبل اذان و اقامت جماعت کر لینا مکروہ و ممنوع ہے، اس طرح اسے نہ ثواب جماعت حاصل ہوگا نہ فضیلت حاصل ہو گی کہ اس سے وجوب ساقط ہے نہ کہ جواز، اس لئے اس کے لئے بھی بطور عزیمت جماعت افضل ہے کیونکہ جماعت حاضری کے بغیر حاصل نہ ہو گی خواہ وہ شخص معذور ہی کیوں نہ ہو۔

اگر معذور یا حاجت مند کسی کے ساتھ مل کر جماعت کرے تو ان کا یہ فعل شرعاً معتبر نہیں نہ یہ جماعت مسنونہ، بلکہ مکروہ بہ ممنوعہ ہے اور جو جماعت باذان و اقامت اس کے بعد ہو گی اس میں کچھ کراہت نہ ہو گی بلکہ وہی جماعت مسنونہ و جماعت اولیٰ ہے۔

اور تہجد فوت ہونے کے خوف سے جماعت کا ترک مامور بہا کا مجوز نہیں ہو سکتا نہ دخول وقت کے بعد جماعت شرعیہ کو چھوڑ کے نکلنا جائز، غرضیکہ یہ بہانہ مسموع نہیں

اگرچہ تہجد سنت ہی سہی اور جماعت و تہجد میں تعارض نہیں کہ ایک کا حفظ دوسرے کے ترک کی دستاویز بنے۔

پھر امام احمد رضا بریلوی نے حفظ جماعت کی دس ایسی تدبیریں رقم کیں ہیں جن پر عمل کرنے سے جماعت فوت نہ ہوگی اس کے علاوہ اور بھی دلائل باہرہ سے جماعت کے تمام مسائل کو آراستہ و مبرہن کیا ہے۔

اور بڑے سائز کے ۱۶ صفحے کے اس رسالہ نافعہ میں ۲۸ احادیث کریمہ رونق بخش ہیں۔

احادیث

القلادة المرصعة فی نحر الاجوبة الاربعة

سورۂ اخلاص کی فضیلت پر ایک حدیث پاک:

۲۳۲۔ فی الحدیث المتواتر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قل ھو اللہ تعدل ثلث القرآن۔

سورہ قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مؤلف)

اخرجہ مالک و احمد و البخاری و ابوداؤد و النسائی عن ابی سعید الخدری و البخاری عن قتادۃ بن النعمان و احمد و مسلم عن ابی الدرداء و مالک و احمد و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجۃ و الحاکم عن ابی ھریرۃ و احمد و الترمذی و حسنہ و النسائی عن ابی ایوب الانصاری و احمد و النسائی و الضیأ فی المختارۃ عن ابی بن کعب و الترمذی و حسنہ عن انس بن مالک و احمد و ابن ماجۃ عن ابی مسعود البدری و فی الباب عن عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و معاذ بن جبل و جابر بن عبداللہ بن عباس و ام کلثوم بنت عقبۃ و غیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ (بخاری دوم، ص ۷۵۰۔ باب فضل قل ھو اللہ احد)

فضیلت جماعت فجر و عشاء:

۲۳۳۔ مالک واحمد و مسلم عن امیر المومنین عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلی العشاء فی الجماعۃ فکانما قام نصف لیلۃ (اللیل) و من صلی الصبح فی جماعۃ فکانما صلی اللیل کلہ۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے نماز عشاء باجماعت پڑھی گویا اس نے نصف شب قیام کیا اور جس نے نماز صبح باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات نماز پڑھی۔ (مؤلف) (مسلم اول، ص ۲۳۲۔ باب فضل صلاۃ الجماعۃ الخ)

نماز باجماعت کی تاکید واہمیت پر چند احادیث کریمہ:

۲۳۴۔ فی صحیح مسلم عن ابی ھریرۃ قال اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم رجل اعمیٰ فقال یا رسول اللہ انہ لیس لی قائد یقودنی الی المسجد فسأل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یرخص لہ فیصلی فی بیتہ فرخص فلما ولی دعاہ فقال ھل تسمع النداء بالصلاۃ فقال نعم قال فاجب. و اخرجہ السراج فی مسندہ مبیا فقال تی ابن ام مکتوم الاعمی الحدیث۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ بارگاہ رسالت میں ایک نابینا شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے مسجد تک لے جانے والا کوئی نہیں ہے پھر انہوں نے گھر ہی میں نماز پڑھنے کی رخصت طلب کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رخصت دے دی جب وہ چلے تو حضور نے بلا کر ارشاد فرمایا کہ کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو انہوں نے عرض کی ہاں حضور نے فرمایا تو حاضر ہو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۳۰۶"۔ القلادۃ المرصعۃ (مسلم اول، ص ۲۳۲۔ باب فضل صلاۃ الجماعۃ الخ)

۲۳۵۔ عند الحاکم عن ابن مکتوم قلت یا رسول اللہ ان المدینۃ کثیرۃ الھوام و السباع قال تسمع حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح قال نعم قال فحیھلا۔

یعنی حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ مدینہ میں کیڑے مکوڑے (سانپ بچھو وغیرہ) اور درندے کثرت سے ہیں حضور نے فرمایا کیا تم حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح یعنی اذان سنتے ہو انہوں نے عرض کی ہاں فرمایا تب تو حاضر ہو۔ (مولف) (ابوداؤد اول، ص ۸۱۔ باب التشدید فی ترک الجماعۃ)

۲۳۶۔ و عند احمد و ابن خزیمۃ و الحاکم عنہ بسند جید ایسعنی انہ اصلی فی بیتی قال اتسمع الاقامۃ قال نعم قال فأتھا۔ و فی اخری قال فاحضرھا و لم یرخص لہ۔

کیا مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی گنجائش ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اقامت سنتے ہو عرض کی ہاں فرمایا تو حاضر ہو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حاضر ہو اور انہیں رخصت نہیں دی۔ (مولف) (مسند احمد، ص ۴۲۸، ج ۳)

۲۳۷۔ و للبیھقی عنہ سأل ان یرخص لہ فی صلاۃ العشاء و الفجر قال ھل تسمع الاذان قال نعم مرۃ او مرتین فلم یرخص لہ فی ذلک۔

یعنی [illegible] نے نماز عشاء و فجر کے لئے مسجد میں

حاضر نہ ہونے کی رخصت طلب کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اذان سنتے ہو عرض کی ہاں ہاں حضور نے پھر ان کو اس میں رخصت نہیں دی۔ (مولف) (مجمع الزوائد باب فی ترك الجماعة۔ بیروت ۲/ ۴۳)

۲۳۸۔ وله عن کعب بن عجرة جأ رجل ضریر الی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فیه ایبلغك النداء قال نعم (قال) فاذا سمعت اجب۔

ایک نابینا شخص بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اس حدیث میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو اذان کی آواز پہنچتی ہے عرض کی ہاں حضور نے فرمایا جب اذان سنتے ہو تو حاضر ہو۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۳۲۷"۔ القلادة المرصعة۔ (مجمع الزوائد باب فی ترك الجماعة۔ بیروت ۲/ ۴۲)

۲۳۹۔ ولاحمد و ابی یعلی و الطبرانی فی الاوسط و ابن حبان عن جابر و اللفظ له قال اتسمع الاذان قال نعم قال فأتها ولو حبوا۔

اس روایت میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ابن مکتوم سے) فرمایا کیا اذان سنتے ہو عرض کی ہاں حضور نے فرمایا تو حاضر ہو اگرچہ گھسیٹ کر ہو (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۳۲۷"۔ القلادة المرصعة۔ (مسند احمد، ص ۴۲۸، ج ۳)

اذان ہونے کے بعد بلا ضرورت شرعیہ بے نماز پڑھے مسجد سے چلا جانا منع ہے:

۲۴۰۔ ابن ماجة عن امیر المومنین عثمان رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من ادرك الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجة وهو لایرید الرجعة فهو منافق۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں اذان سنی پھر بغیر کسی کام کے مسجد سے نکلا اور واپسی کا ارادہ نہیں ہے تو وہ منافق ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۳۲۸" القلادة المرصعة۔ (ابن ماجہ، ص ۵۴۔ باب اذا اذن و انت فی المسجد الخ)

۲۴۱۔ عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لایسمع النداء فی مسجدی هذا ثم یخرج منه الالحاجة ثم لا یرجع الیه الامنافق۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط۔

باہر نکلے اور واپس نہ ہو تو وہ منافق ہے۔ اس حدیث میں مسجد نبوی کی تخصیص ہے۔ (مولف) (مجمع الزوائد، باب فیمن خرج عن المسجد، بیروت ۲/۵)

۲۴۲۔ ولابی داؤد فی مراسیله عن سعید بن المسیب ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لایخرج من المسجد احد بعد النداء الا منافق الا لعذر اخرجته حاجة وهو یرید الرجوع۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان کے بعد مسجد سے منافق ہی باہر نکلتا ہے ہاں جو کسی ضرورت سے باہر نکلے پھر واپس ہو تو وہ اس حکم میں نہیں ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۳۲۸" ۔حاشیہ لقلادۃ المرصعۃ۔ (مراسیل ابوداؤد، ص ۶، باب ماجاء فی الاذان)

ترک جماعت کی وعید پر ایک حدیث:

۲۴۳۔ احمد و الطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن انس رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بسند حسن وقال ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه فی المتخلفین عن الجماعات لوترکتم سنة نبیکم لکفرتم۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت سے گریز کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ اگر تم اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ کو چھوڑ دو گے تو کفر میں پڑ جاؤ گے۔ (مولف) (ابوداؤد اول، ص ۸۱، باب التشدید فی ترک الجماعة)

تہجد کی نیت سے سونے والے کو اگرچہ تہجد نہ پائے ثواب تہجد کا وعدہ فرمایا اور اس کی نیند کو رب کی طرف سے صدقہ بتایا:

۲۴۴۔ مالك فی المؤطا و ابوداؤد و النسائی عن ام المومنین رضی الله تعالیٰ عنها ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال مامن امرئ تکون له صلاة اللیل (بلیل) یغلبه علیه نوم الا کتب الله له اجر صلاته و کان نومه علیه صدقة۔

حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز شب کا پابند ہے اور کسی روز نیند غالب ہو جائے تو اللہ عزوجل اس کے لئے نماز کا ثواب لکھے گا اور اس کا سونا صدقہ ہو جائے گا۔ (مولف) (ابوداؤد اول، ص ۱۸۶، باب من نوی القیام فنام)

۲۴۵۔ وهو عند ابن ابی الدنیا فی کتاب التهجد بسند جید النسائی و ابنا

ماجة و خزيمة و البزار بسند صحيح عن ابى الدرداء رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من اتى فراشه وهو ينوى ان يقوم يصلى من الليل فغلبته عيناه حتى اصبح كتب له مانوى و نومه صدقة عليه من ربه عزوجل. وهو بمعناه عند ابن حبان فى صحيحه عن ابى ذر او ابى الدرداء رضى الله تعالىٰ عنهما۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس نیت سے بستر پر آئے کہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا پھر صبح تک آنکھ لگ جائے تو اس کی نیت کا ثواب ملے گا اور اس کا سونا اللہ عزوجل کی جانب سے صدقہ ہو جائے گا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۲۹"۔ القلادة المرصعة۔ (ابن ماجہ اول، ص ۹۶ باب ماجاء فیمن نام عن حزبہ من اللیل)

نماز صبح باجماعت ادا کرنا رات بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے:

۲۴۶۔ مالك بن شهاب عن ابى بكر بن سليمان بن ابى حثمة ان عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه فقد سليمن بن ابى حثمة فى صلاة الصبح و ان عمر بن الخطاب غدا الى السوق و مسكن سليمن بين السوق و المسجد النبوى فمر على الشفا ام سليمن فقال لها لم ار سليمن فى الصبح فقالت انه قد بات يصلى فغلبته عيناه فقا ل عمر لان اشهد صلاة الصبح فى الجماعة احب الى من ان اقوم ليلة۔ (مؤطا مالک، ص ۳۶ ماجاء فی العتمة و الصبح)

۲۴۷۔ عبدالرزاق فى مصنفه عن معمر عن الزهرى عن سليمن بن ابى حثمة عن امه الشفا قالت دخل على عمر و عندى رجلان نائمان تعنى زوجها اباحثمة و ابنها سليمن فقال اما صليا الصبح قلت لم يزالا يصليان حتى اصبحا فصليا الصبح و ناما فقال لان اشهد الصبح فى جماعة احب الى من قيام ليلة۔

(دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ) امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو حثمہ اور ان کے صاحبزادہ سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جماعت صبح میں نہ دیکھا ان کی زوجہ اور ان کی والدہ شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سبب پوچھا کہا نماز شب کے سبب نیند نے غلبہ کیا نماز صبح پڑھ کر سور ہے فرمایا مجھے جماعت صبح میں حاضر ہونا نماز تمام شب سے محبوب تر ہے۔ (المصنف لعبدالرزاق باب فضل الصلوة فی جماعة۔ بیروت ۱/ ۵۲۶)

ترغیب تہجد پر ایک حدیث:

۲۴۸۔ عبدالرحمن ... عليكم بقيام الليل فانه داب

الصلحین قبلکم و قربة الی اللہ تعالیٰ و منہاة عن الاثم و تکفیر السیأت و مطردة للداء عن الجسد۔

تہجد کی ملازمت کرو کہ وہ اگلے نیکوں کی عادت ہے اور اللہ عزوجل سے نزدیک کرنے والا اور گناہوں سے روکنے والا اور برائیوں کا کفارہ اور بدن سے بیماری دور کرنے والا۔ رواہ الترمذی فی جامعہ و ابن ابی الدنیا فی التہجد و ابن خزیمة فی صحیحہ و الحاکم فی المستدرك و صححہ و البیہقی فی سننہ عن ابی امامة الباہلی و احمد و الترمذی و حسنہ و الحاکم و البیہقی عن بلال و الطبرانی فی الکبیر عن سلمان الفارسی و ابن السنی عن جابر بن عبداللہ و ابن عساکر ابن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔"

فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۳۰ "۔القلادة المرصعة۔ (ترمذی دوم، ص ۱۹۵، باب من ابواب الدعوات)

اذان سننے کے بعد نماز کیلئے مسجد میں حاضر نہ ہونا ظلم ہے:

۲۴۹۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الجفا کل الجفاء و الکفر و النفاق من سمع منادی اللہ ینادی الی الصلوات فلا یجیبہ۔

ظلم پورا ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی اللہ کے منادی کو نماز کی طرف بلاتے سنے اور حاضر نہ ہو۔ حدیث حسن قد ذکرنا تخریجہ و لفظ الطبرانی ینادی بالصلاة و یدعوا الی الفلاح۔ (مسند احمد ۳/ ۴۳۹۔ حدیث معاذ بن انس) (المعجم الکبیر حدیث ۳۹۴ بیروت ۲۰/ ۱۸۳)

خوب پیٹ بھر کھانا نحوست لاتا ہے اور نور معرفت حاصل نہیں ہوتا:

۲۵۰۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ماملأ آدمی وعاءً شرا من بطنہ (بطن) بحسب ابن آدم اکلات یقمن صلبہ فان کان لامحالة فثلث لطعامہ و ثلث لشرابہ و ثلث لنفسہ۔

آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے بدتر نہ بھرا آدمی کو بست ہیں چند لقمے جو اس کی پیٹھ سیدھی رکھیں اور اگر یوں نہ گزرے تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے تہائی پانی تہائی سانس کو۔ رواہ الترمذی و حسنہ و ابن ماجة و ابن حبان عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (ترمذی دوم، ص ۶۳۔ باب ماجاء فی کراھیة کثرة الاکل)

۲۵۱۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کثرة الاکل شوم۔

بیشک بہت کھانا منحوس ہے۔ ... شعب الایمان عن ام المومنین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ۔ "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۳۳۱"۔ القلادة المرصعة۔ (مشکوٰة، ص ۳۶۸۔ کتاب الاطعمة الفصل الثالث)

نماز تہجد کے لئے سونا ضروری ہے اس کے بغیر نہ ہوگی :

۲۵۲۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یحسب احدکم اذا قام من اللیل یصلی حتی یصبح انه تهجد انما التهجد المرء یصلی الصلاة بعد رقدة۔

تم میں کسی کا یہ گمان ہے کہ رات کو اٹھ کر صبح تک نماز پڑھے جبھی تہجد ہو تہجد صرف اس کا نام ہے کہ آدمی ذرا سو کر نماز پڑھے۔ رواہ الطبرانی عن الحجاج بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنه بسند حسن۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۳۲"۔ القلادة المرصعة۔ (المعجم الکبیر حدیث ۳۲۱۶۔ بیروت ۳/ ۲۲۵)

قیام لیل کی مواظبت محمود و مؤکد ہے اور اس کا ترک مذموم و ناپسندیدہ ہے :

۲۵۳۔ حضور سید الاسیاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یا عبداللہ لاتکن مثل فلان کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل. رواہ الشیخان عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنهما۔

اے عبداللہ فلاں کی طرح نہ ہو کہ وہ قیام لیل کرتا تھا پھر ترک کر دیا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۳۳۰" القلادة المرصعة (بخاری اول ص ۱۵۴، باب مایکرہ من ترک قیام اللیل الخ)

صحابہ کرام بعد جمعہ قیلولہ کرتے تھے :

۲۵۴۔ الشیخان عن سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنه قال ماکنا نقیل ولا نتغذی الا بعد الجمعة

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بعد جمعہ کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔ (مولف) (بخاری اول ص ۱۲۸، باب قول اللہ عزوجل اذا قضیت الصلاة الخ)

۲۵۵۔ وفی لفظ للبخاری کنا نصلی مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الجمعة ثم تکون القائلة

ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے پھر قیلولہ ہوتا تھا۔ (مولف) (بخاری اول ص ۱۲۸، باب القائلة بعد الجمعة)

۲۵۶۔ وعنده عن انس [illegible] الی الجمعة ثم نقیل.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ہم پہلے جمعہ پڑھتے تھے پھر قیلولہ کرتے تھے۔

(مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۳۲" القلادۃ المرصعۃ (بخاری اول ص ۱۲۸ باب القائلۃ بعد الجمعۃ)

تمام سنتوں میں سب سے زیادہ مؤکد سنت فجر ہے:

۲۵۷۔ فی الصحیحین عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت لم یکن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی شئی من النوافل اشد تعاھدا منہ علی رکعتی الفجر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نوافل میں فجر کی دو رکعت سے زیادہ کسی کی محافظت نہیں فرماتے تھے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۳۳" القلادۃ المرصعۃ (بخاری اول ص ۱۵۶، باب تعاھد رکعتی الفجر الخ)

اذان یا تکبیر سننے کے بعد نماز کے لئے حاضر نہ ہونا بدبختی و ناکامی ہے:

۲۵۸۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یحسب المومن من الشقاء والخیبۃ ان یسمع المؤذن یثوب بالصلاۃ فلا یجیبہ

مسلمانوں کو یہ بدبختی و نامرادی بہت ہے کہ مؤذن کو تکبیر کہتے سنے اور اس کا بلانا قبول نہ کرے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۳۵" القلادۃ المرصعۃ (المعجم الکبیر حدیث ۳۹۶ بیروت ۲۰/۱۸۳)

عشاء اور فجر کی نمازیں منافقین پر گراں ہیں حدیث میں ہے:

۲۵۹۔ البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس صلاۃ اثقل علی المنافقین من الفجر والعشاء ولو یعلمون مافیھما لاتوھما ولو حبوا لقد ھممت ان آمر المؤذن فیقیم ثم امر رجلا یؤم الناس ثم اخذ شعلا من نار فاحرق علی من لایخرج الی الصلاۃ بعد

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر نماز فجر و عشاء سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں ہے اگر وہ جانتے کہ ان میں کیا ثواب ہے تو ضرور آتے اگرچہ گھسیٹ کر آنا پڑتا خدا کی قسم میرے جی میں آتا ہے کہ مؤذن کو تکبیر کا حکم دوں پھر کسی کو امامت کے لئے فرماؤں پھر بھڑکتی ہوئی شعلیں لے جاؤں اور ان لوگوں پر ان لوگوں کے گھر کو پھونک دوں جنھیں یہ اذان سنے یہ وقت ہوگیا ابتک گھروں سے نماز کو نہیں نکلتے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳" ۳۳۷ القلادۃ المرصعۃ (بخاری اول ص ۹۰، باب فضل صلاۃ العشاء فی الجماعۃ)

احادیث

فتاویٰ رضویہ جلد سوم

جماعت ثانیہ کے ثبوت پر ایک حدیث پاک

۲۶۰۔ انه علیه الصلاة والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی اهل المسجد رجع الی منزله فجمع اهله و صلی۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قوم کی اصلاح کے لئے تشریف لے گئے تھے جب مسجد کو واپس تشریف لائے تو لوگ نماز پڑھ چکے تھے پھر دولت کدہ کو تشریف لے گئے اور اہل بیت کو جمع فرما کر نماز پڑھائی (مولف)" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۵۸ "(ردالمحتار ۱/ ۴۰۹ باب الامامۃ)

کسی وجہ سے جب صحابہ کی جماعت فوت ہو جاتی تو مسجد میں الگ الگ نماز ادا کرتے تھے

۲۶۱۔ روی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کانوا اذا فاتتهم الجماعة فی المسجد صلی فی المسجد فرادی

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت مسجد میں جب فوت ہو جاتی تو مسجد میں الگ الگ نماز پڑھتے تھے۔ (مولف) (ردالمحتار ۱/ ۲۹۱ باب الاذان)

نماز میں قراءت کی ابتداء سورہ فاتحہ سے کی جائے:

۲۶۲۔ قول انس رضی اللہ تعالیٰ عنه صلیت خلف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فکانوا یستفتحون بالحمد لله رب العلمین رواہ احمد و مسلم۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق و عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے تو یہ سبھی حضرات سورۂ فاتحہ سے ابتداء فرماتے تھے۔ (نہ کہ بسم اللہ سے) (مولف) (مسلم اول ص ۱۷۲، باب حجة من قال لایجهر البسملة)

جماعت ثانیہ کے بارے میں تین حدیثیں

۲۶۳۔ ذکر البخاری فی صحیحه عن انس نفسه رضی اللہ تعالیٰ عنه انه جاء

الی مسجد قد صلی فاذن واقام وصلی جماعة

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد میں آئے تو نماز ہو چکی تھی پھر انھوں نے اذان واقامت کہی اور باجماعت نماز پڑھی۔ یعنی یہ جماعت ثانیہ تھی۔ ۱۲ مولف) (بخاری اول ص ۸۹، باب فضل صلاۃ الجماعۃ)

۲۶۴۔ وصح ان رجلا دخل المسجد وقد صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم باصحابہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من یتصدق علی ذا فیصلی معه فقام رجل من القوم فصلی معه

ایک آدمی مسجد میں آیا اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو نماز پڑھا چکے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو اس شخص پر احسان کرے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے تو ان میں سے ایک آدمی اٹھا اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور نے ایسا اس لئے فرمایا تاکہ اس آدمی کو جماعت کا ثواب مل جائے اور دوبارہ پڑھنے والے کو نفل کا ثواب ملے۔ (مولف) رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابوبکر بن ابی شیبة والدارمی وابویعلی وابن خزیمة وابن حبان وسعید بن منصور والحاکم کلھم عن ابی سعید الخدری والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامة وعن عصمة بن مالك وابن ابی شیبة عن الحسن البصری مرسلا وعبدالرزاق فی مصنفه وسعید بن منصور فی سننه عن ابی عثمان النهدی مرسلا ایضاً وفی الباب عن ابی موسیٰ الاشعری والحکم بن عمیر کما فی الترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنهم اجمعین وفی بعضها ان ذلك المتصدق علی الرجل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنه بعض روایت میں ہے کہ اس آدمی پر صدقہ کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۵۹" (ابوداؤد اول، ص ۸۵، باب فی الجمع فی المسجد مرتین، ترمذی اول ص ۵۳، باب ما جاء فی الجماعة فی مسجد الخ)

۲۶۵۔ امام مالک واحمد ونسائی نے محجن بن ادرع دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا جئت المسجد وکنت قد صلیت فاقیمت الصلاۃ فصل مع الناس وان کنت قد صلیت۔

جب تم کہیں سے نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ پھر جماعت قائم ہو تو لوگوں کے ہمراہ پھر نماز پڑھ لو اگرچہ اس سے پہلے پڑھ چکے ہو یہ نفل ہوگی۔ (مولف) (نسائی اول ۱۳۷، باب

اعادۃ الصلاۃ مع الجماعۃ الخ)

صدق دل سے لاالہ الا اللہ کہنے والا داخل جنت ہوگا:

۲۶۶۔ صحیحین میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذلک الا دخل الجنۃ وان زنی وان سرق وان زنی وان سرق وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر

جو بندہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صدق دل سے کہے پھر اسی پر وفات ہو تو وہ جنت میں جائے گا اگرچہ اس سے زنا سرزد ہوگیا تھا، اگرچہ وہ چوری کر بیٹھا تھا، اگرچہ زنا اور چوری میں مبتلا ہوگیا تھا، اگرچہ زنا اور چوری کر بیٹھا تھا۔ ابوذر کی ناپسندیدگی (ناک سکوڑنے) کے باوجود (یعنی وہ بالآخر جنت میں جائے گا اگرچہ سزا پاکر ہو) (مولف)" فتاوٰی رضویہ ج ۳ ص ۳۶۲" (مسلم ۱/۶۶، باب الدلیل علی ان من مات الخ)

سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ پر ایک حدیث جلیل:

۲۶۷۔ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انا سید ولد آدم ولا فخر

میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ کچھ براہ فخر نہیں فرماتا۔ (مولف) فتاوٰی رضویہ ج ۳ ۳۶۳" (رواہ مسلم وابوداؤد) (مسلم دوم ص ۲۴۵، باب تفضیل نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ)

جماعت ثانیہ کے بارے میں مزید چند احادیث کریمہ:

۲۶۸۔ حدیث، اذا جئت (الی) الصلاۃ فوجدت الناس فصل معھم وان کنت قد صلیت

جب نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ اور لوگوں کو نماز میں پاؤ تو ان کے ساتھ نماز میں شریک ہوجاؤ۔ (مولف) (ابوداؤد اول ص ۸۵، باب فیمن صلی فی منزلہ الخ)

۲۶۹۔ ابوداؤد و ترمذی و نسائی کی حدیث میں یزید بن الاسود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اذا صلیتما فی رحالکما ثم اتیتما مسجد جماعۃ فصلیا معھم فانھا لکما نافلۃ

جب تم منزل سے نماز پڑھ کر مسجد جماعت میں آؤ تو لوگوں کے ہمراہ پھر نماز پڑھ لو یہ تمہارے لئے نفل ہوجائے گی۔ (مولف) (ترمذی اول ص ۵۳، باب ماجاء فی الرجل یصلی وحدہ الخ)

عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذلک لہ سھم جمع

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (نفل) اس کے لئے جماعت کا ایک حصہ ہے۔ (مولف) (ابوداؤد اول ص ۸۵، باب فیمن صلی فی منزلہ الخ)

۲۷۱۔ سنن ابی داؤد میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال سیکون علیکم بعدی امراء تشغلھم اشیاء عن الصلاۃ لوقتھا حتی یذھب وقتھا فصلوا الصلاۃ لوقتھا فقال رجل یا رسول اللہ اصلی معھم قال نعم ان شئت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کچھ حاکم ہوں گے کہ ان کے کام وقت پر انہیں نماز سے روکیں گے یہاں تک کہ وقت نکل جائے گا تو تم وقت پر نماز پڑھنا ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ میں ان کے ساتھ نماز پڑھ لوں فرمایا ہاں اگر چاہو تو پڑھ لو۔ (مولف) (ابوداؤد اول ص ۶۲، باب اذا اخر الامام الصلاۃ عن الوقت)

۲۷۲۔ مسند احمد و صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف انت اذا کانت علیک امراء یمیتون الصلاۃ او قال یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا قال قلت فما تامرنی قال صل الصلاۃ لوقتھا فان ادرکتھا معھم فصل فانھا لک نافلۃ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ جب تم پر وہ حکام آئیں گے کہ غیر وقت پر نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ جب میں ایسا وقت پاؤں تو حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا نماز وقت پر پڑھ لینا پھر اگر ان کے ساتھ جماعت پالو تو شریک ہو جاؤ وہ نفل ہو جائے گی۔ (مولف) (مسلم اول ص ۲۳۰-۲۳۱، باب کراھیۃ تاخیر الصلاۃ عن وقتھا الخ)

۲۷۳۔ حدیث مذکور عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند امام احمد میں یوں ہے کہ فرمایا

واجعلوا صلاتکم معھم تطوعا

تم اپنی نمازیں ان کے ساتھ نفل کر لو۔ (مولف)" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۶۶" (مسند احمد ۶/۵ حدیث ابی ابن امراء ۃ عبادۃ)

۲۷۴۔ دار قطنی بسند صحیح عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا صلیت فی اھلک ثم ادرکت فصلھا الا الفجر والمغرب

جب گھر میں نماز پڑھ چکو پھر جماعت پاؤ تو شریک ہو جاؤ سوائے فجر و مغرب کے کہ ان دونوں وقتوں میں نفل کی نیت سے شریک ہونا جائز نہیں (مولف) (مصنف عبدالرزاق باب الرجل یصلی فی بیتہ الخ بیروت ۲/۴۲۲)

۲۷۵۔ سنن ابی داؤد میں حدیث یزید بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک لفظ یہ ہیں اذا صلی احدکم فی رحلہ ثم ادرک الصلاۃ مع الامام فلیصلھا معہ فانھا لہ نافلۃ

جب تم میں کوئی گھر میں نماز پڑھ لے پھر امام کو نماز میں پائے تو چاہئے کہ اس کے ساتھ اور پڑھ لے یہ اس کے لئے نفل ہے (مؤلف) (ابو داؤد اول، ص: ۸۵ باب فیمن صلی فی منزلہ الخ)

۲۷۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد جب ان سے پوچھا گیا میں ان دونوں میں کس کو اپنی نماز یعنی فرض تصور کروں فرمایا وذلک الیک انما ذلک الی اللہ عزوجل یجعل ایتھما شاء

کیا یہ تیرے ہاتھ ہے یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے ان میں جسے چاہے فرض شمار فرمائے گا۔ رواہ الامام مالک۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۶۷" (موطا امام مالک ص ۳۶، اعادۃ الصلوۃ مع الامام)

اولاد آدم سب اللہ کے بندے اور آپس میں برابر ہیں مگر جو متقی ہے وہ عند اللہ مکرم و محترم ہے

۲۷۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں العباد عباد اللہ

بندے سب اللہ کے بندے ہیں۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۳۶" (کنزالعمال ص ۵۱۶ ج ۳)

۲۷۸۔ نبی کریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم فرماتے ہیں الناس بنو آدم وآدم من تراب۔

لوگ سب آدم کے بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ والبیہقی بسند حسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ترمذی دوم ص ۲۳۲، باب فی تقیف وبنی حنیفۃ)

۲۷۹۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یا ایھاالناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا لاسود علی احمر الا بالتقوٰی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔

اے لوگو بے شک تمہارا رب ایک اور بیشک تم سب کا باپ ایک سن لو کچھ بزرگی نہیں

عربی کو عجمی پر نہ عجمی کو عربی پر نہ گورے کو کالے پر نہ کالے کو گورے پر مگر پرہیزگاری سے بیشک اللہ کے نزدیک تم میں بڑا رتبہ والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ رواہ البیھقی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۲۷" (کنزالعمال ص ۷۵ ج ۳)

مسلمان کو ایذا دینا حرام ہے حدیث میں ہے:

۲۸۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔

جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے بیشک مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے بیشک اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۳۴۸" (کنزالعمال، ص ۶۔ ج ۲۱)

ترک جماعت کی تہدید پر دو حدیثیں:

۲۸۱۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لقد رایتنا و ما یتخلف عنھا الا منافق معلوم النفاق۔

یعنی ہم نے اپنے آپ کو عہد رسالت میں دیکھا کہ جماعت سے پیچھے نہ ہٹتا تھا مگر کھلا منافق۔

۲۸۲۔ اور فرماتے ہیں لو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم۔

اگر تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ترک کرو گے گمراہ ہو جاؤ گے۔ رواہ مسلم۔ اور ایک روایت میں ہے لکفرتم۔ تم کافر ہو جاؤ گے۔ رواہ ابوداؤد۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۸۳" (مسلم اول، ص ۲۳۲۔ باب فضل صلاۃ الجماعۃ الخ)

صفیں سیدھی اور درست کرنے کے بارے میں تین حدیثیں:

۲۸۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عباداللہ لتسون صفوفکم او لیخالفن اللہ بین وجوھکم۔

اللہ کے بندو ضرور یا تو تم اپنی صفیں سیدھی کرو گے یا اللہ تمہارے آپس میں اختلاف ڈال دے گا۔ (ابوداؤد اول، ص ۹۷۔ باب تسویۃ الصفوف)

۲۸۴۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتموا الصف المقدم ثم الذی یلیہ فما کان من نقص فلیکن فی الصف المؤخر۔

پہلی صف پوری کرو پھر جو اس کے قریب ہے کہ جو کمی ہو تو سب میں پچھلی صف میں ہو۔

رواه الائمة احمد و ابوداؤد و النسائی و ابنا حبان و خزیمة و الضیاء باسانید صحیحة عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه۔ (ابوداؤد اول، ص ۹۸۔ باب تسویة الصفوف)

۲۸۵۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الله و ملئکة یصلون علی الذین یصلون الصفوف و من سد فرجة رفعه الله بها درجة۔

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں ان لوگوں پر جو صفوں کو وصل کرتے ہیں، اور جو صف کا فرجہ بند کرے اللہ تعالیٰ اس کے سبب جنت میں اس کا درجہ بلند فرمائے۔ رواہ احمد و ابن ماجة و ابن حبان و الحاکم و صححه و اقروه عن ام المومنین الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۸۶" (ابن ماجہ، ص ۷۱، باب اقامة الصفوف)

نماز کے منتظر کو نماز کا ثواب ملتا ہے:

۲۸۶۔ حدیث میں ارشاد ہوا کہ انکم فی صلاة ما انتظرتم الصلاة۔

بیشک تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے انتظار میں ہو۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۹۱" (بخاری ۱/ ۸۳۔ باب السمر فی الفقه و الخیر بعد العشاء)

امام کو لقمہ دینے کے بارے میں ایک حدیث:

۲۸۷۔ ابن منیع نے مسند اور حاکم نے مستدرک میں ابو عبدالرحمٰن سے روایت کی قال قال علی کرم الله تعالیٰ وجهه من السنة ان تفتح علی الامام اذا استطعمك قیل لابی عبدالرحمن ما استطعام الامام قال اذا سکت۔

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا سنت ہے کہ جب امام تم سے لقمہ مانگے تو اسے لقمہ دو ابو عبدالرحمٰن سے کہا گیا امام کا مانگنا کیا کہا جب وہ پڑھتے پڑھتے چپ رہے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۱۱"۔ (المستدرك علی الصحیحین کتاب الصلوٰة بیروت ۱/ ۲۷۰)

فرض نماز پڑھ لینے کے بعد اگر جماعت قائم ہو تو بہ نیت نفل شریک ہونا جائز ہے:

۲۸۸۔ حدیث اخیر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے اصلی فی بیتی ثم ادرك الصلاة فی المسجد مع الامام۔

میں گھر میں نماز پڑھ لیتا پھر مسجد میں امام کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ یہ شامل ہونا بھی بہ نیت نفل تھا۔ (مولف) (موطا مالک، ص ۳۶، اعادة الصلوٰة الخ)

۲۸۹۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے یصلی (احدنا) فی منزله الصلاة

ثم یأتی المسجد فتقام الصلاۃ۔

ہم میں سے کوئی گھر میں نماز پڑھ کر مسجد میں آتا تو یہاں جماعت قائم ہوتی۔ تو بہ نیت نفل شریک ہو جاتا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۶۷"۔ (ابوداؤد اول، ص ۸۵۔ باب فیمن صلی فی منزلہ الخ)

نماز جنازہ دوبارہ پڑھی نہیں جاتی ہے حدیث میں ہے:

۲۹۰۔ روی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی علی جنازہ فلما فرغ جاء عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومعہ قوم فاراد ان یصلی ثانیا فقال لہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلاۃ علی الجنازۃ لاتعاد و لکن ادع للمیت و استغفر لہ۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جنازہ پر نماز ادا فرما کر جب فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جماعت کے ہمراہ آکر دوسری بار نماز کا ارادہ کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جنازہ پر نماز دہرائی نہیں جاتی ہاں میت کے لئے دعا اور استغفار کرو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۶۸"۔

فرض پڑھ لینے کے بعد اگر کوئی مسجد میں آئے اور جماعت پائے تو بہ نیت نفل شریک ہو جائے۔

۲۹۱۔ حدیث محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جئت المسجد و کنت قد صلیت فاقیمت الصلاۃ فصل مع الناس و ان کنت قد صلیت۔

جب تم نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ پھر جماعت قائم ہو تو اس میں شریک ہو جاؤ اگرچہ نماز پڑھ چکے ہو۔ (مولف) (مسند احمد ۴ / ۱۱۵ حدیث محجن الدیلمی) (مشکوٰۃ ۱ / ۱۰۳۔ باب من صلی مرتین فصل ثالث)

سنن ونوافل اور دیگر عبادات حضرت علی کو محبوب ہیں:

۲۹۲۔ کشف الغمہ میں امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے کان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاینھی احد اتطوع بشئ زائد علی السنۃ و یقول فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ۔

امیر المومنین [illegible] کسی فعل [illegible] سے منع

نہیں فرماتے تھے اور فرماتے کہ جو اچھا کام زیادہ کرے وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۳۶۹" (کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ باب صلوۃ العیدین بیروت ا/ ۱۹۱)

بہتر یہ ہے کہ امام کے قریب دانشور لوگ ہوں:

۲۹۳۔ حدیث میں فرمایا لیلینی منکم اولو الاحلام و النھی۔

تم میں جو عقل والے اور دانشور ہیں وہ مجھ سے قریب ہوں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۴۷۳"۔ (مسلم اول، ص ۱۸۱ باب تسویۃ الصفوف الخ)

آداب نماز سے متعلق ایک حدیث:

۲۹۴۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوا کما رایتمونی اصلی. رواہ البخاری عن مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو اسی طرح تم بھی نماز پڑھو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۳۸۲"۔ (بخاری اول، ص ۸۸۔ باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعۃ الخ)

امام کے بھولنے پر انہیں لقمہ دینے کے بارے میں چند احادیث کریمہ:

۲۹۵۔ اخرج ابوداؤد و عبداللہ بن الامام فی زوائد المسند عن مسور بن یزید المالکی قال صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فترک آیۃ فقال لہ رجل یا رسول اللہ آیۃ کذا و کذا قال فھلا اذکرتنیھا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو ایک آیت چھوڑ دی (بعد نماز) ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ آیت تو اس اس طرح سے ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہیں یاد دلایا۔ یعنی لقمہ کیوں نہیں دیا۔ (مولف) (ابوداؤد اول، ص ۱۳۱۔ باب الفتح علی الامام فی الصلاۃ)

۲۹۶۔ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرأ فی الصلاۃ سورۃ المومنین فترک کلمۃ فلما فرغ قال الم یکن فیکم ابی قال بلی قال ھلا فتحت علی۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں سورۂ مومنین تلاوت فرمائی ایک کلمہ چھوٹ گیا تو بعد فراغت فرمایا کہ کیا تم میں ابی نہیں تھا ابی نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں حضور نے فرمایا پھر تم نے مجھے لقمہ کیوں نہ [illegible]

۲۹۷۔ اثر علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اذا استطعمکم الامام فاطعموہ۔ رواہ سعید بن منصور فی سننہ و ذکرہ فی الحلبۃ۔

جب امام تم سے لقمہ مانگے تو اسے لقمہ دو۔ یعنی امام کو جب لقمہ کی ضرورت ہو تو لقمہ دینا چاہیے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۲۰۲"۔ (فتح القدیر ۱/ ۳۳۸۔ باب مایفسد الصلوٰۃ الخ)

۲۹۸۔ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنا نفتح علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الائمۃ۔ رواہ الدار قطنی و الحاکم و صححہ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اماموں کو لقمہ دیتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۲۰۲"۔ (سنن الدار قطنی باب تلقین الماموم لامامہ الخ ملتان ۱/ ۳۹۹)

نماز میں کچھ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے اس پر تین حدیثیں:

۲۹۹۔ حدیث سہل بن سعد عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من نابہ شیء فی صلاتہ فلیسبح۔ اخرجہ الشیخان وغیرہما۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی کو نماز میں کچھ پیش آئے تو چاہیے کہ سبحان اللہ پڑھے۔ (مولف) (ابوداؤد اول، ص ۱۳۶۔ باب التصفیق فی الصلاۃ)

۳۰۰۔ اخرج احمد فی المسند عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قال کان لی ساعۃ من السحر ادخل فیہا علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان کان قائما یصلی سبح لی۔ الحدیث۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں میرے لئے وقت سحر یعنی صبح صادق سے پہلے کی ایک گھڑی حاصل تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا پس اگر حضور نماز ادا فرمارہے ہوتے تو میرے لئے سبحان اللہ کہتے (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۲۰۳" (مسند احمد، ص ۱۲۳ ج ۱)

۳۰۱۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا ناب احدکم نائبۃ وہو فی الصلاۃ فلیسبح۔ الحدیث۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کسی کو نماز میں کوئی ضرورت پیش آئے تو سبحان اللہ کہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۲۰۶"۔ (فتح

القدیر ار ۳۲۹۔ باب مایفسد الصلوٰۃ الخ)

امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا منع ہے :

۳۰۲۔روی ان حذیفة الیمان رضی الله تعالیٰ عنهما قام بالمدائن یصلی بالناس علی دکان فجذبه سلمان الفارسی رضی الله تعالیٰ عنه ثم قال ما الذی اصابك اطال العهد ام نسیت اما سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول لایقوم الامام علی مکان انشزمما علیه اصحابه. و فی روایة اما علمت ان اصحابك یکرهون ذلك فقال تذکرت حین جذبتی۔

حضرت حذیفہ الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مدائن میں ایک دکان پر کھڑے ہو کر لوگوں کی امامت کی تو سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو کھینچ لیا اور کہا کہ جو تم سے ہوا تو کیا زمانہ زیادہ گزر گیا یا تم بھول گئے کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے نہیں سنا ہے کہ امام مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا نہ ہو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے اصحاب اس کو برا جانتے ہیں حذیفہ نے کہا کہ جب آپ نے مجھے کھینچا تھا تو مجھے یاد آگیا تھا۔ یعنی امام مقتدیوں سے اتنی بلند جگہ کھڑا نہ ہو جس قدر سے امام و قوم کا مقام میں امتیاز واقع ہو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۳۱۵"

سات اعضا پر سجدہ کرنے کا حکم ہے اور کپڑا اور بال کھینچنا منع ہے :

۳۰۳۔ حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں امرت ان اسجد علی سبعة اعضاً و ان لااکف شعرا و لا ثوبا. رواہ الستة عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما۔

مجھے سات اعضا پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے اور یہ کہ بال اور کپڑا نہ سمیٹا کروں۔ (بخاری اول، ص ۱۱۳۔ باب لایکف شعرا)

۳۰۴۔ صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں امرت ان لااکف الشعر و لا الثیاب۔

مجھے حکم ہوا ہے کہ نماز میں بال اور کپڑا نہ سمیٹوں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۲۳"۔ (مسلم اول، ص ۱۹۳۔ باب اعضاء السجود و النهی الخ)

امام کو لقمہ دینے کی تاکید پر ایک حدیث :

۳۰۵۔ ابن عساکر ... امرنا الن...

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان نرد علی الامام۔

ہم کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ امام پر اس کی غلطی رد کریں۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۳۱۱"۔ (المستدرك كتاب الصلوة بيروت ۱/۲۷۰)

امام کا تمام مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا مکروہ ہے:

۳۰۶۔ سنن ابی داؤد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا ام الرجل القوم فلايقوم (يقم) فی مكان ارفع من مقامهم او نحو ذلك۔

یعنی جب کوئی شخص نمازیوں کی امامت کرے تو ان کے مقام سے اونچی جگہ میں نہ کھڑا ہو۔ (ابوداؤد اول، ص ۸۸، باب الامام يقوم مكانا ارفع الخ)

۳۰۷۔ ابو داؤد و ابن حبان و حاکم حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وهذا لفظ الحاكم فی مستدرك ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نهی ان يقوم الامام فوق و يبقى الناس خلفه۔

یعنی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ امام اونچا کھڑا ہو اور مقتدی نیچے رہیں۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۳۱۴"۔ (کنز العمال، ص ۹۷ ۳، ج ۷)

جوتیوں کو سجدہ کے روبرو رکھنا منع ہے اور یہ کہ اس سے فرشتوں اور لوگوں کو ایذا ہوتی ہے۔

۳۰۸۔ سنن ابی داؤد میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا صلى احدكم فلا يضع نعليه عن يمينه ولا عن يساره فتكون عن يمين غيره الا ان لايكون عن يساره احد و ليضعهما بين رجليه۔

جب تم میں کوئی نماز پڑھے تو جوتی اپنے داہنے طرف نہ رکھے نہ اپنے بائیں طرف رکھے کہ دوسرا جو اس کے بائیں ہاتھ کو ہے اس کے دہنی طرف ہوں گی ہاں اگر بائیں طرف کو کوئی نہ ہو تو بائیں جانب رکھے ورنہ اپنے پاؤں کے بیچ میں رکھے۔ رواه الحاكم ايضا و البيهقی۔ (ابوداؤد اول، ص ۹۶، باب المصلی اذا خلع نعليه الخ)

۳۰۹۔ دوسری روایت میں اس ممانعت کے لئے یوں حدیث آئی فلا يوذبهما احدا۔ کسی کو ایذا نہ ہو۔ رواه الثلثة المذكورون و ابن حبان عنه رضی الله تعالیٰ عنه۔ (ابوداؤد اول، ص ۹۶۔ باب المصلی اذا خلع نعليه)

۳۱۰۔ ایک حدیث میں اس ایذا کی یوں تصریح آئی۔ لاتضعهما عن يمينك و لا عن يسارك فتوذي الملئكة و الناس۔

دہنے ہاتھ کو رکھے گا تو ملائکہ کو ایذا ہوگی بائیں کو رکھے گا تو جو لوگ بائیں طرف ہیں انھیں ایذا ہوگی۔ رواه الخطيب عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ـ علماء نے اس ایذا کی وجہ فرمائی یعنی وفيه نوع اهانة له جس کی طرف جوتا رکھا جائے اس کی ایک طرح کی اہانت ہوتی ہے۔ قاله الطيبي و نقله في المرقاة۔ (کنزالعمال، ص ۳۴۲، ج ۷)

قبلہ کی طرف تھوکنا خلاف ادب ہے:

۳۱۱۔ اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا كان احدكم يصلي فلايبصق قبل وجهه فان الله تعالىٰ قبل وجهه اذا صلى۔

جب تم میں کوئی نماز میں ہو تو سامنے کو نہ تھوکے کہ نمازی کے سامنے اللہ عزوجل کا فضل و جلال و رحمت و عظمت ہوتے ہیں۔ رواه مالك في الموطا عن نافع عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما و من طريقة الشيخان في الصحيحين۔

ائمہ دین اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں ۔ يجب على المصلي اكرام قبلتة بما يكرم به من يناجيه من المخلوقين عند استقبالهم بوجهه۔ یعنی نمازی پر واجب ہے کہ معظمین کے سامنے کھڑے ہونے میں جس بات میں ان کی تعظیم جانتا ہے وہی ادب اپنی اپنی جانب قبلہ میں ملحوظ رکھے کہ اللہ عزوجل سب سے زیادہ احق بالتعظیم ہے۔ ذكره ابن بطال و نقله في ارشاد الساري۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۲۵"۔ (بخاری اول، ص ۵۸۔ باب حك البزاق باليد من المسجد)

جوتے اگر ادھر ادھر رکھنے سے چوری کا خوف ہو تو سامنے رکھ کر کپڑے سے چھپا دینا کافی ہے۔

۳۱۲۔ سنن ابن ماجہ میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یوں ہے۔ فاجعلهما بين رجليك ولاتجعلهما عن يمينك ولاعن يمين صاحبك و لا ورائك فتوذي من خلفك۔

یعنی جوتے اپنے پیچھے بھی نہ رکھ کہ جو پیچھے ہے اس کے آگے ہوں گے اسے ایذا ہوگی۔

فی امن توضع النعل الخ)

امام وسط مسجد میں کھڑا ہو اور صف اس طرح ہو کہ امام وسط صف میں رہے حدیث میں ہے۔

۲۴۱۳۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توسطوا (وسطوا) الامام و سدوا الخلل۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کو وسط میں لو اور صفوں کی فرجات بند کرو (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۶۳"۔ (ابوداؤد اول، ص ۹۹، باب مقام الامام من الصف)

تعارف

تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب
(محراب کے معنی اور امام کے محراب میں کھڑا ہونے پر نفیس بحث)

۶ ر جمادی الاخری ۱۳۲۰ھ کو سوال پیش ہوا کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟

اعلیٰحضرت امام احمد رضا نے اس کے جواب میں کچھ تمہید کے بعد سب سے پہلے محراب کے متعدد معنی تحریر کئے پھر محراب کی دو قسمیں کی ہیں۔

محراب کے معانی یہ ہیں۔

مسجد میں امام کی جگہ، الماری، صدر مجلس، گھر کا اعلیٰ مقام، مجلس کے لئے اونچی جگہ اور محراب اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں بادشاہ تنہا بیٹھتا ہو تاکہ لوگ دور رہیں اسی سے محراب مسجد ہے کہ امام اکیلا کھڑا ہوتا ہے اور لوگوں سے دور ہوتا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے معانی مختلف کتب لغات کے حوالے سے اس رسالے میں مندرج و مرقوم ہیں مگر یہاں محراب سے مراد وہ جگہ ہے جو بطور علامت دیوار قبلہ کے وسط میں ہوتی ہے۔

اور اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کے قرب و بعد میں برابری ہو تاکہ قرأت سننے امام کے اوپر نیچے انتقال پر اطلاع اور دائیں بائیں لوگوں پر فیضان میں آسانی ہو۔ اور محراب کے جہت قبلہ میں ہونے کی حکمت یہ ہے کہ حد شرعی وعادی تمام تر قبلہ سے اقرب ہو۔

محراب کی دو قسمیں یہ ہیں۔ حقیقی۔ صوری

محراب حقیقی۔ یہ محراب جو آج متعارف ہے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں نہ تھی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر اقدس کے پہلو میں قیام فرماتے تھے، بلکہ ۸۸ھ سے پہلے مساجد قدیمہ میں محراب کا وجود نہ تھا، عہد نبوت سے لے کر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک خود مسجد نبوی میں صورت محراب نہیں تھی، بلکہ ولید بن عبدالملک مروانی کے دور امارت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد نبوی میں محراب بنوائی جب کہ وہ مدینہ طیبہ میں گورنر تھے۔

محراب صوری۔ زینت کے علاوہ امام کی جگہ پر بطور علامت محراب کا ہونا بہتر ہے خصوصاً بڑی مساجد میں تاکہ ہر دفعہ غور و فکر نہ کرنا پڑے اور رات کو بغیر روشنی کے امام کو پایا جا سکے اور امام کے محراب میں سجدہ کی وجہ سے مقتدیوں کو وسعت بھی مل جاتی ہے۔

تو جب محراب میں یہ مصلحتیں تھیں تو اس کا رواج ہو گیا اور تمام بلاد اسلامیہ میں محراب کی صورت مشہور و معروف ہو گئی یہ محراب حقیقی و صوری کی تعریف نہیں بلکہ ان کی تاریخ و تعیین ہے۔

اس رسالے میں مقصود یہ مسئلہ واضح کرنا ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا سنت بھی ہے اور مکروہ بھی۔ لہٰذا جس جگہ بھی علماء نے امام کے محراب میں کھڑے ہونے کو سنت کہا ہے وہاں محراب حقیقی مراد ہے اور جہاں محراب میں امام کے قیام کو مکروہ کہا ہے وہاں محراب صوری میں کھڑا ہونا مراد ہے اس طریقہ پر کہ اس کے پاؤں محراب کے اندر ہوں۔

اسی مسئلے کی توضیح و تشریح کے لئے اس رسالے میں بطور دلیل کثیر حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں اور یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے، اور جہازی سائز کے ۹ صفحات پر مشتمل اس رسالہ جلیلہ میں ۷ حدیثیں شامل بحث ہیں۔

احادیث

تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب

سب سے اچھی جگہ مسجد اور بری جگہ بازار ہے:

۳۱۴۔ حدیث میں ہے خیر البقاع المساجد و شر البقاع الاسواق. رواہ الطبرانی و ابن حبان و الحاکم بسند صحیح عن ابن عمر و معناہ لمسلم عن ابی هریرة و لاحمد و الحاکم عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سب سے بہترین جگہ مسجد اور بری جگہ بازار ہے۔(مولف)"فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۳۳۲۔ تیجان الصواب"۔(مشکوٰۃ اول، ص ۷۱۔باب المساجد و مواضع الصلاۃ۔ الفصل الثانی)

مساجد کو بلند وبالا اور منقش بنانا مباح ہے:

۳۱۵۔ حدیث میں ہے ما امرت بتشیید المساجد. رواہ ابوداؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند صحیح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مجھے مسجدوں کو بلند وبالا اور گچ وغیرہ سے پلستر کرنے کا حکم نہیں ہوا ہے۔(مولف)(ابوداؤد اول، ص ۶۵ باب فی بناء المساجد)

امام کو دیوار قبلہ سے قریب کھڑا ہونا چاہیے:

۳۱۶۔حدیث میں ہے۔ کان بین مصلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بین الجدار ممر شاۃ. رواہ الائمة احمد و الشیخان عن سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مصلی شریف اور دیوار کے درمیان ایک بکری گزرنے کا فاصلہ ہوتا تھا۔(مولف)(مسلم اول، ص ۱۹۷ باب سترۃ المصلی و الندب الی الصلاۃ الخ)

مقتدی امام سے پیچھے رہیں حدیث میں ہے:

۳۱۷۔ حدیث۔ لایزال قوم یتاخرون حتی یؤخرهم اللہ عزوجل. رواہ مسلم و

ابوداؤد و النسائی و ابن ماجۃ عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جو قوم ہمیشہ پیچھے رہی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے بھی اسے پیچھے کردیا۔ (مولف)

(مسلم اول، ص ۱۸۲۔ باب تسویۃ الصفوف الخ)

نمازی اور قبلے کے مابین زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہئے :

۳۱۸۔ حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لایصلین احدکم و بینہ و بین القبلۃ فجوۃ. رواہ عبدالرزاق فی مصنفہ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کوئی اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے اور قبلہ کے درمیان زیادہ فاصلہ ہو۔ یعنی قبلہ سے زیادہ قریب ہونے میں یہ فائدہ ہے کہ بعد میں آنے والوں کو جگہ مل جائے گی اور رحمت رحمٰن سے بھی زیادہ قرب ہوگا۔ (مولف)

(مصنف عبدالرزاق ۲۳۰۶ باب کم یکون بین الرجل الخ کراچی، ۲/۱۶)

۳۱۹۔ حدیث۔ فان احدکم اذا قام فی صلاتہ فانہ یناجی ربہ و ان ربہ بینہ و بین القبلۃ. کما رواہ الشیخان وغیرھما عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے، اس حال میں کہ رب عزوجل اس کے اور قبلہ کے مابین ہوتا ہے۔ یعنی نمازی یہ تصور کرے کہ رب اسے دیکھ رہا ہے اور اس کے قریب ہے۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۵۸، باب حك البزاق بالید من المسجد)

محراب کے اندر نماز پڑھنا مکروہ ہے :

۳۲۰۔ فی الحدیث اتقوا ھذہ المذابح یعنی المحاریب. رواہ الطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی السنن عن عبداللہ بن عمر و بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نماز میں محراب کے اندر کھڑے ہونے سے اجتناب کرو۔ (مولف) [۱] فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۲۳۔ تیجان الصواب۔ [۲] کنزالعمال، ص ۲۳۰ ج ۷

احادیث

فتاوی رضویہ جلد سوم

ثیاب بذلت ومہنت یعنی وہ کپڑے جن کو آدمی اپنے گھر میں کام کاج کے وقت پہنے رہتا ہے جنہیں میل کچیل سے بچایا نہیں جاتا انہیں پہن کر نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

۳۲۱۔ روی ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رایٰ رجلا فعل ذلك فقال ارایت لو ارسلتك الی بعض الناس اکنت تمر فی ثیابك ھذہ فقال لا فقال عمر اللہ احق ان یتزین لہ۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو ایسے ہی کپڑوں میں نماز پڑھتے دیکھا فرمایا بھلا بتاؤ اگر میں کسی آدمی کے پاس تجھے بھیجوں تو انہیں کپڑوں میں چلا جائے گا، کہا نہ فرمایا تو اللہ عزوجل زیادہ مستحق ہے کہ اس کے دربار میں زینت وادب کے ساتھ حاضر ہو۔

"فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۴۴۴"

نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے حدیث میں ہے:

۳۲۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ افضل صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ۔

فرائض کے علاوہ آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ یعنی فرض نمازیں مسجد میں پڑھے اور نفل گھر میں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۴۵۱" (بخاری اول، ص ۱۰۱۔ باب صلاۃ اللیل)

تہجد سنت مستحبہ ہے اس کی ترغیب پر تین حدیثیں:

۳۲۳۔ طبرانی معجم اوسط اور بیہقی سنن میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ثلث ھن علی فرائض و ھن لکم سنۃ الوتر و السواك و قیام اللیل۔

تین چیزیں مجھ پر فرض اور تمہارے لئے سنت ہیں وتر ومسواک وقیام شب۔ (کنز العمال، ص ۷/۲۶۵)

۳۲۴۔ ابو جعفر طبری حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی امر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقیام اللیل و کتب علیہ دون امتہ۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیام شب کا حکم تھا حضور پر فرض تھا امت پر نہیں۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۵۵"۔ (تفسیر ابن جریر طبری المسمی جامع البیان میمنہ مصر ۱۵/ ۹۰)

۳۲۵۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ما کان بعد صلاۃ العشاء فھو من اللیل۔

جو نماز بعد عشاء پڑھی جائے وہ سب نماز شب ہے۔ رواہ الطبرانی عن ایاس بن معویۃ المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ (المعجم الکبیر حدیث ۷۸۷ بیروت ۱/ ۲۷۱)

تراویح و تحیۃ المسجد کے سوا تمام نوافل گھر میں پڑھنا افضل اور باعث ثواب اکمل ہے۔

۳۲۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم بالصلاۃ فی بیوتکم فان خیر صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ۔

تم پر لازم ہے گھروں میں نماز پڑھنا کہ بہتر نماز مرد کے لئے اس کے گھر میں ہے سوا فرض کے۔ رواہ البخاری و مسلم۔ (مسلم اول، ص ۲۶۶ باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ الخ)

۳۲۷۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلاۃ المرء فی بیتہ افضل من صلاتہ فی مسجدی ھذا الا المکتوبۃ۔

نماز مرد کی اپنے گھر میں میری اس مسجد میں اس کی نماز سے بہتر ہے مگر فرائض۔ رواہ ابوداؤد۔ (ابوداؤد اول، ص ۱۴۹، باب صلاۃ الرجل التطوع فی بیتہ)

۳۲۸۔ اخرج مسلم فی صحیحہ و ابوداؤد فی السنن و اللفظ لمسلم عن عبداللہ بن سفین قال سألت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن تطوعہ فقالت کان یصلی فی بیتی قبل الظھر اربعا ثم یخرج فیصلی بالناس ثم یدخل فیصلی رکعتین وکان یصلی بالناس المغرب ثم یدخل فیصلی رکعتین و یصلی بالناس العشاء و یدخل بیتی فیصلی رکعتین، ثم ذکرت صلاۃ اللیل و الوتر الی ان قالت وکان اذا طلع الفجر صلی رکعتین. زاد ابوداؤد ثم یخرج فیصلی بالناس صلاۃ الفجر

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں چار رکعت ظہر سے پہلے پڑھتے پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے پھر گھر میں رونق افروز ہو کر دو رکعتیں پڑھتے اور مغرب کی نماز پڑھ کر گھر میں جلوہ فرما ہوتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور عشاء کی امامت کر کے گھر میں آتے اور دو رکعتیں پڑھتے جب صبح چمکتی دو رکعتیں پڑھ کر باہر تشریف لے جاتے اور نماز فجر پڑھاتے۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۵۷"۔ (مسلم اول، ص ۲۵۲، باب جواز النافلة قائما :لخ) (ابوداؤد اول، ص ۱۷۸، باب تفریع ابواب التطوع و رکعات السنة)

کپڑا لٹکا کر نماز پڑھنا منع ہے لیکن اگر دونوں کنارے ایک دوسرے پر ڈال لے تو جائز ہے :

۳۲۹۔ فی الصحیحین عن عمروبن ابی سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی فی ثوب واحد مشتملا فی بیت ام سلمة واضعا طرفیه علی عاتقیه

عمرو بن ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ام سلمہ کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں نماز ادا فرمارہے ہیں اور اس کے دونوں کناروں کو کندھوں پر ڈالے ہوئے ہیں۔ (مولف) (بخاری اول ص ۵۲، باب الصلاۃ فی الثوب الواحد ملتحفا به الخ)

۳۳۰۔ وللبخاری عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول من صلی فی ثوب واحد فلیخالف بین طرفیه۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ دونوں کنارے ایک دوسرے جانب ڈال لے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۳۶" (بخاری اول ص ۵۲ باب اذا صلی فی الثوب الواحد الخ)

تہجد ابتدائے امر میں سب پر فرض تھا مگر بعد میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تو فرض ہی رہا اور امت کے لئے نفل ہو گیا :

۳۳۱۔ حدیث ام المومنین صدیقه رضی اللہ تعالیٰ عنها ان اللہ عزوجل افترض قیام اللیل فی اول هذه السورة فقام نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه

وسلم واصحابه حولا وامسك الله خاتمها اثنی عشرا شهرا فی السماء حتی انزل الله فی آخر هذه السورة التخفیف فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضة . رواه مسلم وابوداؤد والنسائی۔

بیشک اللہ عزوجل نے سورۂ مزمل کے ابتدائی حصے میں قیام لیل کو فرض فرمایا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام نے ایک سال تک قیام فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے آخری حصے کو آسمان پر ہی ایک سال تک روک لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کی آخر آیتوں میں قیام کی تخفیف کا حکم فرمایا تو رات کا قیام فرض ہونے کے بعد اب نفل ہو گیا۔ (مولف) (مسلم اول ص ۲۵۶، باب صلاۃ اللیل الخ)

۳۳۲۔ اسی حدیث میں لفظ ابی داؤد یوں ہیں قال (ای سعد بن هشام) قلت حدثنی (حدثینی) من قیام اللیل قالت الست تقرأ یا ایها المزمل قال قلت بلی قالت فان اول هذه السورة نزلت فقام اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حتی انتفخت اقدامهم وحبس خاتمتها فی السماء اثنی عشر شهرا ثم نزل آخرها فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضة۔

سعد بن ہشام نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ قیام لیل کے بارے میں حدیث بیان کیجئے حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تم نے سورۂ مزمل نہیں پڑھی ہے سعد نے کہاں ہاں کیوں نہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس سورت کی ابتدا جب نازل ہوئی تو صحابۂ کرام نے ایسا قیام کیا کہ ان کے قدم متورم ہو گئے پھر جب اس کی آخری آیتیں ایک سال کے بعد نازل ہوئیں تو قیام شب جو فرض تھا وہ نفل ہو گیا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۵۵" (ابوداؤد اول ص ۱۹۰ باب فی صلاۃ اللیل)

نماز شب کے بارے میں دو حدیثیں:

۳۳۳۔ صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کانت صلاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی شهر رمضان وغیره ثلث عشر رکعة باللیل منها (منها) رکعتا الفجر۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز شب رمضان وغیر رمضان میں تیرہ رکعات ہوتی تھیں! انہیں میں فجر کی دو رکعتیں بھی ہیں (مولف) (مسلم اول ص ۲۵۵، باب صلاۃ اللیل الخ)

۳۳۴۔ لمسلم عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه یرفعه افضل الصلاة بعد الفریضة صلاة اللیل۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً راوی کہ فرائض کے بعد افضل نماز نمازِ شب ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۵۶" (مسلم ۱/۳۶۸ باب فضل صوم المحرم)

سنن ونوافل اور وتر کا گھر میں پڑھنا افضل ہے حدیث میں ہے:

۳۳۵۔ روی عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه کان یصلی جمیع السنن والوتر فی البیت۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام سنتیں اور وتر کی نماز کاشانۂ نبوت میں پڑھا کرتے تھے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۵۸" (صغیری فصل فی النوافل دہلی ص ۵)

فرض سے پہلے کی سنتیں اگر قضا ہو جائیں تو وقت کے اندر پڑھنے سے وہ ادا ہوں گی نہ کہ قضا اور وقت کے بعد ان کی قضا نہیں:

۳۳۶۔عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان اذا فاتته الاربع قبل الظهر قضاهن بعده۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جب ظہر کی چار سنتیں ہو جاتیں تو فرض کے بعد ادا فرماتے تھے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۶۱" (ردالمحتار ۱/۵۳۱، باب ادراک الفریضة)

سنن ونوافل کا گھر میں پڑھنا افضل اور زیادتی ثواب کا باعث ہے:

۳۳۷۔فی الصحیحین عن السائب بن یزید قال لقد رأیت الناس فی زمن عمر بن الخطاب اذا انصرف من المغرب انصرفوا جمیعا حتی لایبقی فی المسجد احد کانهم لایصلون بعد المغرب حتی یصیرون الی اهلیهم۔

صحیحین میں مروی زمانۂ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لوگ مغرب کے فرض پڑھ کر گھروں کو لوٹ جاتے یہاں تک کہ مسجد میں کوئی شخص نہ رہتا گویا وہ بعد مغرب کچھ پڑھتے ہی نہیں۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۵۷"۔

۳۳۸۔واخرج ابو داؤد والترمذی والنسائی عن کعب بن عجرة وابن ماجة عن حدیث رافع بن خدیج والمصنف لابی داؤد قال اتی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اتی

مسجد بنی عبد الاشهل فصلی فیه المغرب فلما قضوا صلاتهم رأهم یسبحون بعدها فقال ھذہ صلاۃ البیوت. (ابوداؤد اول ص ۱۸۳، باب رکعتی المغرب این تصلیان)

۴۳۹۔ ولفظ الترمذی والنسائی علیکم بھذہ الصلاۃ فی البیوت۔ (نسائی اول ص ۲۴۷، باب الحث علی الصلاۃ فی البیوت الخ)

۴۴۰۔ وابن ماجۃ ارکعوا ھاتین الرکعتین فی بیوتکم۔ (ابن ماجہ ص ۸۳، باب ماجاء فی الرکعتین بعد المغرب)

(تینوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ) سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو دیکھا کہ مغرب کی فرض پڑھ کر مسجد میں سنتیں پڑھنے لگے ارشاد فرمایا یہ نماز گھر میں پڑھا کرو۔" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۵۸"

نماز نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ہے:

۴۴۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان صلی قائما فھو افضل ومن صلی قاعدا فلہ نصف اجر القائم۔

اور اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو وہ افضل ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے اس کے لئے کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ثواب ہے۔ رواہ البخاری عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الصحابۃ جمیعا۔" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۶۷" (بخاری اول ص ۱۵۰، باب صلاۃ القاعد بالایماء)

رات کو نوافل کے بعد اخیر میں وتر پڑھنا بہتر ہے حدیث میں ہے:

۴۴۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا۔

اپنی نماز شب میں سب سے آخر وتر رکھو۔ رواہ مسلم عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۶۸" (مسلم اول ص ۲۵۷، باب صلاۃ اللیل الخ)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت پر ایک حدیث جلیل:

۴۴۳۔ صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے مجھے حدیث پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھے کی نماز آدھی ہے میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے پایا میں نے

سر انور پر ہاتھ رکھا (یعنی یہ خیال گزرا کہ شاید بخار وغیرہ کے سبب بیٹھ کر پڑھ رہے ہوں) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن عمرو کیا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے سنا تھا کہ حضور نے فرمایا بیٹھے کی نماز آدھی ہے اور حضور خود بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں فرمایا اجل ولکن (لکنی) لست کاحد منکم

ہاں بات وہی ہے کہ بیٹھے کا ثواب آدھا ہے مگر میں تمہارے مثل نہیں میرے لئے ہر طرح پورا کامل اکمل ثواب ہے۔ یہ میرے لئے خصوصیت وافضل رب الارباب ہے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۶۸-۳۶۹" (مسلم اول ص ۲۵۳ باب صلاۃ اللیل الخ)

اللہ تعالیٰ کو دائمی عمل محبوب ہے:

۳۴۴۔ حدیث صحیح میں فرمایا احب الاعمال الی اللہ ادومها وان قل

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند وہ عمل ہے کہ ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۷۳" (کنز العمال ص ۱۹ ج ۳)

قیام جماعت کے بعد بھی سنت فجر پڑھی جائے گی اس کے علاوہ دوسری سنتوں کے شروع کرتے وقت اگر جماعت قائم ہو جائے تو یہ سنتیں بعد میں پڑھے:

۳۴۵۔ امام اجل ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں حدثنا علی بن شیبة حدثنا الحسن بن موسی ثنا شیبان بن عبدالرحمن عن یحیٰی بن ابی کثیر عن زید بن اسلم عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما انه جاء والامام یصلی الصبح ولم یکن صلی الرکعتین قبل صلاۃ الصبح فصلاهما فی حجرة حفصة رضی اللہ تعالیٰ عنها ثم انه صلی مع الامام۔

(خلاصہ یہ کہ) سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک روز ایسے وقت تشریف لائے کہ جماعت فجر قائم ہو چکی تھی انھوں نے ابھی سنتیں نہ پڑھی تھیں ان کی بہن ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مطہرہ مسجد سے ملا ہوا تھا جس کا دروازہ عین مسجد میں تھا وہاں چلے گئے اور سنتیں حجرہ میں پڑھ کر پھر مسجد میں آکر شامل جماعت ہوئے۔" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۷۳" (شرح معانی الآثار ۱/۲۳۰ باب اداء سنة الفجر)

نماز شب میں طول قیام کے سبب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدمان مبارک متورم ہو جاتے اور بسا اوقات پھٹ جاتے تھے:

۳۴۶۔ جامع صحیح بخاری میں ہے حدثنا صدقة بن فضل اخبرنا ابن عیینة ثنا زیاد

انه سمع المغيرة يقول قام النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم حتی تورمت قدماه فقيل له قد غفر الله لك ماتقدم من ذنبك وما تأخر قال افلا اكون عبدا شكورا۔

زیاد نے مغیرہ کو کہتے ہوئے سنا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اتنا قیام فرمایا کہ قدمان مبارک متورم ہوگئے تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادیئے ہیں تو حضور نے ارشاد فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (مولف) (بخاری دوم ص ۷۱۶، باب قوله ليغفر الله ماتقدم الخ)

۳۴۷۔ حدثنا الحسن بن عبدالعزيز ثنا عبدالله بن يحيی اخبرنا حيوة عن ابی الاسود انه سمع عروة عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان نبی الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم كان يقوم من الليل حتی تتفطر قدماه فقالت عائشة لم تصنع هذا يا رسول الله وقد غفر الله لك ماتقدم من ذنبك وماتأخر قال افلا احب ان اكون عبدا شكورا. الحديث

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب کو اس طرح قیام فرماتے تھے کہ قدمان مبارک شگافتہ ہوجاتے حضرت عائشہ عرض کرتی یا رسول اللہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف فرمادیا ہے ارشاد فرمایا کیا مجھے یہ محبوب نہ ہو کہ عبد شکور ہوجاؤں۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۶۰" (بخاری دوم ص ۷۱۶، باب ليغفر الله ماتقدم الخ)

وتر کی جماعت غیر رمضان میں اگر اتفاقاً کبھی ہوجائے تو حرج نہیں:

۳۴۸۔ اخرجه الطحاوی عن المسور بن مخرمة قال دفنا ابابكر رضی الله تعالیٰ عنه ليلا فقال عمر رضی الله تعالیٰ عنه انی لم اوتر فقام وصففنا وراه فصلی بنا ثلث ركعات لم يسلم الا فی آخرهن۔

مسور بن مخرمہ نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین رات کو ہوئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ہم نے ابھی وتر نہیں پڑھی ہے وہ آگے کھڑے ہوئے اور ہم ان کے پیچھے پھر تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھائیں۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۶۳" (ردالمحتار ۲ / ۴۸، باب الوتر)

وتر کے بعد دو رکعت نفل سے متعلق تین حدیثیں:

۳۴۹۔ عند مسلم عن ام المومنين الصديقة رضی الله تعالیٰ عنها قالت بعد الوتر ... ركعتين بعد ما يسلم وهو قاعد۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وتر کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ وتر کا سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ (مولف) (مسلم اول ص ۲۵۶، باب صلاۃ اللیل وعدد الرکعات الخ)

۳۵۰۔ ولاحمد عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصلیھا بعد الوتر وھو جالس۔

ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ (مسند احمد ص: ۲۴۸، ج: ۶)

۳۵۱۔ ولابن ماجۃ عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین خفیفتین وھو جالس فاذا اراد ان یرکع قام فرکع۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت خفیف بیٹھ کر ادا فرماتے تھے پھر جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے۔ یہ فعل دائمی نہ تھا بلکہ احیانا ایسا کرتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۴۶۸" (ابن ماجہ اوّل ص ۸۵، باب ماجاء فی الرکعتین بعد الوتر جالسا)

سنتوں کی پیروی لازم ہے:

۳۵۲۔ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدین عضوا علیھا بالنواجذ۔

تم پر لازم ہے میری سنت کا اتباع اور خلفائے راشدین کی سنت کا، سنت کو دانتوں سے مضبوط پکڑو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۴۷۶" (ابوداؤد دوم ص ۶۳۵، باب فی لزوم السنۃ)

جماعت کی نماز امام زیادہ طویل نہ پڑھائے:

۳۵۳۔ حدیث صحیح میں ہے اذا ام احدکم فلیخفف۔

جب تم میں کوئی امامت کرے تو چاہئے کہ تخفیف کرے۔ یعنی نماز جلدی پڑھائے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۴۸۳" (مسلم اول ص ۱۸۸، باب امر الائمۃ بتخفیف الصلاۃ الخ)

۳۵۴۔ سنن ابی داؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہجد کی نماز میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت پست آواز سے پڑھتے دیکھا اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت بلند آواز سے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ کچھ ایک سورت سے پڑھا اور کچھ دوسری سورت سے لیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں صاحبوں سے وجہ دریافت فرمائی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی قد اسمعت من ناجیت یا رسول اللہ میں جس سے مناجات کرتا ہوں وہ اس پست آواز کو بھی سنتا ہے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اوقظ الوسنان واطرد الشیطان یا رسول اللہ میں اس لئے اتنی آواز سے پڑھتا ہوں کہ اونگھتا جاگے اور شیطان بھاگے، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کلام طیب یجمعہ اللہ بعضہ الی بعض یا رسول اللہ قرآن مجید سب پاکیزہ کلام ہے کچھ یہاں سے اور کچھ وہاں سے میں ملا لیتا ہوں اراوہ الہیہ یوں ہی ہوتا ہے فرمایا کلکم قد اصاب تم تینوں نے ٹھیک بات کی درست کام کیا۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۸۱" (ابو داؤد اول ص ۱۸۸، باب رفع الصوت بالقراءۃ فی صلاۃ اللیل)

تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا صرف افضلیت کے خلاف ہے ورنہ جائز ہے:

۳۵۵۔ سنن دارمی وابی داؤد و ترمذی وابن ماجہ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے لم یفقہ من قراء القرآن فی اقل من ثلاث۔

جس نے تین رات سے کم میں قرآن مجید ختم کیا اس نے سمجھ کر نہ پڑھا۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۸۵" (ترمذی دوم ص ۱۲۳، باب ماجاء ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف۔ باب منہ)

قرآن کریم کے ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں حدیث میں ہے:

۳۵۶۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من قراء حرفا من کتاب اللہ فلہ (بہ) حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالہا لا اقول الم حرف (ولکن) الف حرف ولام حرف ومیم حرف۔

جس نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیاں، میں نہیں فرماتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ رواہ الدارمی والترمذی وصححہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (ترمذی دوم ص ۱۱۹، باب ماجاء فیمن قراء حرفا من القرآن)

عبادت الٰہی میں کسل اور اکتاہٹ منع ہے حدیث میں ہے:

۳۵۷۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ لا یسأم حتی تسأموا.
بیشک اللہ عزوجل ثواب دینے میں کمی نہیں فرماتا۔ جب تک نہ اکتاؤ۔

(کنز العمال، ج ۳، ص ۱۸)

مسلمان کو فحش بکنا منع ہے:

۳۵۸۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لیس المومن بالطعان ولا اللعان ولا الفحاش ولا البذی۔**

مسلمان نہیں ہوتا بہت طعنہ کرنے والا، بہت لعنت کرنے والا، نہ بے حیا فحش گو۔ رواہ احمد والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وحسنہ وابن حبان والحاکم فی صحیحھما عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۸۶" (ترمذی دوم ص ۱۸، باب ماجاء فی اللعنۃ)

ذکر نبی ذکر خدا ہے:

۳۵۹۔ حدیث قدسی سے ہے۔ **جعلتك ذکرا من ذکری فمن ذکرك فقد ذکرنی۔**

یعنی رب العزت عزوعلا اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ (الشفاج ا ص ۱۲، الفصل الاول من الباب الاول)

تلاوت قرآن دوسرے اذکار سے افضل ہے:

۳۶۰۔ حدیث قدسی میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں رب عزوجل فرماتا ہے: **من شغله القرآن عن ذکری ومسالتی اعطیته افضل ما اعطیت السائلین وفضل کلام اللہ علی سائر کلام کفضل اللہ علی خلقه۔**

جسے قرآن عظیم میرے ذکر و دعاء سے روکے یعنی بجائے ذکر و دعا قرآن عظیم ہی میں مشغول رہے اسے مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں اور کلام اللہ کا فضل سب کلاموں پر ایسا ہے جیسا اللہ عزوجل کا فضل اپنی مخلوق پر۔ رواہ الترمذی وحسنہ۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۸۷"

(ترمذی دوم [illegible] وسلم، باب منہ)

تعارف

اجتناب العمال عن فتاویٰ الجهال

(قنوت نازلہ پڑھنے کے بارے میں ایک فتوے کا رد)

۲۶؍ جمادی الآخر ۱۳۲۶ھ میں ایک استفتاء آیا کہ غلبۂ کفار و فتنہ و فساد اور طاعون و وبا کے وقت نماز فجر میں قنوت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور سائل نے ایک بد عقیدہ مصنف کی جہالتوں سے مملو تصنیف بنام "ضروری سوال" کی کچھ تحریریں بھی حاضر کیں جو قنوت نازلہ صرف غلبۂ کفار کے وقت جائز ہے، کے بارے میں تھیں۔

اس رسالے میں امام احمد رضا نے آغاز بحث میں سب سے پہلے نفس سوال کے جواب کی وضاحت کی ہے پھر "ضروری سوال" کے بد عقیدہ مصنف کی خبر لی ہے اور اس کے ہفوات و خرافات کا پردہ چاک کیا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی جواب کی ابتداء اس طرح فرماتے ہیں کہ

تحریرات مذکورہ نظر سے گزریں "ضروری سوال" میں جو حکم اختیار کیا محض خلاف تحقیق ہے، ہمارے ائمہ کرام کی تصریحات کتب متون دیکھئے تو عموماً یہ ارشاد ہے کہ غیر وتر میں قنوت نہیں، ان میں وقت غلبۂ کفار کا بھی کہیں استثناء نہیں اور تحقیقات جمہور شارحین پر نظر ڈالئے تو مطلقاً نازلہ کے لئے قنوت لکھتے ہیں خاص فتنہ و غلبۂ کفار کی ہرگز قید نہیں لگاتے۔

یعنی نماز فجر میں ہمارے یہاں قنوت نہ ہونا اس وقت ہے کہ کوئی بلاء و مصیبت نہ ہو جب کوئی فتنہ یا کسی قسم کی بلا واقع ہو تو نماز صبح میں قنوت پڑھنا مضائقہ نہیں۔

پھر امام احمد رضا نے "ضروری سوال" کے مصنف کی جہالت و بطالت کا تمیں وجوہات سے جائزہ لے کر اس کا بلیغ رد فرمایا ہے اور نفس مسئلہ اور اس کی حیثیت واقعیہ کو متعدد کتب کے حوالوں سے آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن و آشکار کیا ہے۔

اور یہ رسالہ ۱۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور اس میں ۲۱ احادیث کریمہ رونق تحریر ہیں۔

احادیث

احتناب العمال عن فتاویٰ الجہال

غیر وتر میں قنوت پڑھنا منع ہے اور قنوت فجر کے بارے میں ہمارے مشائخ کرام تصریح فرماتے ہیں کہ وہ منسوخ ہے مگر قنوت نازلہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

۳۶۱۔ ابن حبان نے اپنی صحیح بالتقاسیم والانواع میں بطریق ابراہیم بن سعد عن الزہری عن سعید وابی سلمۃ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایقنت فی الصبح الا ان یدعو لقوم او علی قوم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے لئے ان کے فائدے کی دعا فرماتے یا کسی قوم پر ان کے نقصان کی دعا فرماتے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ باب القنوت ملتان ۳ / ۱۸۲)

۳۶۲۔ خطیب بغدادی نے کتاب القنوت میں بطریق محمد بن عبداللہ الانصاری حدثنا سعید بن ابی عروبہ عن قتادۃ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لایقنت الا اذا دعا لقوم او دعا علی قوم۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنوت نہ پڑھتے تھے مگر جب کسی قوم کے لئے یا کسی قوم پر دعا فرمانی ہوتی۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۹۲ احتناب العمال" (مرقاۃ شرح مشکوۃ، باب القنوت، ملتان ۳ / ۱۸۲)

۳۶۳۔ مسند احمد و صحیح مسلم و سنن نسائی و ابن ماجہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شہرا یدعو علی احیاء من احیاء العرب ثم ترکہ۔ زاد ابن ماجۃ فی صلاۃ الصبح۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک نماز صبح میں قنوت پڑھی عرب کے کچھ قبیلوں پر دعائے ہلاک فرماتے تھے پھر چھوڑ دی۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۹۵، احتناب العمال"

(مسلم اول ص ۲۳۷، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات الخ، ابن ماجہ ص ۸۹ باب ماجاء فی

القنوت فی صلاۃ الفجر)

۳۶۴۔ حدیث طارق اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارۂ انکار قنوت فجر (جس طرح معمول شافعیہ ہے) نسائی نے اس طرح روایت کی کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی وہ بدعت ہے۔ (نسائی ۱/ ۱۶۳ ترک القنوت)

۳۶۵۔ اور ترمذی وابن ماجہ نے یوں کہ ان کے صاحبزادے سعد ابو مالک نے ان سے پوچھا آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں کیا وہ فجر میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا نئی نکالی ہوئی ہے۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۹۶ "اجتناب العمال" (ترمذی ۱/ ۹۱، باب فی ترک القنوت)

۳۶۶۔ حدیث ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن القنوت فی الفجر

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت فجر سے منع فرمایا۔ (ابن ماجہ ص ۸۹، باب ماجاء فی القنوت فی صلاۃ الفجر)

کبھی قنوت سے مراد طول قیام ہوتا ہے:

۳۶۷۔ حدیث صحیح میں ارشاد ہوا کہ بہتر نماز طول قنوت ہے یعنی جس میں قیام دیر تک ہو۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۹۷ اجتناب العمال"

حضرت علی اور حضرت امیر معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آپسی نزاع کے بارے میں امیر معویہ کا فرمان:

۳۶۸۔ امیر معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صاف تصریح بسند صحیح موجود ہے کہ مجھے خلافت میں نزاع نہیں نہ میں اپنے آپ کو مولیٰ علی کا ہمسر سمجھتا ہوں وانی لا علم انه افضل منی واحق بالامر ولکن لستم تعلمون ان عثمان قتل ظلما وانا ابن عمه وولیه واطلب بدمه۔

میں خوب جانتا ہوں کہ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مجھ سے افضل واحق بہ امامت ہیں مگر کیا تمہیں خبر نہیں کہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظلماً شہید ہوئے میں ان کا ولی اور ابن عم ہوں ان کا قصاص مانگتا ہوں۔ رواه یحیی بن سلیمان الجعفی استاذ الامام

البخاری فی کتاب صفین بسند جید عن ابی مسلم الخولانی۔" فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۹۸ احتاب العمال"۔

حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک روایت :

۳۶۹۔ (واقعۂ بیر معونہ میں ہے کہ حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافروں سے بات کررہے تھے کہ کسی نے نیزہ مار کر شہید کردیا) صحیح بخاری شریف میں ہے جعل یحدثھم فاو ماؤا الی رجل فاتاہ من خلفہ فطعنہ۔

یعنی حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کافروں کو پیام اقدس پہنچاتے اور ان سے باتیں فرمارہے تھے کہ انھوں نے کسی کو اشارہ کیا اس نے پیچھے سے آکر نیزہ مارا۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۰۳ احتاب العمال" (بخاری ۲/ ۵۸۶ غزوۃ الرجیع ورعل الخ)

نماز فجر میں دعائے قنوت سے متعلق دو حدیثیں :

۳۷۰۔ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما زال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقنت فی الصبح حتی فارق الدنیا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں برابر قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے (مولف)

۳۷۱۔ حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطریقی حماد بن ابی سلیمان و ابی حمزۃ القصاب عن ابراھیم عن علقمۃ عنہ قال لم یقنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الصبح الاشھرا ثم ترکہ لم یقنت قبلہ و لا بعدہ، و لفظ حماد لم یر قبل ذلک و لا بعدہ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک نماز صبح میں قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی نہ اس سے پہلے پڑھی نہ بعد میں۔ (مولف) (صحاح ستہ میں بضمن حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ ترک کا سبب نزول آیت کریمہ لیس لک من الامر شئ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظلمون. منہ) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۳۹۵۔ احتاب العمال"۔ (فتح القدیر، ۱/ ۳۷۹ باب صلوٰۃ الوتر)

بدعت سیئہ گمراہی ہے نہ کہ بدعت حسنہ :

۳۷۲۔ حدیث کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار۔

یعنی ہر خلاف شرع نئی چیز بدعت ہے، ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ (مولف) (کنزالعمال، ص ۶ ج ۱۱) (ابن ماجہ اول ۶، باب اجتناب البدع و الجدل)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف ایک مہینہ تک بعض قبائل کفار کے لئے قنوت پڑھی:

۳۷۳۔ حدیث عاصم بن سلیمان، قلنا لانس بن مالك ان قوما یزعمون ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یزل یقنت فی الفجر فقال کذبوا انما قنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شهرا واحدا یدعو علی احیاء من احیا المشرکین۔

ہم نے انس بن مالک سے کہا کہ کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر میں ہمیشہ قنوت پڑھی تو حضرت انس بن مالک نے کہا کہ لوگوں نے جھوٹ کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک مشرکین کے ایک قبیلہ پر قنوت پڑھی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۴۹۶۔ اجتناب العمال" (بخاری ۱/۱۳۶باب القنوت) (مسلم ۱/۲۳۷باب القنوت)

حضرت علی نے بغرض طلب نصرت فجر میں قنوت پڑھی اور اسی طرح حضرت معاویہ نے بھی پڑھی۔

۳۷۴۔ مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے انه لما قنت فی الصبح انکر الناس علیه فقال استنصرنا علی عدونا۔

امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے جب صبح میں قنوت پڑھی تو لوگوں نے انکار کیا تو فرمایا کہ ہم نے اپنے دشمن پر مدد چاہی۔ (مولف) (مصنف ابن ابی شیبہ من کان لایقنت فی الفجر کراچی ۲/۳۱۰)

۳۷۵۔ محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں قال ابراهیم (هو النخعی) و ان اهل الکوفة انما اخذوا القنوت عن علی قنت یدعو علی معویة حین حاربه و اما اهل الشام فانما اخذوا القنوت عن معویة قنت یدعو علی علی حین حاربه قال محمد و بقول ابراهیم ناخذ وهو قول ابی حنیفة۔

ابراہیم نخعی نے کہا کہ اہل کوفہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قنوت کو لی جسے حضرت علی نے لڑائی (جنگ صفین) کے وقت حضرت امیر معاویہ پر پڑھی تھی، اور شام والوں نے

حضرت امیر معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قنوت کو لی جسے انہوں نے لڑائی کے وقت حضرت علی پر پڑھی تھی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۴۹۸۔ اجتناب العمل"۔ (کتاب الآثار، ص ۵۹۵۔ باب القنوت فی الصلوٰۃ)

ایک دعا پر مشتمل ایک حدیث:

۴۷۶۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مناجات مروی ہے اللھم لاقابض لما بسطت و لا باسط لما قبضت و لامانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت ولا ھاذی لمن اضللت و لا مضل لمن ھدیت و لا مقرب لما باعدت و لا مباعد لما قربت۔

اے اللہ کوئی سمیٹنے والا نہیں جسے تو پھیلائے اور کوئی پھیلانے والا نہیں جسے تو سمیٹے، اور کوئی روکنے والا نہیں جسے تو عطا کرے، اور کوئی دینے والا نہیں جسے تو منع کرے، اور کوئی راہ دکھانے والا نہیں جسے تو گمراہ کرے، اور کوئی گمراہ کرنے والا نہیں جسے تو راہ دکھائے، اور کوئی قریب کرنے والا نہیں جسے تو دور فرمادے اور کوئی دور کرنے والا نہیں جسے تو قریب فرمائے۔

(مولف) (مسند احمد، ص ۴۳۸، ج ۳)

قبیلۂ اسلم و غفار کے لئے دعائے سلامتی و غفران:

۴۷۷۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلم سالمھا اللہ و غفار غفر اللہ لھا اما واللہ ما انا قلته و لکن اللہ قاله۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قبیلہ) اسلم کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہے اور (قبیلہ) غفار کو اللہ عزوجل نے بخش دیا ہے بخدا یہ میں نے نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

(مولف) رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ و احمد والطبرانی فی الکبیر و الحاکم عن سلمۃ بن الاکوع و ابوبکر بن ابی شیبۃ عن خفاف بن ایماء الغفاری و ابویعلی الموصلی عن ابی برزۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۵۰۱۔ اجتناب العمال"۔ (کنزالعمال، ص ۷۶، ج ۱۷)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ مضر کیلئے دعائے سختی اور اسلم و غفار کیلئے دعائے غفران فرمائی:

۴۷۸۔ عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان اذا رفع راسه

انج الولید بن الولید اللھم انج المستضعفین من المومنین اللھم اشدد وطأتك علی مضر اللھم اجعلھا سنین کسنی یوسف و ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال غفار غفر اللہ لھا و اسلم سالمھا اللہ (صحیح البخاری)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فجر کے آخری رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ ولید بن الولید کو اور ضعفائے مومنین کو نجات دے۔ اے اللہ مضر کو سختی کے ساتھ پامال کر دے اور انہیں قحط سالیوں میں مبتلا فرما جس طرح یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط ہوا تھا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قبیلہ) غفار کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور (قبیلہ) سالم کو سلامت رکھا۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۱۳۶، باب دعاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجعلھا سنین کسنی یوسف)

شہداء بیر معونہ کے ذکر پر مشتمل ایک روایت۔

۳۷۹۔ (واقعۂ بیر معونہ میں ستر صحابہ کرام کو کافروں نے شہید کر دیا تھا ان ستر صحابہ کو راستہ بتانے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلب سلمی کو بھیجا تھا) حدیث میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلب سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رہبری کے لئے ہمراہ فرمایا تھا فقد اخرج الطبرانی من طریق عبد اللہ بن لھیعة عن ابی الاسود عن عروة قال بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المنذر بن عمرو الساعدی و بعث معه المطلب السلمی لیدلھم علی الطریق. الحدیث ذکر فی الاصابة فی ترجمة المطلب۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرو ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور ان کے ہمراہ انہیں راستہ بتانے کے لئے مطلب سلمی کو بھیجا۔ (مولف) (الاصابة فی تمییز الصحابة ترجمہ عبد المطلب السلمی ۸۰۲۹۔ بیروت ۳/ ۴۲۵)

جو لوگ شب کو درس و تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہتے ہیں انہیں قراء کہتے ہیں، ان کے متعلق

۳۸۰۔ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے یتدارسون القرآن باللیل و یصلون۔

وہ لوگ رات کو درس و تلاوت قرآن اور نماز میں مشغول رہتے ہیں۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۵۰۲ احتیاب (بخاری ۱/ ۵۸۲ کتاب الجہاد)

المغازی)

شہداء بیر معونہ کی خبر حضور علیہ السلام نے دی:

۴۸۱۔(واقعۂ بیر معونہ میں جب صحابۂ کرام شہید ہو گئے اور کوئی خبر دینے والا نہیں تھا تو بذات خود غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی) حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ان اخوانکم لقوا المشرکین فاقتطعوھم فلم یبق احد وانھم قالوا ربنا بلغ قومنا انا قد رضینا و قد رضی عنا ربنا فانا رسولھم الیکم قد رضوا و رضی عنھم (ربھم) رواہ الحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تمہارے کچھ مومن بھائی مشرکین سے ملے تو مشرکوں نے ان سے لڑائی کی، ان مومنوں میں سے کوئی باقی نہ رہا اور انہوں نے کہا کہ اے رب ہمارے ہماری قوم کو ہماری خبر دیدے کہ ہم راضی بالقضا ہیں اور ہم سے ہمارا رب راضی ہے تو ہم تمہاری طرف ان کے فرستادہ ہیں بیشک وہ راضی ہو گئے اور وہ ان سے راضی ہو گیا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۵۰۳، اجتناب العمال" (کنزالعمال، ص ۲۳۹، ج ۱۰)

احادیث

فتاویٰ رضویہ جلد سوم

حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور مقدس سہل کر دی گئی تھی حدیث میں ہے۔

۳۸۲۔ رواہ احمد و البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال خفف علی داؤد القرآن فکان یأمر بداوبہ فتسرج فیقراء القران من قبل ان تسرج دوابہ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کو سہل کر دیا گیا تھا وہ جانور یعنی گھوڑے پر زین کرنے کا حکم فرماتے پھر زین کرنے سے پہلے زبور مقدس ختم فرما لیتے تھے۔ زبور حجم میں قرآن عظیم سے کئی حصے زائد ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۳۸۵"۔ (بخاری اول، ص ۴۸۵، باب قول اللہ عزوجل آتینا داؤد و زبورا الخ)

چند قبائل کفار پر قنوت پڑھنے کے بارے میں چند حدیثیں۔

۳۸۳۔ حدیث ہے قنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شھرا علی عدۃ قبائل من الکفار۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک کافروں کے مختلف قبیلوں پر قنوت پڑھی۔ (پھر بعد میں ترک فرمادیا)۔ (مولف) " فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۵۱۰"۔ (شرح معانی الآثار، ۱/۱۴۳، باب القنوت فی صلوٰۃ الفجر)

۳۸۴۔ روی الامام البخاری و الامام مسلم فی صحیحیھما و الحافظ النسائی فی سننہ و اللفظ للبخاری قال اخبرنا احمد بن یونس ثنا زائدۃ عن التیمی عن ابی مجلز عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قنت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شھرا یدعو علی رعل و ذکوان۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ رعل و ذکوان پر دعائے بد کے لئے ایک مہینہ تک قنوت پڑھی۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۱۳۶، باب القنوت قبل الرکوع و بعدہ)

۳۸۵۔ و لفظ المسلم من طريق المعتمر عن سليمن التيمي عن ابی مجلز عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه قنت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم شهرا بعد الركوع فی صلاة الصبح يدعو علی رعل و ذكوان و يقول عصية عصت الله و رسوله۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ رعل وذکوان پر دعائے بد کے لئے ایک مہینہ تک فجر میں بعد رکوع قنوت پڑھی اور فرماتے کہ عصیہ نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔ (مولف) (مسلم اول، ص ۲۳۷۔ باب استحباب القنوت فی جميع الصلوات الخ)

۳۸۶۔ وفی صحيحه ايضا حدثنا محمد بن مهران الرازی فذكر باسناده عن ابی سلمة عن ابی هريرة حدثهم ان النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم قنت بعد الركعة فی صلواة شهرا اذا قال سمع الله لمن حمده يقول فی قنوته اللهم انج الوليد بن الوليد اللهم نج سلمة بن هشام اللهم نج عياش بن ابی ربيعة اللهم نج المستضعفين من المومنين اللهم اشد وطأتك علی مضر اللهم اجعلها عليهم سنين كسنی يوسف قال ابوهريرة ثم رأيت رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم ترك الدعاء بعد فقلت اری رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم ترك الدعاء لهم قال فقيل و ماتراهم قد قدموا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ماہ تک نماز کے اندر جب رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو دعاء قنوت پڑھتے رہے، قنوت میں عرض کرتے اے اللہ ولید بن ولید کو نجات دے، سلمہ بن ہشام کو نجات دے، عیاش بن ابی ربیعہ اور ضعفاء مومنین کو نجات دے اے اللہ سختی کے ساتھ (قبائل) مضر کو پامال کردے، اے اللہ ان پر ایسی قحط سالی مسلط فرما جیسی یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کے بعد دعا ترک فرمادی میں نے کہا کہ حضور نے ان لوگوں کے لئے دعا ترک فرمادی ہے، راوی نے کہا کہ ان سے کہا گیا کہ یہ جو دیکھ رہے ہو تو وہ لوگ اپنے کئے کو پہنچ گئے ہیں۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۵۱۲"۔ (مسلم اول، ص ۲۳۷۔ باب استحباب القنوت فی الخ)

تعارف

انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار
(نماز غوثیہ کے ثبوت میں تحقیق رضوی)

ربیع الاول شریف ۱۳۰۵ھ کو سوال پیش ہوا کہ صلاۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اور شرع میں جائز ہے یا نہیں ؟۔

امام احمد رضا نے اس کے جواب میں فرمایا کہ

"فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام قدست اسرارھم العزیزہ کی معمول، اور قضائے حاجت و حصول مرادات کے لئے عمدہ طریق مرضی و مقبول، اور حضور پرنور غوث الکونین غیاث الثقلین صلوات اللہ و سلامہ علی جدہ الکریم و علیہ سے مروی و منقول، اجلہ علماء و اکابر کملا اپنی تصانیف عالیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول و مقرر و مسلم و معتبر رکھتے آئے"۔

پھر امام احمد رضا نے اقوال اسلاف و ائمہ کرام کی روشنی میں نماز غوثیہ کے جائز و مباح ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے اور جس نے اس نماز کا انکار کیا ہے اس کا بھی رد بلیغ فرمایا اور لکھا کہ

اس نماز کو قرآن و حدیث اور طریقہ خلفائے راشدین و صحابہ کرام کے خلاف بتانا محض بہتان و افترا ہے ہرگز ہرگز قرآن و حدیث میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے دعوے میں پیش کر سکتا ہے، صرف زبانی ادعا سے کام لینا جہالت قبیحہ و سفاہت قدیمہ و فضیحہ ہے۔

اس کے بعد نماز غوثیہ کا طریقہ یہ تحریر کیا گیا ہے کہ :-

"بعد مغرب دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام عرض کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام یاد کرے اور اپنی حاجت ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مراد پوری ہو"

اور اس نماز کی ادائیگی [illegible] دو رکعت نماز کی تقدیم پھر جانب

عراق گیارہ قدم چلنا وغیرہ ان میں سے ہر ایک کی انتہائی نفیس ولطیف توجیہ بھی کی گئی ہے۔

اور اس رسالے میں نماز جہری وسری وغیرہ کے اسرار وحکمت میں جو صوفیانہ کلام کیا گیا ہے اگر اسے ارباب باطن واصحاب مشاہدہ دیکھیں تو پکار اٹھیں گے کہ امام احمد رضا بریلوی فن تصوف وسلوک کے بھی امام ہیں اور ۲۸ صفحات کے اس مبسوط ومفصل رسالہ جلیلہ میں ۲۵ حدیثیں زینت تحقیق ہیں۔

احادیث

انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار

حلال و حرام کے علاوہ کتاب اللہ میں جو چیزیں مسکوت عنہ ہیں وہ معاف ہیں:

۳۸۷۔ ترمذی و ابن ماجہ و حاکم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الحلال ما احل اللہ فی کتابہ و الحرام ماحرم اللہ فی کتابہ و ما سکت فھو مما عفا عنہ۔

حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے۔ یعنی اس میں کچھ مواخذہ نہیں۔ (ترمذی اول، ص ۲۰۳ باب ماجآ فی لبس الفراء) (ابن ماجہ ۲/ ۲۴۹ باب اکل الجبن و السمن)

حدود اللہ سے تجاوز نہ کرنے کے بارے میں ایک حدیث پاک۔

۳۸۸۔ دار قطنی ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ تعالیٰ فرض فرائض فلا تضیعوھا و حرم حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدودا فلا تعتدوھا و سکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کیں انہیں ہاتھ سے نہ دو اور کچھ حرام فرمائیں ان کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں ان سے آگے نہ بڑھو۔ اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا ان میں کاوش نہ کرو۔ (مشکوٰۃ اول، ص ۳۲ باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ الفصل الثالث)

کثرت سوال اور حکم نبی کی خلاف ورزی منع ہے۔

۳۸۹۔ احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ذرونی ماترکتم فانما ھلک من کان قبلکم بکثرۃ سوالھم و اختلافھم علی انبیائھم فاذا نھیتکم عن شیء فاجتنبوہ و اذا امرتکم بامر فاتوا منہ ما استطعتم۔

یعنی جس بات پر میں نے تم پر تضییق (یعنی تنگی) نہ کی اس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی

امتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں میں جس بات کو منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اسے بقدر قدرت بجالاؤ۔ (مسلم اول، ص ۴۳۲۔ باب فرض الحج مرۃ فی العمر)

بعض چیزیں سوال کرنے کے بعد حرام کردی گئیں حدیث میں ہے۔

۳۹۰۔ احمد بخاری مسلم سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سأل عن شئ لم یحرم علی الناس فحرم من اجل مسألتہ۔

بیشک مسلمانوں کے بارے میں ان کا بڑا گناہگار وہ ہے جو ایسی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اس کے سوال کے بعد حرام کردی گئی۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۵۲۔ انہار الانوار" (بخاری دوم، ص ۱۰۸۲، باب مایکرہ من کثرۃ السوال الخ) (مسلم دوم، ص ۲۶۲، باب توقیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ)

یا، کے ذریعہ سے غیر اللہ کو ندا کرنا جائز ہے اس پر تین حدیثیں۔

۳۹۱۔ ابن السنی عبد اللہ بن مسعود اور بزار عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا انفلت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباداللہ احبسوا فان للہ تعالیٰ عبادا فی الارض تحبسہ۔

جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہئے یوں ندا کرے اے خدا کے بندو روک لو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔ (عمل الیوم و اللیلۃ، ص ۱۳۶)

۳۹۲۔ بزار کی روایت میں ہے یوں کہے اعینونی یا عباداللہ۔

مدد کرو اے خدا کے بندو۔ رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان لفظوں کے بعد رحمکم اللہ اور زیادہ فرماتے۔ (کنز العمال، ص ۳۴۹، ج ۶)

۳۹۳۔ امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور سید العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا ضل احدکم شیأ و اراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباداللہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی فان للہ عبادالا یراھم۔

یوں کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔ عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قد جرب ذلک بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔ رواہ الطبرانی ایضاً۔ "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۵۳۱۔ انہار الانوار"۔ (کنز العمال، ص ۴۳۹، ج ۶)

استاذ کے لئے تواضع کرنے کے بارے میں دو حدیثیں:

۳۹۴۔ طبرانی معجم اوسط اور ابن عدی کامل میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تعلموا العلم و تعلموا للعلم السکینة و الوقار و تواضعوا لمن تعلمون منه۔

علم سیکھو اور علم کے لئے سکون و متانت سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو۔ "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۵۳۳۔ انہار الانوار"۔ (کنز العمال، ص ۸۰، ج ۱۰)

۳۹۵۔ خطیب نے کتاب الجامع لآداب الراوی و السامع میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تواضعوا لمن تعلمون منه و تواضعوا لمن تعلمونه و لاتکونوا جبابرة العلماء فیغلب جهلکم علمکم۔

جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور جسے علم سکھاتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور متکبر عالم نہ بنو کہ تمہارا جہل تمہارے علم پر غالب ہو جائے۔ "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۵۳۳۔ انہار الانوار"۔ (کنز العمال، ص ۱۴۲، ج ۱۰)

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صحابہ کرام کا ادب و احترام:

۳۹۶۔ ابوداؤد و نسائی ترمذی ابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال اتیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و اصحابه حوله کان علی رؤسهم الطیر۔

میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یعنی سر جھکائے گردنیں خم کئے بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آ بیٹھیں۔ اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا۔

(ابوداؤد ۲/۵۳۹، باب الرجل یتداوی من کتاب الطب)

۳۹۷۔ ہند بن ابی ہالہ وصاف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی عنہ کی حدیث حلیہ اقدس میں ہے اذا تکلم اطرق جلساؤہ کانما علی رؤسهم الطیر

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضران مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔" فتاوی رضویہ،ج ۳،ص ۵۳۴۔ انہار الانوار"۔ (شمائل ترمذی،ص ۲۴،باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

جہاں انسان سے کوئی تقصیر واقع ہو عمل صالح وہاں سے ہٹ کر کرے۔

۳۹۸۔مسلم فی صحیحہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عرسنا مع نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم نستیقظ حتی طلعت الشمس فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیأخذ کل رجل براس راحلتہ فان ھذا منزل حضرنا فیہ الشیطان قال ففعلنا ثم دعا بالماء فتوضأ۔ الحدیث۔

(خلاصہ یہ ہے کہ)ایک بار سفر میں آخر شب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نزول فرمایا اور آنکھ نہ کھلی یہاں تک کہ آفتاب چمکا حضور نے وہاں نماز نہ پڑھی اور فرمایا اس جگہ شیطان حاضر ہوا تھا اپنے مرکبوں کو یونہیں لے چلے آؤ پھر وہاں سے تجاوز فرما کر نماز قضا کی۔" فتاوی رضویہ،ج ۳،ص ۵۳۹۔ انہار الانوار"۔(مسلم اول،ص ۲۳۸،باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ الخ)

نماز کسوف میں جنت حضور کے قریب کردی گئی۔

۳۹۹۔ صحیح مسلم شریف براویت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثابت کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنت خدمت اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوار قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور بڑھے تو اس کے خوشہ ہائے انگور دست اقدس کے قابو میں تھے اور یہ نماز صلاۃ کسوف تھی۔" فتاوی رضویہ،ج ۳،ص ۵۴۰۔ انہار الانوار"۔(مسلم اول،ص ۲۹۷ کتاب الکسوف) (بخاری،ا/۱۰۳ باب مایقراء بعد التکبیر)

بلند جگہ پر دعا کرنے سے قبول ہوتی ہے اور خطائیں معاف ہوتی ہیں۔

۴۰۰۔ طبرانی نے معجم کبیر اور حاکم نے بسند صحیح مستدرک میں برشرط شیخین ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کل شیء یتکلم بہ ابن آدم فانہ مکتوب علیہ فاذا اخطأ الخطیئۃ ثم احب ان یتوب الی اللہ عزوجل فلیأت بقعۃ مرتفعۃ فلیمدد یدیہ الی اللہ ثم یقول اللھم انی اتوب الیک منھا لا ارجع

آدمی کا ہر بول اس پر لکھا جاتا ہے تو جو گناہ کرے پھر اللہ کی طرف توبہ کرنا چاہے اسے چاہئے بلند جگہ پر جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ پھیلا کر کے الٰہی میں اس گناہ سے تیری طرف رجوع لاتا ہوں اب کبھی ادھر عود نہ کروں گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرت فرمادے گا جب تک اس گناہ کو پھر نہ کرے۔ (کنز العمال، ص ۲۰۷، ج ۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وصال اقدس کے وقت ارض مقدسہ سے قریب ہونے کی دعا کی:

۴۰۱۔ بخاری مسلم نسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ارسل ملك الموت الی موسیٰ علیهما الصلاۃ والسلاۃ (فذکر الحدیث الی ان قال) نسأل الله ان یدنیه من الارض المقدسة رمیة بحجر۔

(خلاصہ یہ ہے کہ) جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا زمانۂ انتقال قریب آیا تیہ میں تشریف رکھتے تھے اور ارض مقدسہ پر جبارین کا قبضہ تھا وہاں تشریف لے جانا میسر نہ ہوا دعا فرمائی کہ اس پاک سرزمین سے مجھے ایک سنگ پرتاب قریب کردے۔ "فتاوی رضویہ۔ ج ۴، ص ۵۳۲۔ انہار الانوار"۔ (بخاری اول، ص ۴۸۳، باب وفات موسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ)

کتمان علم سے روز قیامت آگ کی لگام دی جائے گی حدیث میں ہے:

۴۰۲۔ قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من سئل عن علمه فکتمه الجمه الله یوم القیمة بلجام من نار. اخرجه احمد و ابوداؤد و الترمذی و حسنه و النسائی و ابن ماجة و الحاکم و صححه عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه۔

جس سے کوئی علمی بات پوچھی جائے وہ اسے چھپائے اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے آگ کی لگام دے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۴، ص ۵۴۷۔ انہار الانوار"۔ (کنز العمال، ص ۱۰۹، ج ۱۰) (ابوداؤد دوم، ص ۵۱۵، باب کراهیة منع العلم) (ترمذی دوم، ص ۹۳، باب ماجاً فی کتمان العلم) (ابن ماجہ، ص ۲۳، باب من سئل عن علمه فکتمه)

تحویل رداء قبولیت دعا کی فال حسن ہے۔

۴۰۳۔ الدار قطنی بسند صحیح علی اصولنا عن الامام ابن الامام ابن الامام جعفر بن محمد بن علی رضی الله تعالیٰ عنهم عن ابیه انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حول رداءه لیتحول القحط

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر مبارک پھیر دی تاکہ قحط پھر جائے۔ یعنی اسی لئے استسقاء میں قلب رداء فرمایا کہ تبدیل حال کی فال ہو۔ (مولف) (سنن الدار قطنی کتاب الاستسقاء حدیث ۲ ملتان ۲/۶۶)

اگر کوئی برا خواب دیکھے تو کروٹ بدل لے حدیث میں ہے:

۴۰۴۔ مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا اذا رأی احدکم الرؤیا یکرھھا فلیبصق عن یسارہ ثلثا ولیستعذ باللہ من الشیطان ثلثا ولیتحول عن جنبہ الذی کان علیہ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعا مروی کہ جب کوئی برا خواب دیکھے تو بیدار ہونے کے بعد بائیں طرف تین بار تھوکدے اور تین بار اعوذ باللہ پڑھے اور کروٹ بدل لے۔ تاکہ اس حال کے بدل جانے پر فال حسن ہو۔ (مولف) (مسلم دوم ص ۲۴۱، کتاب الرؤیا)

استسقاء میں پشت دست کو آسمان کی طرف کرے حدیث میں ہے:

۴۰۵۔ مسلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استسقی فاشار بظھر کفیہ الی السماء۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلب باراں کے وقت پشت دست سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا۔ یعنی پشت دست کو آسمان کی جانب اس لئے رکھا کہ ابر چھانے اور باراں آنے کی فال ہو۔ (مولف) (مسلم اول ص ۲۹۳، کتاب صلاۃ الاستسقاء)

دعاء کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لینا باعث برکت ہے:

۴۰۶۔ ترمذی وحاکم کی حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یحطھما حتی یمسح بھما وجھہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا کے لئے ہاتھوں کو اٹھاتے تو چہرے پر پھیرنے سے پہلے نہیں جھکاتے تھے۔ ہاتھوں کو روئے انور پر اس لئے پھیرتے تھے تاکہ حصول مراد وقبول دعا کی فال ہو اور چہرہ کے ذریعہ سے خیر وبرکت پورے بدن کو پہنچ جائے۔ (مولف) (کنز العمال ص ۹۱ ۳ ج ۲)

تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا دعا فرفع یدیہ مسح وجھہ بیدیہ۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا کے لئے ہاتھوں کو اٹھاتے تو ہاتھوں کو چہرۂ انور پر پھیرتے تھے (مولف) (ابوداؤد، اول ۲۰۹ باب الدعاء)

۴۰۸۔ حدیث ابی داؤد و بیھقی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظھورھا فاذا فرغتم فامسحوا بھا وجوھکم۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہتھیلیوں کو پھیلا کر مانگو نہ کہ پشت دست اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لو۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۳۰ انہار الانوار" (ابوداؤد اول ۲۰۹ باب الدعاء)

بدعت سیئہ گمراہی ہے

۴۰۹۔ حدیث کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ (مولف) (کنز العمال ص ۶ ج ۱۱، مسلم ۱/ ۲۸۵ کتاب الجمعۃ)

۴۱۰۔ حدیث شرار الامور محدثاتھا۔

دین میں ایجادات قبیح ہیں۔ (مولف) (ابن ماجہ اول، ص ۶، باب اجتناب البدع والجدل۔ مسلم ۱/ ۲۸۵، کتاب الجمعۃ)

بدعتی جہنمیوں کے کتے ہیں:

۴۱۱۔ حدیث اصحاب البدع کلاب اھل النار

بدمذہب لوگ جہنمیوں کے کتے ہیں (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۳۷، انہار الانوار" (کنز العمال ص ۱۹۵، ج ۱)

تعارف

وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح

(ختم تراویح میں ایک بار جہر سے بسملہ پڑھنے کا بیان)

۲۶؍رجب ۱۳۱۲ھ کو ایک طویل استفتاء آیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی نے فتویٰ دیا کہ نماز تراویح میں سورۂ براءت کے علاوہ ہر سورۃ کی ابتدا میں بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھنا لازم ہے، ورنہ جن قراء کے نزدیک بسم اللہ شریف ہر سورۃ کی جز ہے ان کے مذہب پر لازم آئے گا کہ ایک سو چودہ (۱۱۴) آیتیں کم ہو جائیں اور ختم قرآن مکمل نہ ہو، مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی اس فتوے کی تصدیق کر دی۔

امام احمد رضا بریلوی کے سامنے جب یہ فتویٰ پیش ہوا تو انھوں نے ۲۱ صفحات پر مشتمل جواب میں ان پر معقول و منقول و مدلل تنقید کی اور مسئلہ مذکورہ کی تحقیق و تزیین کے لئے پندرہ افادات ذکر کئے اور عبدالرحمٰن پانی پتی کے رد میں بیس وجوہات سے کلام کیا اور رشید احمد گنگوہی پر پانچ سوالات قائم کئے۔

پھر مسئلے کو کتب فقہ و تفسیر اور قراءت کے حوالوں سے آراستہ و پیراستہ کر کے اس طرح پیش کیا کہ آج مخالفین و معاندین بھی ان کے اس محققانہ فتوے پر عمل کر رہے ہیں اور اسی کی روشنی میں اپنے عوام و خواص کو فتویٰ دینے پر مجبور ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی ابتداء جواب میں فرماتے ہیں کہ

بسم اللہ شریف کا تراویح میں ہر سورۃ پر جہر مذہب حنفی میں لازم و واجب ہونا محض بے اصل و باطل صریح اور حنفیۂ کرام پر افترا قبیح ہے۔ تحصیل سنت ختم فی التراویح کے لئے صرف ایک بار کسی سورۃ پہ جہر کرنے کی ہماری کتب میں تصریح ہے۔ یعنی بسم اللہ شریف سارے قرآن مجید میں صرف ایک آیت ہے کہ سورتوں میں فصل کے لئے اتاری گئی نہ وہ فاتحہ کی جز ہے نہ ہر سورۃ کی، لہٰذا قرآن عظیم نام ہے ایک سو چودہ (۱۱۴) سورتوں اور ایک آیت یعنی بسم اللہ کے مجموعہ کا، تو بسم اللہ تراویح میں جہر سے ایک [illegible] ختم ادا نہ ہوگا

بالجملہ حق یہ کہ بسم اللہ کا جز قرآن عظیم ہونا تو ہمارے نزدیک دلیل قطعی سے ثابت ہے مگر جز سورہ ہونا ہرگز عقلاً و نقلاً کسی طرح قطعی نہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام اسے دلیل قطعی سے باطل، اور بعض اخبار احاد کو، کہ جس سے بسم اللہ کے جز قرآن ہونے کا وہم ہوتا ہے، دلیل قطعی کے مخالف ہونے کے سبب نامقبول و مضمحل بتاتے ہیں، اور تمام قراء کے نزدیک بسم اللہ شریف سورۂ بقرہ سے ناس تک کسی سورۃ کی جز نہیں، تاہم بسم اللہ کے جز فاتحہ ہونے میں قراء کا اختلاف ہے اور اس رسالۂ مبارکہ میں مسئلہ مذکورہ کی وضاحت کے لئے جو حدیثیں بطور دلیل و استشہاد پیش کی گئی ہیں ان کی تعداد بیس ہے۔

احادیث

وصاف الرجیح فی بسملة التراویح

نماز میں آغاز قراءت سے پہلے بسم اللہ زور سے پڑھنا منع ہے اس پر چند احادیث و آثار:

۴۱۲۔ امام اعظم ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد چاروں ائمہ مذہب اور بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجة جمہور ائمہ حدیث اور دارمی وطحاوی وابن خزیمة وابن حبان ودار قطنی والطبرانی وابویعلی وابن عدی وبیہقی وابو نعیم وابن عبدالبر وغیرہم اکابر حفاظ واجلۂ محدثین اپنی صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم میں باسانید کثیرہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں صلیت خلف (مع) رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع احدامنهم یقراء بسم الله الرحمن الرحیم. هذا لفظ مسلم (مسلم اول ص ۱۷۲، باب حجة من قال لایجهر بالبسملة)

۴۱۳۔ وفی لفظ للامام احمد والنسائی وابن حبان فی صحیحه وغیرهم باسناد علی شرط الصحیح کما افاده فی الفتح کانوا لایجهرون بسم الله الرحمن الرحیم (شرح معانی الآثار ۱/۱۱۹، باب قراءة بسم الله فی الصلوٰة) (مسند امام اعظم مترجم ص ۱۰۰)

۴۱۴۔ وفی لفظ لابن خزیمة والطبرانی وابی نعیم کانوا یسرون بسم الله الرحمن الرحیم۔ (صحیح ابن خزیمہ معنی قول انس بیروت ۱/۲۴۹)

۴۱۵۔ ولابن ماجة فکلهم یخفون بسم الله الرحمن الرحیم (ابن ماجه ۱/۵۹، باب افتتاح القراءة شرح معانی الآثار ۱/۱۱۹، باب قراءة بسم اللہ)

(ان حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ) میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی کے پیچھے نماز پڑھی ان میں کسی کو [illegible] نہ سنا [illegible] بسم اللہ شریف [illegible] تھے ۔۔۔ بسم اللہ شریف آہستہ پڑھتے تھے۔

۴۱۶۔ طبرانی [illegible] رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

كان يسر بسم الله الرحمن الرحيم وابا بكر وعمر وعثمان وعليا.

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسم اللہ شریف آہستہ پڑھتے تھے۔ (المعجم الکبیر حدیث ۹ ۱۰ بیروت ۱ ۲۵۵)

۔۔۔ امام ابو حنیفہ و امام محمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہم عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال سمعنى ابى وانا اقول بسم الله الرحمن الرحيم فقال اى بنى اياك والحدث قال ولم ار احدا من اصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان ابغض اليه الحدث فى الاسلام يعنى منه قال وصليت مع النبى صلى الله تعالى عليه وسلم ومع ابى بكر ومع عمر ومع عثمان فلم اسمع احدا منهم يقولها فلا تقلها انت اذا صليت فقل الحمد لله رب العالمين.

یعنی میرے باپ نے مجھے نماز میں بسم اللہ شریف پڑھتے سنا فرمایا اے میرے بیٹے بدعت سے بچ عبد اللہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں ان سے زیادہ کسی کو اسلام میں نئی بات نکالنے کا دشمن نہ دیکھا انھوں نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی کسی کو بسم اللہ شریف پڑھتے نہیں سنا تم بھی نہ کہو جب نماز پڑھو الحمد للہ رب العلمین سے شروع کرو۔ (ترمذی اول ص ۵۷ باب ماجاء فی ترک الجهر بسم الله الرحمن الرحيم)

۳۱۸۔ انھیں عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی امام کو بسم اللہ جہر سے پڑھتے سنا پکار کر فرمایا

ياعبدالله انى صليت خلف رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وابى بكر وعمر وعثمان رضى الله تعالىٰ عنهم فلم اسمع احدا منهم يجهر (يجهرون) بها.

اے خدا کے بندے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان میں سے کسی کو بسم اللہ جہر سے پڑھتے نہ سنا۔ رواه الامام الاعظم فى الفتح۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۶۵، وصاف الرجیح" (مسند امام اعظم مترجم ص ۱۰۱، کتاب الآثار ص ۱۵۳، باب الجهر بسم الله)

۳۱۹۔ امام اعظم وامام محمد وامام احمد وامام طحاوی وامام ابو عمرو بن عبد البر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم قراءة الاعراب

بسم اللہ شریف آواز سے پڑھنی گنواروں کی قرات ہے ... ۲۹ ... ابواب قراءة بسم الله

فی الصلوۃ)

۴۲۰۔ نیزا نہی جناب سے مروی ہوا لم یجهر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالبسملة حتی مات

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بسم اللہ شریف کا جہر نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ ذکره المحقق فی الفتح۔(فتح القدیر ۱/ ۲۵۴،باب صفة الصلاة)

۴۲۱۔ اثرم بسند صحیح عکرمہ تابعی شاگرد خاص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی انا اعرابی ان جهرت ببسم الله الرحمن الرحیم

میں گنوار ہوں اگر بسم اللہ شریف جہر سے پڑھوں۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۲۶ وصاف الرجیح"۔

۴۲۲۔ سعید بن منصور اپنی سنن میں راوی حدثنا حماد بن زید عن کثیر بن شنظیر ان الحسن سئل عن الجهر بالبسملة فقال انما یفعل ذلك الاعراب

یعنی امام حسن بصری سے جہر بسم اللہ کا حکم پوچھا گیا فرمایا یہ گنواروں کا کام ہے۔(نصب الرایہ کتاب الصلاۃ ریاض الشیخ ۱/ ۳۵۸)

۴۲۳۔ ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں امام ابراہیم نخعی تابعی سے راوی الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم بدعة.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے کہنا بدعت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ من کان لایجہر، کراچی ۱/ ۴۱۱)

۴۲۴۔ اثرم انہیں سے راوی ما ادرکت احدا یجهر ببسم الله الرحمن الرحیم والجهر بها بدعة.

میں نے صحابہ وتابعین میں سے کسی کو بسم اللہ شریف کا جہر کرتے نہ پایا اس کا جہر بدعت ہے(نصب الرایہ کتاب الصلاۃ ریاض الشیخ ۱/ ۳۵۸)

۴۲۵۔ محدث لالکائی کتاب السنۃ میں بسند صحیح راوی حدثنا المخلص نا ابوالفضل شعیب بن محمد نا علی بن حرب بسام سمعت شعیب بن جریر یقول قلت لسفیان الثوری حدث بحدیث السنة ینفعنی الله به فاذا وقفت بین یدیه قلت یا رب حدثنی بهذا سفیان فانجو انا وتؤخذ قال اکتب بسم الله الرحمن الرحیم القرآن کلام الله

غیر مخلوق (وجعل یسرد الی ان قال) یا شعیب لا ینفعك ما کتبت حتی تری المسح علی الخفین وحتی تری ان اخفاء بسم اللہ الرحمن الرحیم افضل من الجھر بہ وحتی تومن بالقدر (الی ان قال) اذا وقفت بین یدی اللہ فسئلت عن ھذا فقل یا رب حدثنی بھذا سفیان الثوری ثم خل بینی وبین اللہ عزوجل۔

یعنی شعیب بن جریر نے امام سفیان ثوری سے کہا مجھے عقائد اہل سنت بتا دیجئے کہ اللہ عزوجل مجھے نفع بخشے اور جب میں اس کے حضور کھڑا ہوں تو عرض کر دوں کہ الٰہی یہ مجھے سفیان نے بتائے تھے تو میں نجات پاؤں اور جو پوچھ گچھ ہو آپ سے ہو فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور اسی طرح اور عقائد و مسائل لکھوا کر فرمایا اے شعیب یہ جو تم نے لکھا تمہیں کام نہ دے گا جب تک مسح موزہ کا جواز نہ مانو اور جب تک یہ اعتقاد نہ رکھو کہ بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا آواز پڑھنے سے افضل ہے اور جب تک تقدیر الٰہی پر ایمان نہ لاؤ جب تم اللہ عزوجل کے حضور کھڑے ہو اور تم سے سوال ہو تو میرا نام لے دینا کہ یہ عقائد و مسائل مجھے سفیان ثوری نے بتائے پھر مجھے اللہ تعالیٰ کے حضور چھوڑ کر الگ ہو جانا۔

امام ذہبی طبقات الحفاظ میں فرماتے ہیں ھذا ثابت عن سفیان وشیخ المخلص ثقۃ یہ روایت سفیان سے ثابت ہے اور راوی ثقہ۔ "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۶۶ وصاف الرجیع" (تذکرۃ الحفاظ للذہبی سفیان ثوری ۳۳ حیدر آباد / ۱۹۳)

عامۂ ناس جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے حدیث میں ہے

۴۳۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اھل الجنۃ لیحتاجون الی العلماء فی الجنۃ وذلك انھم یرون اللہ تعالیٰ فی کل جمعۃ فیقول لھم تمنوا علی ماشئتم فیلتفتون الی العلماء فیقولون ماذا نتمنی فیقولون تمنوا علیہ کذا کذا فھم یحتاجون الیھم فی الجنۃ کما یحتاجون الیھم فی الدنیا۔

بیشک اہل جنت جنت میں علماء کے محتاج ہوں گے یوں کہ ہر جمعہ کو انہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا مولیٰ سبحانہ تعالیٰ فرمائے گا جو جی میں آئے مجھ سے مانگو (اب جنت سے مکان میں جا کر کون سی حاجت باقی ہے کچھ سمجھ میں نہ آئے گا کہ کیا مانگیں) علماء کی طرف منہ کر کے کہیں گے ہم کیا تمنا کریں وہ فرمائیں گے اپنے رب سے یہ یہ مانگو تو لوگ جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے جس طرح دنیا میں ان کے محتاج (...) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہما۔" فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۵۷۴، وصاف الرجیح" (کنز العمال ص ۸۵ ج ۱۰

بسم اللہ کا نزول انفصال سورت کے لئے ہوا ہے

۴۲۷۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یعرف فصل السورۃ حتی ینزل علیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وھو مذھب مالک وابی حنیفۃ والثوری وحکی عن احمد وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہونے سے قبل انفصال سورت معلوم نہ تھا۔ (مولف)" فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۵۵۸ وصاف الرجیح "(ابوداؤد اول ص ۱۱۵، باب من لم یر الجھر بسم اللہ الرحمن الرحیم)

صحابہ کرام دس دس آیتیں مع ان کے علم و عمل کے سیکھتے جب ان پر قادر ہو جاتے دس اور تعلم فرماتے۔

۴۲۸۔ ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال کنا اذا تعلمنا من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشر آیات من القرآن لم نتعلم العشر التی بعدھا حتی نعلم مافیہ فقیل لشریک من العمل قال نعم۔

یعنی ہم جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن کی دس آیتیں سیکھتے تھے تو اگلی دس آیتوں کا سبق اس وقت تک نہیں لیتے جب تک پچھلے سبق کے احکام و مضامین کا ہمیں علم نہ ہو جاتا شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کیا وہ عمل ہے فرمایا ہاں۔ (مولف) (کنز العمال ص ۲۲۵ ج ۲)

۴۲۹۔ ابو بکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں ابو عبدالرحمن سلمی سے راوی قال حدثنا من کان یقرئنا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھم کانوا یقترون من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشر آیات ولا یاخذون فی العشر الاخریٰ حتی یعلموا ما فی ھذہ من العلم والعمل فعلمنا العلم والعمل۔

ابو عبدالرحمن سلمی نے فرمایا کہ حدیث بیان کی ہم سے صحابہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے وہ جو زیادہ قرآن جانتے تھے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دس آیتیں پڑھتے اور دوسری دس آیات شروع کرنے سے قبل ان کا علم و عمل جان لیتے تھے تو ہم نے علم و عمل سیکھ لیا۔ (مولف) (کنز العمال ص ۲۲۵ ج ۲)

میمون اور امام مالک مؤطا میں بلاغاً راوی ان ابن عمر تعلم البقرة فی ثمان سنین.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سورۂ بقر آٹھ سال میں پڑھی۔ (مولف) (مؤطا مالک ص ۱۷۸، باب ماجاء فی القرآن)

ختم قرآن کے بعد لوگوں کو کھانا وغیرہ کھلانا درست ہے

۴۲۱۔ خطیب بغدادی نے کتاب رواۃ مالک میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

قال تعلم عمر البقرة فی اثنتی عشرة سنة فلما ختمها نحر جزورا

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس میں سورۂ بقرہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھی جب ختم فرمائی ایک اونٹ ذبح کیا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۶۸، وصاف الرجیح"۔

تعارف

التبصیر المنجد بان صحن المسجد مسجد

(اس بارے میں عمدہ رہنمائی کہ مسجد کا صحن مسجد ہی ہوتا ہے)

۲۷/ جمادی الاولی ۱۳۰۷ھ کو کو سوال ہوا کہ صحن مسجد جس پر موسم گرما میں باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے وہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا بریلوی نے اس کے جواب میں بارہ ائمہ دین کی تصریحات سے ثابت کیا کہ صحن مسجد بھی قطعا جزء مسجد ہے جس طرح صحنِ دار جزء دار۔

اور صحن مسجد کے مسجد ہونے کی وضاحت وصراحت کے لئے دس وجوہات کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مسجدیت صحن سے انکار اجماع کے خلاف ہے اس لئے صحن مسجد میں نہ اذان دی جاسکتی ہے نہ جنازہ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

نیز مسجد کی تعریف وتحدید میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ:

مسجد اس بقعہ کا نام ہے جو بغرض نماز پنجگانہ وقف خالص کیا گیا ہو۔

یہ تعریف بالیقین صحن مسجد کو بھی شامل ہے اور عمارات وبنا یا سقف وغیرہ ہر گز اس کی ماہیت میں داخل نہیں یہاں تک کہ اگر عمارت اصلانہ ہو صرف ایک چبوترہ یا محدود میدان نماز کے لئے وقف کر دیں تو قطعا مسجد ہو جائے گا اور تمام احکام مسجد کا استحقاق پائے گا۔

اور بنی نوع انسان کی عادت سے ہے کہ مسجد و معبد ہو یا منزل و مسکن ہر مکان کو اختلاف موسم کے لحاظ سے دو حصوں پر تقسیم کرتے ہیں۔

ایک پارہ مسقف کرتے ہیں کہ برف وبارش اور آفتاب سے بچائے۔

دوسرا کھلا رکھتے ہیں کہ دھوپ میں بیٹھنے اور ہوا لینے کے کام آئے۔

زبان عربی میں حصہ مسقف کو شتوی اور غیر مسقف کو صیفی کہتے ہیں۔

جہازی سائز کے ۷ صفحات پر مشتمل اس مختصر رسالے میں یہی ظاہر کرنا مقصود ہے کہ مسجد شتوی وصیفی دونوں پر مطلقا مسجد کا اطلاق ہوتا ہے اگرچہ علماء صحن مسجد کو کبھی مسجد صیفی اور کبھی مسجد الخارج سے تعبیر فرماتے ہیں لیکن صحن مسجد کا جزء مسجد ہونا اجلی بدیہیات سے ہے اس لئے صحن میں بھی وہ تمام باتیں ممنوع ہیں جو اندرونی حصہ مسجد میں ممنوع ہوتی ہیں۔ اور اس رسالہ جلیلہ میں دو حدیثیں موجود

احادیث

التبصیر المنجد بان صحن المسجد مسجد

اصحاب صفہ کے بارے میں ایک حدیث

۴۳۲۔ صحیح بخاری شریف میں ہے باب نوم الرجال فی المسجد وقال ابوقلابۃ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدم رھط من عکل علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکانوا فی الصفۃ وقال عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کان اصحاب الصفۃ الفقراء۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ عکل کی ایک جماعت آئی جو اصحاب صفہ میں سے تھی، اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ اصحاب صفہ فقراء تھے۔ یعنی اصحاب صفہ فقراء مہاجرین میں سے تھے ان میں سے جن کے پاس رہنے کے لئے مسکن نہیں تھا تو وہ لوگ مسجد نبوی شریف کے چبوترہ میں رہتے تھے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۷۹ التبصیر المنجد" (بخاری اول ص ۶۳، باب نوم الرجال فی المسجد)

مسجد کے پڑوسی کی نماز سے متعلق ایک حدیث

۴۳۳۔ حدیث میں ہے لا صلاۃ لجار المسجد الا فی المسجد

مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں مگر مسجد ہی میں۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ مج ۳، ص ۵۷۷ التبصیر المنجد" (کنزالعمال ص ۱۹۱ ج ۷)

احادیث

فتاوی رضویہ جلد سوم

مسجد بنانا جنت میں گھر بنانے کے مثل ہے

۴۳۴۔ حدیث میں ہے امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ببناء المسجد فی الدار والتنظف۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر محلے میں مسجدیں بنوائی جائیں اور یہ کہ وہ ستھری رکھی جائیں۔ (ابوداؤد اول ص ۶۶، باب اتخاذ المساجد فی الدور)

۴۳۵۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ زاد فی روایۃ من در و یاقوت۔

جو اللہ کے لئے مسجد بنائے اللہ اس کے لئے جنت میں موتیوں اور یاقوت کا گھر بناوے۔

"فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۵۹۱" (مسلم اول ص ۲۰۱، باب فضل بناء المساجد الخ)

مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے

۴۳۶۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من سمع رجلا ینشد ضالۃ فی المسجد فلیقل لاردھا اللہ علیک فان المساجد لم تبن لھذا۔

جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی گمشدہ چیز دریافت کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے اللہ تیری گی چیز تجھے نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔ رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مسلم اول ص ۲۱۰، باب النھی عن نشد الضالۃ فی المسجد الخ)

مسجد میں خرید و فروخت منع ہے

۴۳۷۔ اسی حدیث کی دوسری روایت میں ہے اذا رأیتم من یبتاع فی المسجد فقولوا لا اربح اللہ تجارتک۔

جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو اللہ تیرے سودے میں فائدہ نہ دے۔ رواہ الترمذی وصححہ والحاکم عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "فتاوی رضویہ ج ۳

ص ۵۹۳" (ترمذی اول ص ۲۴۷، باب النھی عن البیع فی المسجد)

بقدر استطاعت نہی عن المنکر پر ایک حدیث

۴۳۸۔ ارشاد اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں ہے من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان۔

جو تم میں کوئی ناجائز بات دیکھے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے اسے مٹادے بند کردے اور اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اسے برا جانے اور یہ سب میں کمتر درجہ ایمان کا ہے۔" فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۵۹۶" (مسلم اول ص ۵۱ باب بیان کون النھی عن المنکر الخ)

دیوار قبلہ میں عام مصلیوں کے موضع نظر تک کوئی چیز ایسی نہ چاہئے جس سے دل بٹے۔

۴۳۹۔ احمد وابوداؤد عثمان بن محمد رضی اللہ تعالی سے راوی ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دعاہ بعد دخولہ الکعبۃ فقال انی کنت رأیت قرنی الکبش حین دخلت البیت فنسیت ان أمرک ان تخمرھا فخمرھا فانہ لاینبغی ان یکون فی قبلۃ البیت شئ یلھی المصلی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کعبہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کلید بردار کعبہ کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا ہم نے کعبہ میں دنبے کے سینگ ملاحظہ فرمائے تھے۔ (دنبہ کہ سیدنا اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کا فدیہ ہوا اس کے سینگ کعبہ معظمہ کی دیوار غربی میں لگے ہوئے تھے) ہمیں تم سے یہ فرمانا یاد نہ رہا کہ ان کو ڈھانک دو اب ڈھانکو کہ نمازی کے سامنے کوئی چیز ایسی نہ چاہئے جس سے دل بٹے۔ (ابوداؤد اول، ص ۲۷۷۔ باب الصلاۃ فی الکعبۃ)

حالت نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے حدیث میں ہے۔

۴۴۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لینتھین اقوام یرفعون ابصارھم الی السماء فی الصلاۃ او لتخطفن ابصارھم۔

وہ جو آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے ہیں یا تو اس سے باز آئیں گے یا ان کی نگاہ اچک لی جائے گی یعنی واپس نہ آئے گی اندھے ہو جائیں گے (رواہ احمد و مسلم و النسائی عن ابی ھریرۃ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۷۰۶"۔ (مسلم اول، ص ۱۸۱۔ باب النھی عن رفع البصر الی السمأ فی الصلاۃ)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بھی ذکر الٰہی ہے

۴۴۱۔ حدیث میں ہے رب عزوجل نے کریمہ ورفعنالك ذکرك کے نزول کے بعد کہ ہم نے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر، جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھیج کر ارشاد فرمایا اتدری کیف رفعت لك ذکرك۔

جانتے ہو میں نے تمہارا ذکر تمہارے لئے کیونکر بلند فرمایا حضور نے عرض کی تو خوب جانتا ہے فرمایا جعلتك ذکرا من ذکری فمن ذکرك فقد ذکرنی۔

میں تمہیں اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

"فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۶۰۸"۔ (الشفا، ج ۱، ص ۱۲۔ الفصل الاول من الباب الاول)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے پوری روئے زمین سجدگاہ بنادی گئی ہے۔

حدیث میں ہے۔

۴۴۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجدا و طھورا فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلاۃ فلیصل۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے پوری روئے زمین سجدہ گاہ اور پاک کردی گئی ہے تو میری امت میں سے جو شخص کو جہاں نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۵۸۶"۔ (بخاری اول، ص ۶۲۔ باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجدا الخ)

خلق خدا سے محبت کرنا دانشمندی ہے:

۴۴۳۔ حدیث میں ہے۔ راس العقل بعد الایمان باللہ التودد الی الناس۔

ایمان باللہ کے بعد بڑی دانشمندی یہ ہے کہ لوگوں سے محبت کی جائے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۵۹۶"۔ (کنز العمال، ص ۵، ج ۳)

کچی پیاز یا کچا لہسن کھا کر مسجد میں جانا منع ہے حدیث میں ہے:

۴۴۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اکل من ھذہ الشجرۃ المنتنۃ (الخبیثۃ) فلا یقربن مسجدنا فان الملائکۃ تتاذی مما یتاذی منہ الانس۔ رواہ

الشیخان عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو اس بدبودار پیڑ سے کھالے یعنی کچی پیاز یا کچا لہسن وہ ہمارے مسجد کے پاس نہ آئے کیونکہ فرشتے اس سے ایذا پاتے ہیں جس سے انسان ایذا پاتے ہیں۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۵۹۸"۔ (کنز العمال، ص ۱۹۳، ج ۱۹) (مسلم اول، ص ۲۰۹۔ باب نھی من اکل ثوما الخ)

مساجد میں زینت ظاہری زمانہ سلف صالحین میں فضول و ناپسند تھی مگر اب نظر بحال زمانہ جائز ہے۔ اور حدیث میں مباہات فی المساجد کو اشراط ساعت سے شمار فرمایا ہے۔

۴۴۵۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا لتزخرفنھا کما زخرفت الیھود و النصاریٰ۔

تم مسجدوں کو مزین کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے آراستہ کیا۔ یعنی مساجد کی آرائش صدر اول میں نہ تھی مگر اب ائمہ دین نے حکم جواز دیا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳ ص ۵۹۹"۔ (ابوداؤد اول، ص ۶۵، باب فی بناء المسجد)

قبلے کی طرف تھوکنا بے ادبی ہے اس پر دو حدیثیں۔

۴۴۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان احدکم اذا قام فی الصلاۃ فانما یناجی ربہ و ان ربہ بینہ و بین القبلۃ فلا یبزقن احدکم قبل قبلتہ و لکن من (عن) یسارہ تحت قدمہ۔ رواہ البخاری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب کوئی نماز میں مشغول ہوتا ہے تو وہ تو اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور اس کا رب عزوجل اس کے اور قبلہ کے مابین ہوتا ہے تو کوئی قبلہ کی جانب نہ تھوکے ہاں بائیں جانب قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۶۰۱"۔ (بخاری اول، ص ۵۸۔ باب حك البزاق بالید من المسجد)

۴۴۷۔ اور فرمایا اذا قام احدکم الی الصلاۃ فلا یبصق امامہ فانما یناجی اللہ مادام فی مصلاہ و لا عن یمینہ فان عن یمینہ ملکا و یبصق عن یسارہ او تحت قدمہ فیدفنھا۔ رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب کوئی نماز میں کھڑا ہو تو سامنے نہ تھوکے کیونکہ جب تک وہ نماز میں ہے تو اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے اور نہ داہنی جانب تھوکے کہ ادھر فرشتے رہتے ہیں اور چاہئے کہ بائیں جانب یا قدم کے نیچے تھوک کر دفن کر دے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۶۰۲"۔ (بخاری اول، ص

۵۹۔ باب دفن النخامة فی المسجد)

قبروں پر مسجد بنانا جائز نہیں ہے۔ حدیث میں ہے:

۴۴۸۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعنة الله علی الیھود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیاھم مساجد. رواہ الشیخان وغیرھما

یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو جائے سجدہ بنا لیا۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۶۰۳"۔ (بخاری اول، ص ۱۷۷، باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور)

بچوں اور پاگلوں کو مسجد میں جانے کی ممانعت ہے۔

۴۴۹۔ حدیث میں فرمایا جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم۔

اپنی مسجدوں کو اپنے ناسمجھ بچوں اور مجنونوں کے جانے سے بچاؤ۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۶۰۵"۔ (ابن ماجہ، ص ۵۵، باب مایکرہ فی المساجد)

نماز بھول کرنہ پڑھنے کا کفارہ نماز پڑھ لینا ہے۔

۴۵۰۔ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ اند۔ من نسی صلاة فلیصلھا اذا ذکرھا لا کفارة لھا الا ذلك۔

جو شخص نماز بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے یہی اس کا کفارہ ہے۔ (مولف) اخرجہ احمد و البخاری و مسلم و اللفظ لہ و الترمذی و النسائی وغیرھم عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۶۲۱" (مسلم اول، ص ۲۴۱ باب قضاء الصلوٰة الفائتة)

توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں حدیث میں ہے۔

۴۵۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں التائب من الذنب کمن لاذنب لہ

جس نے گناہ سے توبہ کرلی وہ ایسا ہے جیسے گناہ کیا ہی نہیں۔ رواہ ابن ماجة بسند حسن و البیھقی فی السنن و الطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ بن مسعود و الحکیم الترمذی عن ابی سعید الخدری و البیھقی فی الشعب و السنن و ابن عساکر عن ابن عباس و فی السنن عن عقبة الخولانی و الاستاذ القشیری فی رسالتہ و الدیلمی و ابن النجار عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۶۱۰"۔ (ابن ماجہ، ج ۲، ص ۳۲۳ باب ذکر التوبة)

ہر مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی حدیث میں ہے۔

۴۵۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصلاة واجبة عليكم على كل مسلم يموت برا كان او فاجرا و ان هو عمل الكبائر۔

ہر مسلمان کے جنازہ کی نماز تم پر فرض ہے وہ نیک ہو یا بد اگرچہ اس نے کبیرہ گناہ کیے ہوں۔ رواہ ابوداؤد و ابویعلی و البیهقی بسند حسن صحیح عن ابی هریرة و معناه لابن ماجة عن واثلة بن الاسقع و للطبرانی فی الكبير و ابی نعيم فی الحلية عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعين۔ "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۶۱۰"۔ (ابوداؤد ۱/ ۳۴۳، باب فی الغزو مع ائمة الجور)

اگر صبح کی سنتیں جماعت فوت ہونے کے خوف سے رہ گئیں تو اگر ان کی قضا کرے تو آفتاب بلند ہونے کے بعد پڑھے اس پر تین حدیثیں۔

۴۵۳۔ امام احمد و ترمذی و حاکم بسند صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم يصل ركعتی الفجر فليصلهما بعدما تطلع الشمس۔

جس نے صبح کی سنتیں نہ پڑھی ہوں وہ بعد طلوع آفتاب پڑھے۔ قال الحاکم صحیح و اقره الذهبی فی التلخيص۔ (ترمذی ۱/ ۹۶۔ باب ماجاء فی اعادتهما بعد طلوع الشمس)

۴۵۴۔ حدیث ابوداؤد حدثنا عثمن بن ابی شيبة نا ابن نمير عن سعد بن سعيد ثنی محمد بن ابراهيم عن قيس بن عمرو رضی الله تعالیٰ عنه قال رأی رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم رجلا يصلی بعد صلاة الصبح ركعتين فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم صلاة الصبح ركعتان فقال الرجل انی لم اكن صليت الركعتين اللتين قبلهما فصليتهما الآن فسكت رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم

یعنی قیس انصاری فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بعد صلاۃ صبح دو رکعتیں پڑھتے دیکھا فرمایا صبح کی دو ہی رکعتیں ہیں عرض کی سنتیں میں نے نہ پڑھی تھیں وہ اب پڑھ لیں اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا رواہ ابن ماجة حدثنا ابوبكر بن ابی شيبة ثنا عبدالله بن نمير الخ سند او متنا نحوه غير انه قال قال النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم اصلاة الصبح مرتين فقال ... فاته متى يقضيها) (ابن ماجه

ا/۸۲باب فی ماجأ فیمن فاتته الرکعتان الخ)

۴۵۵۔اسی حدیث میں ترمذی کی روایت یوں ہے۔ حدثنا محمد بن عمرو السواق ناعبد العزیز محمد عن سعد بن سعید عن محمد بن ابراھیم عن جدہ قیس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاقیمت الصلاۃ فصلیت معہ الصبح ثم انصرف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوجدنی اصلی فقال مھلا یا قیس اصلاتان معا قلت یا رسول ا انی لم اکن رکعت رکعتی الفجر قال فلا اذن۔

قیس فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو نماز قائم ہوئی میں نے حضور کے ساتھ نماز فجر پڑھی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصراف فرمایا تو میں نماز پڑھ رہا تھا فرمایا اے قیس چھوڑو کیا دو نمازیں ایک ساتھ ؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ میں نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں یہ سن کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو اب حرج نہیں۔(مولف)امام ترمذی نے کہا اس کی سند منقطع ہے اور بعض نے اسے مرسلا روایت کیا۔ منہ۔"فتاوی رضویہ،ج ۳،ص ۶۱۸"۔(ترمذی ا/ ۹۶۔باب ماجأ فیمن تفوتہ الرکعتان الخ)

اوقات نماز پر مشتمل ایک حدیث۔

۴۵۶۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان للصلاۃ اولا و آخرا و ان اول وقت الفجر حین یطلع الفجر و ان آخر وقتھا حین تطلع الشمس۔

بیشک ہر نماز کے لئے اول و آخر ہے اور بیشک نماز صبح کا اول وقت طلوع فجر کے وقت ہے اور اس کا آخر طلوع شمس پر ہے۔ رواہ الترمذی و الامام الطحاوی بسند صحیح عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ مطولا و ھذا مختصر۔"فتاوی رضویہ،ج ۳،ص ۶۲۲"۔(ترمذی اول،ص ۳۰۔باب ماجاء فی مواقیت الصلاۃ. باب منہ)

فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنا منع ہے اس پر تین احادیث کریمہ۔

۴۵۷۔صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرھا صحاح و سنن و مسانید میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الصلاۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی تغرب۔ (بخاری ا/ ۸۲۔باب الصلاۃ بعد الفجر)

۴۵۸۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا صلاۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس و لابعد العصر حتی تغرب الشمس۔ (بخاری اول، ص ۸۳۔ باب لاتتحری الصلاۃ قبل غروب الشمس)

۴۵۹۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن الصلاۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس و عن الصلاۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس۔ (بخاری ۱/ ۸۲۔ ۸۳ باب الصلاۃ بعد الفجر)

ان تینوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد طلوع شمس تک نفل پڑھنے سے اور نماز عصر کے بعد غروب شمس تک نفل پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۶۱۸"۔

اگر کوئی سونے یا بھولنے کے سبب نماز نہ پڑھ سکے تو جاگتے اور یاد آنے پر پڑھ لے، اس پر چند حدیثیں۔

۴۶۰۔ فی الصحیحین بلفظ من نسی صلاۃ فلیصلھا اذا ذکرھا لا کفارۃ لھا الا ذلک. اخرجاہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جو نماز کو بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے اس کا کفارہ اس کی قضا کے علاوہ کچھ نہیں۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۸۴۔ باب من نسی صلاۃ الخ) (مسلم ۱/ ۲۴۱۔ باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ)

۴۶۱۔ و فی لفظ لمسلم عنہ من نسی صلاۃ او نام عنہا فکفارتہا ان یصلیہا اذا ذکرھا۔

جو شخص نماز بھول جائے یا سو جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ یاد آنے پر پڑھ لے۔ (مولف)

(مسلم اول، ص ۲۴۱۔ باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ)

۴۶۲۔ و فی اخری لہ عنہ فلیصلھا اذا ذکرھا فان اللہ عزوجل یقول اقم الصلاۃ لذکری۔

دوسری روایت میں ہے کہ یاد آنے پر پڑھ لے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۲، ص ۶۲۲"۔ (مسلم اول، ص ۲۴۱۔ باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ)

۳۶۳۔ ولہ عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلفظ فلیصلھا حین ینتبہ لھا فاذا کان الغد فلیصلھا عند وقتھا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ لفظ ہیں کہ جب بیدار ہو تو پڑھ لے پھر دوسرے دن اسی نماز کے وقت میں اور پڑھ لے۔ (مولف) ولہ کالستۃ الا البخاری و الترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کآخر الفاظہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و للترمذی و صححہ و النسائی فی حدیث ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلیصلھا اذا ذکرھا۔ و مثلہ لابی یعلی و الطبرانی فی الکبیر عن ابی جحیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نحوہ لھذا فی الاوسط عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (مسلم اول، ص ۲۳۹۔ باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ) (مسلم اول، ص ۲۴۱۔ باب مذکور)

۳۶۴۔ و لمالک فی مؤطاہ عن زید بن اسلم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا رقد احدکم عن الصلاۃ او نسیھا ثم فزع الیھا فلیصلھا کما کان یصلیھا لوقتھا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی نماز سے سو جائے یا بھول جائے پھر خوفزدہ ہو تو پڑھ لے جس طرح اس کے وقت میں پڑھتا ہے۔ (مولف) (موطا مالک، ص ۵، النوم عن الصلوۃ)

۳۶۵۔ و للطبرانی عن میمونۃ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنھا اذا ذکرھا فلیصلھا و لیحسن وضوئہ فذلک کفارۃ و لیس فی شیء من ذلک فان ذلک وقتھا۔

اور طبرانی کے یہاں میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ جب یاد آئے تو پڑھ لے اور چاہئے کہ اچھا وضو کرے یہی اس کا کفارہ ہے اور اس میں کچھ نہیں ہے کیونکہ یہی اس کا وقت ہے۔ (مولف) (کنز العمال، ص ۳۳۶، ج ۷)

۳۶۶۔ للطبرانی فی الاوسط و البیھقی فی السنن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفعا من نسی صلاۃ فوقتھا اذا ذکرھا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب کوئی نماز بھول جائے تو اس کا وقت وہی ہے جب اس کو یاد آئے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۲۲۳"۔ (مجمع الزوائد باب فیمن نام عن الصلوٰۃ بیروت ار ۳۲۲)

صدقہ جاریہ کے بارے میں دو حدیثیں:

۴۶۷۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصاب ارضا بخیبر فاتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یستامرہ فیہا فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان شئت حبست اصلھا وتصدقت بھا فقال فتصدق بھا عمر انہ لایباع و لایوھب و لایورث و تصدق بھا فی الفقراء و فی القربی وفی الرقاب وفی سبیل اللہ وابن السبیل و الضیف۔

حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر میں کچھ زمین پائی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اس کے متعلق حکم لینے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو اصل زمین روک لو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کرو، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان زمینوں کو اس طرح صدقہ کیا کہ نہ بیچی جائے اور نہ ہبہ کی جائے نہ میراث ہو، بلکہ ان کو فقراء رشتہ داروں، غلاموں، فی سبیل اللہ، مسافروں اور مہمانوں میں صدقہ کردیا۔ (یعنی وقف کرنا بھی صدقہ ہے)۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۶۲۸"۔ (بخاری اول، ص ۳۸۹۔ باب الوقف وکیف یکتب) (مسلم ۲/۴۱۔ باب الوقف)

۴۶۸۔ یہ حدیث محرر المذہب سیدنا امام محمد نے مبسوط میں یوں روایت فرمائی اخبرنا صخر بن جویریۃ مولی عبداللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب کان لہ ارض تدعیٰ ثمغا و کان نخلا نفیسا فقال یا رسول اللہ انی استفدت مالا ھو عندی نفیس افا تصدق بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصدق باصلہ لایباع و لایوھب و لا یورث و لکن تنفق ثمرتہ فتصدق بہ عمر فی سبیل اللہ و فی الرقاب و للضیف و للمسافر و لابن السبیل ولذی القربی۔ الحدیث۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زمین تھی جس کو ثمغ کہتے تھے اور ایک کھجور کا اچھا باغ تھا عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے عمدہ مال جمع کیا ہے کیا میں اس کو صدقہ کر [illegible] کیا جائے اور نہ

میراث ہو ہاں اس کے پھلوں کو خرچ کرو تو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو راہ خدا اور غلاموں، مہمانوں، مسافروں، ابن السبیل اور رشتہ داروں میں صدقہ کردیا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۶۲۹"۔ (سنن الدار قطنی باب کیف یکتب ملتان، ۴/ ۱۹۳)

نماز ظہر میں قرأت سے متعلق دو حدیثیں۔

۴۶۹۔ حدیث ابی سعید الخدری وغیرہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقراء فی صلاۃ الظہر فی الرکعتین الاولیین قدر ثلثین آیۃ و فی الاخریین قدر خمسۃ عشرۃ آیۃ او قال نصف ذلک۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تقریباً تیس آیتیں پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں پندرہ آیتیں پڑھتے یا کہا کہ ان کا نصف پڑھتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۶۳۷" (مسلم اول، ص ۱۸۶۔ باب القراۃ فی الظہر و العصر)

۴۷۰۔ حدیث ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الصحیحین ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقراء فی الظہر فی الاولیین بام القرآن و سورتین و فی الرکعتین الاخریین بام الکتاب۔ الحدیث۔

بیشک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۶۳۸"۔ (مسلم، ۱/ ۱۸۶۔ باب القراءۃ فی الظہر الخ)

سجدہ سہو سے متعلق ایک حدیث:

۴۷۱۔ بزار مسند اور بیہقی سنن میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس علی من خلف الامام سھو فان سھا الامام فعلیہ و علی من خلفہ۔

مقتدیوں پر سجدۂ سہو نہیں ہے۔ (اگر مقتدی غلطی کرے) ہاں اگر امام کو سہو لاحق ہو تو امام و مقتدی دونوں پر سجدۂ سہو ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۶۴۱"

غلام کی امامت پر ایک حدیث۔

۴۷۲۔ طبرانی معجم کبیر میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ

یعنی غلام کسی قوم کی امامت نہ کرے ہاں اگر قوم نے اپنی نماز کا امام بنایا تو غلام امامت کر سکتا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۶۴۲"۔ (المعجم الکبیر للطبرانی مسند عقبہ بن عامر بیروت ۷/ ۳۲۹)

ایک شب میں تکرار وتر منع ہے۔

۴۷۳۔ حدیث میں ہے لا وتران فی لیلۃ۔

ایک رات میں دو وتر نہیں۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۶۴۵"۔ (مسند احمد، ۴/ ۲۳۔ حدیث طلق بن علی)

اچھے اشعار کا پڑھنا جائز ہے اور یہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے مسجد کریم میں اشعار سننے کے لئے منبر بچھایا اس پر تین حدیثیں۔

۴۷۴۔ اخرج البخاری فی الادب المفرد و الطبرانی فی المعجم الاوسط و ابویعلی عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما و ھذا و الدار قطنی عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و الامام الشافعی عن عروۃ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرسلا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الشعر بمنزلۃ الکلام فحسنہ کحسن الکلام و قبیحہ کقبیح الکلام۔

شعر ایک کلام ہے جس کا حسن حسن اور قبیح قبیح ہے۔ یعنی مضمون پر مدار ہے اگر اچھا ذکر ہے تو شعر محمود ورنہ مذموم۔ (مولف) (کنز العمال، ص ۳۲۸ ج ۳)

۴۷۵۔ اخرج الامام البخاری فی الجامع الصحیح عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یضع لحسان بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او ینافح و یقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ماذفح (ینافح) او فاخر (یفاخر) عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی

اللہ تعالی عنہ ... حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد و ثنا و مفاخرت کا خطبہ بلیغ اشعار میں پڑھتے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے یہ جب تک اس کام میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ جبریل سے اس کی مدد فرماتا ہے۔
(ترمذی ج ۲ ص ۱۱۱ باب ماجاء فی انشاد الشعر)

۴۷۶۔ اخرج العسکری فی المواعظ عن ابی خالد الغسانی قال حدثنی شیخة من اھل الشام ادرکوا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالوا لما استخلف صعد المنبر فلما رای الناس اسفل منہ حمد اللہ ثم کان اول کلام تکلم بہ بعد الثناء علی اللہ و علی رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

ھون علیك فان الامور	بکف الالہ مقادیرھا
فلیس باتیك منھیھا	ولاقاصر عنك مامورھا

یعنی جب امیر المومنین (فاروق اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے منبر پر تشریف لے گئے لوگوں کو اپنے سے نیچا دیکھ کر حمد الٰہی بجا لائے پھر ثنائے خدا و نعت مصطفیٰ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پہلا کلام جو زبان مبارک پر لائے یہ اشعار تھے جن کا حاصل یہ ہے کہ اپنے اوپر نرمی کر کہ سب کاموں کے اندازے اللہ عزوجل کے دست قدرت میں ہیں۔ جو مقدر نہیں وہ تیرے پاس آنے کا نہیں اور جو مقدر ہے وہ تجھ سے کمی کرنے کا نہیں۔ ذکرہ العلامۃ ابراھیم بن عبداللہ الیمنی المدنی فی الباب السابع عشر من کتاب القول الصواب فی فضل امیر المومنین عمر بن الخطاب من کتابہ الا کتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء۔" فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۶۸۵"

آداب خطبہ سے متعلق تین احادیث کریمہ۔

۴۷۷۔ مسند احمد و سنن ابی داؤد میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من قال یوم الجمعۃ لصاحبہ صہ فقد لغا و من لغا فلیس لہ فی جمعتہ تلك شیئ۔

جو جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے چپ کہے اس نے لغو کیا اس کے لئے اس جمعہ میں کچھ اجر نہیں۔ (ابوداؤد اول، ص ۱۵۱۔ باب فضل الجمعۃ)

۴۷۸۔ صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا قلت لصاحبك یوم الجمعۃ انصت و الامام یخطب فقد لغوت۔

جب روز خطبہ جمعہ کے وقت تو دوسرے سے کہے چپ تو تو نے خود لغو کیا۔ (بخاری اول، ص ۱۲۸۔ باب الانصات یوم الجمعۃ الخ)

۴۷۹۔ امام احمد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مثل الذی یتکلم یوم الجمعۃ و الامام یخطب مثل الحمار یحمل اسفارا و الذی یقول لہ انصت لا جمعۃ لہ۔

جمعہ کے دن جب امام خطبہ میں ہو بولنے والا ایسا ہے جیسا گدھا جس پر کتابیں لدی ہوں اور جو اس سے چپ کہے اس کا جمعہ نہیں۔ یعنی وقت خطبہ نماز نفل ہو یا سنت یا بات چیت وغیرہ یہاں تک کہ دوسرے کو چپ کہنا بھی جائز نہیں۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۶۹۷"۔ (مسند احمد، ۱/۲۳۰۔ حدیث عبداللہ بن عباس)

نماز قصر اللہ کی جانب سے مسافر پر صدقہ ہے:

۴۸۰۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ صدقۃ تصدق بہا اللہ علیکم فاقبلوا صدقتہ۔

یہ (نماز کا قصر) ایک صدقہ ہے جو اللہ نے تم پر فرمایا ہے لہذا اس کا صدقہ قبول کرو۔ یعنی مسافر کے لئے قصر پڑھنا واجب ہے اگر اس نے پوری پڑھی تو گنہگار ہوگا۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۶۶۷"۔ (ابن ماجہ اول، ص ۷۶۔ باب تقصیر الصلاۃ فی السفر) (ابوداؤد ۱/۱۷۰۔ باب صلوۃ المسافر)

دیہات میں جمعہ ناجائز ہے اگر پڑھیں گے گناہ گار ہوں گے اور ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔

۴۸۱۔ حضرت مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حدیث صحیح ہے جسے ابو بکر بن ابی شیبہ و عبد الرزاق نے اپنی مصنفات میں روایت کیا لا جمعۃ و لا تشریق و لا صلوۃ فطر و لا اضحی الا فی مصر جامع او مدینۃ عظیمۃ۔

یعنی جمعہ و تشریق اور نماز عیدین بجز شہر جامع یا بہت بڑے شہر کے اور کہیں نہ واجب ہے۔ نہ جائز نہ صحیح۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۷۱۶"۔ (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوۃ من قال لا جمعۃ الخ کراچی، ۲/۱۰۱)

۴۸۲۔ ابو داؤد بسند صحیح و الحاکم و صححہ علی شرط الشیخین عن ابن عمر رضی اللہ عنھما انہ کان اذا کان بمکۃ فصلی الجمعۃ تقدم فصلی

رکعتین ثم تقدم فصلی اربعا (وفیہ) فقال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یفعل ذلک۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مکہ میں تھے تو آپ نے فرض جمعہ پڑھی بعدہ پیش قدمی کرکے دو رکعات پڑھیں پھر پیشقدمی کر کے چار رکعات پڑھیں (اور اسی میں ہے کہ) پھر ابن عمر نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ (مولف) ھذا مختصر و تمام الکلام علیہ فی الفتح) (ابوداؤد اول، ص۱۶۰، باب الصلاۃ بعد الجمعۃ)

جمعہ کی بعد یہ چھ سنتوں کا ثبوت:

۴۸۳۔ الامام الطحاوی فی شرح معانی الآثار عن ابی عبدالرحمن السلمی قال قدم علینا عبداللہ (یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فکان یصلی بعد الجمعۃ اربعا فقدم بعدہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فکان اذا صلی الجمعۃ صلی بعدھا رکعتین و اربعا فاعجبنا فعل علی فاخترناہ۔

امام طحاوی ابو عبدالرحمن سے راوی کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں حضرت عبداللہ بن مسعود تشریف لائے تو آپ فریضہ جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھتے تھے پھر آپ کے یہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ورود مسعود ہوا تو (ہم نے دیکھا) جب جمعہ کی نماز پڑھتے تو فرض جمعہ کے بعد دو رکعات اور چار رکعات سنتیں پڑھتے تھے (امام طحاوی کہتے ہیں) پس ہم کو حضرت علی کا عمل بھایا لہذا اسی کو اختیار کرلیا۔ مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۶۷۹"۔ (شرح معانی الآثار، ا/۱۹۹۔ باب التطوع بعد الجمعۃ)

خطبہ عیدین کے بعد وعظ و تذکیر جائز ہے:

۴۸۴۔ بخاری و مسلم و دارمی و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم فطر او اضحی فصلی ثم خطب ثم اتی النساء فوعظھن و ذکرھن و امرھن بالصدقۃ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ عید الفطر یا عید اضحیٰ کے دن عید گاہ گیا تو حضور نے نماز پڑھا کر خطبہ ارشاد فرمایا پھر بیبیوں کے پاس تشریف لائے اور ان کو وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔

(مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، [illegible] (بخاری اول، [illegible] باب خروج الصبیان الی المصلی)

جو افعال اثنائے نماز میں حرام ہیں وہ بحالت خطبہ بھی حرام ہیں :

۴۸۵۔قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من مس الحصی فقد لغا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (خطبہ جمعہ سننے کی حالت میں) کنکری چھوئی اس نے لغو کام کیا۔ یعنی ہمہ تن گوش ہو کر خطبہ سنے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۶۹۵"۔ (مسلم اول، ص ۲۸۳ کتاب الجمعۃ)

سلام نماز کے بعد دائیں بائیں پھرنا جائز ہے حدیث میں ہے۔

۴۸۶۔قال سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لایجعل احدکم للشیطان من صلاتہ یری ان حقا علیہ ان لاینصرف الا عن یمینہ. لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ. رواہ الشیخان۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شیطان کے لئے نماز میں حصہ نہ بنائے کہ وہ یہ سمجھے کہ اس پر دائیں جانب ہی پھرنا حق ہے بلکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت بار بائیں جانب بھی پھرتے دیکھا ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۷۰۳"۔ (بخاری ا/۱۱۸۔باب الانفتال الخ)

جمعہ کب فرض ہوا :

۴۸۷۔حدیث میں ہے ان الجمعۃ فرضت علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو بمکۃ قبل الھجرۃ. کما اخرجہ الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قبل ہجرت مکہ میں جمعہ فرض ہوا۔ (مولف) (یہ خبر غریب و مرجوح ہے صحیح یہ ہے کہ بعد ہجرت سال اول بنی سالم میں فرض ہوا تھا) (فتح القدیر، ۲/۲۳ باب صلوٰۃ الجمعۃ)

جمعہ کے بارے میں ایک اور حدیث :

۴۸۸۔ان البخاری روی فی صحیحہ کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلھم و العوالی فیأتون فی الغبار فیصیبھم الغبار فیخرج منھم العرق۔

دور دراز سے لوگ جمعہ کے لئے اپنے گھروں سے اور مدینہ کے ارد گرد سے حاضر ہوتے تو گرد

... "فتاوی رضویہ

ج ۳، ص ۳۸۷"۔ (بخاری اول، ص ۱۲۳۔ باب من این تؤتی الجمعۃ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کی اس پر ایک حدیث۔

۴۸۹۔ ترمذی شریف میں مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا رحم اللہ عثمن زاد فی مسجدنا حتی وسعنا. ھذا مختصر۔

اللہ تعالٰی عثمٰن پر رحمت فرمائے اس نے ہماری مسجد شریف بڑھاوی یہاں تک کہ اس میں ہم سب نمازیوں کی وسعت ہو گئی۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۳۷"۔

بعجلت نماز پڑھنے والے کے بارے میں ایک حدیث۔

۴۹۰۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں شئ خیر من لا شئ

کچھ ہونا بالکل نہ ہونے سے بہتر ہے۔ رواہ عنہ عبدالرزاق فی مصنفہ انہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مر برجل لایتم رکوعا و لاسجودا فقال شئ خیر من لاشئ۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو رکوع و سجود پورا نہیں کر رہا تھا تو فرمایا کچھ ہونا بالکل نہ ہونے سے بہتر ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۱۴۷"۔ (کنز العمال، ذیل ادب الصلوٰۃ ۸/۲۰۲)

مساجد کی بے حرمتی منع ہے:

۴۹۱۔ اخرج المنذری مرفوعاً جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم و بیعکم و شرائکم و رفع اصواتکم۔

اپنی مسجدوں کو اپنے بچوں اور دیوانوں اور خرید و فروخت اور آواز بلند کرنے سے بچاؤ۔ رواہ ابن ماجۃ عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ و عبدالرزاق فی مصنفہ بسند اسلم عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۴۲۹"۔ (ابن ماجہ اول، ۵۵ باب مایکرہ فی المساجد)

ہر سنی ہوئی بات بیان کرنا دلیل کذب ہے:

۴۹۲۔ حدیث صحیح میں ہے کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ماسمع. رواہ مسلم وغیرہ۔

آدمی کے جھوٹا ہونے کو یہ بہت ہے کہ جو کچھ سنے اس پر اعتبار کر کے لوگوں سے بیان کردے۔ (مسلم اول، ص ۸ باب النہی عن الحدیث بکل ماسمع)

بہتان وافترا حرام ہے حدیث میں ہے۔

۴۹۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من ذکر امرءا بشئ لیس فیه لیعیبه به حبسه الله فی نار جهنم حتی یأتی بنفاذ ماقال۔ (مجمع الزوائد باب ماجاء فی الغیبة والنمیمة ۸/۹۴)

۴۹۴۔ دوسری روایت میں ہے۔ کان حقاً علی الله ان یذیبه یوم القیمة فی النار حتی یأتی بنفاذ ماقال. رواه الطبرانی بسند صحیح عن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه۔

جو کسی کے عیب لگانے کو وہ بات بیان کرے جو اس میں نہیں اللہ اسے نار جہنم میں قید کرے گا یہاں تک کہ اپنے کہے کی سند لائے۔ (دوسری روایت یہ ہے) اللہ پر حق ہے کہ جب تک اپنی اس بات کا ثبوت پیش نہ کرے اسے آتش دوزخ میں گلائے۔" فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۷۴۷"۔ (مجمع الزوائد باب ماجاً فی الغیبة و النمیمة بیروت ۴/۲۰۱)

تعارف

مرقاۃ الجمان فی الھبوط عن المنبر لمدح السلطان

(مدح حاکم کے لئے خطیب کے منبر کی ایک سیڑھی اترنے پھر چڑھنے کے بارے میں تحقیق)

۱۶ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ کو مع دو جواب کے ایک سوال پیش ہوا کہ خطیب کو خطبہ ثانی میں منبر سے ایک سیڑھی اترنا پھر چڑھ جانا جائز ہے یا نہیں؟

اس سوال کے دونوں جواب باہم متوافق نہ ہونے کے باعث سائل نے توضیح حال کے لئے امام احمد رضا کی بارگاہ میں سوال پیش کیا۔

امام احمد رضا بریلوی نے سب سے پہلے بطور تمہید فرمایا کہ۔

کسی فعل مسلمین کو بدعت شنیعہ و ناجائز کہنا (چونکہ مجیب اول نے مذکور فی السوال خطیب کے اس فعل کو بدعت شنیعہ و ناجائز کہا تھا) ایک حکم اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لگانا ہے اور ایک حکم مسلمانوں پر۔

اللہ و رسول جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو یہ حکم کہ ان کے نزدیک یہ فعل ناروا ہے انہوں نے اس سے منع فرمادیا ہے اور مسلمانوں پر یہ کہ وہ اس کے باعث گنہگار و مستحق عذاب و ناراضی رب الارباب ہیں۔

خدا ترس مسلمان کبھی ایسے حکم پر جرأت روا نہ رکھے گا جب تک واضح دلیل شرعی سے ثبوت کافی ووافی نہ مل جائے۔ پھر کتب فقہ کے حوالوں سے جو محققانہ جواب تحریر کیا وہ یہ ہے کہ۔

"خطبے میں ذکر سلاطین اگرچہ محدث ہے مگر شعار سلطنت قرار پاچکا ہے کہ سلطنت اسلامی میں اگر خطیب ذکر سلطان ترک کرے تو مورد عتاب ہوگا اور ترک پر مصر ہو تو گویا باغی اور سلطنت کا منکر ٹھہرے گا۔ لیکن صدہا سال سے اکثر سلاطین زماں فساق ہیں اگر خطبے میں ان کا نام نہ لیا جائے تو وہ ناراض ہوں گے یوں ہی اگر نام بے کلمات مدح و تعظیم لایا جائے تو اس سے زیادہ موجب افروختگی ہوگا اور فاسق کی مدح شرعاً حرام ہے۔ خطباء جب کہ مجبورانہ ذکر سلاطین میں مبتلا ہوئے

توان بندگان خدا نے چاہا کہ اس ذکر کو خطبے سے علیحدہ بھی کر دیں اور بالکل خطبے سے جدائی بھی نہ معلوم ہو، لہذا یہ تدبیر نکالی کہ اس ذکر کے لئے زینہ زیریں تک اتر آئیں اور بقدر امکان مجلس بدل دیں کہ خطبہ پڑھتے پڑھتے نیچے اترنا شرعاً اس کے قطع ہی کے لئے معہود ہے تو یہ بہ نیت قطع تبدیل مجلس وانفصال ذکر کا باعث ہوگا۔

لہذا ذکر سلاطین و خطبہ کے مابین نزول و صعود بدعت شنیعہ و ممنوع نہیں کہ خطبہ قطع فرما کر شاہزادوں کے لینے کے لئے نیچے اترنا پھر اوپر تشریف لے جانا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے۔ اور اس رسالۂ نافعہ میں مکررات کے علاوہ صرف ایک حدیث پاک ہے۔

احادیث

مرقاۃ الجمان فی الھبوط عن المنبر لمدح السلطان

فاسق کی مدح شرعاً حرام ہے۔

۴۹۵۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **اذا مدح الفاسق غضب الرب و اھتزلذلك العرش۔**

جب فاسق مدح کیا جاتا ہے، رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔ رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبة و ابویعلی فی مسندہ و البیھقی فی شعب الایمان عن انس بن مالك و ابن عدی فی الکامل عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۶۷۔ مرقاۃ الجمان"۔ (کنزالعمال، ص ۳۲۶، ج ۳)

تعارف

رعاية المذهبين فی الدعاء بين الخطبتين

(دونوں خطبوں کے درمیان دعا کرنے کا بیان)

۱۵ / جمادی الآخرہ ۱۳۱۰ھ میں سوال ہوا کہ روز جمعہ بین الخطبتین کے جلسہ میں ہاتھ اٹھا کر آہستہ دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

بعض لوگ اسے مکروہ و حرام اور بدعت سیئہ و شرک قرار دے کر اس فعل سے منع کرتے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ۔

امام کے لئے تو اس دعا کے جواز میں اصلا کلام نہیں۔ جس کے لئے نہی شارع نہ ہونا ہی سند کافی۔ ممنوع وہی ہے جسے خدا اور رسول منع فرمائیں جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان کی نہی کے بغیر ہرگز کوئی شی ممنوع نہیں ہو سکتی خصوصاً دعا جیسی چیز جس کی طرف خود قرآن عظیم نے بکمال ترغیب و تاکید علی الاطلاق بے تحدید و تقیید بلایا اور احادیث شریفہ نے اسے عبادت و مغز عبادت فرمایا۔

پھر حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عین خطبہ میں دست مبارک بلند فرما کر ایک جمعہ کو مینہ برسنے اور دوسرے جمعہ کو مدینہ طیبہ پر مینہ کھل جانے کی دعا مانگنا دلیل کافی ہے۔

اس لئے علمائے کرام نے شروح حدیث وغیرہ کتب عدیدہ میں صاف اس کا جواز افادہ فرمایا اور دو خطبوں کے مابین اگر مقتدی دل میں دعا مانگیں کہ زبان کو حرکت نہ ہو اور ہاتھ نہ اٹھائیں تو بلا شبہ جائز ہے اور زبان سے دعا مانگنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مکروہ اور امام ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جائز ہے، اور مختار امام اعظم کا قول ہے۔

اور امام احمد رضا اس رسالے کے اخیر میں فرماتے ہیں کہ۔

بالجملہ مقتدیوں کا یہ فعل تو علی الاختلاف ممنوع مگر مسلمانوں کو بلاوجہ مشرک و بدعتی کہنا بالاجماع حرام قطعی، تو یہ حضرات مانعین خود اپنی خبر لیں، معاذ اللہ ایسا ناپاک تشدد شرع شریف میں کبھی روا نہیں

اور اس رسالہ مفیدہ میں ۷ احادیث مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شامل ہیں۔

احادیث

رعایة المذھبین فی الدعأ بین الخطبتین

روز جمعہ دو خطبوں کے درمیان اوقات دعا اور ساعت اجابت کے بارے میں چھ حدیثیں :

۴۹۶۔ صحیح مسلم شریف میں بروایت حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دربارۂ ساعت جمعہ فرمایا **ھی مابین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلاۃ۔**

امام کے جلوس سے نماز ختم ہونے تک ہے۔ (مسلم اول، ص ۲۸۱ **کتاب الجمعة**)

۴۹۷۔ دوسری حدیث میں آیا حضور پر نور صلوٰت اللہ وسلامہ نے فرمایا شروع خطبہ سے ختم خطبہ تک ہے۔ رواہ ابن عبدالبر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

۴۹۸۔ انھیں ابن عمر و ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ خروج امام سے ختم نماز تک ہے۔ امام عامر شعبی تابعی سے منقول۔ رواہ ابن جریر الطبری۔

۴۹۹۔ انھیں شعبی سے دوسری روایت میں خروج امام سے ختم خطبہ تک اس کا وقت بتایا۔ **رواہ المروزی۔**

۵۰۰۔ اسی طرح امام حسن بصری سے مروی ہوا۔ **رواہ ابن المنذر۔**

۵۰۱۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے اذان سے نماز تک رکھا۔ **رواہ حمید بن زنجویة۔** "فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۷۶۳ رعایة المذھبین"

دو خطبوں کے درمیان قرآنی آیات پڑھنا چاہئے۔ حدیث میں ہے۔

۵۰۲۔ روایة ابن حبان کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقراء فی جلوسه کتاب اللہ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درمیان خطبہ جب جلوس فرماتے تو قرآن میں سے کچھ پڑھتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۷۶۳۔ رعایة المذھبین"۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ باب الخطبة و الصلوٰۃ الخ

احادیث

فتاوی رضویہ جلد سوم

خطیب کا دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے

۵۰۳۔ صحیح بخاری شریف میں باب العقدۃ بین الخطبتین یوم الجمعۃ میں مرقوم ہے

حدثنا مسدد ثنا بشر بن المفضل ثنا عبید اللہ عن نافع عن عبد اللہ بن عمر قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخطب خطبتین یقعد بینھما.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج : ۳ ص : ۷۶۸"
(بخاری اول ص : ۱۲۷، باب مذکور)

عین حالت خطبہ میں دعا مانگنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول وثابت ہے

۵۰۴- صحیح بخاری شریف باب رفع الیدین فی الخطبۃ میں ہے حدثنا مسدد ثنا حماد بن زید عن عبد العزیز عن انس وعن یونس وعن ثابت عن انس قال بینما النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ اذ قام رجل فقال یا رسول اللہ ھلک الکراع وھلک الشاۃ فادع اللہ ان یسقینا فمد یدیہ ودعا.

روز جمعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ چوپائے اور بکریاں ہلاک ہو گئیں آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہمیں سیراب کردے تو حضور نے دست مبارک پھیلا کر دعا فرمائی۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج : ۳، ص : ۷۶۹" (بخاری اول، ص : ۱۲۷، باب مذکور)

تعارف

اوفی اللمعة فی اذان الجمعة

(اذان جمعہ کے بارے میں کامل رہنمائی)

۱۱/ ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ کو استفتاء پیش ہوا کہ مسجد کے اندر اذان دینا کیسا ہے؟

امام احمد رضا بریلوی نے جو تحقیقی جواب رقم فرمایا اس کا ماحصل یہ ہے کہ ہمارے علمائے کرام نے فتاوی قاضی خان، وفتاوی خلاصہ وفتح القدیر و نظم و شرح نقایہ برجندی و بحرالرائق و فتاوی ہندیہ و طحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہا میں تصریح فرمائی کہ مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے۔ یعنی اذان منارے پر یا مسجد کے باہر چاہئے۔ مسجد میں اذان نہ کہی جائے۔ اس میں جمعہ کی اذان ثانی وغیرہا کی تخصیص نہیں ہے۔

پھر اس رسالے میں متعدد کتب فقہ کی عبارتیں پیش کی گئیں ہیں جن کا حاصل یہ کہ اذان ثانی خطیب کے سامنے منبر کے آگے مواجہہ میں ہو اور داخل مسجد امام کی گود میں منبر کی بگر پر ہونا کہیں سے ثابت نہیں اور لفظ "بین یدی" سمت مقابل میں منتہائے جہت تک صادق ہے جو طلوع کے وقت مواجہہ مشرق یا بنگام غروب مستقبل مغرب کھڑا ہو وہ ضرور کہے گا کہ الشمس بین یدی، آفتاب میرے روبرو ہے، حالانکہ آفتاب اس سے تین ہزار برس کی راہ سے زیادہ دور ہے۔

پس جو اذان در مسجد پر یا فنائے مسجد کی کسی زمین میں جہاں تک حائل نہ ہو محاذات امام میں دی جائے اس پر ضرور "بین یدیہ" صادق ہے۔ اور یہی کہا جائے گا کہ امام کے سامنے خطیب کے روبرو منبر کے آگے اذان ہوئی۔ یہی زمانہ رسالت و خلفائے راشدین سے متوارث و معمول ہے۔

اب اگر بانی مسجد نے مسجد بناتے وقت تمام مسجدیت سے پہلے مسجد کے اندر اذان کے لئے منارہ خواہ وہی محل مرتفع بنایا تو یہ جائز ہے اور اتنا ٹکڑا اذان کے لئے جدا سمجھا جائے گا اور مسجد میں اذان دینے

اسی طرح اگر منارہ یا مئذنہ بیرون مسجد فنائے مسجد میں تھا بعدہٗ مسجد بڑھائی گئی ہو اور زمین متعلق مسجد، مسجد میں لے لی کہ اب مئذنہ اندرون مسجد ہو گیا تو اس پر اذان میں حرج نہ ہو گا کہ یہ بھی وہی صورت ہے کہ اس زمین کی مسجدیت سے پہلے اس میں یہ محل اذان کے لئے مصنوع ہو چکا تھا۔ اور اگر داخل مسجد کوئی شخص اگرچہ خود بانی مسجد نیا مکان اذان کے لئے مستثنیٰ کرنا چاہے تو اس کی اجازت نہ ہونی چاہئے کہ بعد تمامی مسجد کسی کو اس سے استثناء یا فعل مکروہ کے لئے بنا کا اختیار نہیں۔ اور اس محققانہ رسالے میں چار حدیثیں بطور دلیل پیش کی گئی ہیں۔

احادیث

اوفی اللمعة فی اذان الجمعة

مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے بلکہ خارج مسجد میں اذان ہونی چاہئے

۵۰۵- سنن ابی داؤد میں بسند حسن مروی ہے حدثنا النفیلی ثنا محمد بن مسلمة عن محمد بن اسحق عن الزھری عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب روز جمعہ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو حضور کے روبرو اذان مسجد کے دروازے پر دی جاتی اور یو ہیں ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں۔ "فتاویٰ رضویہ ج:۳،ص:۷۲۷،اوفی اللمعة" (ابوداؤد اول،ص:۱۵۵، باب النداء یوم الجمعة)

اذان ہونے کے بعد بغیر نماز پڑھے مسجد سے چلا جانا منع ہے:

۵۰۶- حدیث مسلم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقفا ان من سنن الھدیٰ الصلاة فی المسجد الذی یوذن فیہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ جس مسجد میں اذان دی جائے اس میں نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ (مولف) (یعنی بلا نماز پڑھے وہاں سے نکل جانا خلاف سنت ہے گناہ ہے) (مسلم،ج:۱،ص:۲۳۲،باب فضل جماعة)

۵۰۷- احمد بسند صحیح عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کنتم فی المسجد فنودی بالصلاة فلا یخرج احدکم حتی یصلی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ جب تم مسجد میں رہو اور اذان

ہو جائے تو نماز پڑھے بغیر نہ نکلو۔ (مولف) "فتاوی رضویہ ج: ۳، ص: ۴۷۷، اوفی المعۃ" (مسند احمد، ج: ۳، ص: ۳۵۶)

۵۰۸۔ حدیث ابن ماجہ عن امیر المومنین عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ادرک الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجتہ وھو لا یرید الرجعۃ فھو منافق

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ جس نے مسجد میں اذان کو پایا پھر بغیر مجبوری کے مسجد سے نکلا اور واپسی کا ارادہ بھی نہ تھا تو وہ منافق ہے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج: ۳، ص: ۴۷۷ اوفی اللمعۃ" (ابن ماجہ، ج: ۱، ص: ۵۳، باب اذا اذن وانت فی المسجد)

تعارف

سرور العید السعید فی حل الدعا بعد صلاۃ العید.

(نماز عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت)

شعبان المعظم ۱۳۰۷ھ میں سوال ہوا کہ عیدین کی نماز و خطبہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

اور اس مسئلے میں مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوی کی جلد ثانی میں یہ تحریر کیا ہے کہ بعد دوگانہ عیدین یا بعد خطبہ عیدین دعا مانگنا کسی طرح ثابت نہیں۔

امام احمد رضا نے اس کے جواب میں جو نصوص و تحقیقات پیش کی ہیں وہ ۲۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور نفس سوال کا جواب تحریر کرتے بعد نماز عید کے بعد دعا کے مسئلہ کو دو عیدوں پر منقسم کیا ہے۔

عید اول :- قرآن و حدیث سے اس دعا کے جواز اور ادعائے مانعین کی غلطی کے بیان میں۔

عید دوم :- فتوی مولوی عبدالحی لکھنوی سے اسناد پر کلام اور اوہام مانعین کے ازالہ تام کے بیان میں۔

امام احمد رضا بریلوی ابتداء جواب میں فرماتے ہیں :

نماز عیدین کے بعد دعاء حضرات عالیہ تابعین عظام و مجتہدین اعلام رضی اللہ تعالی عنہم سے ثابت ہے ظاہر ہے کہ شرع سے اس دعاء کی کہیں ممانعت نہیں اور جس امر سے شرع نے منع نہ فرمایا ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتا جو ادعائے منع کرے اثبات ممانعت اس کے ذمہ ہے۔

اور اس رسالے میں قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ و علماء سے نمازوں کے بعد دعا کا ثبوت واضح انداز میں فراہم کیا گیا ہے اور علمائے کرام بشہادت نصوص مطلق نماز کے بعد دعا مانگنے کو آداب سے گنتے ہیں۔

اور باطلاقہا نماز فرض و واجب و نفل کو شامل ہے تو بلاشبہ نماز عیدین بھی اس پاک

مبارک حکم میں داخل ہے لہذا الشہادت قرآن وحدیث واقوال علماء ثابت ہوا کہ نماز پنجگانہ و عیدین اور تہجد وغیرہا ہر گونہ نماز کے بعد دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ مندوب ومرغوب ہے۔

اور اس رسالے میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ایک عظیم الشان ۴۵ واسطوں سے سند حدیث مذکور ہے جو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتی ہوئی امام المجتہدین حضرت امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے۔ یعنی امام احمد رضا نے اس رسالے میں اپنی روایت کردہ ایک حدیث جو عیدین میں دعاء سے متعلق ہے درج کی ہے اور خود امام احمد رضا اس حدیث پاک کے چونویں راوی ہیں۔

اور تحقیقات انیقہ سے مملو اس رسالہ جلیلہ میں ۴۸ حدیثیں شامل بحث ہیں۔

احادیث

سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاۃ العید

نماز عیدین کے بعد دعا حضرات عالیہ تابعین عظام و مجتہدین اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اس پر امام احمد رضا بریلوی کی سند روایت کے ساتھ ایک حدیث۔

۵۰۹۔ قال الفقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی غفراللہ له و حقق امله، انبأنا المولی عبدالرحمن السراج المکی مفتی بلداللہ الحرام بیته عند باب الصفا لثمان بقین من ذی الحجة سنة خمس و تسعین بعد الالف و المائتین فی سائر مروياته الحدیثية و الفقهية و غیر ذلك عن حجة زمانة جمال بن عبداللہ بن عمر المکی عن الشیخ الاجل عابد السندی عن عمه محمد حسین الانصاری اجازنی به الشیخ عبدالخالق بن علی المزجاجی عن احمد النخلی عن محمد الباهلی عن سالم السنوری عن النجم الغیطی عن الحافظ زکریا الانصاری عن الحافظ ابن حجر العسقلانی انا به ابو عبداللہ الجریری انا قوام الدین الاتقانی انا البرهان احمد بن سعید بن محمد البخاری و الحسام السغناقی قالا انبأنا حافظ الدین محمد بن محمد بن نصر البخاری هو حافظ الدین الکبیر انبأنا الامام محمدبن عبدالستار الکردری انبأنا عمر بن الکریم الورسکی انا عبدالرحمن بن محمد الکرمانی انا ابوبکر محمد بن الحسین بن محمد بن الحسین بن محمد هو الامام فخر القضاة الارشابندی انا عبداللہ الزوزنی انا ابو زید الدبوسی انا ابوجعفر الاستروشنی ح و انبأنا عالیا باربع درج شیخی و برکتی و ولی نعمتی و مولانی و سیدی و ذخری و سندی لیومی و غدی سیدنا الامام الهمام العارف الاجل العالم الاکمل السید آل الرسول الاحمدی المارهروی رضی اللہ تعالیٰ عنه و ارضاه و جعل الفردوس متقلبه و مثواه لخلت من جمادی الاولیٰ سنة اربع و تسعین بداره المطهرة بما رهرة المنورة فی سائر ما یجوز له روایة عن استاذه عبد العزیز

المحدث الدهلوی عن ابیه عن الشیخ تاج الدین القلعی مفتی الحنفیة عن الشیخ حسن العجمی عن الشیخ خیر الدین الرملی عن الشیخ محمد بن سراج الدین الخانوتی عن احمد بن الشبلی عن ابراهیم الکرکی یعنی صاحب کتاب الفیض عن امین الدین یحییٰ بن محمد الاقصرائی عن الشیخ محمد بن محمد البخاری الحنفی یعنی سیدی محمد پارسا صاحب فصل الخطاب عن الشیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن علی البخاری الطاهری عن الامام صدر الشریعة یعنی شارح الوقایة عن جده تاج الشریعة عن والده جمال الدین المحبوبی عن محمد بن ابی بکر البخاری عرف بامام زاده عن شمس الائمة الزرنجری عن شمس الائمة الحلوانی کلاهما عن الامام الاجل علی النسفی امام الحلوانی فقالا عن ابی علی و کذلك عنعن الی نهایة الاسناد و اما الاستروشنی فقال انا ابوعلی الحسین بن خضر النسفی انا ابوبکر محمد بن فضل البخاری هو الامام الشهیر بالفضل انا ابو محمد عبدالله بن محمد بن یعقوب الحارثی یعنی الاستاذ السند موتی اناعبدالله محمد بن ابی حفص الکبیر انا ابی۔ اخبرنا محمد بن الحسن الشیبانی اخبرنا ابوحنیفة عن حماد عن ابراهیم قال کانت الصلاة فی العیدین قبل الخطبة ثم یقف الامام علی راحلته بعد الصلاة فیدعو و یصلی بغیر اذان و لااقامة۔

یعنی سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مجھے امام اعظم امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اجل حماد بن ابی سلیمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خبر دی کہ امام المجتہدین امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا نماز عیدین خطبہ سے پہلے ہوتی تھی پھر امام اپنے راحلہ پر وقوف کر کے نماز کے بعد دعا مانگتا اور نماز بے اذان و اقامت ہوتی۔ فتاوی رضویہ۔ ج ۳، ص ۷۷۷، سرور العید۔ (کتاب الآثار للامام محمد باب صلوة العیدین، ص ۵۴۵)

مزدور اپنا عمل مکمل کرنے کے بعد مستحق اجرت ہوتا ہے اس پر دو حدیثیں۔

۵۱۰۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الم تر الی العمال یعملون فاذا فرغوا من اعمالهم وفوا اجورهم۔

کیا تو نے نہ دیکھا کہ مزدور کام کرتے ہیں جب اپنے عمل سے فارغ ہوتے ہیں اس وقت

پوری مزدوری پاتے ہیں۔ ... عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی

حدیث طویل۔ (شعب الایمان باب فی الصیام، حدیث ۳۶۰۳ بیروت ۳۰۳/۳)

۵۱۱۔ دوسری حدیث میں ہے۔ **العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ۔**

عامل کو اسی وقت اجر کامل دیا جاتا ہے جب عمل تمام کرلیتا ہے۔ رواہ احمد و البزار و البیھقی و ابوالشیخ فی الثواب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (مسند احمد، ۲۹۲/۲ حدیث ابوہریرہ)

قبولیت دعا کے مواقع اور اوقات اجابت کے بارے میں چند حدیثیں:

۵۱۲۔ بیہقی و خطیب و ابو نعیم و ابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **مع کل ختمۃ دعوۃ مستجابۃ۔**

ہر ختم کے ساتھ ایک دعا مستجاب ہے۔ (کنز العمال، ص ۲۳، ج ۲)

۵۱۳۔ طبرانی معجم کبیر میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **من ختم القرآن فلہ دعوۃ مستجابۃ۔**

جو قرآن ختم کرے اسکے لئے ایک دعا مقبول ہے۔ (کنز العمال، ص ۶۱، ج ۲)

۵۱۴۔ امام احمد مسند اور ترمذی بافادۂ تحسین جامع اور ابنائے ماجہ و حبان و خزیمہ اپنی صحاح اور بزار مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **ثلثۃ لاترد دعوتھم الصائم حین یفطر. الحدیث۔**

تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک ان میں روزہ دار جب افطار کرے۔ ''فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۷۷۸۔ سر دو العہد''۔ (ترمذی دوم، ص ۲۰۰، باب الدعوات)

۵۱۵۔ ابن ماجہ و حاکم حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **ان للصائم عند فطرہ لدعوۃ ما ترد۔**

بیشک روزہ دار کے لئے وقت افطار بالیقین ایک دعا ہے کہ رد نہ ہوگی۔ (ابن ماجہ اوّل، ص ۱۲۶، باب فی الصائم لاترد دعوتہ)

۵۱۶۔ امام حکیم ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **لکل عبد صائم دعوۃ مستجابۃ عند افطارہ اعطیھا فی الدنیا او ادخرت لہ فی الاخرۃ۔**

آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ رکھی جائے۔ (نوادرالاصول الاصل الستون فی ان للصائم الخ بیروت، ص ۸۳)

ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے بارے میں دو حدیثیں:

۵۱۷۔ ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ حضرت مطلب بن وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصلاۃ مثنیٰ مثنیٰ تشھد فی کل رکعتین و تخشع و تضرع و تمسکن و تقنع یدیک یقول ترفعھما الی ربک مستقبلا بطونھما وجھک و تقول یارب یارب من لم یفعل ذلک فھی کذا و کذا۔

یعنی نماز نفل دو دو رکعت ہے۔ ہر دو رکعت پر التحیات اور خضوع و زاری و تذلل پھر بعد سلام دونوں ہاتھ اپنے رب کی طرف اٹھا اور ہتھیلیاں چہرے کے مقابل رکھ کر عرض کر اے میرے رب اے رب میرے جو ایسا نہ کرے تو وہ نماز چنیں و چناں یعنی ناقص ہے۔ (ترمذی اول، ص ۸۷۔باب ماجاء فی التخشع فی الصلاۃ)

۵۱۸۔ مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا۔ فمن لم یفعل ذلک فھو خداج۔ جو ایسا نہ کرے اس کی نماز میں نقصان ہے۔ "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۷۷۹، سرورالعید" (ترمذی اول، ص ۸۷، باب ماجاء فی التخشع الخ)

نصف شب اور نماز فرض کے بعد دعائیں قبول ہوتی ہیں:

۵۱۹۔ حدیث الترمذی و النسائی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلنا یا رسول اللہ ای الدعا اسمع قال جوف اللیل الآخر و دبر الصلوات المکتوبات۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ کونسی دعا زیادہ سنی جاتی ہے، فرمایا رات کے نصف اخیر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (فرض نمازوں کے بعد اور ان کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ وہ سب حالتوں سے افضل ہیں تو ان میں امید اجابت زیادہ ہے)" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۷۷۹۔ سرورالعید"

(ترمذی دوم، ص ۱۸۷۔ باب الدعوات)

۵۲۰۔ حدیث میں ہے حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات فتعرضوا لھا لعل ان یصیبکم نفحۃ منھا لاتشقون بعدھا ابدا

بیشک تمہارے رب کے لئے تمہارے زمانے کے دنوں میں کچھ وقت عطاو بخشش و تجلی و کرم وجود کے ہیں تو انہیں پانے کی تدبیر کرو شاید ان میں سے کوئی وقت تمہیں مل جائے تو پھر کبھی بد بختی تمہارے پاس نہ آئے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن محمد بن مسلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(المعجم الکبیر حدیث ۵۱۹ بیروت ۱۹ر ۲۳۴)

۵۲۱۔ اور خود حدیث نے ان اوقات سے ایک وقت اجتماع مسلمین کا نشان دیا کہ اگر ایک گروہ مسلمانان جمع ہو کر دعا مانگے کچھ عرض کریں کچھ آمین کہیں کتاب المستدرک علی البخاری و مسلم میں ہے عن حبیب بن مسلمة الفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان مجاب الدعوۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لا یجتمع ملوء فیدعو بعضھم یؤمن بعضھم الا اجابھم اللہ۔

یعنی حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مستجاب الدعوت تھے، فرماتے ہیں میں نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی گروہ جمع نہ ہوگا کہ ان کے بعض دعا کریں بعض آمین کہیں مگر یہ کہ اللہ عزوجل ان کی دعا مقبول فرمائے گا۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۷۸۰۔ سرور العید" (کنز العمال، ص ۶۵، ج ۲)

سجدے میں دعا کی کثرت کرو کہ اس میں بندہ اپنے رب سے قریب ہوتا ہے حدیث میں ہے۔

۵۲۲۔ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اقرب مایکون العبد من ربہ و ھو ساجد فاکثروا الدعاء۔

سب سے زیادہ قرب بندے کو اپنے رب سے حالت سجود میں ہوتا ہے تو اس میں دعا کی کثرت کرو۔ رواہ مسلم و ابوداؤد و النسائی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(مسلم اول ۱۹۱۔ باب النھی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع و السجود)

قبولیت دعا کے بارے میں اور دو حدیثیں۔

۵۲۳۔ امام احمد و اصحاب صحاح ستہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تخرج العواتق و ذوات الخدور و الحیض و یعتزل الحیض المصلی و یشھدن الخیر و دعوۃ المسلمین۔

نوجوان کواریاں اور پردہ والیاں اور حائض عورتیں سب عیدگاہ کو جائیں اور حیض والیاں

ص ۴۸۱۔ سرورالعید" (بخاری اول، ص ۱۳۴۔ باب اذا لم یکن لھا جلباب فی العید)

۵۲۴۔ صحیح بخاری کی دوسری روایت ان لفظوں سے ہے۔ قالت کنا نومر ان نخرج یوم العید حتی تخرج البکر من خدرھا حتی تخرج الحیض فیکن خلف الناس فیکبرون بتکبیرھم و یدعون بدعائھم یرجون برکۃ ذلک الیوم و طھرتہ۔

یعنی ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم عورتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ عید کے دن باہر جائیں یہاں تک کہ کواری اپنے پردے سے نکلے یہاں تک کہ حیض والیاں باہر آئیں صفوں کے پیچھے بیٹھیں مسلمانوں کی تکبیر پر تکبیر کہیں اور ان کی دعا کے ساتھ دعا مانگیں اس دن کی برکت و پاکیزگی کی امید کریں۔ (یہ حکم زمانہ رسالت میں تھا)" فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۴۸۲۔ سرورالعید"

(بخاری اول، ص ۱۳۲، باب التکبیر ایام منی الخ)

نماز عید کے بعد بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس پر ایک حدیث:

۵۲۵۔ امام بیہقی اور ابوالشیخ ابن حبان کتاب الثواب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول اذا کانت غداۃ الفطر بعث اللہ عزوجل الملئکۃ فی کل بلد. (وذکر الحدیث الی ان قال) فاذا بروزوا الی مصلاھم فیقول اللہ عزوجل للملئکۃ (وساق الحدیث الی ان قال) و یقول یا عبادی سلونی فوعزتی و جلالی لاتسئلونی الیوم شیأ فی جمعکم لآخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الانظرت لکم فوعزتی لاسترن علیکم عثراتکم مارا قبتمونی فوعزتی و جلالی لااخزیکم و لا افضحکم بین اصحاب الحدود و انصرفوا مغفورالکم قد ارضیتمونی و رضیت عنکم. (مختصر من طویل)

یعنی حضور پرنور سید یوم النشور علیہ افضل الصلاۃ والسلام نے فرمایا جب عید کی صبح ہوتی ہے مولیٰ سبحانہ تعالیٰ ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہے (اس کے بعد حدیث میں ان فرشتوں کا شہر کے ہر ناکہ پر کھڑا ہونا اور مسلمانوں کو عیدگاہ کی طرف بلانا بیان فرمایا پھر ارشاد ہوا) جب مسلمان عیدگاہ کی طرف میدان میں آتے ہیں مولیٰ سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے یوں فرماتا ہے اور ملائکہ اس سے یوں عرض کرتے ہیں پھر فرمایا رب تبارک و تعالیٰ مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو مانگو کہ مجھے قسم اپنے عزت و جلال کی آج اس مجمع میں جو چیز اپنی آخرت کے لئے

مانگو گے میں تمہیں عطا فرماؤں گا اور جو کچھ دنیا کا سوال کرو گے اس میں تمہارے لئے نظر کروں گا۔ (یعنی دنیا کی چیزیں خیر و شر دونوں کو متحمل ہیں اور آدمی اکثر اپنی نادانی سے خیر کو شر، شر کو خیر سمجھ لیتا ہے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے لہٰذا دنیا کے لئے جو کچھ مانگو گے اس میں بکمال رحمت نظر فرمائی جائے گی۔ اگر وہ چیز تمہارے حق میں بہتر ہوئی عطا ہوگی ورنہ اس کی برابر بلا دفع کریں گے یا دعا روز قیامت کے لئے ذخیرہ رکھیں گے اور یہ بندے کے لئے ہر صورت سے بہتر ہے) مجھے اپنی عزت کی قسم ہے جب تک تم میرا مراقبہ رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کی ستاری فرماؤں گا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں تمہیں اہل کبائر میں فضیحت و رسوا نہ کروں گا پلٹ جاؤ مغفرت پائے ہوئے بیشک تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے خوشنود ہوا۔" فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۷۸۲۔ سرور القلوب" (شعب الایمان ۲۳۔ باب فی الصیام فصل فی لیلۃ القدر بیروت ۳؍ ۳۳۶۔۳۳۷)

کسی مجلس کے اختتام پر دعا سے متعلق تین حدیثیں:

۵۲۶۔ ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم باسانید صحیحہ جیدہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوداؤد و دارمی و ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسائی و طبرانی بسند صحیح و ابن ابی الدنیا اور حاکم بافادۂ تصریح حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسائی و حاکم بتصریح تصحیح و ابوالقاسم طبرانی باسانید جیدہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسائی و ابن ابی الدنیا و حاکم و بیہقی حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا جلس احدکم فی مجلس فلا یبرحن منہ حتی یقول ثلث مرات سبحنک اللھم ربنا و بحمدک لا الہ الا انت اغفرلی وتب علی فان کان اتی خیرا کان کالطابع علیہ و ان کان مجلس لغو کان کفارۃ لما کان فی ذلک المجلس۔

جب تم میں کوئی کسی جلسے میں بیٹھے تو زنہار وہاں سے نہ ہٹے جب تک تین بار یہ دعا نہ کرلے (پاکی ہے تجھے اے رب ہمارے اور تیری تعریف بجالاتا ہوں تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں میرے گناہ بخش اور مجھے توبہ دے) کہ اگر اس جلسے میں اس نے کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ دعا اس پر مہر ہو جائے گی اور اگر وہ جلسہ لغو کا تھا تو جو کچھ اس میں گزرا یہ دعا اس کا کفارہ ہو جائے گی۔ یہ لفظ روایت [illegible]

دوم، ص ۶۶۷ باب فی کفارۃ المجلس)

۵۲۷۔ اور ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یوں ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس مجلسا یقول فی آخرہ اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحنک اللھم و بحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک۔ (ابوداؤد دوم، ص ۶۶۷ باب کفارۃ المجلس)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی جلسہ فرماتے تو اس کے ختم میں اٹھتے وقت یہ دعا کرتے (تیری پاکی بولتا اور تیری حمد میں مشغول ہوتا ہوں اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں میں تیری مغفرت مانگتا اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں) اسی طرح رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں لفظ ارادہ ان ینھض ہے یعنی جب اٹھنا چاہتے یہ دعا فرماتے اور انہوں نے بعد الفاظ مذکورہ دعا میں اتنے لفظ اور زائد کئے عملت سوءً و ظلمت نفسی فاغفر لی انہ لایغفر الذنوب الا انت میں نے برا کیا اور اپنی ہی جان کو آزار پہنچایا۔ اب میری مغفرت فرمادے بیشک تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا میں مثل حدیث ابو برزہ ہے اس میں بھی ارشاد ہوا قال قبل ان یقوم من مجلسہ۔ کھڑے ہونے سے پہلے یہ دعا کرلے۔" فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۸۳ ۷۔ سرور القلوب" (الترغیب و الترھیب، ۲/۴۱۱ الترغیب فی کلمات یکفرن الخ) (ترمذی ۲/۱۸۱ ابواب الدعوات)

۵۲۸۔ سنن نسائی کی نوع من الذکر بعد التسلیم میں ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا جلس مجلساً او صلی تکلم بکلمات فسألتہ عائشۃ عن الکلمات فقال ان تکلم بخیر کان طابعاً علیھن الی یوم القیمۃ و ان تکلم بشر کان کفارۃ لہ سبحنک اللھم بحمدک استغفرک و اتوب الیک۔

یعنی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے کچھ کلمات فرماتے ام المومنین نے وہ کلمات پوچھے فرمایا وہ ایسے ہیں کہ اگر اس جلسہ میں کوئی نیک بات کی ہے تو یہ قیامت تک اس پر مہر ہو جائیں اور بری کی ہے تو کفارہ۔ الہٰی تیری تسبیح و حمد بجالاتا اور تجھ سے استغفار و توبہ

کرتا ہوں۔(نسائی اول، ص ۱۹۷، نوع مذکور)

دعا مانگنے کے بارے میں چند احادیث جلیلہ :

۵۲۹۔حدیث قدسی میں فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی و انا معه اذا دعانی۔
میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دعا کرے۔ رواه البخاری و مسلم والترمذی و النسائی و ابن ماجة عن ابی هریرة عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عن ربه عزوجل۔(مسلم دوم، ص ۳۴۳۔ باب فضل الذکر و الدعاء و حسن الظن الخ)

۵۳۰۔اور فرماتا ہے یا ابن آدم انك مادعوتنی ورجوتنی غفرت لك علی ما کان منك (فیك) ولا ابالی۔
اے فرزند آدم تو جب تک مجھ سے دعا مانگے جائے گا اور امید رکھے گا تیرے کیسے ہی گناہ ہوں بخشتا رہوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔رواه الترمذی و حسنه عن انس بن مالك عن رسول الله تعالیٰ علیه وسلم عن ربه تبارك و تعالیٰ۔"فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۴۷ سرور العید"(ترمذی دوم، ص ۱۹۳۔ باب الدعوات)

۵۳۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم عباداللہ بالدعاء۔
خدا کے بندو دعا کو لازم پکڑو۔ رواه الترمذی مستغربا و الحاکم و صححه۔(ترمذی دوم، ص ۱۹۵۔باب من ابواب الدعوات)

۵۳۲۔زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں صلوا علی و اجتهدوا فی الدعاء۔
مجھ پر درود بھیجو اور دعا میں کوشش کرو۔ رواه الامام احمد و النسائی و الطبرانی فی الکبیر و ابن سعد و سمویه و البغوی و الباوردی و ابن قانع۔(نسائی اول، ص ۱۹۰۔ باب کیفیة الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم . نوع آخر)

۵۳۳۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتعجزوا فی الدعا فانه لن یهلك مع الدعاء احد۔

دعا میں تقصیر نہ کرو کہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہ ہوگا۔ ... ابن حبان فی

صحیحه والحاکم و صححه۔(کنزالعمال، ص۳۱، ج۲)

۵۳۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تدعون الله لیلکم و نهارکم فان الدعا سلاح المؤمن۔

رات دن خدا سے دعا مانگو کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے۔ رواہ ابویعلی۔(مسند ابی یعلی حدیث ۱۸۰۶ بیروت ۲/۳۲۹)

۵۳۵۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر الدعا بالعافیة۔

عافیت کی دعا اکثر مانگ۔ رواہ الحاکم بسند حسن ۔(المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء بیروت ۱/۵۲۹)

۵۳۶۔ عبادہ بن صامت وابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں میں ہے ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی فضیلت ارشاد فرمائی صحابہ نے عرض کی اذا نکثر ایسا ہے تو ہم دعا کی کثرت کریں گے فرمایا الله اکثر اور اللہ عزوجل کا کرم بہت کثیر ہے۔ و فی الروایة الاخریٰ الله اکبر

اللہ بہت بڑا ہے۔ رواہ الترمذی و الحاکم عن عبادة و صححاه و احمد و البزار و ابویعلیٰ باسانید جیدة و الحاکم و قال صحیح الاسناد عن ابی سعید رضی الله تعالیٰ عنهما۔(ترمذی دوم، ص۱۹۸، باب دعاء النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الخ)

۵۳۷۔ سلمان فارسی وابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں میں ہے، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من سره ان یستجیب الله له عندالشدائد فلیکثر من الدعاء عند الرخاء

جسے خوش آئے کہ اللہ تعالیٰ سختیوں میں اس کی دعا قبول فرمائے وہ نرمی میں دعا کی کثرت رکھے۔ رواہ الترمذی عن ابی هریرة و الحاکم عنه و عن سلمان و قال صحیح و اقروه۔" فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۵، سرور العید"(ترمذی دوم، ص ۱۷۵، باب ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة)

ذکر الٰہی سے متعلق چار حدیثیں:

۵۳۸۔ حدیث حسن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا لایزال لسانک رطبا من ذکر اللہ۔

ہمیشہ ذکر الٰہی میں تر زبان رہ۔ (ترمذی دوم، ص ۱۷۵، باب ماجاء فی فضل الذکر)

۵۲۹۔ حدیث جید الاسناد ام انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکثری من ذکر اللہ فانک لاتین بشی احب الی من کثرۃ ذکرہ۔

اللہ کا ذکر بکثرت کرکہ تو کوئی چیز ایسی نہ لائے جو خدا کو اپنی کثرت ذکر سے زیادہ پیاری ہو۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۶۷۔ سرور العید۔" (درمنثور بحوالہ الطبرانی ذکرا کثیرا کے تحت۔ قم ایران ۵/۲۰۵)

۵۳۰۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من لم یکثر ذکر اللہ فقد بری من الایمان۔

جو ذکر الٰہی کی کثرت نہ کرے وہ ایمان سے بیزار ہوگا۔ (درمنثور بحوالہ المعجم الاوسط ذکرا کثیرا کے تحت قم ایران ۵/۲۰۵)

۵۳۱۔ حدیث صحیح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یذکر اللہ تعالیٰ علی کل احیانہ۔

حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت ذکر خدا فرمایا کرتے۔ (رواہ مسلم و احمد و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجۃ و علقہ البخاری) "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۷۷۔ سرور العید"۔ (مسلم اول، ۱۶۲، باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابۃ)

تسبیح فاطمہ مراد بر آری کیلئے تریاق ہے:

۵۳۲۔ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تسبیح حضرات بتول زہرا صلوات اللہ وسلامہ علی ابیھا الکریم وعلیھا کی نسبت فرمایا معقبات لا یخیب قائلھن۔

کچھ کلمات (یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر) نماز کے بعد بلا فاصلہ کہنے کے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں رہتا۔ رواہ احمد و مسلم و الترمذی و النسائی عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۹۷۔ سرور العید"۔ (ترمذی دوم، ص ۱۸۷، باب ماجآ فی التسبیح و التکبیر۔ باب منہ)

خطبہ عیدین سنت ہے:

۵۳۳۔ ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی

علیہ وسلم فصلی بنا العید ثم قال قد قضینا الصلاۃ فمن احب ان یجلس للخطبۃ فلیجلس و من احب ان یذھب فلیذھب۔

میں عید میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا حضور نے نماز عید پڑھائی پھر فرمایا ہم نماز تو پڑھ چکے اب جو خطبہ سننے کے لئے بیٹھنا چاہے بیٹھے اور جو جانا چاہے چلا جائے۔ (ابن ماجہ اوّل، ۹۳۔ باب ماجاً فی انتظار الخطبۃ بعد الصلاۃ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید کے بعد خطبہ اور وعظ و تذکیر فرماتے۔

۵۴۴۔ اسی کی ایک روایت بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی کے یہاں یوں ہے صلی (یعنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) **ثم خطب ثم اتی النساء و معہ بلال فوعظھن و ذکر ھن و امرھن بالصدقۃ فرأیتھن یھوین بایدیھن یقذفنہ فی ثوب بلال ثم انطلق ھو و بلال الی بیتہ۔**

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عید پڑھی پھر بعدہ خطبہ فرمایا پھر بعد ازاں صفوف زناں پر تشریف لا کر انہیں وعظ و ارشاد کیا اور صدقہ کا حکم دیا تو میں نے دیکھا کہ بی بیاں اپنے ہاتھوں سے گہنا اتار کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاشانۂ نبوت کو تشریف فرما ہوئے۔ (بخاری اول، ص ۱۳۳۔ باب العلم بالمصلی)

۵۴۵۔ صحیحین میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے **ثم خطب الناس بعد فلما فرغ نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزل فاتی النساء فذکرھن۔**

یعنی پھر بعد نماز حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے اتر کر بیبیوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں تذکیر فرمائی۔

"فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۷۹۱۔ سرورالعید" (بخاری اول، ص ۱۳۱۔ باب المشی و الرکوب الی العید)

نماز چاشت کے بارے میں ایک حدیث پاک:

۵۴۶۔ حدیث عائشہ ہے جو صحیح بخاری وغیرہ میں ہے **ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسبح سبحۃ الضحیٰ و انی لا سبحھا۔**

میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے لیکن میں پڑھتی ہوں۔ اس حدیث سے نفی وجود لازم نہیں ہے کیونکہ باحادیث متکاثرہ حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کا صلاۃ الضحیٰ ادا کرنا ثابت ہے۔ (مولف) "فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۴۹۳۔ سرور العید"۔ (بخاری اول، ص ۱۵۷۔ باب من لم یصل الضحیٰ الخ)

نعلین مقدس میں نماز پڑھنے کے بارے میں ایک حدیث پاک:

۵۴۷۔ فی الصحیحین وغیرھما عن سعید بن زید قال سألت انس بن مالك اكان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يصلى فى نعليه فقال نعم۔

حضرت سعید بن زید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعلین مقدس میں نماز پڑھتے تھے تو فرمایا ہاں۔ (مولف) (بخاری ۱/۵۶ باب الصلوٰة فی النعال)

نماز عیدین کے بعد خطبہ ارشاد فرمانے سے متعلق چند احادیث کریمہ:

۵۴۸۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے و اللفظ لمسلم قال شهدت صلاة الفطر مع النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و ابى بكر و عمر و عثمن رضى الله تعالىٰ عنهم فكلهم يصليها قبل الخطبة ثم يخطب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نماز عید میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابو بکر صدیق اور عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حاضر ہوا سبھوں نے نماز ادا فرما کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ (مولف) (مسلم اول، ص ۲۸۹ کتاب صلاة العیدین)

۵۴۹۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے انه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يصلي في الاضحى و الفطر ثم يخطب بعد الصلاة۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۱۳۱۔ باب المشی و الرکوب الی العید. الخ)

۵۵۰۔ اسی کے باب استقبال الامام الناس فی خطبۃ العید میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے خرج النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يوم اضحى فصلى العيد ركعتين ثم اقبل علينا بوجهه و قال ۔ الحديث۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الاضحیٰ کے دن تشریف لائے اور دو رکعت نماز عید ادا

فرمائی پھر ہماری طرف رخ انور فرما کر خطبہ دیا۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۱۳۲۔ باب مذکور)

۵۵۱۔ اسی میں حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی یوم النحر ثم خطب. الحدیث۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید اضحیٰ کے دن نماز پڑھ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ (مولف) (بخاری اول، ص ۱۳۲۔ باب کلام الامام و الناس فی خطبۃ العید الخ)

۵۵۲۔ اسی میں حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے صلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم النحر ثم خطب ثم ذبح۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید اضحیٰ کو نماز پڑھ کر خطبہ ارشاد فرمایا پھر قربانی کی (مولف) (بخاری اول، ص ۱۳۲۔ باب کلام الامام الخ)

۵۵۳۔ جامع ترمذی میں بافادۂ تحسین و تصحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر یصلون فی العیدین قبل الخطبۃ ثم یخطبون۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما عیدین کی نماز پڑھ کر خطبہ فرماتے تھے۔ (مولف) (ترمذی اول، ص ۱۱۹۔ باب فی صلاۃ العیدین الخ)

۵۵۴۔ سنن نسائی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یخرج یوم العید فیصلی رکعتین ثم یخطب۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کے دن تشریف لاتے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ (مولف) (نسائی اول، ۲۳۲۔ باب حث الامام علی الصدقۃ فی الخطبۃ)

۵۵۵۔ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے واللفظ للبخاری کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر و الاضحی الی المصلی فاول شیئ یبداء به الصلاۃ ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس جلوس علی صفوفهم فیعظهم و یوصیهم و یأمرهم فان کان یرید ان یقطع بعثا قطعه اویأمر بشیئ امر به ثم ینصرف۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر اور عید اضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لاتے پہلے جس چیز سے ابتدا فرماتے وہ نماز ہوتی پھر انصراف فرما کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے

اور لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے پھر ان کو وعظ و نصیحت فرماتے اور اگر لشکر جدا کرنے کا ارادہ فرماتے تو جدا کر دیتے یا کسی چیز کا حکم فرمانا چاہتے تو حکم فرما دیتے پھر انصراف فرماتے تھے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۷۹۰۔ سرور العید"۔ (بخاری اول، ص ۱۳۱۔ باب الخروج الی المصلی بغیر منبر)

ترغیب نماز پر ایک حدیث:

۵۵۶۔ حدیث میں وارد ہے۔ الصلاۃ خیر موضوع فمن شاء فلیقلل و من شاء فلیکثر۔

نماز بہترین موضوع ہے تو جو چاہے کم کرے اور جو چاہے زیادہ کرے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۷۹۵۔ سرور العید"۔ (کنز العمال، ص ۱۸۸، ج ۷)

احادیث

فتاوی رضویہ جلد سوم

عین حالت خطبہ میں ایک مسکین کے لئے تصدق کا امر:

۵۵۷۔ حدیث میں ہے ایک بار (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خطبہ فرماتے ہوئے ایک صاحب کو ملاحظہ فرمایا کہ بہت حالت فقر و مسکنت میں تھے حاضرین سے ارشاد فرمایا تصدقوا صدقہ دو ایک صاحب نے ایک کپڑا دو سرے صاحب نے دوسرا کپڑا دیا پھر ارشاد فرمایا تصدقوا صدقہ دو یہ مسکین جن کو ابھی دو کپڑے ملے تھے اٹھے اور ان دو کپڑوں میں سے ایک حاضر کیا یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم کہ تصدقوا حاضرین کے لئے عام ہے اور میں بھی حاضرین میں ہوں اور اس وقت دو کپڑے رکھتا ہوں ایک حاضر کر سکتا ہوں، ان کو اس سے باز رکھا گیا تو تمہارے ہی لئے تصدق کا حکم فرمایا جاتا ہے نہ کہ تم کو۔

قاضی ہونا خطرناک چیز ہے۔

۵۵۸۔ صحیح حدیث میں قاضی کی تین قسمیں فرمائیں۔ قاض فی الجنۃ و قاضیان فی النار۔

ایک قاضی جنت میں ہے اور دو قاضی دوزخ میں۔ وہ کہ عالم و عادل ہو جنت میں ہے اور وہ کہ قصد اخلاف حکم کرے یا بوجہ جہل یہ دونوں نار میں ہیں۔ بوجہ جہل پر ناری ہونے کا یہ سبب ہے کہ اس نے ایسی بات پر اقدام کیا جس کی قدرت نہ رکھتا تھا وہ جانتا تھا کہ میں عالم نہیں۔

"فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۸۰۰"

عید قرباں میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اور عید الفطر میں قبل نماز کچھ کھانا مستحب ہے

۵۵۹۔ الترمذی و ابن ماجۃ عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یخرج یوم الفطر حتی یأکل و کان لا یأکل یوم النحر حتی یصلی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر کے دن تناول کئے بغیر نہیں نکلتے تھے اور عید اضحیٰ کے دن نماز پڑھے بغیر کچھ تناول نہیں فرماتے تھے (مولف) (ترمذی اول، ص ۱۲۰)۔

باب فی الاکل یوم الفطر قبل الخروج)

۵۶۰۔ ورواہ الدار قطنی فی سننہ و فیہ حتی یرجع فیاکل من اضحیتہ . صححہ ابن قطان۔

دار قطنی کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مراجعت کے بعد قربانی کے گوشت میں سے تناول فرماتے۔ (مولف) (سنن الدار قطنی کتاب العیدین حدیث ۷ ملتان ۲/۴۵)

۵۶۱۔ و فی اوسط الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال من السنۃ ان لایخرج یوم الفطر حتی یطعم و لایاکل یوم النحر حتی یرجع۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ عید الفطر کے دن کھانے سے پہلے عیدگاہ نہ جائے اور عید اضحیٰ کے دن واپسی تک کچھ نہ کھائے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۸۱۱"۔ (مجمع الزوائد باب الاکل یوم الفطر بیروت ۲/۱۹۹)

نیکی ایجاد کرنے والے کو اس پر عمل کرنے والوں کے برابر نیکیاں ملیں گی اور بدی رائج کرنے والے پر اس راہ میں چلنے والوں کے برابر گناہ ہوں گے۔

۵۶۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لاینقص ذلک من اجورھم شیأ و من دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لاینقص ذلک من آثامھم شیأ. رواہ الائمۃ احمد و مسلم و الاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع کریں ان سب کی برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ نہ پائے۔ (مولف) "فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۸۱۵" (مسلم دوم، ص ۳۳۱۔ باب من سن سنۃ حسنۃ الخ)

احادیث بضمن ابواب

باب الایمان

باب فضل لااله الا الله

باب الاعمال بالنیات

باب الوضو

۸۰	عن ابن عباس انه توضأ فغسل وجهه اخذ غرفة من ماء فمضمض بها و استنشق ثم اخذ غرفة من ماء فجعل بها هكذا اضافها الی یده الاخریٰ فغسل بها وجهه ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها یده الیمنیٰ ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها یده الیسریٰ ثم مسح براسه ثم اخذ غرفة من ماء فرش علی رجله الیمنیٰ حتی غسلها ثم اخذ غرفة اخریٰ فغسل بها رجله الیسریٰ ثم قال هکذا رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یتوضأ	۱۱۱
۸۶	ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مضمض و استنشق من غرفة واحدة	۱۱۳
۸۷	حدثنا زید و فیه رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم توضأ فغسل یدیه ثم مضمض و استنشق من غرفة واحدة	۱۱۴
۸۸	عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما انه توضأ فغسل کل عضو منه غسلة واحدة ثم ذکر ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یفعله	۱۱۴
۸۹	توضأ النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فادخل یده فی الاناء فمضمض و استنشق مرة واحدة ثم ادخل یده فصب علی وجهه مرة وصب علی یده مرة مرة و مسح براسه و اذنیه مرة ثم اخذ ملأ کفه من ماء فرش علی قدمیه وهو متنعل	۱۱۴
۹۰	توضأ النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مرة مرة	۱۱۵
۹۱	قال ابوداؤد و النسائی و الامام الطحاوی و لفظ الاولین فیه الا اخبرکم بوضوء رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فتوضأ مرة مرة و بمعناه لفظ الطحاوی	۱۱۵

باب الغسل

۲۷	ان امراءة من الانصار سألت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عن غسلها من المحیض فامرها صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کیف تغتسل ثم قال خذی فرصة من مسك فتطهری بها (و تمامه فی المرقاة لمولانا علی القاری) قالت کیف اتطهر بها فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم سبحن الله تطهری بها قالت ام المومنین فاجتذبتها الی فقلت تبتغی بها اثر الدم	۸۵
۲۸	انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم سئل عن الرجل یجد البلل و لم یذکر احتلاما قال یغتسل	۹۳
۲۹	اذا رأی الرجل بعد ما ینتبه من نومه بللا و لم یتذکر احتلاما اغتسل و ان رأی احتلاما و لم یر بللا لا غسل علیه	۹۳
۳۰	سئل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عن الرجل یجد البلل و لا یذکر احتلاما قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یغتسل، و عن الرجل الذی یریٰ انه قد احتلم و لایجد بللا قال لا غسل علیه	۹۳
۳۱	حدثنا عکرمة عن عبد ربه بن موسیٰ عن امه انها سألت عائشة عن المذی فقالت ان کل فحل یمذی و انه المذی والودی و المنی فاما المذی فالرجل یلاعب امرأته فیظهر علی ذکره الشیئ فیغسل ذکره و انثیه و یتوضأ و لا یغتسل و اما الودی فانه یکون بعد البول یغسل ذکره و انثیه و یتوضأ و لا یغتسل واما المنی فانه الماء الاعظم الذی منه الشهوة و فیه الغسل	۹۳
۳۲	قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا اخذفت الماء فاغتسل و ان لم تکن حاذفا فلا تغتسل	۹۳
۳۳	عن انس لما سألته ام سلیم یا رسول الله ان الله لایستحی من الحق فهل علی المراءة من غسل اذا احتلمت قال نعم اذا رأت الماء	۹۳

۸۴	عن ابی جعفر قال لی جابر اتانی ابن عمك یعرض بالحسن بن محمد بن الحنفیة قال کیف الغسل من الجنابة فقلت کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یاخذ ثلث اکف فیفضیها علی راسه ثم یفیض علی سائر جسده فقال الحسن انی رجل کثیر الشعر فقلت کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اکثر منك شعرا۔ هذا لفظ خ و نحوه عندم وفیه قال جابر فقلت له یا ابن اخی کان شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اکثر من شعرك و اطیب	۱۱۲
۸۵	عن ابی جعفر قال تمارینا فی الغسل عند جابر بن عبداللہ فقال جابر یکفی من الغسل من الجنابة صاع من مآ قلناما یکفی صاع و لا صاعان قال جابر قد کان یکفی من کان خیرا منکم و اکثر شعرا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم۔	۱۱۳
۹۹	عن ام المومنین الصدیقة فیما حکت غسله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ثم یصیب راسه ثلث غرف بیدیه	۱۱۷
۱۰۰	عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اما المراء ة فلا علیها ان ۱۰لاتنقضه لتغرف علی راسها ثلث غرفات بکفیها	۱۱۷
۱۲۸	ام سلمہ نے عرض کی یارسول اللہ میں سر گندھواتی ہوں کیا نہاتے میں کھول دیا کروں فرمایا انما یکفیك ان تحثی علی راسك ثلث حثیات	۱۲۴
۱۲۹	اما المراء فلا علیها ان لا تنقضه لتغرف علی راسها ثلث غرفات بکفیها	۱۲۴
۱۳۰	حضرت عائشہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ غسل میں روایت فرماتی ہیں ثم یصب علی راسه ثلث غرفات بیدیه اور خود اپنا فرماتی ہیں لقد کنت اغتسل انا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من اناء واحد و ما ازید علی ان افرغ علی راسی ثلث افرغات	۱۲۴

باب التیمم

باب الحیض

باب الاستنجاء

باب الصلاۃ

۳۳	خالفوا الیہود فانہم لا یصلون فی نعالہم و لا خفافہم	۱۹۳
۸۸	نقل الامام الفقیہ ابواللیث السمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ فی تنبیہ الغافلین عن کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قرأت فی بعض ما انزل اللہ تعالیٰ علی موسیٰ علیہ الصلاۃ و السلام یا موسیٰ رکعتان یصلیہما احمد و امتہ و ہی صلاۃ الغداۃ من یصلیہما غفرت لہ ما اصاب من الذنوب من لیلہ ویومہ ذلک و یکون فی ذمتی یا موسیٰ اربع رکعات یصلیہا احمد و امتہ وہی صلاۃ الظہر اعطیہم باول رکعۃ منہا المغفرۃ و بالثانیۃ اثقل میزانہم و بالثالثۃ اوکل علیہم الملئکۃ یسبحون و یستغفرون لہم و بالرابعۃ افتح لہم ابواب السماء و یشرفن علیہم الحور العین یا موسیٰ اربع رکعات یصلیہا احمد و امتہ وہی صلاۃ العصر فلا یبقی ملک فی السموات والارض الاّ استغفر لہم و من استغفر لہ الملئکۃ لم اعذبہ یا موسیٰ ثلث رکعات یصلیہا احمد و امتہ حین تغرب الشمس افتح لہم ابواب السماء لا یسألون من حاجۃ الا قضیتہا لہم یا موسیٰ اربع رکعات یصلیہا احمد و امتہ حین یغیب الشفق ہی خیر لہم من الدنیا و مافیہا یخرجون من ذنوبہم کیوم ولدتہم امہم یا موسیٰ یتوضوء احمد و امتہ کما امرتہم اعطیہم بکل قطرۃ تقطر من الماء جنۃ عرضہا کعرض السماء و الارض یا موسیٰ یصوم احمد و امتہ شہرا فی کل سنۃ وہو شہر رمضان اعطیہم بصیام کل یوم مدینۃ فی الجنۃ و اعطیہم بکل خیر یعملون فیہ من التطوع اجر فریضۃ و اجعل فیہ لیلۃ القدر من استغفر منہم مرۃ واحدۃ نادما صادقا من قلبہ ان مات من لیلہ او شہرہ اعطیتہ اجر ثلثین شہیدا یا موسیٰ ان فی امۃ محمد رجالا یقومون علی کل شرف یشہدون بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ فجزائہم بذلک جزاء الانبیاء علیہم الصلاۃ و السلام و رحمتی علیہم واجبۃ و غضبی بعید منہم و لا احجب	۲۰۸

التوبۃ عن احد منہم قالوا اشہد ان لا الہ الا اللہ

۳۰۰	عن علی، قال کان لی ساعة من السحر ادخل فیها علی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فان کان قائما یصلی سبح لی	۳۲۳
۳۰۱	اذا ناب احدکم نائبة وهو فی الصلاة فلیسبح	۳۲۳
۳۰۳	امرت ان اسجد علی سبعة اعضاء و ان لااکف شعرا و لا ثوبا	۳۲۳
۳۰۴	امرت ان الا اکف الشعر و لا الثیاب	۳۲۳
۳۰۸	اذا صلی احدکم فلا یضع نعلیه عن یمینه و لاعن یساره فتکون عن یمین غیره الا ان لایکون عن یساره احد و لیضعهما بین رجلیه	۳۲۵
۳۰۹	فی روایة فلا یوذبهما احدا	۳۲۵
۳۱۰	لا تضعهما عن یمینك ولاعن یسارك فتوذی الملئکة و الناس	۳۲۶
۳۱۱	اذا کان احدکم یصلی فلا یبصق قبل وجهه فان الله تعالیٰ قبل وجهه اذا صلی	۳۲۶
۳۱۲	فاجعلهما بین رجلیك و لا تجعلهما عن یمینك ولا عن یمین صاحبك و لا ورائك فتوذی من خلفك	۳۲۶
۳۱۸	لا یصلین احدکم و بینه و بین القبلة فجوة	۳۳۱
۳۱۹	فان احدکم اذا قام فی صلاته فانه یناجی ربه و ان ربه بینه و بین القبلة	۳۳۱
۳۲۱	ان عمر رأی رجلا فعل ذلك (ای صلی فی ثیاب البذلة) فقال ارأیت لو ارسلتك الی بعض الناس اکنت تمر فی ثیابك هذه فقال لا فقال عمر الله احق ان یتزین له	۳۳۲
۳۲۲	افضل صلاة المرء فی بیته الا المکتوبة	۳۳۲
۳۲۶	علیکم بالصلاة فی بیوتکم فان خیر صلاة المرء فی بیته الا المکتوبة	۳۳۳
۳۲۷	صلاة المرء فی بیته افضل من صلاته فی مسجدی هذا الا المکتوبة	۳۳۳
۳۲۹	عن عمرو بن ابی سلمة قال رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یصلی فی ثوب واحد مشتملا فی بیت ام سلمة واضعا طرفیه علی عاتقیه	۳۳۴

نمبر	متن	صفحہ
۳۳۰	عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من صلی فی ثوب واحد فلیخالف بین طرفیہ	۴۳۴
۳۳۵	عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان یصلی جمیع السنن والوتر فی البیت	۴۳۶
۳۳۶	ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا فاتتہ الاربع قبل الظہر قضاھن بعدہ	۴۳۶
۳۳۷	عن السائب بن یزید قال لقد رأیت الناس فی زمن عمر بن الخطاب اذا انصرف من المغرب انصرفوا جمیعا حتی لا یبقی فی المسجد احد کانھم لایصلون بعد المغرب حتی یصیرون الی اھلیھم	۴۳۶
۳۳۸	ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتی مسجد بنی عبدالاشھل فصلی فیہ المغرب فلما قضوا صلاتھم راھم یسبحون بعدھا فقال ھذہ صلاۃ البیوت	۴۳۶
۳۳۹	فی لفظ، علیکم بھذہ الصلاۃ فی البیوت	۴۳۷
۳۴۰	ارکعوا ھاتین الرکعتین فی بیوتکم	۴۳۷
۳۴۱	انّ صلی قائما فھو افضل و من صلی قاعدا فلہ نصف اجر القائم۔ (ھذا لمصلی النوافل)	۴۳۷
۳۴۲	عبداللہ بن عمر سے ہے مجھے حدیث پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھے کی نماز آدھی ہے، میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے پایا میں نے سر انور پر ہاتھ رکھا (یعنی یہ خیال گزرا کہ شاید بخار وغیرہ کے سبب بیٹھ کر پڑھ رہے ہوں) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن عمر کیا ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ میں نے سنا تھا کہ حضور نے فرمایا بیٹھے کی نماز آدھی ہے اور حضور خود بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں فرمایا اجل و لکن لست کاحد منکم	۴۳۷

باب مواقیت الصلوٰۃ

۱۵۲ عن مصعب بن سعد عن ابیه انه قال سئل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عن الذین هم فی صلاتهم ساهون قال اضاعة الوقت ۲۳۰

۱۵۳ عن زیادة بن عبدالله نخعی قال کنا جلوسا مع علی رضی الله تعالیٰ عنه فی المسجد للاعظم فجاء المؤذن فقال یا امیر المومنین فقال اجلس فجلس ثم عاد فقال له ذلك فقال هذا الکلب یعلمنا السنة فقام علی فصلی بنا العصر ثم انصرفنا فرجعنا الی المکان الذی کنا فیه جلوسا فجثونا للرکب لنزول الشمس للغروب فترأها ۲۳۰

۲۱۹ جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے صبح اسرا بعد فرضیت نماز لوقات نماز معین کرنے لور ان کا لول آخر بتانے کے لئے دو روز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کی پہلے دن ظہر سے فجر تک پانچوں نمازیں لول وقت پڑھیں لور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت اس کے بعد گزارش کی الوقت مابین هذین الوقتین۔ وقت ان دونوں وقتوں کے بیچ میں ہے۔ اس حدیث میں ابوداؤد وترمذی وشافعی وطحاوی وابن حبان وحاکم کے یہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں صلی بی العصر حین کان ظله مثله فلما کان الغد صلی بی الظهر حین کان ظله مثله. (جبرئیل نے) مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب شئی کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا پھر کل ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب شئی کا سایہ اس کے ایک مثل ہوا۔ ۲۵۵

۲۲۰ ترمذی کے لفظ یوں ہیں صلی المرة الثانیة الظهر حین کان ظل کل شئی مثله لوقت العصر بالامس.

شافعی کے لفظ یوں ہیں ثم صلی المرة الاخری الظهر حین کان ظل کل شئی قدر ظله قدر العصر بالامس.

۲۲۱ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایاھذا جبریل جاء کم یعلمکم دینکم وفیہ ثم صلی العصر حین رأی الظل مثلہ ثم جاء ہ الغد ثم صلی بہ الظهر حین کان الظل مثلہ.

۲۲۲ بزار کے لفظ یوں ہیں جاء نی فصلی بی العصر حین کان فیئی مثلی ثم جاء نی من الغد فصلی بی الظهر حین کان الفئی مثلی۔

۲۲۳ ان جبریل اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حین کان الظل مثل شخصہ فصلی العصر ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصلی الظهر.

۲۲۴ قال جاء جبریل الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال قم فصل وذلك لدلوك الشمس حین مالت فقام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصلی الظهر اربعا ثم اتاہ حین کان ظلہ مثلہ فقال قم فصل فقام فصلی العصر اربعا ثم اتاہ من الغد حین کان ظلہ مثلہ فقال لہ قم فصل فقام فصلی الظهر اربعا۔

۲۲۵ قال جاء جبریل فصلی بالنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و صلی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالناس حین زالت الشمس الظهر ثم صلی العصر حین کان ظلہ مثلہ قال ثم جاء جبریل من الغد فصلی الظهر بالنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصلی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالناس الظهر حین کان ظلہ مثلہ۔

۲۲۶ ان جبریل جاء الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حین دلکت الشمس فقال یا محمد صل الظهر فصلی ثم جاء حین کان ظل کل شئی مثلہ فقال یا محمد صل العصر فصلی ثم جاء ہ الغد حین کان ظل کل شئی مثلہ فقال صل الظهر.

۲۲۷	سائل نے جو خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اوقات نماز پوچھے اور حضور والا نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو دن حاضر رہ کر ہمارے پیچھے نماز پڑھ پہلے دن ہر نماز اپنے اول وقت اور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت پڑھا کر ارشاد ہوا ہے الوقت بین ھذین وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔ اس حدیث میں نسائی وطحاوی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی سأل رجل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن مواقیت الصلاۃ فقال صل معی فصلی الظھر حین زاغت الشمس والعصر حین کان فئی کل شئی مثلہ قال ثم صلی الظھر حین کان فئی الانسان مثلہ۔	
۲۲۸	ان سائلا سأل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یرد علیہ شیئا حتی امر بلالا فاقام الفجر حین انشق الفجر وفیہ فلما کان من الغد اقام الظھر فی وقت العصر الذی کان قبلہ وصلی العصر وقد اصفرت الشمس او قال امسی۔	
۲۳۱	فلما کان یوم الترویۃ توجھوا الی منی فاھلوا بالحج و رکب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی بھا الظھر و العصر و المغرب و العشاء و الفجر	۲۶۰
۲۳۲	ثم اخر الظھر حتی کان قریبا من وقت العصر بالامس	۲۶۰
۲۳۳	وقت الظھر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر	۲۶۰
۲۳۴	صلی الظھر وفئی کل شئ مثلہ	۲۶۰
۲۳۵	امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک روز نماز عصر کو بہت تاخیر کرنا اور عروہ بن زبیر کا آکر حدیث جبریل سنانا کہ دعا المؤذن لصلاۃ العصر فامسی عمر بن عبد العزیز قبل ان یصلیھا	۲۶۱

۲۴۹	ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و زید بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورھما قام نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الصلاۃ فصلی قلت لانس کم کان بین فراغھما من سحورھما و دخولھما فی الصلاۃ قال قدر ما یقراء الرجل خمسین آیۃ	۲۶۳
۲۵۰	عن زر بن حبیش، قال قلنا لحذیفۃ ای ساعۃ تسحرت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ھو النھار الا ان الشمس لم تطلع	۲۶۴
۲۵۱	امام طحاوی کی روایت میں یوں صاف تر ہے قلت بعد الصبح غیر ان الشمس لم تطلع	۲۶۴
۲۵۲	عن انس قال کنا اذا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر فقلنا زالت الشمس او لم تزل صلی الظھر ثم ارتحل	۲۶۴
۲۵۳	کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا نزل منزلا لم یرتحل حتی یصلی الظھر فقال لہ رجل و ان کان نصف النھار قال و ان کان نصف النھار	۲۶۵
۲۵۴	عندالنسائی، فقال رجل و ان کانت بنصف النھار قال و ان کانت بنصف النھار	۲۶۵
۲۵۵	ان شدۃ الحر من فیح جھنم (فابردوا بالظھر)۔	۲۶۵
۲۵۹	عن حنظلۃ الکاتب، قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من حافظ علی الصلوات الخمس رکوعھن و سجودھن و مواقیتھن و علم انھن حق من عنداللہ دخل الجنۃ او قال وجبت لہ الجنۃ او قال حرم علی النار	۲۶۶
۲۶۰	خمس من جاء بھن مع ایمان دخل الجنۃ من حافظ علی الصلوات الخمس علی وضوئھن و رکوعھن و سجودھن و	۲۶۷

باب اماکن الصلاۃ

۳۳۰ رأی عمر انس بن مالك يصلی عند قبر فقال القبر القبر و لم ۲۸۶ يامره بالاعادة

باب الجمع بين الصلاتين

۱۵۴ ان مؤذن ابن عمر قال الصلاة قال سر حتی اذا كان قبل غيوب ۲۳۳ الشفق نزل فصلی المغرب ثم انتظر حتی غاب الشفق فصلی العشاء ثم قال ان رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم كان اذا عجل به امر صنع مثل الذی صنعت فسار فی ذلك اليوم والليلة مسيرة ثلث۔

۱۵۵ رواه عبدالله بن العلاء عن نافع قال حتی اذا كان عند ذهاب الشفق نزل فجمع بينهما۔

۱۵۶ اخبرنا محمود بن خالد ثنا الوليد ثنا ابن جابر ثنی نافع قال خرجت مع عبدالله بن عمر فی سفر يريد ارضاله فاتاه آتٍ فقال ان صفية بنت ابی عبيد لما بها فانظر ان تدركها فخرج مسرعا ومعه رجل من قريش يسايره وغابت الشمس فلم يصل الصلاة وكان عهدی به وهو يحافظ علی الصلاة فلما ابطاء قلت الصلاة يرحمك الله فالتفت الی ومضی حتی اذا كان فی آخر الشفق نزل فصلی المغرب ثم اقام العشاء وقد تواری الشفق فصلی بنا ثم اقبل علينا فقال ان رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم كان اذا عجل به السير صنع هكذا۔

۱۵۷ اخبرنا عطاف بن خالد المخزومی المدينی قال اخبرنا نافع قال اقبلنا مع ابن عمر من مكة حتی اذا كان ببعض الطريق استصرخ علی زوجته فقيل له انها فی الموت فامر السير وكان اذا نودی بالمغرب نزل مكانه فصلی فلما كان تلك الليلة نودی بالمغرب فسار حتی امسينا فظننا انه نسی فقلنا الصلاة فسار حتی اذا كان الشفق قرب ان يغيب نزل فصلی المغرب وغاب الشفق فصلی العشاء ثم اقبل علينا فقال هكذا نصنع مع رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم اذا حد بنا السير۔

امام عیسیٰ بن ابان نے اسے روایت کر کے فرمایا وھکذا قال ابو حنیفۃ فی الجمع بین الصلاتین ان یصلی الاول منھما فی آخر وقتھا الاخری فی اول وقتھا کما فعل عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما ورواہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۵۸ عن اسامۃ بن زید اخبرنی نافع وفیہ حتی اذا کان عند غیوبۃ الشفق فجمع بینھما وقال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصنع ھکذا اذاجد بہ السیر۔

۱۵۹ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اعجلہ السیر فی السفر یؤخرصلاۃ المغرب حتی یجمع بینھا وبین العشاء قال سالم وکان عبداللہ یفعلہ اذا اعجلہ السیر یقیم المغرب فیصلیھا ثلثا ثم یسلم ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء فیصلیھا رکعتین

۱۶۰ اسی کے باب یصلی المغرب ثلثا فی السفر میں بطریق مذکور وکان عبداللہ یفعلہ اذا عجلہ السیر تک روایت کر کے فرمایا وزاد اللیث قال حدثنی یونس عن ابن شھاب قال سالم کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما یجمع بین المغرب والعشاء بالمزدلفۃ قال سالم واخر ابن عمر المغرب وکان استصرخ علی امرأۃ صفیۃ بنت ابی عبید فقلت لہ الصلاۃ فقال سر فقلت لہ الصلاۃ فقال سر حتی سار میلین او ثلثۃ ثم نزل فصلی ثم قال ھکذا رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی اذا اعجلہ السیر۔ وقال عبداللہ رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اعجلہ السیر (یقیم) یؤخر المغرب فیصلیھا ثلثا ثم یسلم ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء فیصلیھا رکعتین۔

۱٦۱ نسائی کے یہاں یوں ہے اخبرنی محمد بن عبدالله بن زریع حدثنا یزید بن زریع حدثنا کثیر بن قاروندا قال سألت سالم بن عبدالله عن صلاة ابیه فی السفر وسألناه هل کان یجمع بین شئی من صلاته فی سفره فذکر ان صفیة بنت ابی عبید کانت تحته فکتبت الیه وهو فی زراعة له انی فی آخر یوم من ایام الدنیا واول یوم من الآخرة فرکب فاسرع السیر الیها حتی اذا حانت صلاة الظهر قال له المؤذن الصلاة یا ابا عبدالرحمن فلم یلتفت حتی اذا کان بین الصلاتین نزل فقال اقم فاذا سلمت فاقم فصلی ثم رکب حتی اذا غابت الشمس قال له المؤذن الصلاة فقال کفعلك فی صلاة الظهر والعصر ثم سار حتی اذا اشتبکت النجوم نزل ثم قال للمؤذن اقم فاذا سلمت فاقم فصلی ثم انصرف فالتفت الینا فقال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا حضر احدکم الامر الذی یخاف فوته فلیصل هذه الصلاة۔

۱٦۲ اسی حدیث میں دوسرے طریق سے یوں زائد کیا اخبرنا عبدة بن عبدالرحیم ثنا ابن شمیل ثنا کثیر بن قاروندا قال سألنا سالم بن عبدالله عن الصلاة فی السفر فقلنا اکان عبدالله یجمع بین شئی من الصلاة فی السفر فقال لا الا بجمع

۱٦۳ کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی السفر یؤخر الظهر ویقدم العصر ویؤخر المغرب ویقدم العشاء۔

۱٦۴ ان علیا کان اذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی تکاد ان تظلم ثم ینزل فیصلی (فصلی) المغرب ثم یدعو بعشائه فیتعشی ثم یصلی العشاء ثم یرتحل ویقول هکذا کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یصنع۔

۱۶۵ طحاوی بطریق ابی خیثمہ عن عاصم الاحول عن بی عثمان راوی قال وفدت انا وسعد بن مالک ونحن بنادی للحج فکنا نجمع بین الظهر والعصر نقدم من هذه ونؤخر من هذه ونجمع بین المغرب والعشاء نقدم من هذه ونؤخر من هذه حتی قدمنا مکۃ۔

۱۶۶ نیز امام ممدوح عبدالرحمٰن بن یزید سے راوی صحبت عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه فی حجه فکان یؤخر الظهر ویعجل العصر ویؤخر المغرب ویعجل العشاء ویسفر بصلاۃ الغداۃ۔

۱۶۷ جمع عمر بن الخطاب الظهر والعصر فی یوم مطیر

۱۶۸ ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء یؤخر هذه فی آخر وقتها ویعجل هذه فی اول وقتها۔

۱۶۹ ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان فی غزوۃ تبوک اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظهر حتی یجمعها الی العصر فیصلیها جمیعا اذا ارتحل بعد زیغ الشمس صلی الظهر والعصر جمیعا ثم سار وکان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتی یصلیها مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب جعل العشاء فصلاها مع المغرب ۔ رواه احمد وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاکم والدارقطنی والبیهقی۔ زاد الترمذی بعد قوله اذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر الی الظهر وصلی الظهر والعصر جمیعا .

۱۷۰ قال صلیت مع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثمانیا جمیعا قلت یا ابا الشعثاء اظنه اخر الظهر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء قال وانا اظن ذلک

۱۷۱ صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الظہر والعصر جمیعا بالمدینۃ فی غیر خوف ولاسفر قال ابوالزبیر فسألت سعیدا لم فعل ذلک فقال سألت ابن عباس کما سألتنی فقال اراد ان لایحرج احد من امتہ۔

۱۷۲ جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین الظہر والعصر والمغرب والعشاء بالمدینۃ فی غیر خوف ولا مطر۔

۱۷۳ وللطحاوی عن صالح مولیٰ التوامۃ عن ابن عباس فی غیر سفر ولامطر

۱۷۴ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمدینۃ ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا اخر الظہر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء۔

۱۷۵ عن ابن عباس انہ صلی بالبصرۃ الاولی والعصر لیس بینہما شئی والمغرب والعشاء لیس بینہما شئی فعل ذلک من شغل وزعم ابن عباس انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمدینۃ الاولی والعصر ثمان سجدات لیس بینہما شئی۔

۱۷۶ عن عبداللہ بن شقیق ان التاخیر کان لاجل خطبۃ خطبہا۔

۱۷۷ عن ابن عباس فی القصۃ قال کنا نجمع بین الصلاتین علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۷۸ کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربما جمع بینہما بالمدینۃ

۱۷۹ انما التفریط علی من لم یصل الصلاۃ حتی یجیئ وقت الصلاۃ الاخریٰ۔

١٨٠ قال عبدالله جمع لنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مقيما غير مسافر بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء فقال رجل لابن عمر لم ترى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فعل ذلك قال لان لاتحرج امته ان جمع رجل۔

١٨٢ خرج علينا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فكان يؤخر الظهر ويعجّل العصر فجمع بينهما ويؤخر المغرب ويعجل العشاء فجمع بينهما.

١٨٣ اذا بادر احدكم الحاجة فشاء ان يؤخر المغرب ويعجل العشاء ثم يصليهما جميعا فعل۔

١٨٤ كان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يجمع بين المغرب و العشاء اذا جدبه السير۔

١٨٥ وفى لفظ لمسلم والنسائي من طريق سالم رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا اعجله السير فى السفر يؤخر صلاة المغرب حتى يجمع بينهما وبين الصلاة العشاء.

١٨٦ كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يجمع بين صلاة الظهر والعصر اذا كان على ظهر سير ويجمع بين المغرب والعشاء۔ وهو عند مسلم وآخرين بذكر غزوة تبوك.

١٨٧ ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يجمع بين المغرب والعشاء في السفر من غير ان يعجله شئى ولا يطلبه عدو ولا يخاف شيئا۔

١٨٨ ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يجمع بين هاتين الصلاتين فى السفر يعنى المغرب و العشاء۔

١٨٩ جمع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى غزوة تبوك بين الظهر و العصر و بين المغرب و العشاء قال فقلت ما حمله على

۱۹۰ خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عام غزوۃ تبوك فكان يجمع الصلاۃ فصلى الظهر والعصر جميعا والمغرب والعشاء جميعا حتى اذا كان يوما اخر الصلاۃ ثم خرج فصلى الظهر والعصر جميعا ثم دخل ثم خرج بعد ذلك فصلى المغرب والعشاء جميعا۔ الحديث بطوله۔

۱۹۱ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم كان يجمع بين الظهر والعصر فی سفره الی تبوك.

۱۹۲ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم كان يجمع بين الصلاتين فی السفر.

۱۹۳ جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بين الصلاتين فی غزوۃ بنی المصطلق.

۱۹۴ كان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا جد به السير جمع بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء.

۱۹۵ جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بين المغرب والعشاء قال نعم عام غزونا بنی المصطلق۔

۱۹۶ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم جمع ولفظ الآخر كان يجمع بين الصلاتين فی السفر وللطبرانی فی معجميه الكبير والاوسط عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه قال جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء فقيل له فی ذلك فقال صنعت ذلك لئلا تحرج امتی۔

۱۹۷ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم كان يجمع بين الصلاتين فی السفر.

۱۹۸ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اراد ان یسیر یومہ جمع بین الظہر والعصر واذا اراد ان یسیر لیلہ جمع بین المغرب والعشاء۔

۱۹۹ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع فی غزوۃ تبوک بین الظہر والعصر وبین المغرب والعشاء۔

۲۰۰ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرج علینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالھاجرۃ الی البطحاء فتوضأ فصلی لنا الظہر والعصر۔

۲۰۱ خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالھاجرۃ فصلی بالبطحاء الظہر رکعتین والعصر رکعتین۔

۲۰۲ خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالھاجرۃ الی البطحاء فتوضأ ثم صلی الظہر رکعتین والعصر رکعتین۔

۲۰۳ خرج بلال فنادی بالصلاۃ ثم دخل فاخرج فضل وضوء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوقع الناس علیہ یأخذون منہ ثم دخل فاخرج العنزۃ وخرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانی انظر الی وبیض ساقیہ فرکز العنزۃ ثم صلی الظہر رکعتین والعصر رکعتین۔

۲۰۴ خرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتوضأ واذن بلال ثم رکزت العنزۃ فتقدم فصلی الظہر رکعتین ثم صلی العصر رکعتین ثم لم یزل یصلی رکعتین حتی رجع الی المدینۃ۔

۲۰۵ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال الا اخبرکم عن صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر قلنا بلی قال کان اذا زاغت الشمس فی منزلہ جمع بین الظہر والعصر قبل ان یرکب واذا لم ترخ لہ فی منزلہ سار حتی اذا کانت العصر

۲۰۶ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فذکر الحدیث وفیہ جمع بین الظہر والعصر فی الزوال.

۲۰۷ کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا ارتحل حین تزول الشمس جمع بین الظہر والعصر فاذا جدبہ السیر اخر الظہر وعجل العصر ثم جمع بینہما.

۲۰۸ فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظہر والعصر ثم رکب.

۲۰۹ کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان فی سفر فزالت الشمس صلی الظہر والعصر جمیعا ثم ارتحل.

۲۱۰ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا کان فی سفر فزاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظہر والعصر جمیعا.

۲۱۱ ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حین جمع بین المغرب والعشاء (فی السفر) سار حتی غاب الشفق.

۲۱۲ عن ابیہ قال کنت مع عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بطریق مکۃ فبلغہ عن صفیۃ بنت ابی عبید شدۃ وجع فاسرع السیر حتی اذا کان بعد غروب الشفق ثم نزل فصلی المغرب والعتمۃ جمع بینہما فقال انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جد بہ السیر اخر المغرب وجمع بینہما.

۲۱۳ ان ابن عمر کان اذا جد بہ السیر جمع بین المغرب و العشاء بعد ان یغیب الشفق و یقول ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا جد بہ السیر جمع بین المغرب و العشاء.

۲۱۴ ان ابن عمر استصرخ علی صفیۃ وھو بمکۃ فسار حتی غربت الشمس وبدت النجوم فقال ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا عجل بہ امر فی سفر جمع بین ھاتین الصلاتین فسار حتی غاب الشمس (الشفق) فنزل فجمع بینہما.

۲۱۵ ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما استصرخ علی صفیۃ بنت ابی عبید وھو بمکۃ فاقبل الی المدینۃ فسار حتی غربت الشمس وبدت النجوم وکان رجل یصحبہ یقول الصلاۃ الصلاۃ وقال لہ سالم الصلاۃ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا عجل بہ السیر فی سفر جمع بین ھاتین الصلاتین وانی ارید ان اجمع بینھما فسار حتی غاب الشفق ثم نزل فجمع بینھما۔

۲۱۶ عن اللیث قال قال ربیعۃ یعنی کتب الیہ حدثنی عبداللہ بن دینار قال غابت الشمس وانا عند عبداللہ بن عمر فسرنا فلما رأیناہ قد امسی قلنا الصلاۃ فسار حتی غاب الشفق وتصوبت النجوم ثم انہ نزل فصلی الصلاتین جمیعا ثم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جدہ السیر صلی صلاتی ھذہ یقول یجمع بینھما بعد لیل۔

۲۱۷ عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما انہ استغیث علی بعض اھلہ فجد بہ السیر و اخر المغرب حتی غاب الشفق ثم نزل فجمع بینھما ثم اخبر ھم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یفعل ذلک اذا جدبہ السیر۔

۲۱۸ عن اسمعیل بن عبدالرحمن شیخ من قریش قال صحبت ابن عمر الی الحمی فلما غربت الشمس ھبت ان اقول لہ الصلاۃ فسار حتی ذھب بیاض الافق وفحمۃ العشاء ثم نزل فصلی المغرب ثلث رکعات ثم صلی رکعتین علی اثرھما قال ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یفعل۔

۲۲۹	عن اسمٰعیل بن ابی ذویب قال کنت مع ابن عمر فلما غربت الشمس ان نقول الصلاۃ فسار حتی ذھبت فحمۃ العشاء و رأینا بیاض الافق فنزل فصلی ثلثا المغرب و اثنتین العشاء و قال ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یفعل،	۲۵۹
۲۳۰	کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظھر الی وقت العصر ثم یجمع بینھما و اذا زاغت صلی الظھر ثم رکب و لفظ قتیبۃ ثم نزل فجمع بینھما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظھر ثم رکب	۲۵۹
۲۳۸	اخر الظھر حتی یدخل اول وقت العصر ثم یجمع بینھما	۲۶۱
۲۳۹	یؤخر المغرب حتی یجمع بینھا و بین العشاء حین یغیب الشفق	۲۶۱
۲۵۶	ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غابت لہ الشمس بمکۃ فجمع بینھما بسرف، و فی لفظ، غابت الشمس و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بمکۃ فجمع بین الصلاتین بسرف، عن ھشام بن سعد قال بینھما عشرۃ امیال یعنی بین مکۃ و سرف۔	۲۶۵
۲۵۷	عن یحیٰ بن سعید انہ قال سالم بن عبداللہ ماشد ما رأیت اباک اخر المغرب فی السفر فقال سالم غربت الشمس و نحن بذات الجیش فصلی المغرب بالعقیق	۲۶۶
۲۵۸	اصبح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بملل ثم راح و تعشی بسرف	۲۶۶
۲۹۸	عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کتب فی الآفاق ینھاھم ان یجمعوا بین الصلاۃ و اخبرھم ان الجمع بین الصلاتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر	۲۷۵

باب التہجد

باب القنوت

باب الاشارة فى التشهد

باب الدعاء بعد السلام

۸۹	عن براء بن عازب، کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احببنا ان نکون عن یمینہ یقبل علینا بوجھہ قال فسمعتہ یقول رب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک	۳۵۹
۹۰	کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی و فرغ من صلاتہ مسح بیمینہ علی رأسہ و قال بسم اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم اللھم اذھب عنی الھم و الحزن	۳۵۹
۹۱	عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال ما من عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلاۃ ثم یقول اللھم الھی والہ ابراھیم و اسحق و یعقوب والہ جبریل و میکائیل اسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر و تعصمنی فی دینی فانی مبتلی و تنالنی برحمتک فانی مذنب و تنفی عنی الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ عزوجل ان لایرد یدیہ خائبتین	۳۶۰
۹۳	اذ صلیت الصبح فقل قبل ان تتکلم من الناس اللھم اجرنی من النار سبع مرات فانک ان مت من یومک ذالک کتب اللہ لک جوارا من النار	۳۶۳
۹۴	کان رسول اللہ لا یقعد الا بمقدار ما یقول اللھم انت السلام الخ	۳۶۳
۹۵	کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ اسلم من صلاتہ قال بصوتہ الا علی لا الہ الا وحدہ لاشریک لہ الملک و لہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر و لاحول و لا قوۃ الا باللہ و لا نعبد الا ایاہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسین مخلصین لہ الدین و لو کرہ الکافرون	۳۶۳
۳۷۶	اللھم لاقابض لما بسطت و لا باسط لما قبضت ولامانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لاھادی لمن اضللت و لا مضل لمن ھدیت و لا مقرب لما باعدت و لا مباعد لما قربت	۳۳۸

باب السترۃ

باب الجمعۃ

باب اذان الجمعۃ

باب الدعاء بین الخطبتین

باب العیدین

۳۸۳	عن ابن عباس، قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم فطر او اضحی فصلی ثم خطب ثم اتی النساء فوعظهن و ذکرهن و امرهن بالصدقة	۳۸۶
۵۰۹	عن ابراهیم قال کانت الصلاة فی العیدین قبل الخطبة ثم یقف الامام علی راحلته بعد الصلاة فیدعو و یصلی بغیر اذان و الاقامة	۵۰۲
۵۲۳	تخرج العواتق وذوات الخدور و الحیض و یعتزل الحیض المصلی و یشهدن الخیر و دعوة المسلمین	۵۰۶
۵۲۴	کنا نومران نخرج یوم العید حتی تخرج البکر من خدرها حتی تخرج الحیض فیکن خلف الناس فیکبرون بتکبیرهم و یدعون بدعائهم یرجون برکة ذلک الیوم و طهرته	۵۰۷
۵۲۵	عن ابن عباس، انه سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول اذا کانت غداة الفطر بعث اللہ عزوجل للملئکة (الی ان قال) و یقول یا عبادی سلونی فوعزتی وجلالی لاتسألونی الیوم شیأ فی جمعکم لآخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الانظرت لکم فوعزتی لاسترن علیکم عثراتکم مارا قبتمونی فوعزتی وجلالی لا اخزیکم و لا افضحکم بین اصحاب الحدود و انصرفوا مغفورا لکم قد ارضیتمونی و رضیت عنکم	۵۰۷
۵۳۳	عن عبد اللہ بن السائب، قال حضرت العید مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی بنا العید ثم قال قد قضینا الصلاة فمن احب ان یجلس للخطبة فلیجلس و من احب ان یذهب فلیذهب	۵۱۲
۵۳۴	صلی (یعنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ثم خطب ثم اتی النساء و معه بلال فوعظهن و ذکرهن و امرهن بالصدقة فرأیتهن ان یهوین بایدیهن یقذفنه فی ثوب بلال ثم انطلق هو و بلال الی بیته	۵۱۳

باب الصفوف

باب الجماعة

۲۳۲	عن ابی ہریرۃ قال اقیمت الصلاۃ وعدلت الصفوف فخرج الینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما قام فی مصلاہ ذکر انہ جنب فقال لنا مکانکم ثم رجع فاغتسل ثم خرج الینا و راسہ یقطر فکبر فصلینا معہ	۱۷۸
۳۱۵	حدیث میں سنت اقدس یوں مروی ہے کہ جب لوگ جلد حاضر ہوتے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلد نماز پڑھ لیتے اور حاضری میں دیر ملاحظہ فرماتے تو تاخیر فرماتے اور کبھی سب لوگ حاضر ہو جاتے اور تاخیر فرماتے، یہاں تک کہ ایک بار نماز عشاء میں تشریف آوری کا بہت انتظار طویل صحابۂ کرام نے کیا بہت دیر کے بعد مجبور ہو کر امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے در اقدس پر عرض کی عورتیں اور بچے سو گئے اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر آمد ہوئے اور فرمایا روئے زمین پر تمہارے سوا کوئی نہیں جو اس نماز کا انتظار کرتا اور تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے انتظار میں رہو۔	۲۸۱
۲۳۳	من صلی العشاء فی الجماعۃ فکانما قام نصف لیلۃ و من صلی الصبح فی جماعۃ فکانما صلی اللیل کلہ	۳۰۶
۲۳۴	اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجل اعمیٰ فقال یا رسول اللہ انہ لیس لی قائد یقودنی الی المسجد فسأل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یرخص لہ فیصلی فی بیتہ فرخص فلما ولی دعاہ فقال ھل تسمع النداء بالصلاۃ فقال نعم قال فاجب۔	۳۰۶
۲۳۵	عن ابن ام مکتوم قلت یا رسول اللہ ان المدینۃ کثیرۃ الھوام و السباع قال تسمع حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح قال نعم قال فحیھلا	۳۰۷

۲۳۶	و فی روایة، ایسعنی ان اصلی فی بیتی قال اتسمع الاقامة قال نعم قال فأتها۔	۳۰۷
	و فی اخری، قال فا ـنرها و لم یرخص له	
۲۳۷	و فی روایة، سأل ان یرخص له فی صلاة العشاء و الفجر قال هل تسمع الاذان قال نعم مرة او مرتین فلم یرخص له فی ذلك	۳۰۷
۲۳۸	جاء رجل ضریر الی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فیه ایبلغك النداء قال نعم (قال) فاذا سمعت اجب	۳۰۸
۲۳۹	و فی لفظ، قال اتسمع الاذان قال نعم قال فأتها و لو حبوا	۳۰۸
۲۴۰	قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من ادرك الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجة وهو لایریدالرجعة فهو منافق	۳۰۸
۲۴۱	قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا یسمع النداء فی مسجدی هذا ثم یخرج منه الالحاجة لایرجع الیه الا منافق	۳۰۸
۲۴۲	ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لا یخرج من المسجد احد بعد النداء الا منافق الا لعذر اخرجته حاجة وهو یرید الرجوع	۳۰۹
۲۴۳	قال ابن مسعود فی المتخلفین عن الجماعات لو ترکتم سنة نبیکم لکفرتم	۳۰۹
۲۳۶	ان عمر بن الخطاب فقد سلیمن بن ابی حثمة فی صلاة الصبح و ان عمر بن الخطاب غدا الی السوق و مسکن بین السوق و المسجد النبوی فمر علی الشفأ ام سلیمن فقال لها لم ار سلیمن فی الصبح فقالت انه قد بات یصلی فغلبته عیناه فقال عمر لان اشهد صلاة الصبح فی الجماعة احب الی من اقوم لیلة	۳۱۰

۲۴۷	عن سلیمن بن ابی حثمة عن امه الشفأ قالت دخل علی عمر و عندی رجلان نائمان معنی زوجها ابا حثمة و ابنها سلیمن فقال اما صلیا الصبح قلت لم یزالا یصلیان حتی اصبحا فصلیا الصبح و ناما فقال لان اشهد الصبح فی جماعة احب الی من قیام لیلة	۳۱۰
۲۴۹	الجفأ کل الجفا و الکفر و النفاق من سمع منادی الله ینادی الی الصلوات فلا یجیبه	۳۱۱
۲۵۸	یحسب المومن من الشقأ و الخیبة ان یسمع المؤذن یثوب بالصلاة فلا یجیبه	۳۱۳
۲۵۹	قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لیس صلاة اثقل علی المنافقین من الفجر و العشاء ولو یعلمون ما فیهما لاتوهما و لو حبوا لقد هممت ان آمر المؤذن فیقیم ثم امر رجلا یوم الناس ثم اخذ شعلا من نار فاحرق علی من لایخرج الی الصلاة بعد۔	۳۱۳
۲۶۰	انه علیه الصلاة و السلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد و قد صلی اهل المسجد رجع الی منزله فجمع اهله و صلی۔	۳۱۴
۲۶۱	ان اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کانوا اذا فاتتهم الجماعة فی المسجد صلی فی المسجد فرادیٰ	۳۱۴
۲۶۳	عن انس نفسه انه جاء الی مسجد قد صلی فاذن و اقام و صلی جماعة	۳۱۴
۲۶۴	ان رجلا دخل المسجد و قد صلی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم باصحابه فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من یتصدق علی ذا فیصلی معه فقام رجل من القوم فصلی معه۔ و فی بعضها ان ذلک المتصدق علی الرجل ابوبکر صدیق رضی الله تعالیٰ عنه	۳۱۵

باب القراءة

باب الامامة

باب الاذان والاقامة

۳۶۱	عن علی، قال رأنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حزینا فقال یا ابن ابی طالب انی اراك حزینا فمر بعض اهلك یوذن فی اذنك فانه درء للهم، مولیٰ علی اور مولیٰ علی تک جس قدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا فجربته فوجدته کذلك۔	۳۲۹
۳۷۱	اذا اذن فی قریة امنها الله من عذابه فی ذلك الیوم و شاهده عنده	۲۳۱

باب تقبیل الابہامین

۳۶۰	امام سخاوی المقاصد الحسنۃ فی الاحادیث الدائرۃ علی الالسنۃ میں فرماتے ہیں۔ مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلهما عند سماع قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله مع قوله اشهد ان محمدا عبده و رسوله رضیت بالله ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی الله تعالی علیه وسلم نبیا۔ ذکره الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث ابی بکرالصدیق رضی الله تعالیٰ عنه انه لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله قال هذا و قبل باطن الانملتین السبابتین و مسح عینیه فقال صلی الله تعالی علیه وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیه شفاعتی۔ ولایصح.	۲۹۶
۳۶۱	پھر فرمایا و کذا ما اورده ابوالعباس احمد بن ابی بکر الردادالیمانی المتصوف فی کتابه "موجبات الرحمة و عزائم المغفرة" بسند فیه مجاهیل مع انقطاعه عن الخضر علیه السلام انه قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشهد ان محمد رسول الله مرحبا بحبیبی و قرة عینی محمد بن عبدالله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثم یقبل ابهامیه و یجعلهما علی عینیه لم یرمدا ابدا.	

۳۶۲ ﴿فرمایا﴾ ثم روی بسند فیه لم اعرفه عن اخی الفقیه محمد بن البابا فیما حکی عن نفسه انه هبت ریح فوقعت منه حصاة فی عینه و اعیاه خروجها المته اشد الالم وانه لما سمع المؤذن یقول اشهد ان محمد رسول الله قال ذلک فخرجت الحصاة من فوره قال الرداد رحمة الله تعالی و هذا یسیر فی جنب فضائل الرسول صلی الله تعالی علیه وسلم.

۳۶۳ ﴿فرمایا﴾ و حکی الشمس محمد بن صالح المدنی امامها و خطیبها فی تاریخه عن المجد احد القدماء من المصریین انه سمع یقول من صلی علی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم اذا سمع ذکر فی الاذان و جمع اصبعیه المسبحة و الابهام و قبلهما و مسح بهما عینیه لم یرمدا ابدا.

۳۶۴ ﴿فرمایا﴾ قال ابن صالح و سمعت ذلک ایضا من الفقیه محمد بن الزرندی عن بعض شیوخ العراق و العجم و انه یقول عندما یمسح عینیه صلی الله علیک یا سیدی یا رسول الله یا حبیب قلبی و یانور بصری و یا قرة عینی و قال لی کل منهما منذفعلته لم ترمد عینی.

۳۶۵ ﴿فرمایا﴾ قال ابن صالح و انا ولله الحمد و الشکر منذ سمعة منهما استعملته فلم ترمد عینی و ارجو ان عافیتهما تدوم وانی اسلم من العمر انشاء الله تعالیٰ.

۳۶۶ ﴿فرمایا﴾ قال روی عن الفقیه محمد بن سعید الخولانی قال اخبرنی الفقیه العالم ابوالحسن علی بن محمد بن حدید الحسینی اخبرنی الفقیه الزاهد البلالی عن الحسن رضی الله تعالی عنه انه قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشهد ان محمد رسول الله مرحبا بحبیبی و قرة عینی محمد بن عبدالله صلی الله تعالی علیه وسلم و یقبل ابهامیه و یجعلهما علی عینیه لم یعم ولم یرمد

باب المسجد

باب فضیلة العمامة

۶۵	عن میمون بن مہران قال دخلت علی سالم بن عبداللہ بن عمر فحدثنی علیا ثم التفت الی فقال یا ابا ایوب الا اخبرک بحدیث تحبہ و تحملہ عنی و تحدث بہ قلت بلی قال دخلت علی عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وھو یتعمم فلما فرغ التفت فقال اتحب العمامۃ قلت بلی قال احبھا تکرم ولا یراک الشیطان الاولی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول صلاۃ تطوع او فریضۃ بعمامۃ تعدل خمسا و عشرین صلاۃ بلا عمامۃ و جمعۃ بعمامۃ تعدل سبعین جمعۃ بلا عمامۃ ای بنی اعتم فان الملئکۃ یشھدون یوم الجمعۃ معتمین فیسلمون علی اھل العمائم حتی تغیب الشمس۔	۳۴۷
۶۶	لاینظر اللہ الی قوم لا یجعلون عمائمھم تحت ردائھم یعنی فی الصلاۃ۔	۳۴۸

باب السواک

۶۷	عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ تسوک و توضأ ثم قام فصلی۔	۱۰۷
۶۸	ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یرقد من لیل و لا نھار فیستیقظ الا یتسوک قبل ان یتوضأ۔	۱۰۷
۶۹	کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا توضأ استنشق ثلثا و تمضمض و ادخل اصبعہ فی فمہ۔	۱۰۸
۷۰	کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا توضأ تمضمض و استنشق و ادخل اصابعہ من تحت لحیتہ فخللھا۔	۱۰۸
۷۱	عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ دعا بکوز من ماء فغسل وجھہ و کفیہ ثلثا و تمضمض ثلثا فادخل بعض اصابعہ فی فیہ و قال فی آخرہ ھکذا کان وضوء نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۱۰۸
۷۲	عن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان اذا توضأ یسوک فاہ باصبعہ۔	۱۰۸

باب الاسراف والتبذیر

باب صلاۃ الجنازۃ

باب التلقین

باب زیارة القبور

باب التعزیة و العیادة

۳۷۲	ثلث لیس لهم عیادة الرمد و الدمل و الضرس	۳۰۰
۳۱۲	قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یقول یوم القیمۃ یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی، الحدیث وفیہ یا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمنی قال یا رب کیف اطعمك و انت رب العالمین قال اما علمت انہ استطعمك عبدی فلان فلم تطعمہ اما علمت انك لو اطعمتہ لوجدت عندی یا ابن آدم استسقیتك فلم تسقنی۔	۳۱۳

باب الزکوٰۃ

۳۰۵	امراۃ اتت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و معها ابنتها و فی ید بنتها مسکتان غلیظتان من ذهب فقال تعطین زکوۃ هذا قال لا قال ایسرك ان یسورك اللہ بهما یوم القیمۃ سوارین من نار قال فخلعتهافالقتهما الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالت هما للہ و رسولہ	۳۱۰

باب الصدقۃ

۹۸	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصدق کا حکم فرمایا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوئے کہ اگر میں کبھی ابو بکر پر سبقت لے جاؤں گا تو یہی بار ہے کہ میرے پاس مال بسیار ہے اپنے جملہ اموال سے نصف حاضر خدمت اقدس لائے حضور نے فرمایا اہل و عیال کے لئے کیا رکھا عرض کی اتنا ہی، اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور اپنا کل مال لائے گھر میں کچھ نہ چھوڑا ارشاد ہوا اہل و عیال کیلئے کیا رکھا عرض کی اللہ اور اللہ کا رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں میں وہی فرق ہے جو تمہارے ان جوابوں میں۔	۱۱۷
۱۱۳	قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا امۃ محمد والذی بعثنی بالحق لایقبل اللہ صدقۃ من رجل ولہ قرابۃ محتاجون الی صلتہ و یصرفها الی غیرهم و الذی نفسی بیدہ لاینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ۔	۱۲۱

باب فضیلة المدینة

باب ماء زمزم

باب فضل العرب

باب الصوم

باب وقت الافطار

باب الدین یسر

باب احیاء السنۃ

باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

باب الضلالة والبدعة

باب الکفر

باب الغیبة

باب البیوع

باب الحلال والحرام

باب السوال

باب فی اللہ عزوجل

باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

باب حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

باب فضیلۃ القرآن

باب تلاوۃ القرآن

باب التکلم فی المتشابہات

۱۲۹ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب صبیغ سے جس پر بوجہ بحث متشابہات بدمذہبی کا اندیشہ تھا بعد ضرب شدید توبہ لی ابو موسیٰ اشعری کو فرمان بھیجا کہ مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھیں، عن صبیغ انه سأل عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه عن المرسلات و الذاریات و النازعات فقال له عمر الق ما علی راسك فاذا له ضفیرتان قال لو وجدتك محلوقا لضربت الذی فیه عیناك ثم کتب الی اهل البصرة ان لاتجالسوا صبیغا قال ابو عثمن فلو جاء و نحن مائة تفرقنا عنه۔ ۳۷۲

۱۳۰ کتب عمر بن الخطاب الی ابی موسیٰ الاشعری ان لاتجالسوا صبیغا و ان یحرم عطاؤہ و رزقه ۳۷۳

۱۳۱ کتب امیر المومنین الی ابی موسیٰ اما بعد فان الا صبغ بن علیم التمیمی تکلف ماکفی وضیع ماولی فاذا جاء ك کتابی هذا فلا تبایعوه و ان مرض فلا تعودوه و ان مات فلا تشهدوه قال فکان الا صبغ یقول قدمت البصرة فاقمت بها خمسة و عشرین یوما و ما من غائب احب الی ان القاه من الموت ثم ان الله الهمه التوبة وقذ فها فی قلبه فاتیت ابا موسیٰ وهو علی المنبر فسلمت علیه فاعرض فقلت ایها المعرض انه قد قبل التوبة من هو خیر منك و من عمر و انی اتوب الی الله عزوجل مما اسخط امیر المومنین و عامة المسلمین فکتب بذلك الی عمر فقال صدق اقبلوا من اخیکم ۳۷۳

۱۳۲ ان رجلا من بنی تمیم یقال له صبیغ بن عسل قدم المدینة و کان عنده کتب فکان یسأل عن متشابه القرآن فبلغ ذلك عمر فبعث الیه و قد اعد له اعرا جین النخل فلما دخل علیه قال من انت قال انا عبدالله صبیغ قال عمر رضی الله تعالیٰ عنه و انا عبدالله عمر و اومأالیه فجعل یضربه بتلك العراجین فما زال یضربه حتی شجه و جعل الدم یسیل علی وجهه فقال حسبك یا امیر المومنین و الله لقد ذهب الذی اجد فی راسی ۳۷۳

باب فضیلة العلم والعلماء

۳۹۵	تواضعوا لمن تعلمون منه و تواضعوا لمن تعلمونه و لاتكونوا جبابرة العلماء فيغلب جهلكم علمكم	۳۵۷
۳۰۲	قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من سئل عن علمه فكتمه الجمه الله يوم القيمة بلجام من نار	۳۵۹
۳۲۶	ان اهل الجنة ليحتاجون الى العلماء فى الجنة و ذلك انهم يرون الله تعالىٰ فى كل جمعة فيقول لهم تمنوا على ما شئتم فيلتفتون الى العلماء فيقولون ماذا نتمنى فيقولون تمنوا عليه كذا كذا فهم يحتاجون اليهم فى الجنة كما يحتاجون اليهم فى الدنيا	۳۶۷

باب الاشياء والاحاديث فيها الفضيلة

۳۸۱	من بلغه عن الله عزوجل شى فيه فضيلة فاخذ به ايمانا به و رجاء ثوابه اعطاه الله تعالىٰ ذلك و ان لم يكن كذلك	۳۰۲
۳۸۲	فى رواية، اعطاه الله ذلك الثواب و ان لم يكن ما بلغه حقا	۳۰۳
۳۸۳	فى لفظ، كان منى او لم يكن	۳۰۳
۳۸۴	فى لفظ، و ان كان الذى حدثه كاذبا	۳۰۳
۳۸۵	ما جاء كم عنى من خير قلته او لم اقله فانى اقوله و ماجاء كم عنى من شرفانى لا اقول الشر	۳۰۳
۳۸۶	فى رواية، ما قيل من قول حسن فانا قلته	۳۰۳
۳۸۷	فى رواية، خذوا به حدثت به او لم احدث به	۳۰۳
۳۸۸	عن حمزة بن عبدالمجيد قال، رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى النوم فى الحجر فقلت بابى انت و امى يا رسول الله انه قد بلغنا عنك انك قلت من سمع حديثا فيه ثواب فعمل بذلك الحديث رجاء ذلك الثواب اعطاه الله ذلك الثواب و ان كان الحديث باطلا فقال اى و رب هذا البلد انه لمنى وانا قلته۔	۳۰۳
۳۸۹	من بلغه عن الله تعالىٰ فضيلة فلم يصدق بها لم ينلها	۳۰۳

باب اثم من كذب على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

باب الفتيا

باب فضيلة امة محمد صلی الله تعالیٰ عليه وسلم

باب فی اولياء الله تعالیٰ

باب فی الشعر

ھون علیک فان الامور　　بکف الالٰه مقادیرھا

فلیس بأتیک منھیھا　　ولا قاصر عنک مامورھا

باب الامارت

باب الاطاعة

باب النکاح

باب الطلاق

باب الاخوت

باب الظلم والتعدی

باب التوبة

باب الصدق و الكذب

باب الرؤيا

باب الظن

۱۹۹	جب حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت فرماکر سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں مقیم ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اولش جب ان کے گھر جاتا وہ اور ان کے گھر والے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک کے نشان کی جگہ سے کھاتے۔	۱۴۹
۲۰۰	عن هلب قال رأيت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نهى عن طعام النصارىٰ فقال لا يتخلجن في صدرك طعام ضارعت فيه نصرانية	۱۴۹
۲۰۱	قال ابو ثعلبة خشني، قلت يا رسول الله انا نغزو ارض العدو فنحتاج الى آنيتهم فقال استغنوا عنها ما استطعتم فان لم تجدوا غيرها فاغسلوها و كلوا منها و اشربوا	۱۵۰
۲۳۳	ام المومنین صدیقہ نے عروہ بن زبیر سے فرمایا والله يا ابن اختي انا كنا لننظر الى الهلال ثم الهلال، ثم الهلال ثلثة اهلة في شهرين و ما اوقد في ابيات النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نار قلت يا خالة فما كان يعيشكم قالت الاسودان التمر و الماء	۱٦۷
۲۳۴	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ رکاب اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمین ثمود پر اترے وہاں کے کنوؤں سے پانی بھرا اس سے آٹے گوندھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ پانی پھینک دیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیں چاہ ناقہ سے پانی لیں۔	۱٦۷
۲۳۵	قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الناس شركاء في ثلث (اى في الماء و النار والملح) لا يفرق بين قصد و قصد	۱٦۷
۳۰۴	ان يهوديا دعا النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الى خبز شعير و اهالة سنخة فاجابه	۱۹۵

باب الخمر والمسکرات

باب الذکر

باب الصحبۃ و المجالسۃ

باب الزینة واللباس

باب مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

باب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم

باب الاسماء

باب الاستمداد

باب قتل الحیة

۲۲ من قتل حية فله سبع حسنات ومن قتل وزغة فله حسنة ۱۸۹

باب الحجامة

۳۹۸ من احتجم يوم الاربعاء و يوم السبت فاصابه برص فلا يومن الا نفسه ۳۰۷

۳۹۹ امام سیوطی فرماتے ہیں سمعت ابی یقول سمعت اباعمر محمد بن جعفر بن مطر النيشاپوری قال قلت یوما ان هذا الحديث ليس بصحيح فافتصدت يوم الاربعاء فاصابنی البرص فرأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في النوم فشكوت اليه حالى فقال اياك و الاستهانة بحديثى فقلت تبت يا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فانتبهت وقدعافانى الله و ذهب ذلك عنى ۳۰۷

۴۰۰ وہی فرماتے ہیں؛ سمعت ابا معين الحسين بن الحسن الطبرى يقول اردت الحجامة يوم السبت فقلت للغلام ادع لى الحجام فلما ولى الغلام ذكرت خبر النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فاصابه وضح فلا يلومن الا نفسه قال فدعوت الغلام ثم تفكرت فقلت هذا حديث فى اسناده بعض الضعف فقلت للغلام ادع الحجام لى فدعاه فاحتجمت فاصابنى البرص فرأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى النوم فشكوت اليه حالى فقال اياك و الاستهانة بحديثى فنذرت لله نذرا لئن اذهب الله مابى من البرص لم اتهاون فى خبر النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صحيحا كان او سقيما فذهب الله عنى ذلك البرص ۳۰۷

۴۰۱ ورد النهى عنه (عن تقليم الاظفار) يوم الاربعاء و انه يورث البرص، وحكى عن بعض العلماء انه فعله فنهى عنه فقال لم يثبت هذا فلحقه البرص من ساعة فرأى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى منامه فشكى اليه فقال له الم تسمع نهى عنه فقال لم يصح عندى فقال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يكفيك انه سمع ثم مسح بدنه بيده الشريفة فذهب مابه فتاب عن مخالفة ماسمع ۳۰۸

باب الدعاء

۵۱۴	ثلثة لا ترد دعوتهم الصائم حین یفطر، الحدیث	۵۰۳
۵۱۵	ان للصائم عند فطره لدعوة ما ترد	۵۰۴
۵۱۶	لکل عبد صائم دعوة مستجابة عند افطاره اعطیها فی الدنیا و ادخرت فی الآخرة	۵۰۳
۵۲۰	ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات فتعرضوا لھا لعل ان یصیبکم نفحة منھا لا تشقون بعدھا	۵۰۵
۵۲۱	لایجتمع ملوء فیدعو بعضھم یؤمن بعضھم الا اجابھم	۵۰۶
۵۲۶	اذا جلس احدکم فی مجلس فلا یبرحن منه حتی یقول ثلث مرات سبحنك اللھم ربنا و بحمدك لا اله الا انت اغفرلی و تب علی فان کان اتی خیرا کان کالطابع علیه و ان کان مجلس لغو کان کفارة لما کان فی ذلك المجلس	۵۰۸
۵۲۷	کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا جلس مجلسا یقول فی آخره اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحنك اللھم و بحمدك اشھد ان لااله الا انت استغفرك و اتوب الیك	۵۰۹
۵۲۸	ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان اذا جلس مجلسا او صلی تکلم بکلمات فسالته عائشة عن الکلمات فقال ان تکلم بخیر کان طابعا علیھن الی یوم القیمة و ان تکلم بشر کان کفارة له سبحنك اللھم بحمدك استغفرك و اتوب الیك۔	۵۰۹
۵۲۹	حدیث قدسی، انا عند ظن عبدی بی و انا معه اذا دعانی	۵۱۰
۵۳۰	یا ابن آدم انك مادعوتنی و رجوتنی غفرت لك علی ما کان منك ولا ابالی	۵۱۰
۵۳۱	علیکم عباداللہ بالدعاء	۵۱۰
۵۳۲	صلوا علی و اجتھدو فی الدعاء	۵۱۰
۵۳۳	لا تعجزوا فی الدعاء فانه لن یھلك مع الدعاء احد	۵۱۰

باب اشراط الساعة

باب الدجال

باب صفة الجنة والنار

باب الشتى

الماخذ

۱	فتاوی رضویه جلد اوّل	رضوی کتاب گھر بھیونڈی
۲	الجود الحلو فی ارکان الوضوء	مشمولہ جلد اوّل
۳	تنویر القندیل فی اوصاف المندیل	
۴	الطراز المعلم فیما هو حدث من احوال الدم	
۵	نبه القوم ان الوضوء من ای نوم	
۶	الاحکام و العلل فی اشکال الاحتلام و البلل	
۷	بارق النور فی مقادیر ماء الطهور	
۸	ارتفاع الحجب عن وجوه قراءة الجنب	
۹	الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل	
۱۰	النمیقة الانقی فی فرق الملاقی و الملقی	
۱۱	اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقاً علی قول الامام	
۱۲	النور و النورق لاسفار الماء المطلق	
۱۳	عطاء النبی لا فاضة احکام ماء الصبی۔رساله ضمنیه	
۱۴	حسن التعمم لبیان حد التیمم	
۱۵	الظفر لقول زفر۔ رساله ضمنیه	
۱۶	الطلبة البدیعه فی قول صدر الشریعه	

۱۷	فتاوی رضویه جلد دوم	مکتبہ نعیمیہ دہلی ارسلے سنبھل
۱۸	سلب الثلب عن القائلین بطهارة الکلب	مشمولہ جلد دوم
۱۹	الاحلی من السکر لطلبة سکر روسر	
۲۰	جمان التاج فی بیان الصلوٰة قبل المعراج	
۲۱	حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلوٰتین	
۲۲	منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین	
۲۳	نهج السلامة فی حکم تقبیل الابهامین فی الاقامة	
۲۴	ایذان الاجر فی اذان القبر	
۲۵	فتاوی رضویه جلد سوم	رضا اکیڈمی بمبئی
۲۶	بدایة المتعال فی حد الاستقبال	مشمولہ جلد سوم
۲۷	الجام الصاد عن سنن الضاد	
۲۸	النهی الاکید عن الصلاة وراء عدی التقلید	
۲۹	القلادة المرصعة فی نحر الاجوبة الاربعة	
۳۰	تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب	
۳۱	اجتناب العمال عن فتاوی الجهال	
۳۲	انهار الانوار من یم صلاة الاسرار	
۳۳	وصاف الرجیح فی بسملة التراویح	
۳۴	مرقاة الجمان فی الهبوط عن المنبر لمدح السلطان	
۳۵	رعایة المذهبین فی الدعا بین الخطبتین	
۳۶	التبصیر المنجد بان صحن المسجد مسجد	
۳۷	اوفی اللمعه فی اذان الجمعة	
۳۸		

فہرست مضامین

جلد اوّل

☆☆☆

سر

فہرست احادیث بضمن ابواب

جلد اوّل